Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

763

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम क़सतम हैम आज़म

लेखक मोहिम्मद इनायत अल्लाह B.A.

प्रकाशन वर्ष 1923

आगत संख्या 763

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ओ३म्
पुस्तक संख्या 3/65
पञ्जिका संख्या २५८८६
पुस्तक पर सर्व प्रकार की निशानियां लगाना वर्जित है। कोई सज्जन पन्द्रह दिन से अधिक देर तक पुस्तक अपने पास नहीं रख सकते। अधिक देर तक रखने के लिये पुनः आज्ञा प्राप्त करनी चाहिये।

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

3165
22556
763
763;U

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

Firth J. B.

Constantine

763

3/-

سلسلۂ نصابات علمیہ جامعۂ عثمانیہ

CHECKED 1973
Initial

قسطنطین اعظم

رومانی سلطنت کا نظام حکومت بطرز نو قائم ہونا

اور کلیسائے مسیحی کی کامیابی۔

مصنفہ

جان۔ بی۔ فرتھ۔ اسکوائر

سابق سکالر کوینز کالج اوکسفورڈ مصنف کتاب "آگسٹس سیزر"

ومترجم خطوط پلینی وغیرہ وغیرہ

مترجمہ

محمد عنایت اللہ۔ بی۔ اے۔ ناظم سررشتۂ تالیف وترجمہ

۱۳۴۱ھ م ۱۳۳۲ف م ۱۹۲۳ء

دارالطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

पुस्तकालय
गुरुकुल कांगड़ी

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

"یہ کتاب مسز جی - پی پٹنیامس سنس لندن کی اجازت
سے جنہیں حقوق کاپی رائٹ حاصل ہیں
اردو میں ترجمہ کرکے طبع کی گئی ہے۔"

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سلسلۂ مشاہیر اقوام
جس کو
جے۔ڈبلیو۔چارلس ڈیوس اسکوائر
فیلو بیلیئل کالج اکسفورڈ
نے
مرتب کیا۔

بہادروں کے کارنامے اور اُن کی
ناموری جو انھوں نے بڑی دشواریوں
سے حاصل کی تھی ہمیشہ زندہ رہیگی۔

قسطنطین اعظم

763;U

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تقدمہ

اپنے پدر بزرگوار کے نام سے
اس کتاب کو معنون
کرتا ہوں

مصنّف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیباچہ

اِس کتاب کے لکھنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ قسطن طین اعظم کی زندگی اور زمانے کی کہانی سناؤں۔ اِس کا فیصلہ خود ناظرین کر سکتے ہیں کہ یہ شہنشاہ "اعظم" کے لقب کا مستحق تھا یا نہیں۔ یہ البتہ یقینی ہے کہ دنیا کے منتخب لوگوں کی فہرست میں جن کا نام ہمیشہ رہیگا اُس کا نام سب سے اوپر کے ناموں میں نہیں ہے۔ اُسکا بڑا ہونا مانا جاوے یا نہ مانا جاوے مگر اُسی کے زمانے میں دنیا کی تاریخ میں یہ انقلاب عظیم پیدا ہوا کہ ایک رومانی شہنشاہ نے عیسوی مذہب قبول کیا۔ اور اِس تبدیل مذہب سے جو اہم واقعات پیش آسکتے تھے وہ پیش آئے جنکی وجہ سے رومانی تاریخ کا یہہ زمانہ خاص طور پر مطالعہ اور غور کے قابل ہوگیا۔

میں نے اس کتاب کو بہت بے طرفدار ہوکر لکھا ہے۔ بے طرفی ایک بڑی خوبی ہے اور یہہ خوبی اوسوقت اور بھی تعریف کے قابل ہو جاتی ہے جبکہ پرانے مصنفوں کی کتابوں پر غور کیا جاتا ہے جنکی مدد سے اس زمانہ کے حالات لکھے جا سکتے ہیں۔ انمیں ایک مصنف بھی ایسا نہیں ہے جو کسی نہ کسی فریق کا بدرجۂ غایت طرفدار نہو اور جس نے فریق مقابل کے نام کو داغ لگانے میں کوئی کسر رکھی ہو۔ ایسی حالت میں سچی بات کا معلوم کرنا ہمیشہ سہل نہیں ہوتا۔ قسطن طین کے بعد بھی سینکڑوں برس تک مذہبی مباحثے ہوتے رہے جنمیں اس شہنشاہ کا ذکر آیا۔ مگر ان مباحثوں کی کیفیتیں پڑھنے سے بھی امر حق کی تحقیق میں کسی قسم کی سہولت نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان میں قسطن طین کی زندگی کے اُس پہلو کو دکھایا گیا ہے جسکو فی الحقیقت کلیسا کی تاریخ سے تعلق ہو سکتا ہے نہ کہ معمولی تاریخ سے۔ ایریوسی مناظرہ کی کیفیت اور مجلس نیقیہ کی کارروائی لکھنے میں میں نے صرف واقعات پر جو مل سکے اکتفا کیا۔ اور اپنا اصول یہہ رکھا کہ صرف ان باتوں کو جن سے یہ نزاع مذہبی پیدا ہوا بیان کردوں۔ میں نے یہہ نہیں کیا کہ فریقین میں مجوز و حکم بنکر بیٹھتا اور ایک فریق کو درست اور دوسرے فریق کو نادرست بتاتا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اِس مناظرہ میں مذہبی و فلسفی مسائل پر نزاع لفظی کی جو بھرمار ہوئی اور اس سے فرقے و فرقے تیار ہوئے انکو پڑھنے سے میں نے پرہیز کیا البتہ ایسے متقدمین سے ضرور مدد لی جنھوں نے اس مناظرہ کے پیدا ہونے کے اسباب لکھے ہیں۔ اس مضمون کے متعلق میں کیننن برائیٹ کا بہت احسانمند ہوں۔ انکی کتاب "تذکرۂ آبائے مسیحی" کے اکثر ابواب میرے پیش نظر رہے۔

ان کے علاوہ جن کتابوں سے مجکو مدد ملی وہ بوائسئیے کی کتاب "اختتام عہد بت پرستی" آلارڈ کی کتاب تصدیعۂ دائیوک لیشن و فتح کلیسا" اور ڈیورُوی کی کتاب "تاریخ روما" اور گرووسٹر کی کتاب "قسطنطنیہ" ہیں۔

جے۔ بی۔ فرتھ

لندن اکتوبر ۱۹۰۴ء

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیباچہ مرقومۂ مترجم

طلبائے تاریخ کے لئے یہہ کتاب نہایت مفید اور دلچسپ ہے۔ رومانی سلطنت دنیا میں ایک نہایت عظیم الشان اور اہل یورپ کے نزدیک بالعموم بڑی واجب التعظیم سلطنت گذری ہے۔ صدہا برس تک اسکا صدر مقام اطالیہ کے ملک میں روما کا شہر رہا۔ پھر سلطنت کو مصر و مغربی ایشیا میں اسقدر اقتدار ہوا کہ اُس کے دو بڑے حصے ہوگئے ایک مغربی اور دوسرا مشرقی۔ مغربی حصہ کا دار الحکومت اکثر روما رہا مشرقی حصہ کا پایۂ تخت قدیم یونانی شہر بیزنطیہ کے موقع پر ایک نیا شہر تعمیر کرکے قائم کیا گیا جو آجتک قسطنطنیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس دار الحکومت کو اسقدر رونق ہوئی کہ قدیم روما کی بھی کچھ حقیقت نہ رہی۔ رومانی نظام حکومت نے بھی کبھی کوئی شکل اختیار کی اور کبھی کوئی۔ ابتدا میں جب کہ حکومت کا صدر مقام روما تھا اُسکی شکل مدتوں جمہوری رہی۔ پھر فتوحات نے فوجی سرداروں کو ایسی قوت دی کہ جمہوری طرز کمزور ہوتا گیا تا آنکہ بڑے بڑے سپہ سالار قیصر و امپراطور ہونے لگے اور جسقدر اُنکی قوت بڑھی جمہوری مجالس سیاست کا وقار کم ہوتا گیا۔ سلطنت کی قسمت کا فیصلہ ان ہی امرائے لشکر کے ہاتھ میں زیادہ تر رہا اور یہ ہی لوگ اس کے مالک اور شہنشاہ تسلیم ہونے لگے۔ یہانتک کہ قسطنطین اعظم کا دور آیا۔ یہ قیصری کے درجہ سے اغسطس کے رتبہ پر پہنچا اور رفتہ رفتہ اپنے ہم رتبہ اغسطسوں پر غالب آکر کل سلطنت کا مالک اور شہنشاہ بن بیٹھا۔ اس نے اپنا دربار ایشیا کے سامنے یورپ کے ساحل پر قسطنطنیہ میں جمایا جسکو اسی غرض سے خود اس نے تعمیر کرایا تھا اور بالکل ایشیائی تاجداروں کا سا جاہ و حشم اختیار کیا جو قدیم رومانی مذاق اور طبیعت کے بالکل برعکس تھا۔ اس شہنشاہ نے بڑی بڑی لڑائیاں لڑکر تمام قلمرو پر اپنا قبضہ کیا اور مرنے سے پہلے تمام سلطنت اپنے فرزندوں اور بھتیجوں میں تقسیم کرگیا۔ یہہ بات بھی قدیم اصول سیاست کے خلاف تھی۔ غرض یہ جملہ حالات سلطنت کے طریقے۔ اُس کی تقسیمیں قسطنطین کے سیاسی کارنامے اِس کتاب میں تفصیل سے بیان ہوئے ہیں جنکے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زمانہ قسطنطین سے تقریباً دو سو برس پہلے سے عیسائی مذہب یورپ میں شائع ہو چلا تھا جب رومانی عیسائیوں کی تعداد بڑھی اور ان کے مذہبی سرشتوں کو استحکام ہو چلا تو بت پرستی نے جو سلطنت کا قدیم مذہب تھا نصرانیت کو دبانا چاہا۔ اور عیسائیوں پر طرح طرح کے تشدد قیصروں اور شہنشاہوں اور خود بت پرست رعایا کی طرف سے ہونے لگے۔ عیسائیوں نے ان سختیوں کو بڑے صبر و تحمل سے برداشت کیا اور اپنے دین سے نہ ہٹے۔ قطع اعضاء کی سزائیں اوٹھائیں۔ آنکھیں نکلوائی گئیں۔ پاؤں کی رگیں کاٹی گئیں۔ گرم لوہے سے بدن پر داغ لگائے گئے۔ زندہ آگ میں جلائے گئے۔ سمندر میں غرق کیئے گئے۔ غرض کوئی جسمانی اذیت و روحانی تکلیف باقی نہ تھی جو بت پرستوں کے ہاتھوں انکو نہ پہونچی ہو۔ مگر اپنے دین و اعتقاد سے نہ پھرے اور بے تکلف جانیں دیکر مسیحی شہید کہلائے گئے۔ بلکہ اسطرح جان کھونے میں کسیقدر حد سے گزر گئے۔ نتیجہ اس برداشتِ اذیت اور اپنے اعتقاد پر پختگی کا یہہ ہوا کہ عیسائی مذہب کو اور فروغ ہوا یہانتک کہ بڑے طبقوں میں اسکا اثر پہونچا اور وہ وقت آگیا کہ قسطنطین شہنشاہ روما خود عیسائی ہو جاوے۔ یہہ سب سے پہلا رومانی شہنشاہ تھا جس نے عیسوی مذہب قبول کیا۔ اِس سے پہلے تمام شہنشاہ بت پرست ہوتے تھے۔ قسطنطین کے عیسائی ہونے سے ہزارہا رومانی بت پرستی چھوڑ کر عیسائی مذہب میں داخل ہو گئے۔ سلطنت کے بڑے بڑے شہروں میں عالیشان گرجا بننے لگے اور عیسائی مذہب کی ترقی کے لیئے سلطنت کی طرف سے کثیر مالی امداد ملنے لگی۔ اور اسطرح کلیسا کو بت پرستی پر پوری فتح ہو گئی۔ چونکہ کل یورپ کی قسمت میں آیندہ عیسائی ہونا اور عیسائی ہونے پر بھی بت پرستوں کے تمدن کا قدرشناس بننا لکھا تھا اِس لیئے یورپ کی تاریخ میں قسطنطین کا دورِ حکومت نہایت نتیجہ خیز تصور کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں قسطنطین کے عیسائی ہونے کے حالات اور اس کی کوششوں کا ذکر کہ وہ عیسائیوں میں مذہبی اتحاد رکھنا چاہتا تھا بہت تحقیق و تنقید کے بعد دلچسپ پیرایہ میں لکھے گئے ہیں۔

عیسوی کلیسا کو گو ہر طرح سے ترقی تھی مگر اسمیں اختلافات بھی کثرت سے تھے جو اُس کے نقصان کا باعث متصور ہوتے تھے۔ اس کتاب میں قسطنطین کے زمانہ کے دو مذہبی اختلافات خصوصیت کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ ایک اختلافِ دوناتسی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جو کئی سو برس تک افریقہ میں زندہ رہنے کے بعد بالکل مٹ گیا۔ اور دوسرا اختلافِ ایریوسی جو کسی ایک ملک کے ساتھ مخصوص نہ تھا۔ بلکہ مشرقی حصہ سلطنت میں ہر جگہ اسکا چرچا تھا۔ اِس اختلاف نے عیسائیوں کے خیال کے مطابق ایک شدید بدعت کی صورت اختیار کی۔ عیسائیوں کا عام اعتقاد یہہ تھا اور غالباً ابتک ہے کہ (نعوذ باللہ) خدا باپ ہے اور مسیح اسکا فرزند۔ ان دونوں میں پدر و فرزند کا تعلق لازمی ہے۔ مگر اسکے ساتھ ہی باپ اور فرزند یعنی خدا اور مسیح دونوں قدیم ہیں اور جو جوہر باپ کا ہے وہ ہی فرزند کا ہے۔ گویا خدائی کے رتبہ میں دونوں برابر ہیں۔ ایریوس نے جو اسکندریہ کا ایک قسیس تھا پدر و فرزند کے رشتہ کو انسانی رشتہ کے مطابق سمجھکر فرزند کو باپ کے ساتھ قدیم اور ہم جوہر ماننے سے انکار کیا۔ مسیح کو (نعوذ باللہ) خدا تو اس نے بھی مانا مگر ایسا خدا جسکو اصلی خدا یعنی باپ نے خدا بنا دیا تھا۔ مسیح کے افضل ترین مخلوق ہونے سے اسکو انکار نہ تھا مگر درجہ میں اصلی خدا سے اسکو کم مانتا تھا۔ اتنی سی کمی پر بھی مخالفوں نے ایریوس کو اپنے اعتقاد کے مطابق کافر قرار دیکر کلیسا سے خارج کر دیا۔ اس کل بحث کو مصنف نے نہایت احتیاط اور خوبی سے بیان کیا ہے اور بڑی خوبی یہہ ہے کہ اپنا کوئی ذاتی خیال اسکی نسبت ظاہر نہیں ہونے دیا۔ ایریوس کی بدعت پر نیقیہ کی مجلس میں جو مناظرہ قسطنطین کے حکم سے قرار پایا اسکے حالات پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں اس مناظرہ کے وقت یا اس کے بعد جو بحثیں مسیح کی فطرت یا اقنوم کے متعلق فلسفۂ الٰہیات کی پیدا ہوئیں ان کو سنکر سیدھے اور سچے عیسائی چنختے تھے کہ مذہب میں منطق و فلسفہ کو خواہ مخواہ دخل دیا جاتا ہے۔ انکی یہ شکایت ایک طور پر درست بھی تھی کیونکہ عیسائی مذہب میں مسئلہ تثلیث (ثالوث) جسکے تعلق سے یہہ بحثیں پیدا ہوئیں ایسا مشکل و مبہم مسئلہ تھا کہ نہ فلسفہ کچھ کام دیتا تھا نہ منطق۔ وہ محض ایک اسرار سمجھا جاتا تھا جو عقل سے نہیں بلکہ صرف ایمان کی قوت سے سمجھ میں آسکتا تھا۔ بہر کیف ان قضیوں کو پڑھکر جو ایریوسی مناظرہ کے ذکر میں جابجا مذکور ہیں ایک مسلمان کے دل میں اپنی اسلامی توحید کی قدر بہت بڑھ جاتی ہے۔ ظہور اسلام میں ابھی کئی صدیاں باقی تھیں۔ اور انسان کی ان مشکلوں کو حل کرنیکے لئے اوس کا آنا ضروری تھا۔ یہہ اسلام ہی تھا جسنے دنیا میں قدم رکھتے ہی پچھلے مذہبوں کے دشوار اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ناممکن راستوں سے انسان کی دستگیری کر کے توحید کے سیدھے اور صاف طریقہ پر رہنمائی کی۔

محمد عنایت اللہ

ناظم سررشتہ تالیف و ترجمہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فہرست مضامین

قسطن طین

پہلا باب ۔ امپراطور دائیوک لیشن کے عہد میں رومانی سلطنت کی کیفیت ..... صفحہ ۱
دوسرا باب ۔ عیسائیوں پر ظلم و زیادتی .... صفحہ ۱۲
تیسرا باب ۔ سلطنت سے دائیوک لیشن کی دست برداری قسطن طین کا شہنشاہ ہونا ... صفحہ ۳۹
چوتھا باب ۔ قسطن طین اور اس کے معاصر .... صفحہ ۵۶
پانچواں باب ۔ ایطالیہ پر فوجکشی .... صفحہ ۷۴
چھٹا باب ۔ نقش صلیب کا آسمان پر ظاہر ہونا ۔ میلان کا فرمان .... صفحہ ۹۴
ساتواں باب ۔ لائی سی نیوس کی حکومت کا خاتمہ .... صفحہ ۱۱۷
آٹھواں باب ۔ عیسائیوں پر جور وعقوبت کا آخری دور .... صفحہ ۱۳۶
نواں باب ۔ قسطن طین اور مسیحی فرقہ دوناتسی .... صفحہ ۱۶۱
دسواں باب ۔ ایریوسی مناظرہ .... صفحہ ۱۹۰
گیارھواں باب ۔ مجمع نیقیہ (ناسیائی کونسل) .... صفحہ ۲۱۰
بارھواں باب ۔ کرسپوس پسر قسطن طین اور ملکہ فاستہ کا قتل .... صفحہ ۲۳۴
تیرھواں باب ۔ شہر قسطنطنیہ کی تعمیر .... صفحہ ۲۵۲
چودھواں باب ۔ ایریوس اور اتاناشیوس .... صفحہ ۲۷۸
پندرھواں باب ۔ قسطن طین کی موت اور اسکے خصائص .... صفحہ ۲۹۳
سولھواں باب ۔ سلطنت اور عیسائی مذہب .... صفحہ ۳۲۱
اشاریہ .... صفحہ ۳۴۷

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

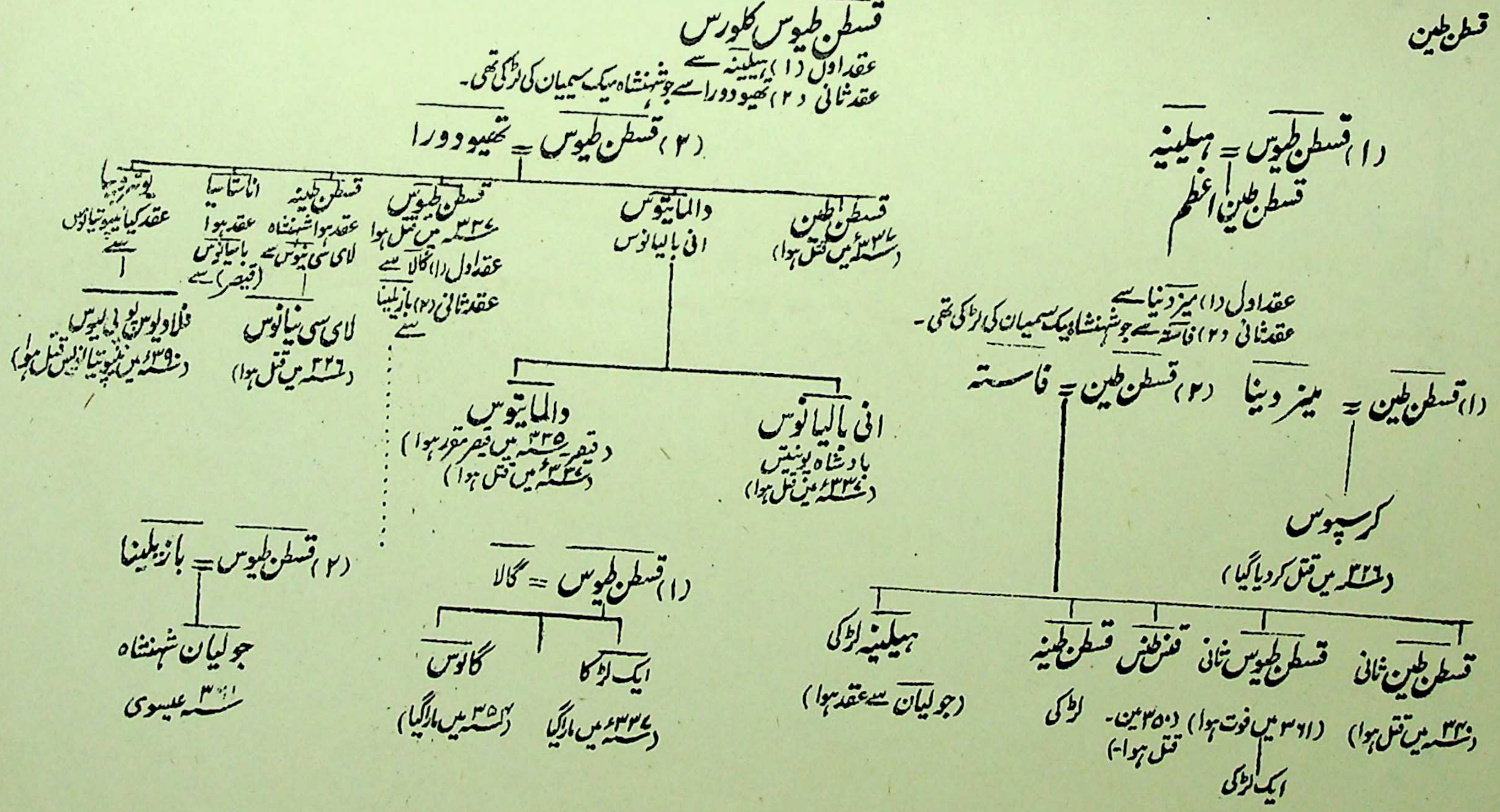

(۱) قسطنطیوس = ہیلینیہ
قسطنطین اعظم
عقد اول (۱) میزدینا سے
عقد ثانی (۲) فاستہ سے جو شہنشاہ میکسیمیان کی لڑکی تھی۔
(۱) قسطنطین = میزدینا
(۲) قسطنطین = فاستہ
کرسپوس
(۳۲۶ء میں قتل کر دیا گیا)
قسطنطین ثانی
(۳۴۰ء میں قتل ہوا)
قسطنطیوس ثانی
(۳۶۱ء میں فوت ہوا)
ایک لڑکی
قسطنس
(۳۵۰ء میں قتل ہوا۔)
قسطنطینہ
لڑکی
ہیلینیہ لڑکی
(جولیان سے عقد ہوا)
قسطنطیوس کلورس
عقد اول (۱) ہیلینہ سے
عقد ثانی (۲) تھیو دورا سے جو شہنشاہ میکسیمیان کی لڑکی تھی۔
(۲) قسطنطیوس = تھیو دورا
قسطنطین
(۳۳۷ء میں قتل ہوا)
دالماتیوس
انی بالیانوس
قسطنطیوس
۳۳۷ء میں قتل ہوا
عقد اول (۱) گالا سے
عقد ثانی (۲) بازیلینا سے
قسطنطینہ
عقد ہوا شہنشاہ
لای سی نیوس سے
اناستاسیا
عقد ہوا
باسیانوس سے (قیصر)
یوتروپیا
عقد کیا نیپوتیانوس سے
لای سی نیانوس
(۳۲۶ء میں قتل ہوا)
فلاویوس پوپی لیوس
(۳۵۰ء میں نیپوتیانوس قتل ہوا)
انی بالیانوس
بادشاہ پونٹس
(۳۳۷ء میں قتل ہوا)
دالماتیوس
(قیصر ۳۳۵ء میں قیصر مقرر ہوا)
(۳۳۷ء میں قتل ہوا)
(۱) قسطنطیوس = گالا
ایک لڑکا
(۳۳۷ء میں مارا گیا)
گالوس
(۳۵۴ء میں مارا گیا)
(۲) قسطنطیوس = بازیلینا
جولیان شہنشاہ
۳۶۱ء عیسوی

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قسطنطین

(کونسٹین ٹائن)

پہلا باب

امپراطور دائیوک لیشن کے عہد میں رومانی سلطنت کی کیفیت

رومۃ الکبریٰ کے زوال کا سانحہ تقریباً تیسری صدی عیسوی میں خاتمہ کو پہنچ چکا تھا۔ پانچویں صدی عیسوی میں جو شدید واقعات پیش آئے وہ بھی اسی ابتدائی زوال کا نتیجہ تھے۔ ایک بڑا زمانہ اِس وسیع مملکت کی تاریخ میں ایسا گذرا ہے جس میں معلوم ہوتا تھا کہ اب کوئی چیز اوس کو مٹنے سے نہیں بچا سکتی۔ حالت یہ ہوگئی تھی کہ سلطنت کا رعب کم ہوتے ہوتے کچھ نہ رہا تھا۔ اوس کی فوجوں کو اب اتنا بھی یاد نہ تھا کہ باہر کے دشمن پر فتح پانی کس کو کہتے ہیں۔ مدت سے اوس کے قیصر و امپراطور ناکارہ و ناقابل ہوتے تھے۔ اور دشمن ہر طرف سے سرحدیں توڑ توڑ کر ملک میں گھسے چلے آتے تھے۔

اقوامِ فرنک نے علاقہ گال (فرانس) پر قبضہ کر کے ملک ویران کر دیا تھا گال کو برباد کر کے یہ قومیں ہسپانیہ میں پہنچیں طلیطلہ (ٹولیڈو) کے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اور ہسپانی بندرگاہوں میں جس قدر جہاز ملے اُن کو چھین کر افریقہ کے اضلاع موریتانیہ میں جا دھمکیں جنوبی جرمانیہ سے اور بڑے بڑے گروہ وحشی و آزاد قوموں کے اوٹھے اور شہنشاہ ہیدریان نے جو دیوار "عشری ملاقوں" کی حفاظت کے لیئے بنائی تھی اوس سے گذر کر اوس قدیم راستے پر ۲
پڑ لیئے جو پرانے لشکر کشوں نے روما پر حملہ کرنے کے لیئے کوہِ البہ (ایلپس) کے سلسلہ سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

نکال رکھا تھا علاقہ پانونیہ کو سرماتی اور گوادی قوموں نے تاخت و تاراج کیا۔ قوطیوں نے بار بار حملے کر کے صوبہ ڈیسیا پر تصرف کر لیا۔ اور بحرِ اسود کے ساحلوں پر قابض ہو گئے۔ ان کے چند گروہ جہازوں میں بیٹھ کر مقابل کے ساحلی شہروں میں پہنچے۔ ترابزون اور کیلسیڈون کے شہروں کو لوٹ لیا اور علاقہ بتھینیا میں سے ہوتے ہوئے ایشیائے کوچک کے مشہور شہر ایفی سوس میں پہنچے یہاں سے قوط کے کچھ گروہ یونان اور مقدونیا پر جا چڑھے اور جزیرہ اقریطش (کریٹ) پر قبضہ کرنے کے لئے رومانی بیڑوں کو للکارا کہ مقابلہ کرنا ہے تو آؤ۔

ایشیا میں آرمینیہ بھی ہاتھ سے نہ گیا تھا بلکہ ایرانیوں نے رودِ فرات اتر کر رومانی عملداری پر حملہ کیا۔ قیصر ویلیریان کو شکست دے کر قید کر لیا۔ آگے بڑھ کر انطاکیہ میں پہنچے۔ شہر کے لوگ رات کے وقت تماشا گاہوں میں بیٹھے تماشا دیکھ رہے تھے کہ ایرانیوں نے شب خون مارا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ شاپور بادشاہ عجم نے ویلیریان کو قیصری لباس پر قیدیوں کی زنجیریں پہنائیں اور جان سے اس لئے نہیں مارا کہ شاپورِ عجم قیصر کی گردن پر پاؤں رکھ کر گھوڑے پر سوار ہوا کرے۔ جب ویلیریان حالتِ اسیری میں مر گیا تو اوس کی کھال میں بھس بھروا کر ایران کے ایک آتشکدہ میں زیبائش کے لئے رکھ دیا۔ مصر میں یہ نوبت پہونچی کہ حاکمِ وقت نے بغاوت اختیار کی اور دارالسلطنت میں غلہ بھیجنا بند کر دیا۔ یہ مصیبتیں کچھ کم نہ تھیں مگر تقدیر نے ان کو بھی کافی نہ سمجھا چنانچہ شدت سے خوفناک اور غارت کن زلزلے آئے جو مصر اور روما میں تو خفیف طور پر محسوس ہوئے لیکن ایشیا میں انہوں نے قیامت ڈھا دی۔ زلزلے تھمے تو طاعون آیا جس نے پندرہ برس تک موت کا بازار گرم رکھا یوتروپیوس مورخ لکھتا ہے کہ شدتِ مرض کے زمانہ میں اموات کی نوبت پانچ ہزار یومیہ تک پہونچی تھی۔

خلاصہ یہ کہ رومانی سلطنت کا غارت ہونا اب ایک ایسا امر یقینی معلوم ہوتا تھا جس کے حق میں دعائے خیر کرنی بھی گویا فضول تھی[1]۔ فوجوں میں بغاوت کرنے کا مرض عالمگیر ہو گیا تھا۔ علاقوں کے حاکم خود مختار بن بیٹھتے تھے اور کچھ دن گذرنے پر ان کی جگہ دوسرے اختیار
۳ کرتے تھے ایک زمانہ میں یہ سلسلہ ایسا بڑھا کہ اوس زمانہ کا نام ہی تاریخ میں "تیس

[1] یوتروپیوس۔ جلد ۴ باب ۹۔

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جابر بادشاہوں کا دورِ حکومت ختم ہو گیا۔ اِن بادشاہوں میں بہت سے ایسے تھے کہ فوج ہی نے اُن کو منصب شاہی پر منتخب کیا اور فوج ہی نے اُن کو اپنا خدا بنا کر پوجا اور فوج ہی نے آخر کار اُن کو قتل کر ڈالا۔ اور یہ وہ قصے تھے جو چند ہفتوں یا مہینوں کی قلیل مدت ہی میں ختم ہو جایا کرتے تھے۔ ان ہی چند روزہ بادشاہوں میں ایک شخص ساترنینوس تھا جو بمقابلہ اوروں کے زیادہ صاف گو تھا۔ بادشاہ بنانے کے چند سال بعد جب اہل فوج نے اوس سے فرمایش کی کہ شہنشاہ اوریلیان سے مقابلہ کر کے خود شہنشاہ بنے تو اوس نے فوج کے لوگوں سے کہا کہ "اے دوستو۔ تم نہیں جانتے کہ شہنشاہ بننا کیسی ذلیل چیز ہے۔ شہنشاہ بنتے دیر نہیں ہوتی کہ ہماری گردن پر ننگی تلواریں عَلم ہو جاتی ہیں اور ہم ہر پہلو سے تیر اور برچھی کا نشانہ بن جاتے ہیں۔ اور اُن ہی سپاہیوں سے جو ہماری جان کی حفاظت یا ہمارے محلوں کی پاسبانی پر مقرر ہوتے ہیں ہم کو ہر وقت جان کا اندیشہ رہتا ہے۔ اور یہ حالت ہوتی ہے کہ جو چیز کھانی چاہیں وہ کھا نہیں سکتے۔ جہاں لڑنا چاہیں وہاں لڑنے کی اجازت نہیں ملتی اور اگر محض تفریح کے لیے بھی ہتیاروں کو ہاتھ لگانا چاہیں تو اس کا بھی کوئی روادار نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ شہنشاہ کی عمر کتنی ہی ہو مگر اس قدر نہیں ہوتی جس قدر کہ ہونی چاہیے۔ اگر داڑھی میں سفید بال ہیں تو عمر ڈھل چکی ہے۔ اگر بالکل ہی جوانی ہے تو جوانی کا بھوت اور سر کا سودا موجود ہے آپ لوگوں کا اصرار ہے کہ میں شہنشاہ بنوں۔ مگر اس میں آپ مجھ کو یقیناً موت کی طرف بلاتے ہیں مگر۔ خیر مرنے میں مجھ کو ایک بات کی تسلی ضرور رہے گی کہ جب کبھی مروں گا اکیلا نہ مروں گا۔"[1] یہ مشہور تقریر جس میں طنز کوٹ کوٹ کر بھرا ہے تیسری صدی کے واقعات تاریخی کا بالکل صحیح نقشہ دکھاتی ہے۔

مگر رومانی سلطنت کی اس درماندہ حالت میں ایک معمولی کرشمہ حسن تقدیر کا ایسا پیش آیا کہ جس نے روما کو اپنے ہی گلے پر چھری پھیرنے سے روک دیا۔ اتفاق سے عنانِ حکومت کلادیوس کے قبضہ میں گئی۔ اس نے دو برس کے عرصہ میں قوطیون کا زور خشکی و تری میں بالکل توڑ دیا۔ کلادیوس کے بعد اوریلیان شہنشاہ ہوا۔ اس نے جزیرہ برطانیہ اور بلاد گال کو دشمنوں کے قبضہ سے واپس لیا شمالی سرحدیں بہاں جہاں پہلے قائم تھیں پھر وہیں قائم کیں۔ اور دشتِ شام میں تدمور کی ریاست کو جس پر عربی نژاد ملکہ زنوبیہ (زینب)

---

[1] دوپسکس : ساترنینوس۔ باب (۱۰)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

حکومت کرتی تھی نیست و نابود کر دیا کلادیوس اور اوریلیان دونوں علاقہ پانونیہ کے کاشتکار تھے جن سے فوجی خدمتوں میں اعلیٰ درجہ کی لیاقت ظاہر ہوئی تھی۔ روما کی تاریخ میں یہ دوسرا موقع تھا کہ پانونیہ کے دو دہقانوں نے روما کی سلطنت کو غارت ہونے سے بچا دیا۔ ۲۷۵ء عیسوی میں جب شہنشاہ اوریلیان قتل کر دیا گیا تو سات برس تک کوئی دوسرا شہنشاہ مقرر نہیں ہوا۔ اس زمانہ میں رومانی لشکر کو اپنے شہنشاہ اور سالار فوج کے قتل پر سخت ندامت تھی اور اوس کی مکافات میں وہ رومانی مجلس سیاست کا بہت لحاظ اور ادب کرنے لگا۔ اس سے مجلس کا دماغ اور بھی چل گیا حالانکہ وہ پہلے ہی سے کچھ زیادہ صحیح نہیں تھا۔ وو پسکوس نے ایک خط نقل کیا ہے جو ایک رکن مجلس نے دوسرے رکن مجلس کو لکھا ہے اور درخواست کی ہے کہ اب آپ بائی اور پوتیولی کے عیش و آرام کو چھوڑ کر روما کو واپس چلے آئیے۔ خط کی عبارت یہ ہے[1] "ہماری مجلس کو پہلا سا اقتدار پھر حاصل ہو گیا ہے۔ اب ہم ہی لوگ یعنی اراکین مجلس شہنشاہ اور امپراطور مقرر کرتے ہیں اور تمام سرکاری منصبوں کا تقسیم کرنا بھی ہمارے ہی اختیار میں ہے۔ پس مناسب ہے کہ اب آپ روما اور اس کی مجلس سیاست میں واپس چلے آئیں۔ روما اس وقت ترقی پر ہے۔ بلکہ تمام سلطنت کو عروج ہو رہا ہے۔ ہم ہی لوگ اس وقت شہنشاہ بنا بنا کر سلطنت کو پیش کرتے ہیں۔ بادشاہوں اور قیصروں کا بنانا بھی ہمارے ہی سپرد ہے۔ جب بنا بنا کر چلانا ہمارا کام ہے تو چلتوں کو روکنا بھی ہماری ہی قدرت میں ہے۔" لیکن اختیارات اور قوت کا یہ نشہ جو دھوکا ہی دھوکا تھا تھوڑے دنوں میں اتر گیا۔ عساکر سلطنت نے شاہ سازی کی خدمت پھر اپنے سپرد کر لی۔ تاسی توس مجلس سیاست یعنی سینات کا برگزیدہ رکن جس کو مجلس نے اپنی جماعت سے امپراطور بنایا تھا صرف ایک سال حکومت کر سکا۔ اس کے بعد بہت سے لوگ جن میں بعض کو فوج نے منتخب کیا امپراطور ہوتے رہے۔ ان ہی میں پروبس تھا۔ اس نے چھ برس تک مسلسل لڑائی جاری رکھ کر شہنشاہ اوریلیان کی مثل فتوحات حاصل کیں۔ نواحِ شمال اور بلادِ مشرق و جنوب میں دولت روما کے پرچم خوب خوب اڑائے۔ پروبس کے بعد کاروس نے باوجودیکہ ساٹھ برس کا سن رکھتا تھا رودِ فرات

[1] وو پسکوس۔ فلوریانوس باب (۶)

اُترکر ایران پر چھاپا مارا۔ سفیرانِ عجم مصالحت کے لیئے آئے تو کاروس نے ٹوپی اُتارکر اپنا سر دکھایا اور کہا کہ جس طرح اس سر پر ایک بال نہیں ہے اسی طرح ایران کی زمین پر ایک درخت تک سلامت نہ چھوڑوں گا۔ کاروس نے ایک حد تک اس قول کو سچ بھی ثابت کردیا۔ لیکن اوس کا دورِ حکومت قلیل تھا۔ اوس کے مرنے پر سلطنت اوس کے دو لڑکوں میں تقسیم ہوگئی۔ ایک کا نام کاری نوس تھا اور دوسرے کا نام نومیریان۔ کاری نوس عیش و عشرت کا بندہ تھا۔ اور نومیریان ایک کم آمیز طالب علمانہ مذاق کا نوجوان تھا۔ سپاہیانہ معاشرت کے لیئے وضع نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ بعد فوج پریطوریان کے افسرِ اعلیٰ آریوس آپر نے اوس کو قتل کردیا مگر عساکرِ سلطنت نے آپر کو نہیں بلکہ دائیوک لیشن کو امپراطور منتخب کیا۔ دائیوک لیشن نے آپر کو خنجر مار کر ہلاک کیا اور اِس طرح ایسے شخص کا کام تمام کرکے جس نے تختِ شہنشاہی کا راستہ اوس کے لیئے صاف کیا تھا۔ دائیوک لیشن ۲۸۴ء عیسوی کی غریف میں روما کے تخت پر بیٹھا۔ اور ۲۸۵ء عیسوی کے موسمِ بہار میں علاقہ میسیا میں مارگوس کے مقام پر نومیریان مقتول کے بھائی کارینوس سے مقابلہ کیا لیکن کاری نوس کو اوس کے ماتحت افسروں نے ہلاک کردیا اور اب دائیوک لیشن بلاشرکت غیرے سلطنت روما کا امپراطور یا شہنشاہ ہو گیا۔

دائیوک لیشن کو حکومت کرتے ہوئے تھوڑا ہی زمانہ ہوا تھا کہ نظم و نسق سلطنت اور اوس کی ذمہ داریوں کو بٹانے کے لیئے اوس کو ایک برابر کے سہیم و شریک کی ضرورت ہوئی۔ چنانچہ اپنے نائب میک سیمیان کو فوراً خلعت شاہی پہنا کر قیصر کا لقب دیا اور ایک سال کے بعد اغسطس کے جملہ اختیارات و مراتب مثل اپنے عطا کردیئے۔ اِس طریقہ سے ایک ہی سلطنت میں دو ریاستیں پیدا کردیں۔ ہر ایک ریاست کے عساکر داہل کار۔ دربار و قیصر جدا جدا ہو گئے۔ لیکن جس قدر احکام و فرامین جاری ہوتے تھے وہ دونوں اغسطس مِل کر اپنے نام سے جاری کرتے تھے۔ جب انتظامِ حکومت میں زیادہ تقسیم کی ضرورت ہوئی تو اِس شاہی شراکت کے اصول میں اور توسیع کردی گئی۔ اور یہ قرار پایا کہ ہر ایک اغسطس کے ساتھ بطور مددگار کے ایک ایک قیصر مقرر کیا جاوے۔ چنانچہ اغسطس دائیوک لیشن نے گیلی ریوس کو اور اغسطس

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میکسیمیان نے قسطنطیوس کو اپنا اپنا قیصر مقرر کیا اور ہر ایک قیصر نے اپنے اپنے اغسطس کی لڑکی سے عقد کیا اور یہ امید رکھی کہ اپنے امیر کے مرنے پر وہ خود اغسطس کے رتبہ کو پہونچ جائے گا۔ یہ انتظام گو ہر پہلو سے درست نہ تھا لیکن ڈائیوکلیشن کی حالت پر نظر کر کے اِس انتظام کی طرفداری میں بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ ڈائیوکلیشن کو عساکرِ شرقیہ نے منصب شہنشاہی پر منتخب کیا تھا۔ وہ عالی نسب نہ تھا۔ بلکہ ڈالماطیا کے ایک غلام کا لڑکا تھا۔ اس لیے مستحق نہ تھا کہ بُرے وقت میں رعایا کی جانب سے کوئی جوش ہمدردی قدرتی طور پر اوس کے لئے پیدا ہو۔ ایک معمولی حیثیت سے ترقی کرتے کرتے اس درجہ کامیابی کو پہونچا تھا۔ اور سمجھے بیٹھا تھا کہ اگر رومانی فوجیں کسی دن اوس کی مثل کسی اور شخص کی حامی و سرپرست بن گئیں تو اوس کو یہ جگہ خالی کرنی پڑیگی میکسیمیان کی طرف سے اوس کو خیال تھا کہ عجب نہیں ایک دن حریف مقابل بن کر وہ سامنے آئے۔ لیکن اس اندیشہ کو اس طرح رفع کیا کہ سلطنت میں اوس کو برابر کا شریک بنا لیا۔ سلطنت کی چاروں سرحدوں پر بھی اس بات کی ضرورت سمجھی کہ بہت مضبوط فوجیں وہاں رکھی جاویں اور جو سپہ سالار اون کے ہوں وہ بھی بہت ہوشیار اور لائق ہوں اس لیے ایک سرحد اپنے لیے مخصوص کر کے باقی تین سرحدوں کے لیے تین معتمد ایسے پیدا کیے جن میں سے ہر ایک کو یہ سہارا تھا کہ وہ ایک دن درجۂ اول کا اغسطس ہو جاوے گا۔ غرض اس حُسنِ انتظام سے ڈائیوکلیشن نے جہاں تک الامکان میں تھا اس بات کی حفاظت کر لی کہ کم از کم رومانی فوجیں اوس سے بغاوت نہ کریں۔

اس میں بھی کلام نہیں کہ اب بجائے ایک مرکز کے چند مرکزوں پر اجتماع قوت سے نظم حکومت زیادہ چست ہو گیا۔ جس زمانہ میں ڈائیوکلیشن نے حکومت شروع کی تھی ہرگز حالت ایسی نہ تھی کہ کوئی آدمی خواہ وہ کیسا ہی لائق ہوتا کُل سلطنت کا انتظام کر لیتا۔ اوس وقت علاقہ گال میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک کاشتکاروں نے بغاوت کی آگ پھونک رکھی تھی۔ ایک باغی حاکم کاراسیوس نے جزیرہ برطانیہ کو سلطنت سے علیحدہ کر لیا تھا۔ اور آٹھ برس تک خود اوس پر حکومت کی تھی۔ اہل برطانیہ کی بحری مشاقی سے کاراسیوس کو ایسی قوت ہو گئی کہ ڈائیوکلیشن اور میکسیمیان نے تنگ آ کر اوس کو اپنی مثل اغسطس مان لیا۔ آخر کار ایک دن ایسا آیا کہ اِس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

بحری قزاق کا بھی زور ٹوٹا۔ لیکن اس سے پہلے اوس کا خوف اس وجہ تک پہونچ گیا تھا کہ جس وقت قیصر قسطنطیوس رائن کا علاقہ چھوڑ کر برطانیہ جاتا تو اغسطس میکسیمیان جہاں کہیں ہوتا وہاں سے ہٹ کر رائن کی سرحد پر حفاظت کرنے چلا آتا میکسیمیان کی نسبت پڑھنے میں آتا ہے کہ افریقہ کے علاقہ موریتانیہ میں قوم مور سے بھی اوس کو لڑنا پڑا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سلطنت کے مغربی علاقوں میں لڑائی کا بازار ہمیشہ گرم رہتا تھا۔ شرقی علاقوں میں اغسطس دائیوک لیشن نے ۲۸۷ء عیسوی میں رومانی حکومت کا سکہ آرمینیہ کے ملک پر اس طرح بٹھایا کہ تری داتیز کو اپنے طرف سے وہاں کا بادشاہ مقرر کیا۔ اور اس کارروائی میں دولت ایران سے کسی قسم کا نقض عہد نہیں ہوا۔ لیکن جب بادشاہ تری داتیز کو آرمینیہ سے نکال دیا گیا تو پھر رومانیوں اور ایرانیوں میں لڑائی شروع ہو گئی اور دائیوک لیشن نے فوراً اپنے قیصر گیلی ریوس کو دریائے ڈینیوب کی سرحد سے طلب کر کے ایرانیوں سے لڑائی پر بھیج دیا لیکن یہاں گیلی ریوس سے وہی غلطی ہوئی جو ساڑھے تین سو برس پہلے کراسوس سے ہوئی تھی یعنی یہ کہ دجلہ و فرات کے لق و دق ریگستان میں اوس نے اپنا لشکر اُتار دیا اور وہاں اوس کا بڑا حصہ ضایع ہو گیا جس قدر لشکر بچا اوس کو لے کر انطاکیہ میں آیا لشکر کی خبر سن کر شہنشاہ دائیوک لیشن رتھ پر سوار ہو کر شہر سے نکلا مگر گیلی ریوس کو دیکھتے ہی چیں بجبیں ہو گیا اور اوس کو اپنے رتھ پر نہ بٹھایا بلکہ پیدل چلنے دیا حالانکہ گیلی ریوس اس وقت قیصری لباس پہنے ہوئے تھا بہر کیف دوسرے سال یعنی ۲۹۷ء میں گیلی ریوس نے ایک نیا لشکر فراہم کر کے ایرانیوں کا مقابلہ کیا۔ اس مرتبہ پہلا راستہ اختیار نہیں کیا بلکہ کسی قدر چکر کھا کر آرمینیہ ہوتا ہوا دشمن کے سر پر پہونچا۔ اور رات کے وقت سخت حملہ کر کے ایرانیوں کو بالکل پسپا کر دیا۔ یہ فتح ایسی مختتم تھی کہ تاجدار ایران نارسیز نے صلح چاہی اور صلح کے عوض میں دجلہ و فرات کا پورا دوآبہ جس کو جزیرہ کہتے ہیں اور وادی دجلہ کے پانچ اور علاقے رومانیوں کو دیئے اور آرمینیہ کی حکومت سے قطعی دست برداری کر لی۔

شہنشاہ تراجان اور سیاسیان کی فتوحات کے بعد مشرق میں روما کی یہ سب سے بڑی فتح تھی۔ اس کے بعد پچاس برس تک بالکل امن رہا اور دوبارہ لڑائی کا

سلسلہ فریقین میں اُس وقت چھڑا جب کہ شہنشاہ قسطنطین کا دور آخر تھا۔ لکٹن تیوس مورخ نے جس کے معتبر یا غیر معتبر ہونے کی نسبت ہم آگے لکھیں گے گیلی ریوس کی اس فتح کی بہت خاک اڑائی ہے اور لکھا ہے کہ یہ فتح نہایت آسانی سے ہوگئی۔ وجہ یہ تھی کہ دشمن کی سپاہ کے ساتھ اسباب اس قدر تھا کہ وہ بالکل بے بس ہو رہی تھی۔ یہی مورخ لکھتا ہے کہ گیلی ریوس اس فتح سے ایسا مغرور ہوگیا کہ جب ڈائیوک لیشن
٨ نے اپنے خط میں قیصر کا القاب لکھ کر اوس کو مبارکباد دی تو گیلی ریوس کی آنکھیں غصہ سے سُرخ ہوگئیں اور وہ بہت ہی گرج کر بولا کہ "آخر میں کب تک قیصر ہی کہلاؤنگا"۔ لیکن سوائے لکٹن تیوس کے اور کسی مورخ سے ان واقعات کی تائید میں شہادت نہیں ملتی۔ بلکہ اس کے برعکس یہ پڑھنے میں آتا ہے کہ ڈائیوک لیشن اپنے داماد گیلی ریوس سے نہایت اچھے تعلقات رکھتا تھا۔ حالانکہ معاملات کارزار میں اوس کو گیلی ریوس کی طرح دستگاہ نہ تھی بلکہ زیادہ تر ریاست کا ماہر تھا۔ گیلی ریوس کو بھی ڈائیوک لیشن سے کسی طرح کی رنجش نہ تھی بلکہ وہ اپنے اُغسطس کا نہایت احترام کرتا تھا۔ اس لڑائی میں بھی دونوں نے مل کر جس طرح معاملات طے کیئے وہ کم سے کم ادن کی مدت الم کے لئے سلطنت کے حق میں اطمینان بخش اور اوس کی عزت و آبرو کے شایاں تھے۔ اس لڑائی کے بعد جونہی سرحد قائم ہوئی اوس کے کنارے قلعے بنائے گئے اور اس سرحدی انتظام نے ملک کے اندر تجارت کے کاروبار کو سہولت اور سلامتی سے چلتا رکھا۔ اور جس قدر نقصانات گوتھیوں اور ایرانیوں کی وجہ سے سلطنت کو پہنچے تھے وہ بہت جلد پورے ہوگئے۔

ڈائیوک لیشن نے گو سلطنت کو چار با اختیار رئیسوں پر تقسیم کردیا تھا لیکن دراصل سب کچھ اوسی کے اشاروں پر ہوتا تھا۔ خاص اوس کے حدود اختیارات میں ایشیا۔ شام اور مصر کے ممالک تھے نیکومیدیا کے شہر کو اوس نے اپنا دارالریاست بنایا تھا۔ یہاں بڑے بڑے عالیشان محل و مکانات۔ معبد اور رفاہ عام کی عمارات تیار کرائیں۔ اور اس نئے شہر کو رومتہ الکبریٰ کے مقابلہ کا شہر بنانا چاہا۔ قیصر گیلی ریوس کے تحت میں دریائے ڈینیوب سے ملحق علاقے مع یونان اور الیریکم کے ملکوں کے تھے۔ سرمیوم کا شہر اوس کا دارالریاست تھا۔ میکسیمیان مغربی حصہ سلطنت کا

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اغسطس تھا۔ اس کے تحت میں اطالیہ۔ افریقہ اور ہسپانیہ کے ملک تھے اور میلان کا شہر اوس کا دارالحکومت تھا۔ قیصر قسطنطیوس ملکِ گال اور جزیرہ برطانیہ پر فرمانروائی کرتا تھا۔ اور اوس کا مستقر کبھی تریویز اور کبھی یارک کا شہر ہوتا تھا۔ لیکن ڈائیوکلیشن کے احکام کی پابندی جملہ اجزائے سلطنت پر فرض تھی۔ اور اسی وجہ سے اوس نے جیویوس کا ممتاز لقب اختیار کیا تھا۔ اغسطس میکسیمیان نے بھی اپنا لقب ہرکلیوس رکھا تھا۔ اغسطس ڈائیوکلیشن کے رعب و اثر کا سب سے بڑا
٩ کمال یہ تھا کہ دنیا کے ان چار بڑے فرماں رواؤں میں کبھی کوئی بے لطفی اوس کے جیتے جی نہیں ہوئی۔

ڈائیوکلیشن نے رومانی طرز حکومت میں ایک بڑا انقلاب یہ پیدا کیا کہ اوس کو بالکل مشرقی رنگ میں رنگ دیا۔ ہر قسم کے شاہانہ تکلفات اور خسروانی جاہ و حشم کے سامان جو مشرقی درباروں سے مخصوص تھے اور جن کو رومانی مذاق قبول نہ کرتا تھا اختیار کر لیئے اب یہ رومانی اغسطس ایک مشرق کا تاجدار بن گیا۔ نہایت زرق برق لباس جواہرات سے مرصع پہنتا تھا۔ جو لوگ اب سامنے آتے تھے وہ فوجی سلام نہ کرتے تھے بلکہ گھٹنے ٹیک کر سر جھکاتے ہوئے آگے بڑھتے تھے۔ اب فوجی حکام ہر وقت گرد و پیش نہ رہتے تھے بلکہ محل کے متعلقین و ملازمین کا ہجوم رہتا تھا۔ یہ کہنا شاید درست نہ ہوگا کہ یہ انقلاب محض ظاہر پرستی کے شوق نے پیدا کیا تھا یا ایک کمزور طبیعت رکھنے کی وجہ سے ظاہر ہوا تھا جو رسمی باتوں میں نمائش اور طمطراق کو دیکھنا پسند کرتی ہے کیونکہ ڈائیوکلیشن اس پایہ کا آدمی تھا کہ اوس کی طبیعت کو ایسی کمزوریوں سے منسوب کرنا صحیح نہیں۔ ہمارے نزدیک اس انقلاب کی بڑی وجہ غالباً یہ تھی کہ خود قوم نے اپنے قدیم استحقاق سے کہ وہ ایک آزاد اور بذاتِ خود ایک حکمراں قوم کہلائی جاوے دست برداری کر لی اور غلام بننے کے لئے تیار ہو گئی۔ شہنشاہ گیلی نیوس نے جس وقت مجلس سیاست کے جملہ متعلقین کو فوجی خدمات و اعزاز سے محروم کر دیا تو مجلس نے دم نہ مارا۔ اور جب ایسے ہی مضمون کا فرمان جاری ہوا تو اراکین مجلس نے بے چون و چرا اوس کو تسلیم کر لیا۔ پس اسی طرح شہنشاہ ڈائیوکلیشن نے بھی استحکام حکومت کے لئے ضروری سمجھا کہ اپنا تاج و تخت دنیا کی نظروں سے دور رکھے تاکہ عوام کی رسائی اوس تک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

مشکل سے ہو اور وہ اثر و اسرار یا ہیبت جو قصرِ شاہی یا کوشکِ سلطانی کے ساتھ عام
لوگوں کے خیال میں وابستہ ہوتی ہے اوس کو بڑھا دیا جاوے۔ درباری رسوم
۱۰ میں طوالت پیدا کی جاوے اور عبادت کے چھوٹے سے چھوٹے موقعوں کو بھی
بڑی شان و عظمت بخشی جاوے تاکہ رعایا کے دل مرعوب رہیں ممکن ہے کہ
اِن تبدیلیوں سے قوم کے زورِ شباب نے ضعفِ پیری اور قوم کے پاسِ ناموس
نے ذلت پسندی کا رنگ زیادہ اختیار کر لیا ہو۔ لیکن یہاں دو باتیں نہ بھولنی چاہئیں۔
ایک یہ کہ آج کل بھی یورپ کے شاہی درباروں میں دائیوک لیشن کے درباری
تجملات کا چربہ اُتارا جاتا ہے اور دوسرے یہ کہ جس زمانہ میں یہ تکلفات اختیار کئے گئے
تھے جن کو دورِ سابق کے رومانی موجبِ ذلت و نامردی سمجھتے تھے اوس زمانہ میں
غیر قوموں کے لوگ فوجوں میں بکثرت بھرتی ہونے لگے تھے اور اِس شان و شوکت
سے اون کے دلوں پر بے حد اثر ہوتا تھا جو سلطنت کے لئے مفید تھا۔
نظم حکومت کی تبدیل شدہ صورت جس کا موجد دائیوک لیشن تھا اور
جس کو آگے چل کر قسطنطین نے بھی بلا تامل اختیار کر لیا ہم آگے کے کسی باب میں بیان
کریں گے۔ یہاں مختصر طور پر اوس تفویض و ترتیب اختیارات کو بیان کئے دیتے ہیں
جس نے مختلف صوبہ جات سلطنت کی حیثیت با اختیار ریاستوں کی سی بنا دی۔
لکتن تیوس لکھتا ہے کہ دائیوک لیشن نے دنیا کو دہشت میں ڈالنے کے لئے رومانی
قلمرو کو چھوٹے چھوٹے با اختیار صوبوں میں تقسیم کر دیا۔ لیکن یہ قول محض ایک
مخالف کا قول ہے۔ جب کوئی دانشمند صاحبِ تدبیر انتظام کی سہولت اور خوبی
کے لئے کسی حکومت کی حدودِ ارضی کو زیادہ حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصہ کا رقبہ کم کر دیتا ہے تو دشمن
اسی طرح کا اعتراض کیا کرتے ہیں۔ دائیوک لیشن نے سلطنت کو ۱۲ علاقوں میں
تقسیم کیا اور ہر علاقہ کو مختلف صوبوں میں۔ جس وقت یہ شہنشاہ تخت پر بیٹھا تھا
اوس وقت تمام عملداری میں ۵۷ صوبے تھے اور جب تخت چھوڑا ہے تو صوبہ جات کی
۱۱ تعداد ۹۶ تھی۔ اس انتظام میں بعض نقص بھی تھے سلطنت کی واصلات و خرچ کے متعلق
جو قواعد تیار ہوئے تھے وہ ہرگز درست نہ تھے اور اون سے طرح طرح کے
فساد برپا ہو سکتے تھے۔ بہرکیف اِس شہنشاہ کا زمانہ بہت مبارک تھا۔

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سلطنت کے جو علاقے دشمنوں کے پاس چلے گئے تھے وہ بہت جلد
واپس لے لئے گئے اور یہ دور ایسی اقبالمندی کا ہوا جس کو شاہان انطونیائی
کے بعد رومانی دنیا نے اب ہی دیکھا تھا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دوسرا باب ۱۲

عیسائیوں پر ظلم و زیادتی

وائیوکلیشن کے عہدِ حکومت پر ایک داغ ایسا نظر آتا ہے جو کسی کے مٹائے
نہیں مٹ سکتا اور جو اوس کی شہرت اور نیک نامی کے حق میں ایک بدقسمتی کا واقعہ
ہے۔ وہ داغ یہ ہے کہ جن فرامین کے بموجب عیسائیوں پر اخیر مرتبہ ظلم ہوئے تھے اور
جو بعض علاقوں میں فی الحقیقت شدید تھے اُن پر وائیوکلیشن کے بھی دستخط تھے۔
چونکہ اس کتاب میں آگے چل کر شہنشاہ قسطنطین کی مذہبی پالیسی سے بحث کرنے
میں مسیحی کلیسا کے حالات پر زیادہ توجہ کرنی ہوگی اس لئے اوس کی مختصر سی کیفیت
یہاں لکھ دینی مناسب معلوم ہوتی ہے۔ رومانی سلطنت کی مردم شماری تیسری صدی
عیسوی میں اندازاً دس کروڑ دریافت ہوتی ہے۔ اس دس کروڑ میں کس قدر عیسائی
تھے یہ صحیح طور پر نہیں بتایا جا سکتا۔ البتہ اس قدر ضرور معلوم ہوتا ہے کہ مشرق میں بہ نسبت
مغرب کے اون کی تعداد زیادہ تھی یعنی ایشیا کے یونانی بولنے والے عیسائی بہ نسبت یورپ کے
لیٹن بولنے والے عیسائیوں کے زیادہ تھے۔ اور اگر یہ کہا جاتا ہے کہ کل دس کروڑ آبادی کا
بارھواں حصہ عیسائی مذہب رکھتا تھا تو اس تخمینہ کو زیادہ نہیں بلکہ کم ہی سمجھنا چاہئے ایشیا
اور شام میں عیسائیوں کی تعداد تقریباً بیس فی صدی تھی یہاں شہنشاہ دومیشیان کے ۱۳
زمانہ سے نصرانیت کو بہت فروغ ہوا تھا۔ شہنشاہ ڈیسیوس کے عہد میں جس کو مورخ
انگلستان "ملعون جانور" کے نام سے پکارتا ہے اور شہنشاہ ویلیریان اور اوریلیان
کے وقت میں عیسائیوں پر کبھی کبھی ظلم ہوئے۔ مگر ان میں شہنشاہ اوریلیان کا زمانہ حکومت
قلیل تھا۔ اوس کو لڑائیوں سے اتنی مہلت نہ ملی تھی کہ وہ غیر مذہب والوں پر سختیاں
کرتا پھر بھی اختلاف مذہب کی بنا پر مذہبی ایذا رسانی کے طوفان اوٹھتے رہتے گو
اوٹھ کر جلد فرو ہو جاتے تھے۔ مگر اُن وقتوں کو چھوڑ کر جن میں عیسائیوں پر ظلم کی وجہ سے
خوف کی حالت طاری رہی یہ سمجھنا چاہئے کہ پورے پچاس برس تک نصرانی کلیسا کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

طاقت و جرأت روز بروز بڑھتی گئی۔

عیسائی مذہب کے متعلق رومانی سلطنت کا مسلک اکثر بے پروائی یا تغافل شعاری کا رہا۔ کبھی رعایت ہوتی کبھی سختی۔ شہنشاہ گیلی نیوس پسر ویلیریان ایک نالائق شخص سمجھا جاتا تھا مگر اُس نے اپنے احکام میں عیسائیوں کی رعایت ملحوظ رکھی تھی شہنشاہ اوریلیان کے زمانہ میں جو فرامین جاری ہوئے اُن کی بنا پر البتہ عیسائیوں پر زیادتیاں کی گئیں۔ اور ان فرامین نے پچھلے احکام کو جن سے رعایت ہوتی تھی منسوخ کر دیا پھر بھی حالت یہ تھی کہ دونوں قسم کے احکام موجود تھے۔ اگر سلطنت نے عیسائیوں پر ظلم کرنا پسند کیا تو ایک قسم کے اور اگر نرمی پسند کی تو دوسری قسم کے احکام کی تعمیل شروع ہو جاتی تھی۔ بہر کیف وہ حفاظت کامل جو ہر طرح کے خدشہ سے پاک ہو عیسائیوں کو میسر نہ تھی گو اُن کو بت پرستوں کی سلطنت پر بھروسا تھا۔ رومانی فوجوں میں ایک بڑی تعداد عیسائیوں کی بھی تھی۔ اور افسروں کے درجہ سے لے کر سپیول کے درجہ تک عیسائی فوجوں میں ملازم تھے۔ فوج کے علاوہ ملکی محکموں میں بھی بہت سے اہلکار عیسائی تھے۔ دربار اور محل میں بھی وہ موجود تھے۔ خود شہنشاہ ڈائیوکلیشن کی بیوی پرسکہ اور اس کی بیٹی ویلیریہ عیسائی مذہب رکھتی تھیں۔ اسی طرح شہنشاہ کے بہت سے ملازمین و معتمدین۔ محل کے نوکر اور خواجہ سرا نصرانی المذہب تھے اگر عیسائی مذہب رکھنا واجب القتل ہوتا یا عیسائیوں کو اس کا یقین ہوتا کہ ہم پر پھر ظلم ٹوٹنے والے ہیں تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ عیسائی خاص دارالحکومت نیکومیڈیا میں ایک عالیشان گرجا بنا لیتے اور وہ بھی ناف شہر میں ایک اونچے مقام پر بالکل ایوان قیصری کے سامنے اور پھر عمارت بھی معمولی نہیں بلکہ ایسی رفیع الشان کہ شہر کی ممتاز عمارتوں میں جس کا شمار ہو؟ اس کا جواب نفی میں دینا پڑتا ہے۔ مشرقی حصۂ سلطنت میں نصرانیت اپنے تئیں بالکل محفوظ و مصئون جانتی تھی۔
۳۰۳ روز بروز طاقت حاصل کرتی جاتی تھی۔ اور اس بات کو بھی جانتی تھی کہ اُس کی طاقت بڑھتی جاتی ہے۔ اور یہ کہ شہنشاہ ڈائیوکلیشن اپنی کشادہ دلی اور منصف مزاجی سے کسی مذہب کی بے جا طرفداری نہیں کرتا۔ سرکاری عہدوں پر جو عیسائی مقرر کئے جاتے تھے اُن کے لئے قانوناً لازمی نہ تھا کہ وہ بتوں کے سامنے دھونی چڑھائیں یا خونی کھیل تماشوں میں جبراً حاضر کیے جاویں۔ اس وقت سلطنت کی نظر کسی اور ہی رُخ تھی۔ اور کلیسا بھی ایسے عیسائیوں کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جو سرکاری ملازمت قبول کر لیتے تھے برائے نام توبہ واستغفار کی ہدایت کر کے چھوڑ دیا کرتا تھا۔ فوجی ملازموں کی نسبت بھی کچھ دقتیں نہ تھیں۔ جو لوگ نئے عیسائی ہوتے تھے وہ خود ہی فوج میں بہت کم بھرتی ہوتے تھے کیونکہ اس مسئلہ میں کہ نئے عیسائی فوجوں میں بھرتی کئے جاویں کلیسا کو سخت اختلاف تھا۔ لیکن اُن لوگوں کے لئے جو فوجوں میں پہلے سے ملازم تھے اور بعد کو عیسائی ہو گئے کلیسا کی یہ ہی ہدایت تھی کہ وہ اپنے سابقہ عہد و پیمان پر ثابت قدم رہیں اور شروع میں جو حلفِ اطاعت لے چکے ہیں اوس کے بدستور پابند رہیں۔ خلاصہ یہ کہ مذہبی اعتبار سے سلطنت میں ہر طرح کا امن و امان موجود تھا۔ خاص کر ایشیا۔ مصر و شام میں جو براہِ راست ڈائیوکلیشن کے زیر نگیں تھے۔

مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس زمانہ میں صرف ڈائیوکلیشن ہی شہنشاہ نہ تھا بلکہ اوس کے شریک حال تین اور فرمانروا بھی تھے جن کی طبیعتیں باہم اختلاف رکھتی تھیں اور اس لئے نصرانیت کے متعلق بھی اون کے خیالات ایک سے نہ تھے پس ممکن ہے کہ مشرق میں عیسائیوں کو راحت و عافیت میسر ہو اور مغرب میں اون پر ظلم ہو رہے ہوں۔ گو یہ ظلم کبھی کبھی ہوتے ہوں مگر بہرحال ظلم ضرور تھے۔ اگسطس میکسیمیان سنگدل اور جاہ پرست تھا۔ پرانی رومانی وضع کا ایک اجڈ سپاہی تھا۔ آدمی اور آدمی میں تمیز کرنی نہیں جانتا تھا اور خون بہانے میں بھی مطلق پس و پیش نہ کرتا تھا۔ مشہور ہے کہ جبلِ لیمان کے قریب اگونہ کے
۱۵ مقام پر مصری تھیبس کی ایک پوری فوج کو (جس کی تعداد چھ ہزار بتائی جاتی ہے)
اس وجہ سے قتل کر ڈالا کہ اوس کے تمام سپاہی عیسائی تھے اور انہوں نے میکسیمیان کی اطاعت پر حلف اوٹھانے سے انکار کیا تھا۔ اس قصہ کو سچ سمجھنے والے آج کل کے مورخوں میں بہت کم ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس فوج کو دو مرتبہ تو اس طرح سزا دی گئی کہ فوج کو صف بستہ کر کے ہر دسویں آدمی کو قتل کر دیا گیا اور دو مرتبہ اس عمل کے بعد جو لوگ بچے اُن کے بھی ٹکڑے اڑا دیئے گئے۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ کسی طرح باور نہیں ہو سکتا کہ تھیبس واقع مصر کے لوگوں کی کوئی بڑی فوج یا فوج کا کوئی چھوٹا حصہ بھی ایسا ہو جس کے کل جوان عیسائی ہوں۔ اگر تھوڑی دیر کو یہ مان بھی لیں کہ یہ کل فوج عیسائی مذہب رکھتی تھی تو پھر قصہ کے واقعات پر غور کرنا چاہئے۔ اگر ان واقعات کو جس طرح وہ بیان ہوئے ہیں بالکل صحیح مان لیا جاوے تو بھی اس قتل عام کا سبب بجز اس کے کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ عین

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لڑائی میں جس وقت میکسیمیان نے اس فوج کو حکم دیا کہ کوچ بول کر بڑے لشکر سے جا ملے تو فوج نے قطعی انکار کر دیا۔ انکار کرنے پر ظاہر ہے کہ میکسیمیان ایسا آدمی نہ تھا کہ دشمن کی موجودگی میں اپنی ہی سپاہ عدول حکمی کرے اور وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہے

لیکن قطع نظر اس قصہ کے اس میں شبہ نہیں کہ میکسیمیان نے جہاں کہیں قیام کیا خواہ روما اور اکیوئلیا میں اور خواہ مارسیلس کے شہر میں ہر جگہ بہت سے عیسائی خاص کر فوجی ملازم اس جرم میں کہ انہوں نے بتوں پر نذریں چڑھانے سے انکار کیا اس شہنشاہ کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ نصرانی شہداء کے ایک واقعہ نگار نے جہاں شفقت وکٹر شہید کی اذیتوں کا ذکر کیا ہے وہاں میکسیمیان کو ایک "مہیب اژدہا" لکھا ہے اس مصنف کے بیانات کو اگر صحیح تسلیم بھی کر لیا جاوے تو بھی یہ الفاظ میکسیمیان پر صادق نہیں آتے۔ کیونکہ جس وقت وکٹر پر مقدمہ قائم ہوا اوس وقت نہ صرف فوج کے سرداروں نے اوس سے التجا کی کہ اپنی حالت پر پھر غور کرے بلکہ خود میکسیمیان نے اوس کو اپنی جان بچانے کا موقع دیا۔ اور جس وقت وکٹر سامنے آیا تو پہلے ایک کاہن کو حکم دیا کہ جوپیٹر کی قربانگاہ یعنی دھونی جلانے کی چوکی اجلاس پر لائے۔ جب یہ چوکی آ گئی تو وکٹر سے کہا کہ "محض خدائے جوپیٹر کا غصہ فرو کرنے کے لیئے دو چار دانے دھونی کے اس چوکی پر ڈال دو اور پھر ہمارے دوست بن جاؤ" اس کا جو کچھ جواب وکٹر نے دیا وہ یہ تھا کہ کاہن کے ہاتھ سے چوکی لے کر زمین پر پٹک دی اور اوس پر پاؤں رکھ دیا ہم کو اس کا اعتراف ہے کہ شہید ہونے والے کا صبر و تحمل ضرور قابل تحسین ہوتا ہے لیکن شہادت کا یہ واقعہ ایسا ہے جس میں صاحب شہادت کو گویا اصرار تھا کہ جس طرح ہو اپنی جان ضایع کر دے۔ ایسی حالت میں شہنشاہ کے غصے کو بالکل بے جا نہیں کہہ سکتے۔ میکسیمیان نے یہ کہا تھا کہ "ہمارے دوست بن جاؤ"۔ اس میں صلح کی صاف تحریک موجود تھی۔ مگر باوجود اس کے وکٹر کے جواب سے نہایت حقارت و توہین ظاہر ہوئی۔

اس قسم کے واقعات پر غور کرنے سے خیال ہوتا ہے کہ ہر طرح کے مذہب رکھنے والوں میں صرف عیسائیوں کو اذیتیں پہونچنے کا باعث زیادہ تر اُن ہی کا ذوق خودکشی تھا جس کو وہ شہادت کا درجہ سمجھتے تھے۔ نہ کہ شہنشاہ میکسیمیان کا کوئی سمجھا بوجھا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سیاسی اصول تھا جس کی پابندی میں عیسائیوں پر قصداً ظلم کیئے جاتے تھے جب ملتِ مسیحی کے
١٦ پیرو سست لایعقل بن کر حکامِ وقت کو جبراً اپنی طرف متوجہ کرتے تھے کہ وہ ضابطہ کو کام میں لاویں۔
اُن کے بتوں اور بادشاہوں کی توہین کرتے تھے۔ حلف اُٹھانے اور رسمیات کے موقعوں پہ
قربانی کرنے اور دھونی چڑھانے سے انکار کرتے تھے تو پھر نتیجہ یہی ہو سکتا تھا کہ جان دے کر
شہید ہو جاویں اور جان دینے کے بعد پھر کوئی نہ پوچھے کہ کیا ہوا۔ کیونکہ اس زمانہ میں انسان کی
جان ارزاں تھی۔ ہم پڑھ چکے ہیں کہ شروع میں ڈائیوک لیشن عیسائیوں پر سخت گیری نہیں بلکہ
ایک طرح پر مہربانی کرتا تھا۔ میک سیمیان اتنا ضرور چاہتا تھا کہ عیسائیوں پر سختیاں ہوں۔
لیکن وہ اپنے امیر ڈائیوک لیشن کا میلانِ خاطر دیکھ کر اس معاملہ میں رکا رہتا۔ قسطنطیوس
یعنی علاقہ گال کا قیصر البتہ اُن رعایت پسند، ہمدرد انسان اور شایستہ لوگوں میں تھا جن کے
نزدیک اختلاف مذہب کی بنیاد پر ظلم کرنا نہایت ہی نازیبا حرکت تھی۔ گیلی ریوس قیصر یا نویہ
جو طبقہ شہنشاہی میں سب سے زیادہ متعصب آدمی تھا وہ بھی قیصری پانے کے شروع زمانہ
میں اتنی ہمت نہ رکھتا تھا کہ اپنے اغسطس ڈائیوک لیشن کی مرضی اور منشاء کے خلاف چل سکے۔
پس سوال یہ ہے کہ وہ کیا چیز تھی جس نے دینِ عیسوی کے متعلق ڈائیوک لیشن
کی طبیعت کو ایک نیا ضابطہ بے طرح سے مخاصمانہ غیظ میں تبدیل کر کے نصرانیت کا
جانی دشمن بنا دیا؟ مورخ لکٹن تیوس لکھتا ہے کہ محض گیلی ریوس کی سرگوشیوں اور
اثرِ صحبت نے اغسطس کے دل میں یہ زہر بھر دیا تھا۔ اس مورخ نے گیلی ریوس کی
مذمت میں بہت ہی گہری سیاہی استعمال کی ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ "یہ قیصر ایک
خونخوار درندہ، غیر نسل اور وحشی قوم کا ایک ظالم اور بے رحم انسان تھا۔ قد بہت
اونچا رکھتا تھا۔ تمام جسم پھولا اور ابھرا ہوا گوشت و پوست کا ایک پہاڑ نظر آتا تھا۔
گر یہ منظر ایسا کہ دیکھنے سے خوف معلوم ہو اور کریہ الصوت اس درجہ کہ آواز سنتے ہی
لوگ کانپ اٹھیں۔ اس بدرو و زشت خوصورت کے پیچھے پیچھے اوس کی ماں تھی
کہ ایک جنگلی قوم کی عورت دریائے ڈینیوب کے اوس پار کی رہنے والی تھی۔ اور
پہاڑوں کے کسی صحرائی دیوتا کی کاہنہ بھی رہ چکی تھی عیسائیوں سے دشمنی اوس کی
رگ و پے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اور اپنے لڑکے کو بھی ہر وقت ایسی ہی دشمنی کی تعلیم دیتی رہتی تھی۔"
مورخ کے اس بیان سے اگر مبالغہ نکال دیا جاوے تو اتنا ضرور ماننا پڑتا ہے کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

اناسطہ وقیاصرہ کے گروہ میں گیلی ریوس ایسا شخص تھا جس کی عداوت ۱۷
عیسائیوں کے ساتھ ہمیشہ باعمل تھی اور وقت پر کبھی چوکنا نہ جانتی تھی۔ اس سخت و درشت
سردار نے اوریلیان اور پروبس کی صحبت میں تربیت پائی تھی اور یہ دونوں مردان پیکار
وہ تھے جو فوجی دستور العمل کی پابندی میں نہایت سختی اور بے رحمی سے کام لیا
کرتے تھے۔ پس جس شخص کو ایسی سخت تربیت ملی ہو اوس سے متوقع ہونا کہ وہ کسی
سپاہی کے مذہبی خیالات کا لحاظ کرے گا بالکل فضول تھا۔ اپنے ماتحتوں کے ساتھ
اوس کا ہمیشہ یہ ہی قاعدہ رہا تھا کہ یا تو حکم کی تعمیل کرو ورنہ موت قبول کرو۔ کسی کی
مجال نہ تھی کہ ان دونوں باتوں میں سے ایک بات کے سوا کوئی اور شوشہ نکال سکے۔
ایرانیوں پر فتح پانے کے بعد مشرقی ممالک میں اوس کا ستارۂ اقبال ایسا چمکا تھا
کہ کسی کو مقابلہ یا حرف گیری کی طاقت نہ رہی تھی۔ چنانچہ جب اوس کے لشکر کا گذر
طارس کے کوہساروں اور جنوبی شام کے علاقوں اور سموساتہ کے اضلاع سے
ہوا تو فوجی عیسائیوں میں شہادت کے واقعات اکثر پیش آئے۔
قیصر گیلی ریوس نے اپنے لشکر سے عیسائیوں کو خارج کرنا شروع کیا۔
جو عیسائی بتوں کے سامنے قربانی کرنے سے انکار کرتے تھے اگر وہ
افسر ہوتے تھے تو افسری سے محروم کردئے جاتے تھے اور اگر معمولی
پیدل یا سوار ہوتے تھے تو اُن کی دیرینہ خدمتوں کا لحاظ تک
نہیں کیا جاتا تھا اور فوراً بے عزتی کے ساتھ اُن کو برطرفی کا حکم
مل جاتا تھا۔ میسیا کے علاقہ میں جہاں کا حاکم میک سیموس تھا کئی فوجی عیسائی قتل
کردئے گئے۔ ان میں ایک پُرانا آزمودہ کار سپاہی جولیس تھا جس کی فوجی خدمت
چھبیس ۲۶ برس کی تھی اور جو سات لڑائیوں میں لڑ چکا تھا۔ کبھی کسی فوجی جرم یا قصور میں ماخوذ
نہ ہوا تھا اور اوس کا اعمال نامہ بالکل بے داغ تھا۔ میک سیموس نے بہت چاہا کہ
جولیس کو کسی طرح بچالے۔ چنانچہ اوس نے کہا کہ "اے جولیس تم عاقل و فہیم ہو۔
کسی طرح غور و فکر کرکے ہماری بات مان لو۔ اور بتوں کی نیاز و نذر کردو۔" جولیس
نے اس کا جواب دیا کہ "آپ جو کچھ کہتے ہیں میں اوس پر عمل نہیں کروں گا۔ آپ کے
کہنے سے میں ایک گناہ کرکے ہمیشہ کا عذاب اپنے اوپر نہیں لے سکتا۔" اس پر

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میک سیموس نے کہا کہ "گناہ تو میں اپنے اوپر لیتا ہوں۔ جب میں گناہ کے لئے تم پر
جبر کرتا ہوں تو ایسے گناہ کے قصداً ارتکاب سے تم بری ہو جاتے ہو۔ ایسی حالت
۱۸ میں تمہارا ایمان بھی قائم رہتا ہے اور تم بسلامتی اپنے گھر کو بھی واپس جا سکتے ہو۔ اگر
تم نے یہ مان لیا تو تم کو دس دینار انعام کے دیئے جائیں گے اور پھر کوئی شخص تم کو
تنگ نہ کر سکے گا۔" اس تقریر سے ظاہر ہے کہ میک سیموس کو حقیقت میں رنج تھا کہ
جولیس ایسا پرانا اور بہادر سپاہی ہو کر اپنی حالت ایسی کر لے جو میک سیموس کے
نزدیک بالکل ناقابل عذر تھی۔ لیکن اب جولیس کا جواب سنیئے۔ میک سیموس کے
بند ہوتے ہی جولیس بولا کہ "نہ تو آپ کے یہ شیطانی دینار اور نہ آپ کی میٹھی زبان
مجھکو میرے ازلی خدا سے چھڑا سکتے ہیں۔ میں اپنے خدا سے انکار نہیں کر سکتا۔ پس اس
حیثیت سے کہ میں مسیحی ہوں آپ میرے قتل کا فتوے جاری کیجئے۔" کچھ دیر تک چند
اور سوال و جواب ہونے کے بعد میک سیموس نے کہا "مجھکو تم پر ترس آتا ہے اور
میں تم سے التجا کرتا ہوں کہ قربانی کرو تا کہ تم ہمارے ساتھ زندہ رہ سکو۔" اس پر
جولیس بولا "تمہارے ساتھ زندہ رہنا میرے حق میں موت ہے۔ البتہ اگر تمہارے
ہاتھوں مارا گیا تو زندگی پاؤں گا۔" میک سیموس نے پھر کہا کہ "میری بات سن لو۔
اور قربانی کرو۔ ورنہ مجھکو قاعدے کی پابندی کر کے تمہاری موت کا حکم سنانا ہوگا۔" جولیس نے
کہا "یہ تو وہ موت ہے جس کے لئے میں نے اکثر دعائیں مانگی ہیں۔" میک سیموس نے
کہا "تو کیا تم نے موت ہی کو اپنے حق میں پسند کیا ہے؟" جولیس۔ "ہاں ایک
تھوڑی سی دیر کی موت کو پسند کیا ہے جس کے بعد ہمیشہ کی زندگی ہے۔" آخر کار مجبور
ہو کر میک سیموس نے موت کا حکم جاری کیا اور قانون کی تعمیل ہو گئی۔

ایسے ہی ارادے کے پکے اور دل کے مضبوط دو عیسائی نیکاندر اور مارکیان
تھے ان سے میک سیموس نے کہا کہ "یہ سمجھ لو کہ نہ تو تم اس وقت میرے مقابلہ پر ہو
اور نہ میں تمہارے مقابلے میں کسی بات کا دعویدار ہوں۔ میرا دامن تمہارے خون سے
پاک ہے۔ اگر تم کو علم ہے کہ دنیا سے آخرت کے اس سفر میں تم پر اچھی گذرے گی تو
میں تم کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اچھی بات ہے۔ جو کچھ تمہاری خواہش ہے وہ منظور
کی جاتی ہے۔" اس موت کے حکم کو سن کر دونوں عیسائیوں نے میک سیموس سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

خطاب کرکے بہ آواز بلند کہا "اے عادل رحم دل تجھ پر سلامتی ہو"۔

معلوم ہوتا ہے کہ اب عیسائیوں میں دین کے لئے جان دینے کا شوق قیصر گیلیریوس کے ماتحت علاقوں سے اُغسطس میکسیمیان کے علاقوں میں بھی پھیل گیا۔ چنانچہ طنجہ کے مقام پر تراجنی فوج کے ایک عیسائی افسر مارسیلوس نے اپنا 19
عصا اور پیٹی اتار کر پھینک دی اور آیندہ ملازمت کرنے سے انکار کیا۔ اور یہ عجیب حرکت ایک مجمع عام میں اوس وقت پیش آئی جبکہ اُغسطس میکسیمیان کی سالگرہ کی خوشی میں کُل فوجیں ایک میدان میں جمع تھیں۔ ایسا ہی ایک واقعہ ہسپانیہ کے علاقہ قلہرہ میں طُراگو کے قریب پیش آیا۔ یہاں دو سپاہیوں نے اپنے ہتیار یہ کہہ کر اتار پھینکے کہ "ہم کو تو عرش سے فرشتوں کی نورانی صفیں آواز دے رہی ہیں کہ آؤ اور ہمارے ساتھ مالک کی خدمت بجالاؤ۔ یہاں مسیح اپنے سپید نورانی لباس میں فوجوں کا مالک اور سردار ہے اور اپنے اونچے تخت پر بیٹھا تمہارے نجس بُتوں کو اور تم کو جو اِن نجس بُتوں کی مخلوق ہو ملامت کرتا ہے اور ہمارے نزدیک تو تمہارے یہ بیہودہ بُت عفریت و شیاطین ہیں جو ہنسنے اور نفرت کرنے کے قابل ہیں"۔ اس تقریر کے بعد موت کے سوا اور کیا حاصل ہو سکتا تھا اِس قسم کے واقعات کو جب بہ نظر انصاف دیکھتے ہیں تو ضرور یہ گمان ہوتا ہے کہ عیسائیوں کو فوج سے خارج کرنے کا باعث کچھ یہ ہی نہ تھا کہ گیلیریوس اور میکسیمیان کو عیسائیوں کے خون کا چسکا پڑ گیا تھا بلکہ چند فوجی عیسائیوں کا ذوقِ شہادت بھی کچھ کم باعث اس نتیجہ کا نہ تھا۔

اب اس بات پر غور کرنا ہے کہ عیسائیوں کے مقابلہ میں جو ایک عام جوش و خروش تمام سلطنت میں اون کے خلاف عملی کارروائی کا شروع کیا گیا اوس کے کیا اسباب تھے۔ در اصل یہ ہی ہمہ گیر تحریک تھی جس نے ڈایوکلیشن کو عیسائیوں کی مخالفت پر بہت کچھ مذبذب کے بعد جس کا لکتنتیس کو بھی اقرار ہے آمادہ کر دیا۔ ایک بڑا سبب اس عام جوشِ مخالفت کا یہ تھا کہ اس زمانہ میں جدید فلسفہ افلاطونی کو بہت زور ہو گیا تھا۔ تمام یونانی مذاہب حکمیہ کے مٹنے کے بعد یہ ہی ایک فلسفہ تھا جو اس وقت زندہ تھا۔ جس پر لوگوں کا عمل تھا اور جس میں اصلیت بھی بہت کچھ موجود تھی۔ مگر خرابی یہ تھی کہ

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہ نصرانیت کا جانی دشمن تھا۔ اِس فلسفہ کو اسکندریہ میں فروغ ہوا تھا۔ اور اس کا سب سے
بڑا معلم فرفوریوس تھا جس نے کچھ عرصہ سے عیسائی مذہب کے مقابلہ کے لئے بڑا اہتمام کیا
تھا۔ حالانکہ نصرانیت کے بہت سے اصول بالخصوص رہبانیت کے شدید طریقے جن کا رواج
مصر میں ہو گیا تھا اِس حکیم نے اپنے فلسفہ میں اختیار کر رکھے تھے اخلاق کی تعلیم جس قدر یہ
حکیم دیتا تھا وہ بہت پاک اور اعلیٰ درجہ کی تھی۔ لیکن اوس کا مذہب مسائل باطنیات سے
ایسا مملو تھا کہ بجز ایک ماہر فلسفہ کے اور کسی کو دماغ نہ تھا کہ اوس کے رموز اور تصورات مجردہ
کی باریکیوں کو پہونچ سکے۔ بہرکیف حکیم فرفوریوس کو نصرانیت سے ایسا "مذہبی عناد" تھا ۲۰
جس کی تلخی و ترشی حد سے گذر چکی تھی۔ الوہیت مسیح کے رد میں پندرہ جلدوں میں
اِس حکیم نے ایک کتاب لکھی اور اِس تصنیف کو وہ شہرت ہوئی کہ رد نصاریٰ میں
اِس کے بعد جس قدر کتابیں لکھی گئیں وہ اوسی تصنیف پر وضع ہوئیں لکٹن تیوس
عیسائی ایک اور بڑے فلسفی کے ذکر میں لکھتا ہے جس کا نام معلوم نہیں کہ "اوس نے
عیسائی مذہب کی تردید میں تین کتابیں (لکھی نہیں بلکہ) استفراغ کیں" اِس فلسفی کو
عیسائی مورخ نے انتہا درجہ کا منافق وریاکار لکھا ہے جس سے قیاس ہوتا ہے کہ
اوس کی کتابوں کو اس زمانہ میں بہت شہرت و کامیابی ہوئی تھی۔ ایک اور نامی حکیم
ہیروکلیز بھی عیسائی مذہب کا مشہور دشمن گذرا ہے۔ یہ کسی زمانہ میں تدمور (پلمائرا) کا
حاکم تھا۔ پھر وہاں سے تبدیل ہو کر شاہی علاقہ بھتی نیا میں چلا آیا۔ اِس نے ایک
کتاب جس میں عیسائیوں سے خطاب ہے "رفیق الحقائق" کے نام سے لکھی۔ اِس
کتاب کی بڑی خصوصیت یہ تھی کہ مسیح کے معجزات کا مقابلہ حکیم اپولونیوس تیانوی
کے معجزات سے کر کے دونوں کی اُلوہیت سے انکار کیا ہے۔ لکٹن تیوس لکھتا ہے کہ
عیسائیوں پر جس قدر جور و ستم ہوئے اون کا بانی و محرک یہ ہی حکیم تھا۔ پس اس سے
نتیجہ نکلتا ہے کہ رومانی بت پرستوں میں ایک نہایت مضبوط فریق ایسا موجود تھا
جو عیسائیوں کا سخت دشمن تھا۔ اور جس نے اِس مذہب سے سخت مقابلہ و مجادلہ پر
کمر باندھ رکھی تھی۔ یہ ہی فریق شہنشاہوں کو مشورہ دیا کرتا تھا کہ عیسائیوں کی روک تھام
و سرزنش کے لئے سخت تدبیریں اختیار کی جاویں۔

اِس فریق مخالف کے لئے کچھ مشکل بھی نہ تھا کہ مدعی بن کر عیسائیوں سے کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مقابلہ میں کوئی ایسا مقدمہ تیار کر دے جو بادی النظر میں صحیح اور مضبوط معلوم ہو۔ مدعیوں کو ۲۱
یہ ثابت کرنا مشکل نہ تھا کہ فوج کے متعدد عیسائیوں سے تعصب مذہبی کس درجہ ظاہر
ہو چکا ہے۔ کس طرح انہوں نے اپنے ہتیار پھینک پھینک دیئے ہیں۔ بتوں کو گالیاں
دی ہیں اور شہنشاہوں کی اطاعت سے انکار کیا ہے۔ مدعی یہ بھی دکھا سکتے تھے کہ عیسائیوں نے
ترک دنیا اور رہبانیت کو جو معاشرت کے حق میں سخت مضر باتیں ہیں کیسی ترقی دی ہے
بالخصوص مصر کے ملک میں جہاں سَنت الظونی کی تقلید میں ہزارہا مرد و زن دنیا چھوڑ کر
سر بصحرا ہو گئے ہیں۔ کوئی راہب بن کر جنگل کے کسی گوشہ میں تنہائی کی زندگی بسر کرتا ہے
اور کوئی کسی مذہبی جماعت میں شریک ہو کر کسی صحرائی خانقاہ میں بستر لگائے ہے۔
دنیا سے کنارہ کشی دونوں صورتوں میں یکساں پیدا تھی۔ مخالفین یہ بھی دکھا سکتے تھے
کہ معمولی سے معمولی عیسائی بھی خواہ شہر کا ہو یا گاؤں کا اپنے شہر یا گاؤں والوں سے
کیسا غیر اور اجنبی بن کر رہتا ہے۔ اور سرکاری نوکریوں سے یا اُن رسموں سے
جن کا ادا کرنا ہر شہری یا دیہاتی پر فرض ہے کیسا بچتا ہے۔ وہ یہ بھی ثابت کر سکتے تھے
کہ عیسائیوں میں باہمی اتفاق کیسا مضبوط ہے اور جس قدر انتظامات وہ خاص اپنی
جماعت کے متعلق کرتے ہیں وہ کیسے وسیع و مستحکم ہوتے ہیں۔ کس طرح ہر وقت
جان و دل سے اپنے افسران کلیسا کی فرمانبرداری پر مستعد رہتے ہیں غرض اس قسم کی
مضبوط شہادتیں پیش کر کے مخالفین یہ سوال کر سکتے تھے کہ کیا ایسی خفیہ اور طاقتور
جماعت جس کی شاخیں سلطنت کے ہر گوشہ تک پھیلی ہوں حکومت وقت کے لیئے
فی الواقع خطرناک نہیں ہے؟ گو یہ بت پرست دشمن عیسائیوں پر علانیہ بغاوت کا الزام
نہیں لگا سکتے تھے کیونکہ عیسائی عافیت پسند تھے۔ فتنہ و فساد سے دور رہا کرتے تھے۔
مگر پھر بھی اون کی نسبت اور اون کے مذہب کی نسبت شرارت اور بدنیتی سے
طرح طرح کے جھوٹے الزام لگاتے رہتے تھے تا کہ عامۂ خلائق کو عیسائیوں سے
ایسی ہی عداوت ہو جاوے جو اس زمانہ کے بعد دورِ متوسطہ میں بنی اسرائیل کے ساتھ
ہوئی تھی یا اب تک یورپ کے بعض ملکوں میں یہودیوں کے ساتھ موجود ہے۔
لیکن سچ پوچھیے تو اس کل مقدمہ میں اصل بنائے مخاصمت یہ تھی کہ بت پرستوں کے
روشن ضمیر اور تجربہ کار لوگ اس بات کو خوب سمجھ رہے تھے کہ ہماری سوسائٹی کی

पुस्तकालय
गुरुकुल कांगड़ी
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۲۲ ترکیب کو مٹانے والی اور اوس کے اجزا کو تحلیل کر کے فنا کر دینے والی اگر کوئی چیز ہوگی تو وہ یہ ہی نصرانیت ہوگی۔ اُن کا دل گواہی دے رہا تھا کہ پردۂ تقدیر سے عنقریب کچھ ظاہر ہونے والا ہے۔ اور وہ سمجھ رہے تھے کہ بس اب خاتمہ بالکل قریب ہے۔ اور نصرانیت ہی وہ دشمن ہے جو اس خاتمہ بد کو پہونچائے گی نصرانیت نہ صرف اون کے مذہب اور اون کے خیالات کی جو دنیا یا آخرت کے متعلق وہ رکھتے ہیں دشمن ہے بلکہ ایک دن وہ اُن کی رسمیات و تفریحات اور اون کے علوم و فنون کو بھی مٹا کر چھوڑے گی غرض بُت پرستی اور نصرانیت میں یہ معرکہ عظیم وہ تھا جس میں بت پرستی اپنی پیاری جان بچانے کے لئے لڑ رہی تھی۔ پھر اگر اس حال میں جو کچھ ہاتھ پڑا وہ ہی دشمن کے کھینچ مارا تو اس میں تعجب کی کیا بات تھی۔

شہنشاہ ڈائیوکلیشن کے ذاتی خیالات مذاہب غیر کی بابت اوس فرمان سے بخوبی ظاہر ہوتے ہیں جو ملت مانویہ کے مقابلہ میں اوس نے جاری کئے تھے۔ اس فرمان کا ٹھیک زمانہ دریافت نہیں ہوتا لیکن عیسائیوں کے خلاف جو فرامین جاری ہوئے وہ اوس کے بعد کے تھے۔ مذہب مانویہ ایران میں پیدا ہوا تھا۔ اور عجائبات و خرق عادات کا ظاہر کرنا اوس کی بڑی خصوصیات سے تھا مشرقی ملکوں میں یہ مذہب جلد شایع ہوگیا۔ ڈائیوکلیشن نے اس دین کے اکابر کی نسبت حکم دیا کہ وہ زندہ جلا دئے جاویں اور اون کے مقلدین اگر اس دین کو نہ چھوڑیں تو بہ ضبطی جائداد قتل کر دئے جاویں۔ اور ایسے ذی رتبہ لوگ جنہوں نے اس ناپاک اور بے غیرت فرقہ میں شامل ہوکر اپنی عزت خاک میں ملائی ہے ان کو بھی اعزاز و املاک موروثی سے محروم کر کے مختلف کانوں پر محنت و مشقت کے لئے بھیج دیا جاوے۔ یہ جملہ احکام نہایت وحشیانہ تھے مگر دیکھنا چاہیئے کہ ڈائیوکلیشن نے آخر کس بنیاد پر اون کو جائز سمجھ کر جاری کیا۔ خوش قسمتی سے اس فرمان کی عبارت بالکل صاف ہے اور وہ یہ ہے کہ عدل اور کلمۂ حق کی تعریف و تلقین تو ہمارے خداؤں نے کر دی ہے اور مذہب کے اصول دنیا کے دانا ترین لوگ ثابت اور قائم کر گئے ہیں پس یہ جائز نہیں ہے کہ اِن ربانی اور انسانی عقول سے اختلاف کر کے دعوے کیا جاوے کہ ایک نیا دین کسی پرانے دین کی اصلاح کر سکتا ہے۔ اور یہ قصد کہ بزرگانِ سلف کے زمانہ سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

جو عقائد یا رسوم چلے آتے ہیں اون میں رد و بدل کیا جائے ایک جرم ہے جو تمام جرائم میں
۴۳ سب سے بدتر ہے"۔ اس عبارت سے زیادہ صاف کیا عبارت ہو سکتی ہے۔ مگر یہ ایک
پرانی درماندہ دلیل ہے جو ملت شاہی یا دین بتوں کی حمایت میں ہمیشہ پیش کی گئی ہے
کہ ہم اپنے باپ دادا سے زیادہ عقل نہیں رکھتے اور موجودہ مذہب میں اگر کوئی تبدیلی
کی گئی تو خداؤں کا قہر نازل ہو جائے گا۔ علاوہ اس کے اس فرمان کی عبارت میں
اس کا ذکر بھی ہے کہ مذہب مانویہ کی اصل ایران سے ہے اور ایران ہمیشہ سے
روما کا دشمن چلا آتا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنے نفرت خیز طریقے اور مشرق کے نجس
قوانین رائج کر کے "شرمسار اور عافیت پسند رومانیوں" کی تخریب کرے۔ لیکن
ہمارے نزدیک "شرمساری" اور "عافیت پسندی" کی صفات وہ نہیں ہیں جن کو آئندہ
نسلوں نے رومانیوں کے ساتھ منسوب کیا ہو۔ مگر ڈائیوکلیشن کا جو مطلب ہے وہ
صاف ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ملت مانویہ در اصل دشمن کی ایجاد ہے۔ پس ضرور
ہے کہ وہ ایک نیک بخت رومانی کے لئے زہر کا اثر رکھتی ہو۔ لیکن یہ دلیل عقل پر نہیں بلکہ
تعصب پر مبنی ہے۔ اور ہم دیکھیں گے کہ یہی دلیل جس طرح مانویہ کے مقابلہ میں
استعمال کی گئی ہے اسی طرح نصرانیت کے مقابلہ میں بھی پیش ہوئی۔ اور جب نصرانیت کو
عروج ہوا تو خود نصرانیت نے بھی اسی دلیل کو اہل بدعت کے مقابلہ میں جو خود
عیسائیوں میں پیدا ہوئے استعمال کیا۔

سنہ ۳۰۲ عیسوی میں نیکومیڈیا کے ایوان شاہی میں قیصر گیلیریوس شہنشاہ ڈائیوکلیشن کا
مہمان تھا کہ عیسائیوں کے متعلق ایک سوال پیدا ہوا۔ اور وہ یہ تھا کہ آیا اون کی ترقی مسدود
کرنے کے لئے سختی و تعدی اختیار کرنی مناسب ہے یا نہیں۔ اس مسئلہ پر بہت غور اور
احتیاط سے بحث شروع ہوئی۔ ٹلمنٹ تیوس لکھتا ہے کہ گیلیریوس نے چیخ چیخ کر
عیسائیوں کا خون طلب کرنا شروع کیا۔ لیکن ڈائیوکلیشن نے کہا کہ عیسائیوں کا خون
بہانے سے دنیا میں ایک تہلکہ مچ جائے گا اور وہ ایک سخت زیاں کاری و ضرر رسانی کا
فعل سمجھا جائے گا۔ پھر اس کا لحاظ رکھنا بھی لازمی ہے کہ عیسائی اپنے دین کے لئے
جان کھو کر شہید بننا اپنے حق میں کیسا مبارک سمجھتے ہیں اور کس طرح ہر وقت اس
چیز کے آرزومند رہتے ہیں۔ ڈائیوکلیشن کی تجویز یہ تھی کہ صرف دربار اور لشکر سے

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عیسائیوں کو خارج کردیا جائے۔ لیکن گیلی ریوس اپنی بات پر اڑا رہا کہ عیسائیوں کا
خون بہایا جائے۔ جب اغسطس اور قیصر اپنی اپنی رائے سے نہ ہٹے تو فیصلہ کے لئے
ایک مجلس قائم کی گئی۔ اِس مجلس نے گیلی ریوس کی رائے سے زیادہ تر اتفاق
کیا۔ مگر تجویز یہ کی گئی کہ ملی تیوس والے دیوتا اپولو سے اس امر میں استخارہ کیا جاوے۔
۲۴ اپولو سے استخارہ کرنے پر یہ عجیب جواب ملا کہ "دنیا میں ایسے منصف لوگ موجود
ہیں جو ہم کو سچ بات کہنے سے روکتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ سابق میں جس قدر
آئندہ کی خبریں ہم سے لی گئیں وہ سب غلط تھیں۔" اس جواب میں "منصف لوگوں"
سے مراد عیسائی تھے۔ اس پر دائیوک لیشن نے مجبور ہو کر سب کی رائے مان لی مگر
یہ شرط کرلی کہ خون ریزی نہ ہونے پاوے۔ گیلی ریوس اِس پر آمادہ ہوگیا کہ کل
عیسائی زندہ جلا دیے جاویں۔ یہاں تک کُل بیان لکٹن تیوس کا ہے۔ اس سے
دائیوک لیشن کی اتنی تعریف ضرور نکلتی ہے کہ اوس نے اِس خیال سے کہ
ملک کے اندرونی امن میں جس کو خود اوس نے قائم کیا تھا خلل نہ پڑے
گیلی ریوس کی رائے سے اتفاق کرنے میں بہت پس و پیش کیا۔ غرض
۲۳ فروری ۳۰۳ء کی نیک ساعت میں عین ترمی نالیہ کے تہوار کے دن
عیسائیوں کے مقابلہ میں جبر و تعدی کا ایک مسلسل معرکہ شروع ہوگیا۔ قیصری فوج نے
نیکومیدیا کے گرجا کو گرا کر زمین کے برابر کردیا۔ اِس کے دوسرے ہی دن ایک
فرمان جاری ہوا جس کی رُو سے کل عیسائی رعایا بلدی حقوق سے محروم کی گئی
اور جملہ عیسائی خواہ کسی درجہ اور حیثیت کے ہوں عذاب و اذیت جسمانی پانے کے
قانوناً مستوجب قرار دیئے گئے۔ عیسائیوں کا یہ حق بھی سلب کرلیا گیا کہ اگر کوئی
اون کو مارے پیٹے یا اون کی عورتوں کے ساتھ زنا کرے یا اون کا مال سرقہ
کرے تو وہ مستغیث بن کر عدالت سے انصاف کے خواہاں نہیں ہوسکتے ہیں
لکٹن تیوس نے اتنی بات ٹھیک لکھی ہے کہ کل عیسائی آزادی ہی سے محروم
نہیں ہوئے بلکہ زبان کھولنے اور فریاد کرنے کا حق بھی اُن کو نہ رہا۔ اسی قسم کی
سزائیں عیسائی غلاموں کے لئے فرمان میں تجویز ہوئیں۔ یعنی اگر کوئی عیسائی غلام
اپنا دین چھوڑنے سے انکار کرے تو پھر وہ کبھی آزاد نہ کیا جاوے۔ گرجاؤں کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

منہدم کیئے جانے کا بھی حکم ہوا - اور عیسائیوں کو مجمع کرنے کی ممانعت کر دی گئی۔ ایسی سزائیں جن میں خونریزی ہو البتہ تجویز نہیں کی گئیں۔ کیونکہ یہ شرط دائیوک لیشن نے پہلے ہی کر لی تھی کہ خونریزی نہ کی جائے گی۔ لیکن عیسائیوں کی حالت انتہا درجہ کی ذلت و خواری تک پہنچ گئی۔ جب یہ فرمان شارع عام پر ایک جگہ چسپاں کیا گیا تو ۲۵
ایک غیر تمند عیسائی نے قیصروں کی سفاہت پر قہقہہ لگا کر اور اون کی بے انصافیوں پر غصے سے مجنون ہو کر اس فرمان کو جہاں وہ چسپاں تھا نوچ لیا اور اوس کی چتیاں چتیاں کر کے پھینک دیں۔ یہ عیسائی اوسی وقت گرفتار کر لیا گیا۔ پہلے شکنجہ میں کھینچا گیا۔ پھر ایک آہنی سلاخ سے باندھ کر اوس کو زندہ جلا دیا گیا۔ دیکھیئے۔ دائیوک لیشن کا خیال کیسا صحیح نکلا کہ عیسائی جام شہادت پینے کو ہر وقت خوشی سے تیار ہو جاویں گے۔

اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد شہنشاہ کے محل میں آگ لگی۔ لکٹن تیوس لکھتا ہے کہ یہ آگ گیلی ریوس نے لگوائی تھی تا کہ عیسائیوں کو اس جرم سے متہم کرے۔ یہ ہی مورخ لکھتا ہے کہ گیلی ریوس نے دائیوک لیشن کو نہایت خوف زدہ کر دیا تھا یہاں تک کہ اوس نے ملازمین محل کو حکم دیا کہ جرم کی تفتیش میں جس کسی پر شبہ ہو اوس کو شکنجہ میں کھینچا جاوے۔ مگر باوجود اس سختی کے مجرم کا سراغ نہ ملا۔ پندرہ دن کے بعد پھر محل میں آگ لگی۔ اور گیلی ریوس یہ کہتا ہوا کہ میں زندہ جلنے کے لیئے یہاں نہیں آیا ہوں قصر شاہی سے رخصت ہوا۔ لکٹن تیوس کا بیان ہے کہ اب دائیوک لیشن پر اور زیادہ خوف طاری ہوا اور عیسائیوں پر خوب زور شور سے ستم ٹوٹنے لگے۔ شہنشاہ نے اپنی بیوی اور بیٹی کو عیسائی مذہب ترک کرنے پر مجبور کیا۔ کل عیسائی جو محل میں رہتے تھے محل سے باہر کر دیئے گئے۔ اور بڑے بڑے صاحب اختیار خواجہ سراؤں میں سے بعض کی گردن اڑا دی گئی۔ نیکومیدیا کے اسقف کو قتل کیا گیا۔ اور معمولی درجہ کے عیسائیوں سے قید خانے بھر دیئے گئے۔ مگر آج تک تحقیق نہیں ہوا کہ آگ واقعی کس نے لگائی تھی۔ یوسی بیوس لکھتا ہے کہ اس واقعہ کے کئی سال بعد شہنشاہ قسطنطین نے مجلس نیقیہ کے اساقفہ کے سامنے بیان کیا کہ "جس روز آگ لگی ہے میں قصر شاہی میں موجود تھا۔ اور میں نے بچشم خود دیکھا کہ دفعتاً آسمان سے بجلی گری اور اس ناخداترس شہنشاہ کے کمروں میں آگ لگ گئی"۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ جہاں زمین و آسمان میں کسی خرق عادت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

واقعہ کے پیش آنے کا ذکر ہو وہاں شہنشاہ قسطنطین ہو یا یوسی بیوسس دونوں ۲۶
ساقط الاعتبار ہیں۔ دو مرتبہ آگ لگنے سے قیاس ہوتا ہے کہ یہ کام کسی دشمن کا تھا۔
امر اتفاقیہ نہ تھا۔ لیکن گیلیری یوس یا دائیوک لیشن کی نسبت خیال کرنا کہ یہ کام
اُن کا تھا درست نہیں۔ کیونکہ مطلق العنان بادشاہوں میں خواہ اُن کو کسی فریق سے
کیسی ہی عداوت ہو اتنی ہمت نہیں ہو سکتی کہ جس گھر میں خود موجود ہوں اوسی کو
آگ لگا دیں۔

چند ماہ گذرنے کے بعد وائیوک لیشن نے ایک فرمان اس مضمون کا مشتہر کیا کہ گرجاؤں کے کُل اساقفہ و قسوس اپنی "کتب مقدسہ" حکام کے سپرد کر دیں اور اگر انکار کریں تو گرفتار کر لیئے جائیں۔ اِس حکم کے دوسرے برس ایک اور فرمان نافذ ہوا کہ جس قدر عیسائی قید خانوں میں پڑے ہیں اُن کو اِس شرط سے رہائی دی جاوے کہ وہ بتوں کے سامنے قربانی کریں اور مجسٹریٹوں (عمال) کو ہدایت ہو کہ جو عیسائی اپنا دین چھوڑنے پر راضی نہ ہوں اُن کو جبراً اِس دین سے علیحدہ کیا جاوے۔ ان فرمانوں کی وجہ سے عیسائیوں پر ظلم کرنے کا جنون بُت پرستوں میں ہر جگہ ایسا بڑھا کہ بلادِ گال و برطانیہ کے سوا جہاں سختیوں میں کمی رہی اور کوئی حصہ سلطنت کا اِن ظلموں سے نہ بچا۔ گال اور برطانیہ میں قسطنطیوس قیصر تھا۔ یہ تو اس سے بھی نہ ہوا کہ اِن سخت حکموں کی تعمیل سے قطعی اغماض کرتا مگر اوس نے اتنی احتیاط کی کہ تعمیل احکام میں ضرورت سے زیادہ سختی نہ ہونے دی۔ چنانچہ لکتن تیوس اپنی ایک مشہور عبارت میں لکھتا ہے کہ قسطنطیوس نے یہ حکم البتہ دیا کہ عیسائیوں کے عبادت خانے جو لکڑی اور پتھر کے ہوتے تھے اور گرنے کے بعد دوبارہ آسانی سے بن سکتے تھے گرا دیئے جاویں لیکن اوس نے خدا کے اُن سچے گھروں کو یعنی اوس کے پرستش کرنے والوں کے جسموں کو بالکل گزند نہ پہنچنے دی۔ اور اُن کو سالم و قائم رکھا۔ سلطنت کے باقی حصوں میں یعنی تمام صوبوں کے شہروں میں جو جو ظلم عیسائیوں پر ہوئے وہ "مسیحی شہداء کے اذیت ناموں" کو پڑھ کر بخوبی معلوم ہو سکتے ہیں۔ یہ تمام صحیفے حقیقت میں نہایت درد انگیز و الم ناک ہیں۔ ہمارے نزدیک اِن ظلموں کی کمی یا زیادتی کا حصر مقامی خصوصیات اور مجسٹریٹوں کے ذاتی خیالات اور میلانِ طبیعت پر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

تھا۔ جن مقاموں کے بُت پرست عیسائیوں کے جانی دشمن تھے اور اون کے کاہن ۲۷
مذہبی طیش رکھتے تھے وہاں عیسائیوں کو بہت اذیتیں اوٹھانی پڑیں۔ اون کے
گرجا گرا دیئے گئے اور خود اون سے قید خانوں کو بھر دیا۔ کمزور بھائیوں میں سے کسی کسی نے
عیسائی مذہب چھوڑ دیا۔ کوئی دشمنوں سے چُھپ گیا اور کوئی گھربار چھوڑ کر کہیں نکل گیا۔
لیکن اور بھائی ایسے تھے جنہوں نے دین کی راہ میں شہادت پانی قبول کی۔ بعض
اضلاع ایسے بھی تھے جہاں کی رعایا عام طور پر عیسائیوں کی حامی و مددگار رہی۔ وہاں
گرجا نہیں گرائے گئے گو وہ مدتوں خالی اور خاموش کھڑے رہے۔

سب سے زیادہ ظلم عیسائیوں پر ایشیاء کوچک میں ہوئے۔ انطاکیہ میں اتفاق سے
فوج نے بغاوت کی۔ مگر وہ ایسی خفیف تھی کہ خود انطاکیہ کے لوگوں نے اوس کو فرو
کر دیا۔ اِس بغاوت کو بھی ڈائیوک لیشن نے کسی طرح عیسائیوں سے منسوب کر کے
اون پر ظلم و زیادتی کا ہاتھ بڑھایا۔ آرمینیہ میں اس وقت سَنت جرجیس جس کا لقب
"افروختہ" تھا نہایت کامیابی سے انجیل کا درس دے رہا تھا مگر آرمینیہ کے حاکم
اِس درس و تدریس سے سخت پریشان تھے چنانچہ اسی پریشانی کا نتیجہ تھا کہ کیا دوسیہ کے
متوطن عیسائیوں کو جو آرمینیہ کی سرحد پر رہتے تھے تکلیفیں و سزائیں اُٹھانی پڑیں
علاقہ فرنجیا میں عیسائیوں کی ایک پوری بستی ہلاک کر دی گئی۔ یہاں کی رعایا اور مجسٹریٹ
اور مجلس کے اراکین سب ہی نے عیسائی مذہب قبول کر رکھا تھا۔ جب حالت خطرے کی
ہوئی تو سب نے ایک گرجا میں پناہ لی۔ مگر فوج والے وہاں پہونچ گئے چاروں طرف سے
گرجا کو آگ لگا دی۔ جس قدر لوگ گرجا میں تھے سب جل کر خاک ہو گئے۔ یوسی بیوس نے
اپنی کتاب "تاریخ کلیسائے نصرانیہ" میں اُن ظلموں کا ذکر کیا ہے جو اوس نے بچشم خود
فلسطین اور شام میں دیکھے تھے۔ اِسی مصنف نے اپنی کتاب "سوانح قسطنطین"[1]
میں لکھا ہے کہ عیسائیوں کی تکلیفوں کو دیکھ کر سرحد کے غیر لوگ بھی اِس قدر متاثر ۲۸
ہوتے تھے کہ اُن کو بلا تکلف اپنے گھروں میں پناہ دے دیتے تھے۔ اثاناشیوس نے
بھی لکھا ہے کہ جو عیسائی اِن ظلموں سے بچ گئے اون کی زبانی اکثر سنا گیا کہ بہت سے

[1] جلد ۲ صفحہ ۵۳ +

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بُت پرستوں نے اپنے مال واسباب کی ضبطی یا خود قید خانے جانے کی مطلق پروا نہ کی اور عیسائیوں کو برابر اپنے گھروں میں چھپاتے رہے تاکہ عدالت کے اہل کار اُن کو گرفتار نہ کرسکیں یہاں مبالغہ خارج از بحث ہے۔ کیونکہ کسی کو کلام نہیں کہ نہایت خوفناک طریقے اور سخت وحشیانہ اور ذلت کو پہونچانے والی سزائیں اختیار کی گئیں تھیں۔ ڈبوئے جانے یا تن سے سر جدا کئے جانے کی سزا جس کو دی جاتی تھی گویا اوس پر بہت مہربانی کی جاتی تھی۔ اکثر مقدمات میں سزائے موت دینے میں جہاں تک ممکن تھا التوا کیا جاتا تھا۔ شکنجے میں کھینچنے یا ہاتھ پاؤں یا زبان کاٹنے یا آنکھیں نکالنے کے بعد مجرم قید خانے بھیج دیا جاتا تھا اور کچھ عرصے کے بعد پھر سوال وجواب کے لئے عدالت میں حاضر کیا جاتا تھا۔

انتقام کشی کا جنون ایسا سوار تھا کہ مرنے کے بعد بھی لاش پر قانون اپنا عمل کرتا تھا۔ لاش کو کتوں کے سامنے ڈلوا دینا یا اوس کی بوٹیاں کرکے سمندر میں پھنکوا دینی یا جلا کر اوس کی راکھ بہتے پانی پر چھڑکوا دینی کوئی غیر معمولی بات نہ تھی۔ وہ حاکم نہایت رحم دل سمجھا جاتا تھا جو مقتول کے عزیزوں کو اوس کی لاش اوٹھا لینے دیتا تھا تاکہ تجہیز وتکفین کے بعد اوس کو قبر میں رکھ دیں۔ اڈگر برگ کے مقام پر ایلفرا نامی ایک عورت تھی جو پہلے فاحشہ تھی مگر کچھ عرصے سے عیسائی ہو گئی تھی موت کی سزا ملنے پر اوس کی ماں اور تین ملازموں نے اوس کی لاش کو دفن کر دیا۔ اس کی اطلاع جس وقت مجسٹریٹ کو ہوئی تو اوس نے ایلفرا کی ماں اور اوس کے تینوں نوکروں کو اوسی قبر میں بند کرا دیا جس میں ایلفرا کو دفن کیا تھا اور حکم دیا کہ قبر کے چاروں طرف آگ لگا کر لاش کے ساتھ اُن چاروں کو بھی زندہ جلا دیا جاوے۔

جو عیسائی اس طرح جان سے گئے اون کی صحیح تعداد دریافت ہونی ممکن نہیں البتہ اس میں شبہ نہیں کہ وہ ایک بڑی تعداد رکھتے تھے۔ افسرانِ کلیسا یعنی اُسقف وقسیس تو قتل کر مارے گئے۔ اگر قانون کی پوری پابندی کی جاتی تو کُل سلطنت ایک قصاب خانہ ہو جاتی ۲۹
حقیقت یہ ہے جیسا کہ ہم اوپر بھی لکھ چکے ہیں کہ ظلموں کی زیادتی یا کمی گورنروں اور مقامی مجسٹریٹوں کی طبیعت اور ذاتی خصلتوں پر مبنی تھی بعض شہروں کے حاکموں نے دھونی کی چوکیاں (قربانگاہیں) عدالتوں میں رکھوا دی تھیں تاکہ بے دھونی چڑھائے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یا قربانی کیئے نہ کوئی شخص دعوے دائر کر سکے اور نہ جواب دعوے لگا سکے بعض شہروں میں یہ چوکیاں بازاروں کے چوراہوں پر یا پانی کے چشموں اور فواروں کے قریب جہاں سے لوگ پانی بھرتے تھے رکھ دی گئی تھیں تاکہ جب تک بتوں کی نیاز نذر نہ ہو جاوے نہ کسی قسم کی خرید و فروخت ہو سکے اور نہ کوئی چشموں سے پانی بھر سکے بعض علاقوں کے حاکم مثلاً ہسپانیہ میں داتیانوس۔ گالیشیا میں تھیوتکنوس۔ فلسطین میں اربانوس مصر و تھیبتی نیا میں ہیروکلیز احکام کی تعمیل میں نہایت ہی سخت تھے۔ برعکس اس کے اکثر مقامات ایسے تھے جہاں کے حاکم ان دردناک مقدمات کو بادل ناخواستہ سنتے تھے اور تجویز سنانے میں بھی بہت نرمی کرتے تھے۔ جب واقعات کی چھان بین اچھی طرح کی جاتی ہے تو ایسے نیک نفس حکام کی تعداد سخت گیر و جفا کار حاکموں سے بہت زیادہ نکلتی ہے۔ بہت سے سرکاری افسر ایسے تھے کہ عیسائیوں کو ان کے پرانے دین یعنے مذہب بت پرستی کی طرف لانے میں کوشش کا کوئی دقیقہ نہ چھوڑتے تھے۔ کچھ تو رحم دلی کی وجہ سے اور کچھ اس شوق میں کہ اس قسم کی کوشش اور کامیابی سن کر افسران بالا دست اون کی قدر افزائی کریں گے۔

ایسے مجسٹریٹوں کا حال بھی پڑھنے میں آتا ہے جنہوں نے عدالت کے ملازموں کو حکم دے رکھا تھا کہ قیدی کے ہاتھ سے تھوڑی سی دھونی چوکی پر زبردستی ڈلوا دیں یا قربانی کا گوشت جبراً اس کے منہ میں ڈال دیں۔ اس پر قیدی سخت واویلا کرتے تھے کہ ہم کو زبردستی نجس اور پلید بنایا جاتا ہے۔ مگر مجسٹریٹ اپنی تجویز میں لکھ دیتا تھا کہ نیاز و نذر کی رسم قیدی نے ادا کر دی۔ بعض وقت مجسٹریٹ عیسائیوں سے مذہب چھوڑانے کے لیئے ان کو دنیا کا لالچ دلاتے تھے۔ چنانچہ گالیشیا کے شنت وکٹر شہید سے ۳۰
کہا گیا کہ اگر تم حاکم کا حکم مان لوگے تو تم کو "محب قیصر" کا خطاب دیا جائے گا۔ اور خاص قصر شاہی میں ملازمت بھی مل جاوے گی۔ تھیوتکنوس حاکم گالیشیا نے انکایرا کے مقام پر تھیودوتوس سے کہا کہ "اگر عیسوی مذہب ترک کر دوگے تو شہنشاہوں کے موجب لطف و کرم ہو جاؤ گے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کے ملکی مراتب پاکر اپولو کے ہیکل میں کاہن اول کی خدمت پر مقرر کر دیئے جاؤ گے" یہ رشوت بہت بھاری تھی۔ لیکن تھیودوتوس پر کیا اثر ہو سکتا تھا۔ اس مستقل مزاج شاہد نصرانیت نے ہر تیر و طعن۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

ہر منت وسماجت - ہر رشوت وطمع کے جواب میں زبان سے یہ ہی کہہ کر جلال حاصل کیا کہ "میں مسیحی ہوں" اور یہ ہی بات اون کے نزدیک سب سے قوی اور تنہا دلیل اوس کے دعوے کی تھی۔

بعض وقت نرم دل جج بھی یہ دیکھ کر کہ ہمارے کہے کا عیسائیوں پر مطلق اثر نہیں ہوتا برہم ہو جاتے تھے چنانچہ میک سیموس حاکم سیلیسیہ نے اینڈرونیکوس سے کہا "غرور اور حماقت کو چھوڑ دو اور جو کچھ کہتا ہوں اوس کو اسی طرح سنو جس طرح اپنے باپ کی کہی ہوئی بات کو سنتے ہو۔ جن لوگوں نے تم سے پہلے مجنونانہ حرکتیں کی تھیں اُن کو کچھ حاصل نہ ہوا۔ ہمارے قیصروں اور شہنشاہوں اور ہمارے آبا و اجداد کی عزت کرو اور ہمارے معبودوں کو پوجو" اینڈرونیکوس نے اس کا جواب دیا کہ "واقعی یہ کہنا کہ وہ آپ کے آبا و اجداد تھے بہت درست ہے کیونکہ آپ سب ابنائے ابلیس اور ذریت شیطان ہیں اور شیطان ہی کے کام آپ کرتے بھی ہیں"۔ اس قسم کی دو چار باتیں جب جج اور قیدی میں ہوئیں تو میک سیموس اپنے غصہ کو نہ روک سکا۔ اور کہا کہ "اچھا۔ میں بھی ایک ایک انچ کر کے تیری جان لوں گا۔ اور سسکا سسکا کر تجھے مارونگا"۔ اینڈرونیکوس نے جواب دیا کہ "میں تیرے اِن ڈراوؤں اور دھمکیوں کو ہیچ سمجھتا ہوں"۔ ایک اور واقعہ ایسا ہی پڑھنے میں آتا ہے۔ ایک ہفتہ برس کے بڈھے عیسائی کو جس وقت سپاہی شکنجہ میں کھینچنے کو لئے جاتے تھے تو سپاہیوں کے افسر نے کہا کہ "بڑے میاں اپنے حال پر رحم کرو۔ اور بتوں پر قربانی چڑھا دو"۔ جواب ملا کہ "دور ہو شیطان کے شیر"۔ سچ یہ ہے کہ دین مسیحی کے اِن اقرار کرنے والوں میں جو خیال سب سے غالب تھا وہ اس بات کا وجد و سرور تھا کہ خدا نے ہم کو اپنی راہ میں اذیتیں اوٹھانیکے ۳۱
قابل سمجھا ہے جہاں یہ جوش و سرور ہو وہاں اپنی بات سے پھرنا اور بتوں کے سامنے جھکنا کیونکر ممکن تھا۔

اس بات کا کہیں پتہ نہیں چلتا کہ عیسائی عملی طور پر اپنے شہنشاہ کے بدخواہ تھے۔ لشکروں میں بہت سے مسیحی سپاہی اپنی دیرینہ خدمات اور عزت کے ساتھ ملازمت کرنے پر فخر کرتے تھے۔ جن عیسائیوں کو ملکی خدمتیں ملی ہوئی تھیں وہ بھی اس معتدل اصول کے پابند تھے کہ قیصر کے حق میں جو کچھ قیصر کا ہے ادا کرتے رہیں۔ لیکن اون کا

حاکم حقیقی مسیح ہے۔ الفیوس اور زاکیوس نے قیساریہ کے مقام پر بہ آواز بلند کہا کہ "بس خدا ایک ہی ہے۔ اور صرف ایک ہی بادشاہ اور خداوند ہے جو یسوع مسیح ہے"۔ اس جملہ سے بُت پرستوں کے نزدیک اُن کے بُتوں کی توہین ہی نہیں نکلتی تھی بلکہ اپنے شہنشاہ کے حق میں بھی اُس کو ایک بدخواہی کا کلمہ سمجھتے تھے۔ بعض وقت ایسا ہوتا تھا گو اس قسم کے واقعات اکثر پیش نہ آتے تھے کہ عیسائی ذوقِ شہادت میں وارفتہ ہو کر امپراطور پر علانیہ لعنت بھیجتے تھے۔ چنانچہ جب وقت اہلکارانِ عدالت نے صدقہ کی روٹی اور قربانی کا گوشت انیدرونیکوس کے ہونٹوں کو لگا دیا تو وہ چلایا اور میک سیموس سے کہنے لگا کہ "اے خونی ظالم۔ خدا تجھ کو اس کی سزا دے۔ تجھ کو اور اُن کو جنہوں نے تجھے اختیار دیا ہے کہ خدا کے پاک بندوں کو اپنی ناپاک قربانیوں سے نجس اور پلید کرے۔ ایک دن تجھ کو معلوم ہوگا کہ بندگانِ خدا کے ساتھ تو نے کیسے کیسے ظلم کئے ہیں"۔ اثناء گفتگو میں میک سیموس نے کہا کہ "اے خبیث و ملعون۔ کیا تجھ کو اتنی جرأت ہوگئی کہ شہنشاہوں پر بھی لعنت کرے جنہوں نے دنیا کو اتنی مدت سے امن و امان بخش رکھا ہے"۔ اینڈرونیکوس نے کہا۔ "ہاں میں نے اس وقت بھی شہنشاہوں پر لعنت کی ہے اور اس کے بعد بھی اُن پر لعنت کروں گا۔ وہ مخلوق کے حق میں ایک تازیانہ اور اُس کے خون کے پینے والے ہیں۔ اُنہوں نے دنیا کو سیدھے سے اوندھا کر دیا ہے۔ اے کاش وہ دن جلد آتا کہ خدا کا ازلی ہاتھ اُن کا روادار نہ رہتا اور جن ظلموں کو انہوں نے اپنا کھیل بنایا ہے اون کی سزا پاتے تاکہ اُن کو علم اور آئندہ کو سبق ہوتا کہ بندگانِ خدا کے ساتھ اُنہوں نے کیسی بُرائیاں کی ہیں"۔ اس میں شبہ نہیں کہ اینڈرونیکوس کے اِن خیالات سے اکثر عیسائی اتفاق رکھتے تھے
۳۲ مگر ان باتوں کو زبان پر نہ لاتے تھے۔ ہیریک لیہ کے اُسقف فلپوس نے ایک موقع پر کہا کہ "میں نے تمام عمر شہنشاہوں کی حکم برداری کی اور اگر اُن کے احکام انصاف پر مبنی ہوتے ہیں تو اب تک اُن کی تعمیل میں دریغ نہیں کرتا کیونکہ انجیل مقدس میں حکم ہے کہ خدا کو جو کچھ خدا کا ہے اور قیصر کو جو کچھ قیصر کا ہے ادا کرتے رہو۔ میں نے اِس ارشاد کی تعمیل میں اب تک سرِمُو کمی نہیں کی ہے۔ اور اب میرے لئے جو کچھ باقی ہے وہ یہ ہے کہ دنیا کی دلفریبیوں پر آسمانی چیزوں کو ترجیح دوں۔ جس بات کو میں بار بار

کہہ چکا ہوں اوس کو یاد رکھو۔ میں مسیحی ہوں۔ اور تمہارے بتوں کو نیاز و نذر دینے سے
قطعی انکار کرتا ہوں۔" اِس سے زیادہ صاف اور شریفانہ کلام کیا ہو سکتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ
عیسائیوں کو شہنشاہ روما کی اطاعت سے انکار نہ تھا بلکہ بتوں کے شہنشاہ جوپیٹر اور اُس کے
ہم جلیس خداؤں سے جن کا مقام اولمپس کا پہاڑ تھا اُن کو قطعی انکار تھا۔ جزیرۂ صقلیہ کے
شہر قسطانیہ میں جج کلوپیپیانوس نے ایک مقدمہ میں عیسائی ملزم سے کہا کہ "اے ناشاد۔
ہمارے خداؤں کو پوج۔ مارس (مریخ)۔ اپولو (شمس) اور ایسکولاپیوس کی
اطاعت اختیار کر۔" اس حکم کا برجستہ جواب عیسائی نے یہ دیا کہ "میں خدا اور ابنِ خدا اور
روح القدس کی یعنی ثالوث مقدس کی طاعت بجا لاتا ہوں جن کے علاوہ کوئی خدا
نہیں۔ غارت ہو جائیں تمہارے وہ خدا جنہوں نے آسمان و زمین کو اور جو کچھ
اُن میں ہے پیدا نہیں کیا۔ یاد رکھو کہ میں مسیحی ہوں۔" از اول تا آخر کیا ہسپانیہ میں اور کیا
افریقہ میں۔ کیا اٹالیہ میں اور کیا صقلیہ میں عیسائیوں کے دعوے کی ابتدا اور انتہا
اِسی جملہ پر تھی کہ "میں مسیحی ہوں"۔

اب سوال یہ ہے کہ اِس شہادت اور جان کُشی کو عیسائیوں نے کس حد تک
دیدہ و دانستہ اپنے اوپر فرض کر لیا تھا۔ کہاں تک اپنی چتا آپ ہی چُنتے تھے اور
کہاں تک جس ستون سے جلائے جانے کے لئے باندھے جاتے تھے اُس کے گرد
اپنے ہی ہاتھوں سے لکڑیوں کے ڈھیر لگاتے تھے؟ بعض کلیساؤں نے غیر معمولی سرگرمی
اور شہادت کے شوق کو دبانا ضروری سمجھا، جس کی وجہ سے عیسائی مرد و زن جان
۳۳ دینے کی تمنا میں بت پرست حاکموں کو خود چھیڑ کر اپنی طرف متوجہ کرتے تھے۔ اور خطرے
بھاگنے کو ایک مجرمانہ کمزوری جانتے تھے شہادت کی ترغیب دینی تو کیسی اِن کلیساؤں نے
قطعی حکم دے دیا تھا کہ کوئی عیسائی جوشِ عقیدت کے ثبوت میں بت پرستوں کی
مورتوں یا قربانگاہوں کو نہ توڑے بلکہ عیسائیوں کو بہت سی ایسی باتوں سے
روکتے تھے جن پر عمل کرنے سے دشمن انتقام کے درپے ہو مگر باوجود اِس کے
اُن کی کوششیں رائیگاں جاتی تھیں۔ اکثر متعصب الطبیعت جوشِ مذہب میں دیوانہ وار
ہو کر شہادت کے واقعات کا سلسلہ نہ ٹوٹنے دیتی تھیں۔ اِس کی ایک مثال قابلِ غور
ہے۔ پونٹس میں اماسیہ کے رہنے والے تھیودوروس نے سیبیلے کا مندر

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جو وسطِ شہر میں واقع تھا جلا دیا۔ اور خود ہی سب کے سامنے کہتا پھرا کہ میں نے ایسا کیا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شہید ہونا پڑا۔ اس قسم کے شہیدوں میں بعض بالکل بچے ہوتے تھے۔ مثلاً ماردہ کی شہروالی یولالیہ محض بارہ برس کی ایک معصوم لڑکی تھی۔ جب اُس کے ماں باپ کو شبہ ہوا کہ لڑکی کا ارادہ شہید بننے کا ہے تو وہ اُس کو ایک گاؤں میں لے گئے تاکہ خطرے سے محفوظ رہے۔ مگر لڑکی نظر بچا کر شہر میں چلی آئی اور جج کے سامنے عدالت میں آکر کہا کہ "میں مسیحی ہوں"

"علی الصباح یہ مغرور لڑکی عدالت میں آئی اور خدامِ عدالت کے بیچ میں کھڑی ہو گئی"۔

حاکمِ عدالت نے بجائے اِس کے کہ دربانوں سے کہہ کر لڑکی کو عدالت سے باہر کرا دیتا اُس سے بحث کرنی شروع کی۔ بحث کا انجام یہ ہوا کہ یولالیہ نے حاکم کے مُنہ پر تھُوک دیا اور جو مُورتی اُس کے پوجنے کے لئے منگوائی گئی تھی اُسکو بھی گرا دیا۔ اِس کے بعد جو کچھ ہوا وہ یہ تھا۔ کہ پہلے شکنجے میں کھینچی گئی۔ پھر آگ میں زندہ جلائی گئی۔ پھر چند صدیوں کے بعد اُس کی یادگار میں ایک گرجا بنا یا گیا اور پھر اس یادگار پر پھولوں کا ایک میلہ ہونے لگا۔ اور سب سے اخیر میں عیسائی شاعر پروڈنتی یوس کے قلم سے یولالیہ کی تعریف میں ایک بہت پاکیزہ نظم لکھی گئی۔ اس شاعر کا کلام بیشک نہایت نفیس ہے مگر طبیعت نہیں قبول کرتی کہ ایسے معصوم بچوں کی شہادت سے جیسے کہ ماردہ کی یولالیہ یا روما کی ایگنیز تھی دین و دنیا کا کچھ بھی فائدہ نکلتا ہو۔ بجز اس کے کہ مفت جان دینے اور اذیت سے مرنے کا حال پڑھ کر افسوس ہو اور کچھ حاصل نہ تھا۔

۳۴۴ یہی حال ایک اور لڑکی کا ہوا۔ شمالی افریقہ میں قستور کے مقام سے ایک کتبہ اس عبارت کا نکلا ہے

سنہ ۳ تن کی یادگار میں

میک سیمیا۔

دوناتلا۔

سیکندہ

پیاری لڑکی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ کتبہ مقام تھوبربو کی تین عیسائی عورتوں سے جنھوں نے شہادت پائی
تعلق رکھتا ہے۔ اِن میں دو عورتوں یعنی میک سیمیا اور دوناتلا کی شکایت
جج کے سامنے ایک بُت پرست عورت نے کی۔ اور جج نے اُن کو قید خانے
بھیجنے کا حکم دیا۔ سیکندہ بارہ برس کی ایک لڑکی نے اپنے باپ کے
گھر سے دیکھا کہ سپاہی اِن دو عورتوں کو قید خانے کی طرف گھسیٹے لئے جاتے ہیں۔
اتنا دیکھتے ہی لڑکی چلّائی اور کہنے لگی کہ اے میری بہنوں تم مجھے کیوں چھوڑے چلیں
دونوں عورتوں نے اشارے سے کہا کہ تم ہمارے پاس نہ آؤ۔ مگر لڑکی نے
اصرار کیا۔ سب سمجھانے لگے کہ دیکھو ساتھ جانے میں بُری طرح مرنا پڑے گا۔ لیکن
سیکندہ نے یہی جواب دیا کہ مجھ کو خدا پر بھروسہ ہے جو کم سنوں کا بھی تسکین و آرام
دینے والا ہے۔ آخر کار مجبور ہو کر لڑکی کو بھی دونوں قیدی عورتوں کے ہمراہ
لے لیا۔ اور اب جج کا تینوں عورتوں کی نسبت حکم ہوا کہ وہ تماشا گاہ میں درندے
جانوروں کے سامنے ڈلوا دی جاویں تا کہ وہ اُن کو پھاڑ کھائیں چنانچہ جب وہ
ایسی سخت موت مرنے کے لئے درندے جانوروں کے سامنے آئیں تو
ایک جنگلی ریچھ اُن کے قریب آیا مگر بالکل چُپکا آ کر اُن کے قدموں میں بیٹھ گیا۔
جب کسی درندے نے اُن کو نہ مارا تو انولینوس جج نے اُن کے قتل کا حکم دیا۔
اور اس طرح وہ سب شہید ہو گئیں غرض یہی وہ قصہ ہے جس سے کتبے کے
اِن سادے اور پُر اثر الفاظ یعنی "سیکندہ پیاری لڑکی" کا مفہوم سمجھ میں آتا ہے۔

نوجوان لڑکوں کو بھی شہادت کا شوق کچھ کم نہ تھا۔ یوسی بیوس نے قیساریہ کے
آٹھ جوان لڑکوں کا ذکر کیا ہے جنھوں نے اربانوس حاکم شہر کا مقابلہ کیا اور
اُس کے سامنے سب مل کر چلّائے کہ "ہم مسیحی ہیں"۔ اسی طرح ایک اور جوان
لڑکے ایفیانوس کا ذکر ہوا ہے۔ یہ لڑکا اپنے گھر میں بیٹھا انجیل پڑھ رہا تھا کہ ۳۵
باہر سے سرکاری مُنادوں کا غُل سنا کہ بُتوں کی نیاز کے لئے لوگوں کو آواز
لگاتے ہیں۔ غل سنتے ہی الفیانوس اُٹھا اور سیدھا اربانوس کے گھر پہونچا۔
اربانوس اِس وقت گھر کی مورتیوں پر پانی چڑھا رہا تھا۔ الفیانوس نے جاتے ہی
اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اِس بُت پرستی پر اُس کو بہت سخت و سُست کہا۔ اِس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حرکت کا نتیجہ ظاہر تھا۔ اِس لڑکے نے اپنی جان اِس طرح ضایع کی جیسی کوئی بھلی چنگی چیز اُٹھا کر پھینک دے۔

اِسی سلسلے میں پانونیہ کے پانچ بُت تراشوں کا ذکر کرنا بھی مناسب ہوگا۔ پانونیہ کے علاقے میں سنگِ مرمر کی کانیں تھیں جہاں یہ بُت تراش اپنا کام کیا کرتے تھے۔ جس زمانے میں انطاکیہ کے اُسقف سِرل کو اِن کانوں میں مشقت کرنے کی سزا ملی تھی تو اُس کی ہدایت سے یہ بُت تراش عیسائی ہوگئے تھے۔ اور جس وقت سے عیسائی ہوئے تھے اپنے پیشۂ بت تراشی کی نسبت مشتبہ رہنے لگے تھے۔ چونکہ کتبِ مقدسہ میں حکم تھا کہ جھوٹے خداؤں کے بُت یا اُن کی کندہ مورتیں نہ بناؤ۔ اِس لیئے جب اُن سے ایسکولاپیوس کا بُت بنانے کی فرمائش کی گئی۔ تو اُنھوں نے انکار کر دیا۔ اِس میں شبہ نہیں کہ عیسائی ہونے کے بعد وہ "وکٹری" (فتح) اور کیوپِڈ (عشق کے اندھے خدا) کی مُورتیں تیار کر چکے تھے اور ایک بڑی لوح جس میں ربّ الشمس اپنے رفیقوں کے ساتھ رتھ پر سوار ہے بنا چکے تھے۔ لیکن وہ اِن چیزوں کو محض عمارتوں کی آرائش اور زیبائش کا سامان سمجھتے تھے۔ پرستش سے متعلق نہ جانتے تھے۔ لیکن جب حکم یہ مِلا کہ ایک مندر کے لیئے بُت تیار کیا جاوے گو وہ ایسے خدا کا بُت تھا جو بُت پرستوں کے نزدیک بہت نرم دل اور زخموں کا شفا دینے والا تھا تو پھر اُن کی غیرت نے قبول نہ کیا اور انکار کر کے مرنا گوارا کر لیا۔

دائیوکلیشن کے ظلموں کے قصے طبیعت کو بے حد متوجہ کر لیتے ہیں۔ اور یہ ماجرا ایسا ہے کہ جہاں تک اُس کو بڑھانا چاہیں بڑھا بھی سکتے ہیں۔ مسیحی شہیدوں کے تذکروں سے بھی متعدد مثالیں اُن کے صبر و شکیب کی جس کے ذریعے سے دین کے لیئے سخت سے سخت اذیتیں اکثر عیسائیوں نے برداشت کیں بیان ہو سکتی ہیں۔ ایسیٹریوس ایک نہایت ہی دلیر عیسائی تھا۔ اِس نے حاکمِ بُت پرست سے کہا کہ "مرتے وقت صرف ایک مہربانی کی درخواست ہے
اور وہ یہ ہے کہ اِس جسمِ زار کا کوئی حصہ ایسا نہ چھوٹ جاوے جس کے پرخچے ۳۶
نہ اُڑائے گئے ہوں"۔ جہاں وفاداری کا یہ جوش بھرا ہو۔ اور ایمان ایسا راسخ اور قوی ہو کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کمزوروں میں بھی طاقت اور تکلیفوں کی برداشت پیدا کردے۔ وہاں اس بات کا سمجھنا مشکل نہیں کہ اس عظیم الشان کفرستان میں مسیحی کلیسا کی فتح وکشایش انجام کار میں کیوں لابُد ویقینی ہوگئی۔ اور ان ہی باتوں پر غور کرنے سے یہ بھی سمجھ میں آسکتا ہے کہ ان شہیدوں کے تبرکوں اور تبرکات کو عیسائیوں نے کیوں جان سے زیادہ عزیز جان کر ہمیشہ محفوظ رکھا۔ اور کیوں اُن کی قبور و مزارات کو مقدس و متبرک مان کر سمجھا کہ اُن میں بیماریوں کو رفع اور زخموں کو مندمل کرنے کی کرامات موجود ہے۔ اور کیوں اُن جفاکار بُت پرستوں کو جنہوں نے ان شہیدوں کو زندگی میں طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں تھیں ہمیشہ قہر وغضب کے ساتھ یاد کیا مگر ان تمام باتوں کے ساتھ یہ یقین نہ رکھنا چاہیئے کہ مسیحی مورخوں نے اُن بُت پرستوں کے ذکر میں ایمانداری کو ملحوظ رکھا ہوگا جنہوں نے جبر و تعدی کے فرامین وضع کیئے یا جنہوں نے ان فرامین کی تعمیل میں سختی وتشدد سے کام لیا۔ مورخانِ کلیسا سے اِس کی توقع کہ وہ اِن بُت پرستوں کے ذکر میں سچائی اور ایمانداری کا خیال رکھتے ایک قسم کی زیادتی ہوتی۔ لیکن کم سے کم ہم لوگوں کے لیئے جنہوں نے ان واقعات سے صدہا برس کے بعد دنیا میں قدم رکھا ہے اور جو یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ آگے چل کر خود کلیسائے مسیحی کی جانب سے مذہب کی بناء پر کیسے کیسے ظلم کے طریقے وضع و جاری ہوئے تھے اِس مسئلہ کے دونوں پہلوؤں پر غور کرنے کی کوشش کرنی ضروری ہے۔ اور یہ بھی نہ بھولنا چاہیئے کہ اولاً تو خود نصرانیت نے چپکے چپکے بُت پرستی کی جڑیں کھود کر اس کو کھوکھلا کر دیا تھا اور پھر جب علانیہ مقابلے کی نوبت آئی تو خفیف سے خفیف مصالحت کو بھی ہرگز گوارا نہ کیا۔

"مسیحی شہداء کے تذکروں" کے پڑھنے سے کوئی کُلیہ ایسا قائم نہیں ہوتا جس سے دریافت ہو کہ عیسائیوں کی ایذاؤں اور قتل کے واقعات کے متعلق بُت پرستوں کا عام طور پر کیا خیال تھا خاص روما کے لوگوں کی بے دردی و خونخواری کا کسی قدر حال اُس وقت کھلتا ہے جبکہ سنہ ۳۰۰ عیسوی میں اغسطس میک سیمیان ایک رسم ادا کرنے کے لیئے دارالحکومت روما میں آیا۔ "ثنت سادینوس کے اذیت نامے" میں بیان ہے کہ جس وقت میک سیموس کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تماشا گاہ میں خلقت جمع ہوئی تو سب نے یک زبان ہو کر عیسائیوں کا خون
طلب کیا۔ اور بارہ مرتبہ یہ آواز لگائی کہ "اِن عیسائیوں کو دور کرو کہ ہماری خوشی
۲۵۷ پوری ہو۔ تم کو قسم ہے اغسطس کے سر کی جو ایک عیسائی کو بھی زندہ چھوڑو۔"
جس وقت اِس مجمعے میں شہر کا سردار ہرموگی نیانوس داخل ہوا تو اس کو دیکھتے ہی
مجمع کے لوگوں نے دس مرتبہ اغسطس سے مخاطب ہو کر کہا کہ "اے اغسطس
تجھ کو فتح نصیب رہے۔ اِس سردارِ شہر سے پوچھ کہ ہم کس بات پر شور مچاتے ہیں"
روما کے تماشا گاہ میں اِس قسم کا شور و شغب ایک قدرتی اور معمولی بات تھی
لیکن سوال یہ ہے کہ کیا تمام سلطنت میں خلقت کا یہ ہی حال تھا؟ اس میں
شبہ نہیں کہ بڑے بڑے شہروں میں جیسے کہ اسکندریہ۔ انطاکیہ۔ ایفی سوس
قرطاجنہ وغیرہ تھے ادنیٰ طبقے کے لوگ یہی نعرہ لگاتے تھے کہ "عیسائیوں کو دور کرو۔"
لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ بُت پرستوں کے مظالم کی پوری سرگذشت میں
ایک مثال بھی ایسے قتلِ عام کی نہیں ملتی جو فرانس میں شنت بارتھولومیو کے دن
اور جزیرۂ صقلیہ میں عشائے سیمی کی رسم کے موقعے پر خود عیسائیوں کے ہاتھوں
عیسائیوں کا ہوا۔ بلکہ اِس کے برخلاف یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ گو قید خانے
عیسائیوں سے بھرے ہوئے تھے لیکن عیسائی قیدیوں کے رشتہ داروں کو
بالعموم اپنے عزیزوں سے قید خانے میں ملنے اور ان کو کھانا پہنچانے کی یا اُن سے
پند و نصیحت سُننے کی اجازت تھی قیساریہ کے نمفی لیوس سے جو دو برس تک
زندان میں رہا اُس کے دوست و اقارب ہی ملنے نہیں جاتے تھے بلکہ اُس کو
اتنا وقت اور اطمینان میسر تھا کہ قید خانے میں بیٹھا انجیل کی نقل لکھا کرے۔

عدالتوں میں بھی ایسا اتفاق کم ہوتا تھا کہ مقدمے کے وقت عیسائیوں کے
دشمنوں کا ہجوم ہو۔ یا لوگ غل مچا کر جج کو مجبور کریں کہ وہ خواہ مخواہ موت کا حکم
جاری کرے۔ مقدمات کی کیفیتیں پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے موقعوں پر
عدالتوں میں بہت انتظام ہوتا تھا۔ اور کسی طرح کا شور و غل نہ ہوتا تھا۔ اور ججوں کو
سزائے موت تجویز کرنے کی جگہ اس طرف زیادہ توجہ ہوتی تھی کہ وہ عیسائیوں کو
سمجھا بجھا کر کسی طرح پھر حلقۂ بُت پرستی میں لے آویں۔ اگر دائیوک لیشن خون بہانے پر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آمادہ ہوتا تو ندیاں چھوڑ خون کے دریا بہا دیتا۔ لیکن اُس نے اِس سے پرہیز کیا۔
اُس کا منشا، جو کچھ تھا وہ یہ تھا کہ جس چیز کو وہ کفر یا بے دینی یا بنائے فساد یا محض
حفظِ سلطنت کے خیال سے خطرناک سمجھے اُس کو قطعی مٹا دے۔ اُس کے
ذہن میں یہ خیال نہ تھا کہ اہل بدعت کی ارواح کو عذابِ آخرت سے بچانے کے لیے
دنیا میں اذیتیں پہنچانی ضروری ہیں۔ اِس افسوس ناک عقیدے کا پتہ اِس ۳۸
زمانے میں نہیں بلکہ آیندہ زمانے میں چلتا ہے جبکہ خود عیسائیوں کے ہاتھوں عیسائیوں پر
ظلم و شدائد ہوئے۔ ڈائیوکلیشن نے جس قدر سختیاں کیں وہ سلطنت کی
بہتری کے خیال سے کیں اور وہ اتنے دن زندہ بھی رہا کہ اپنی ناکامیابی کو اپنی
آنکھوں سے دیکھ لے اور جہاں اُس نے اپنے طریقۂ حکومت کو جسے اُس نے
بڑی جانفشانی سے قائم کیا تھا مٹتے دیکھا وہاں یہ بھی دیکھنا پڑا کہ عیسائیوں پر ظلم کر کے
بنی نوع انسان کے حق میں اُس سے کیسی بڑی خطا ہوئی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تیسرا باب ۳۹

سلطنت سے دائیوکلیشن کی دست برداری۔قسطنطین کا شہنشاہ ہونا

ماہ مئی ۳۰۵ء عیسوی کی پہلی تاریخ تھی کہ دائیوکلیشن نے تختِ شہنشاہی سے خود علیحدہ ہوکر معمولی حیثیت کی زندگی اختیار کی۔تاریخ میں کوئی اور مثال ایسی کسرنفسی کی نہیں ملتی۔منصبِ شہنشاہی سے دست برداری کا اعلان ایک بڑے دربار میں کیا گیا۔یہ دربار روما کے شہر میں نہیں ہوا کیونکہ یہ شہر اب سیاسی دنیا کا مرکز نہیں رہا تھا۔بلکہ علاقہ بیتھی نیا میں نیکومیدیا سے تین میل کے فاصلے پر ایک وسیع میدان میں منعقد کیا گیا۔نیکومیدیا ہمیشہ سے اس شہنشاہ کا پسندیدہ مقامِ سکونت رہا تھا۔اِس میدان کے بیچ میں ایک چھوٹی سی پہاڑی تھی اور پہاڑی کے اوپر ایک اونچا ستون اور ستون کی چوٹی پر خدائے جیوپیٹر کا ایک بُت بنا تھا۔برسوں ہوئے تھے کہ اسی مقام پر دائیوکلیشن نے گیلی ریوس کو اپنے ہاتھ سے خلعتِ قیصری پہنا کر اختیارات شاہی عطا فرمائے تھے۔اور آج اُسی مقام پر دائیوکلیشن منصبِ شاہی کا آخری فرض ادا کر رہا ہے یعنی اُن لوگوں کو نامزد کرتا ہے جو اُس کی جانشینی کے لئے سب سے زیادہ لائق ہیں میدان میں ایک عالیشان چبوترہ تیار کیا جاتا ہے۔جملہ اہالیان دربار وعساکر کو حکم ہوتا ہے کہ اِس موقع پر حاضر ہوکر اپنے بادشاہ اور سالارِ لشکر کی رخصتی تقریر سُنیں۔دربار جمع ہوتا ہے اور دائیوکلیشن مختصر الفاظ میں اتنا مطلب ادا کر کے سب سے رخصت چاہتا ہے کہ اب میں ضعیف وکمزور ہوگیا ہوں محنت ومشقت میں ایک مدت بسر کرکے اب آرام کرنا چاہتا ہوں۔سلطنت کو بھی ضرورت ہے کہ وہ ۴۰
مجھ سے کم عمر وتواناتر لوگوں کے ہاتھوں میں ہو۔میں اپنا کام ختم کرچکا ہوں اور اب وقت آگیا ہے کہ آپ سے رخصت چاہوں۔

اودھر نیکومیدیا میں اغسطس دائیوکلیشن سلطنت کے کام سے سبکدوش ہورہا تھا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُدھر میلان کے شہر میں اغسطس میک سیمیان منصب شہنشاہی سے علیحدگی کا دربار کر رہا تھا۔ دونوں اغاسطہ ایک ہی وقت میں کارِ مملکت سے مستعفی ہو رہے تھے۔ اِن دونوں شہنشاہوں کی خالی جگہ پر اُن کے دونوں قیصروں یعنی گیلی ریوس اور قسطنطیوس کا ترقی پاکر اغسطس ہونا ایک امرِ بدیہی تھا۔ اب اِس انتظام سے جو دونوں قیصروں کی جگہ خالی ہوئی اُس کو پُر کرنے کے لئے ڈائیوکلیشن کو دو آدمی منتخب کر کے لشکر کے سامنے پیش کرنے تھے تاکہ جملہ رومانی افواج رفاقت و خیرخواہی سے اُن کی ماتحتی قبول کریں۔ مورخوں کا بیان ہے کہ ڈائیوکلیشن نے یہ دونوں آدمی پہلے سے تجویز کر لیئے تھے مگر اُن کے نام مطلقاً کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیئے تھے۔ اِس وقت تمام لشکر حالتِ انتظار میں دم بخود تھا کہ دفعتاً ڈائیوکلیشن نے اعلان کیا کہ منصبِ قیصری کے لئے ایک تو سیویروس کو جو بہت معتبر و آزمودہ کار سپہ سالار ہے اور دوسرے میک سیمن دازا کو جو گیلی ریوس کا بھانجا ہے منتخب کیا جاتا ہے۔ سیویروس اِس وقت دربار میں حاضر نہ تھا۔ وہ پہلے ہی سے میلان روانہ کر دیا گیا تھا تاکہ میک سیمیان اوس کو سرِ دربار قیصر مقرر کرے۔ میک سیمن دازا البتہ اِس دربار میں حاضر تھا۔ چنانچہ ڈائیوکلیشن نے اُس کو خلعتِ قیصری پہنایا جب رسمیں ختم ہولیں تو ڈائیوکلیشن ایک معمولی شہری کی حیثیت سے گو اغسطس کا اعزازی خطاب اُس کو حاصل رہا نیکومیدیا میں واپس آیا اور وہاں سے سلونا کے شہر کو جو بحر ایڈریاٹیک کے کنارے واقع تھا روانہ ہو گیا۔ یہاں اُس نے ایک عالیشان محل تخلیہ و تنہائی میں باقی زندگی بسر کرنے کے لئے پہلے سے تیار کرا لیا تھا۔

یہ کیفیت جو مختصر طور پر اوپر بیان ہوئی بہت صراحت اور خوبی کے ساتھ ایک ایسے مورخ کے قلم سے بھی نکلی ہے جو واقعات کی تفصیل لکھنے میں بہت شبہ کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ جس کتاب میں یہ حالات بصراحت بیان ہوئے ہیں اُس کا نام "مرگِ جفاکاراں" ہے مدت تک یہ خیال رہا کہ اِس کا مصنف لکٹن تیوس ہے۔ لیکن اب اِس میں شبہ کیا جاتا ہے۔ اِس وقت ہم بھی سہولتِ بیان کے لئے لکٹن تیوس ہی کو اُس کا مصنف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سمجھے لیتے ہیں بہرکیف مصنف درامل کوئی ہو مگر اُس کے غیر معتبر ہونے میں کلام نہیں اور
اس میں بھی کلام نہیں کہ زورِ بیان اعلیٰ درجے کا پایا ہے اور اپنے وقت کے بڑے مقبول ۱۴۱
لکھنے والوں میں ہے موضوع اس کتاب کا یہ ہے کہ جن رومانی شاہان بُت پرست نے
مسیحی کلیسا پر جور و ظلم کیئے تھے اُن کا نامۂ اعمال بالکل سیاہ کر کے ناظرین کے
سامنے لائے اِس لیئے اِن بادشاہوں کے کاموں کو غلط طور پر بیان کرنے یا
اُن کی نیت اور ارادوں کو خواہ وہ بھلے بھی ہوں بُرا ظاہر کرنے میں یا اپنی طرف سے
جھوٹے قصے بنا کر اُن سے منسوب کرنے میں مصنف نے ذرا تامل نہیں کیا ہے۔
خبروں پر اس درجے عبور ہے کہ کوئی بات ایسی نہیں جو مصنف کے علم سے باہر ہو محل کے
کسی پوشیدہ سے پوشیدہ گوشے میں بھی اگر دو آدمیوں نے کوئی بات کہی ہے تو
اُس کی خبر مصنف کو ہے ہمیشہ راز کی کسی مجلس میں اگر کوئی معاملہ خفیہ سے خفیہ طریقے پر بھی طے
ہوا ہے تو اُس کا کُل حال مصنف پر روشن ہے۔ خدا جانے واقعی یہ خبریں اُس کو ملتی تھیں
یا اپنی طرف سے ایجاد کر لیتا تھا پھر ان خبروں کو بیان کرنے میں کچھ تفصیلی امور اپنی طرف سے
بڑھا کر اور کچھ مقامی رنگ بھر کر وہ اوستادی دکھائی ہے کہ کُل بیان بالکل سچ
معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ یہی اوستادیاں وہ ہوتی ہیں جو بیان کے غیر معتبر
ہونے کا ثبوت دیتی ہیں لکٹن تیوس کے نزدیک دائیوک لیشن کا تخت سے
علیحدہ ہو جانا ایک ایسے فاترالعقل بڈھے کا فعل تھا جس کی تندرستی و عقل
دونوں ایک شدید مرض کی وجہ سے بالکل زائل ہو گئی تھیں۔ اور یہ مرض
اُس کے گناہوں اور ظلموں کی سزا میں آسمان سے اُس پر اُترا تھا۔ مصنفِ مذکور
دائیوک لیشن کی تصویر اس طرح کھینچتا ہے کہ یہ بڈھا اپنے قیصر گیلی ریوس کے سامنے
سر جھکائے بیٹھا رو رہا ہے۔ گیلی ریوس کا اندازِ گفتگو بہت تیز و گستاخانہ ہے
قیصروں کے تقرر کے متعلق دھمکیاں دیتا ہے کہ اگر میری بات نہ مانی تو ملک میں
خانہ جنگی ہو جائے گی۔ پھر گویا دونوں میں مباحثہ شروع ہوتا ہے۔ دائیوک لیشن
پوچھتا ہے "تو پھر قیصر کس کس کو مقرر کیا جاوے؟" گیلی ریوس جواب دیتا ہے کہ
"ایک تو سیویروس کو"۔ یہ نام سنتے ہی دائیوک لیشن کہتا ہے "کیا اُس شرابی
ناچنے والے کو جو رات کو دن اور دن کو رات کیئے رہتا ہے؟" گیلی ریوس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

جواب دیتا ہے۔ "مگر وہ اس مرتبے کے لائق ہے۔ سپہ سالاری میں وہ بڑا وفادار ثابت ہو چکا ہے اور میں نے تو میک سمیان کے پاس اُس کو قیصری کے لئے روانہ بھی کر دیا ہے۔" اتنا سُن کر دائیوک لیشن کہتا ہے "اچھا ایک تو سیویروس ہوا۔ اب دوسری جگہ کے لئے کس کو تجویز کرتے ہو۔؟" اس پر گیلی ریوس بولا کہ "وہ یہیں موجود ہے۔" گیلی ریوس کی مراد میک سیمن داذا سے تھی جو ایک وحشی نوجوان یعنی نیم آروانی نہ تھا۔ مگر رشتے میں گیلی ریوس کا بھانجا ہوتا تھا۔ دائیوک لیشن نے حیرت زدہ ہو کر کہا کہ "یہ کس کو پیش کرتے ہو؟" گیلی ریوس "میں اُس کو پیش کرتا ہوں جو میرا عزیز ہے" اس پر دائیوک لیشن نے ایک آہ سرد بھری اور کہا کہ "یہ لوگ اس قابل نہیں ہیں کہ سلطنت اُن کے سپرد کی جاوے۔" گیلی ریوس "میں نے ۴۳
ثابت کر دیا ہے کہ وہ ضرور اس قابل ہیں۔" دائیوک لیشن "اچھا پھر یہی ہے تو تم جانو۔ تمہارے ہی ہاتھوں اب سلطنت کی باگ ہے۔ بُرے بھلے کے ذمہ دار بھی تم ہی ہو۔ میں نے بہت محنت و جانکاہی کر لی۔ جب تک میں نے فرمانروائی کی ہمیشہ سلطنت کی بھلائی اور سلامتی کا خیال رکھا۔ اب اگر اُس کو کوئی نقصان پہنچا تو اس میں میرا قصور نہ ہوگا۔"[1]

لکٹن تیوس کی تحریر کا یہی انداز ہے جس کا نمونہ اوپر دکھایا گیا۔ تخت سے دست برداری کی رسوم کو جہاں بیان کیا ہے وہاں دکھایا ہے کہ دائیوک لیشن کے گرد عمائد و عمالِ شاہی کا ایک مجمع ہے۔ گیلی ریوس اپنے بھانجے میک سیمن کو اس مجمع سے نکال کر لشکر کے سامنے پیش کرتا ہے۔ لشکر کے لوگ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اپنے نئے قیصر کو دیکھتے ہیں گویا یہ صورت کبھی پہلے دیکھی ہی نہ تھی۔ مگر ہم پوچھتے ہیں کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ گیلی ریوس کا نہایت عزیز بھانجا ہو اور نیکومیدیا کا لشکر اُس کی شکل سے ناواقف ہو۔ اس کے بعد مورخ لکھتا ہے کہ گیلی ریوس نے صرف میک سیمن داذا ہی کو مجمع سے باہر نکال کر پیش نہیں کیا بلکہ ایک کام یہ بھی کیا کہ اغسطس قسطنطیوس کے فرزند کو باہر سے مجمع کی طرف دھکا دے کر لشکر کے سامنے سے

[1] لکٹن تیوس: "مرگ جفا کاران" باب (۱۸)

ہٹا دیا۔ قسطنطیوس اس وقت اغاسطہ میں سب سے پرانا تھا اور اُس کا ہی فرزند قسطنطین تھا جو بعد کو شہنشاہی کے درجے پر پہنچا۔ قسطنطین اِس زمانے میں چند سال سے دائیوک لیشین کے ساتھ قصرِ شاہی میں رہا کرتا تھا۔

لکتن تیوس کے اِس بیان کو ہم درست نہیں سمجھ سکتے کہ دائیوک لیشن جس وقت مستعفی ہوا ہے تو وہ کوئی ایسا مسلوب الحواس اور سن رسیدہ آدمی تھا۔ جو مرض کے افاقے سے کبھی ہوش میں اور مرض کی زیادتی سے کبھی مخبوط رہتا ہو۔ دائیوک لیشن کی عمر اس وقت صرف اُنسٹھ برس کی تھی۔ یہ سچ ہے کہ اِس زمانے میں وہ ایک سخت بیماری سے اُٹھا تھا۔ خود لکتن تیوس لکھتا ہے کہ اُس کی علالت سے محل کے لوگوں پر افسردگی طاری تھی اور فوجِ خاصہ کے لوگ

۴۴ اپنے آقا کے بیمار ہونے سے بہت فکرمند اور اکثر آبدیدہ رہتے تھے۔ بلکہ تمام قلمرو میں ایک حیرانی و پریشانی چھائی ہوئی تھی۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ تندرست ہونے کے بعد جس وقت وہ اپنے لشکر کے لوگوں سے رخصت ہوا ہے اُس وقت اُس کا دماغ ایسا روشن تھا کہ شاید کبھی پہلے بھی ایسا نہ رہا ہو۔ جو مسلکِ سیاسی اُس نے ابتدا سے اختیار کیا تھا اُس کا لازمی نتیجہ تھا کہ ایک دن وہ تخت سے دست بردار ہو جائے گا۔ آج سے بیس برس پہلے وہ اِس علٰحدگی کا قصد کر چکا تھا۔ اور برابر اِس طول وطویل محنت و مشقت کے زمانۂ حکومت میں اُس نے ہمیشہ اِس خیال کو پیشِ نظر رکھا تھا۔ اور یہ علٰحدگی وہ آخری کام تھا جس نے اُس کے مخترع نظمِ سیاست کو درجۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔ بادشاہوں کو یہ خیال بہت خوشگوار ہوتا ہے کہ سلطنت کا کام چھوڑنے کے بعد تخلیہ و تنہائی میں آرام سے زندگی بسر کریں گے۔ لیکن جہاں تک دیکھا گیا ہے وہ یہی ہے کہ بادشاہ کبھی سلطنت کے کاموں سے علٰحدگی اختیار نہیں کرتے جس طرح جان عزیز ہوتی ہے اُسی طرح حکومت کو بھی عزیز رکھتے ہیں۔ روما کے متعدد شہنشاہوں میں سب سے پہلا شہنشاہ مدت تک اپنے وزیروں و مشیروں سے یہی کہتا رہا کہ اب جمہوری حکومت قائم کر کے

لکتن تیوس: "مرگِ جفا کاران" باب (۱۷) +

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شہنشاہی سے سبکدوش ہو جاؤں گا۔ وزرائے سلطنت اس خیال سے خوش ہوتے رہے مگر اُس سے سلطنت نہ چھوٹی اور وہ شہنشاہ ہی مرا۔ اغاسطۂ روما کے سلسلے میں دائیوکلیشن ہی ایک ایسا شہنشاہ تھا جس نے پوری شان وسطوت کی حالت میں عصائے سلطنت ہاتھ سے رکھ دیا۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہ ایک بہت خطرناک کام تھا۔ لیکن اُس کو اپنے اصول پہ ثابت قدم رہنا تھا اور وہ دنیا کی بہتری اسی میں سمجھتا تھا کہ دنیا کا مالک تخت پر بیٹھے بیٹھے بڈھا اور کمزور نہ ہونے پاوے۔

قسطنطین جس کی ایک جھلک ابھی ابھی دربار کے موقع پر ہم دیکھ چکے ہیں سنہ ۲۷۳ یا ۲۷۴ عیسوی میں پیدا ہوا تھا۔ جس طرح اُس کی تاریخ ولادت مشتبہ ہے اسی طرح جائے پیدائش میں بھی اختلاف ہے۔ یہ یقین اب کسی کو نہیں کہ وہ برطانیہ میں پیدا ہوا تھا۔ یہ دل خوش کن قصہ چند انگریزی راہبوں نے تیار کیا تھا اور اس کے ساتھ یہ مضمون بھی تھا کہ اُس کی ماں ہلانہ ایک برطانوی بادشاہ کی بیٹی تھی۔ قصہ بنانے والوں نے قصہ تو تیار کر لیا مگر یہ بن نہ پڑا کہ برطانیہ میں اس
۳۰۴ بادشاہ کی دارالسلطنت کو کس جگہ قائم کیا جاوے۔ مگر اس قصے کی اگر کچھ بنیاد ہے تو وہ لیٹن کے چند الفاظ ہیں جن کے معنی یہ ہیں کہ قسطنطین نے برطانیہ کو اپنے نور سے روشن کر دیا۔ لیکن اب یہ الفاظ اُس کے جلوس سے متعلق سمجھے جاتے ہیں نہ اس کی ولادت سے چونکہ اُس کی شہنشاہی کا اعلان سب سے پہلے جزیرۂ برطانیہ میں ہوا تھا اس لئے قیاس کر لیا کہ اُس کی اصل بھی اسی جزیرے سے تھی۔ لیکن جہاں تک تحقیق ہوتا ہے اُس کی پیدائش یا تو شمالی میسیا میں شہر نیسوس کی یا نیکو میدیا کے قریب شہر دریپانم کی تھی۔ گو کوئی شہادت بھی اتنی صحیح نہیں ہے کہ اُس کا قطعی یقین کیا جائے۔ لیکن زیادہ تر بیان یہی ہے کہ وہ نیسوس میں پیدا ہوا تھا۔

قسطنطین کا باپ قسطنطیوس کلورس تھا جو مدت تک فوج میں ملازمت کے بعد پہلے قیصر اور پھر اگسٹس مقرر ہوا۔ لیکن قسطنطین کی پیدائش کے وقت وہ فوج کا محض ایک افسر نہایت لائق و ہونہار تھا۔ اُس کا خاندان میسیا کے ذی رتبہ خاندانوں میں شمار ہوا ہے۔ اُس کی ماں کلادیوس کی بھتیجی تھی اور کلادیوس وہ شہنشاہ تھا جس نے اقوامِ قوط کو مسخر کیا تھا۔ قسطنطین کی پیدائش سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

چار برس پہلے شہنشاہ کلادیوس کا انتقال ہو چکا تھا۔ ممکن ہے کہ قسطنطین کے باپ قسطنطیوس کو جس قدر جلد ترقی ملی اُس کا باعث کلادیوس ہو۔ قسطنطیوس نے ہلانہ نامی ایک عورت سے اپنا تعلق کرلیا تھا جو نسب کے اعتبار سے شوہر سے کم درجہ رکھتی تھی۔ مگر رومانی قانون میں اِس قسم کا تعلق عقد جائز سمجھا گیا ہے۔ ہلانہ دراصل درے پانم کے ایک سرائے والے کی لڑکی تھی۔ قسطنطین کے دشمنوں نے ماں کی طرف سے اُس کا مجہول النسب ہونا ثابت کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔ بہرکیف ماں کا نسب کیسا ہی کم درجے کا ہو مگر قسطنطین حملِ جائز سے پیدا ہوا تھا۔ اگر قسطنطیوس اور ہلانہ کا تعلق بے قاعدہ ہوتا تو جس وقت اُسطس میکسیمیان نے قسطنطیوس کو قیصر بنا کر اپنی لڑکی تھیوڈورا سے اُس کا عقد کیا تھا اُس وقت ہلانہ کو طلاق دلوانے کی ضرورت نہ پڑتی۔

۴۵ قسطنطین کے حالات اوائلِ زندگی کے کچھ نہیں دریافت ہوتے۔ قیاس یہ ہے کہ اُس کا یہ زمانہ سلطنت کے مشرقی حصے میں زیادہ تر گذرا۔ ڈائیوکلیشن ۲۸۴ عیسوی میں تخت نشین ہوا۔ اِس سے پہلے مشرق میں جو لڑائیاں ہوئیں اُن میں قسطنطین کا باپ قسطنطیوس شریک تھا۔ قسطنطین بھی سب سے پہلے ڈائیوکلیشن کے زمرۂ لواحقین میں ایک نوجوان افسر کی شکل میں نظر آتا ہے۔ یوسی بیوس قیساریہ کا اسقف لکھتا ہے کہ میں نے[1] قسطنطین کو جس کی قسمت میں حامیِ دینِ نصرانیت ہونے کی عزت لکھی تھی سب سے پہلے اُس وقت دیکھا تھا جبکہ ایک مرتبہ شہنشاہ ڈائیوکلیشن کے ساتھ وہ فلسطین میں آیا تھا۔ مجھ کو خوب یاد ہے کہ شہنشاہ کی داہنی طرف یہ نوجوان شہزادہ کھڑا تھا۔ اور تمام حاضرین اُس کے حسن و جمال متانت و شہمندی کو دیکھ کر عش عش کرتے تھے۔ چہرے سے یہ بات ٹپک رہی تھی کہ اُس کو اپنی بزرگی کا علم ہے اور جانتا ہے کہ دنیا میں حکومت کرنے کے لئے آیا ہوں۔ یہی اسقف لکھتا ہے کہ حاضرین میں جس قدر جوانانِ شہ زور تھے وہ تو اُس کی

[1] حیاتِ قسطنطین جلد ۱ صفحہ ۱۹؛

طاقتِ جسمانی کے معترف و مداح تھے اور جس قدر اربابِ دانش تھے وہ اُس کی دانائی و فرزانگی پر رشک و خوف کی حالت رکھتے تھے مگر اسقف قیساریہ اصل واقعے سے پچاس برس کے بعد اس دیدار کا حال لکھنے بیٹھا تھا۔ ممکن ہے حافظے نے پوری یاری نہ کی ہو۔ بہرکیف جس شخص کو حُسنِ عقیدت کے جوش میں خوبی و رعنائی۔ طاقت و دانائی کا نمونۂ کامل بتایا گیا ہے وہ صرف ایک ہوشیار و ذی شعور اچھی صورت کا نوجوان شہزادہ ضرور تھا۔ رہا یہ امر کہ اربابِ دانش میں دائیوک لیشن بھی اُس سے خوف زدہ رہتا تھا تو اُس کی تردید میں کہہ سکتے ہیں کہ درجۂ اول کے منصبِ ترائبیون پر قسطنطین کا تقرر اور اُس کا بہت سی لڑائیوں میں شریک ہونا سب دائیوک لیشن کے طفیل سے تھا۔ اگر دائیوک لیشن کو اُس کا خوف ہوتا تو اس طرح ترقی نہ دیتا۔ بے معقول قصے کہ دائیوک لیشن یا قسطنطین کے بالادستوں نے ایک دیوہیکل سرماتی پہلوان سے اُس کو اکیلا لڑوایا تھا۔ یا ایک مشہور ببر سے اُس کی کشتی کرائی تھی تاکہ اپنی طاقت اور دلیری پر جو کچھ زعم ہے ۲۸۴
وہ ہی اُس کا کام تمام کردے اور جو کچھ خوف اُس کی جوانمردی اور طاقت کی وجہ سے پیدا ہوگیا ہے وہ رفع ہو ہرگز توجہ کے قابل نہیں۔ اگر دائیوک لیشن کو قسطنطین کا خوف ہوتا تو قصرِ شاہی میں سکونت کے بعد پھر وہاں سے زندہ نکلنا مشکل تھا۔

یہ یقینی تعجب کی بات ہے کہ قسطنطین کی اوائل عمری یا پوری جوانی کے حالات بہت کم دریافت ہوتے ہیں۔ حالانکہ جس وقت دائیوک لیشن تخت سے علیحدہ ہوا ہے تو قسطنطین کو کم از کم اکتیسواں سال تھا۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اُس کی عمر کا یہ حصہ مشرق میں کیوں بسر ہوا۔ اور اپنے باپ قسطنطیوس کی ہمراہی میں گال اور برطانیہ کی لڑائیوں میں وہ کیوں شریک نہیں ہوا کہ جو عزت باپ کو حاصل ہوئی تھی اُس سے بیٹے کو بھی حصہ ملتا؟ اِس کا جواب یقیناً یہ ہے کہ دائیوک لیشن کے انتظامِ حکومت میں یہ نہ تھا کہ بیٹا باپ کا جانشین یا اُس کی ہر چیز میں شریک و سہیم رہے۔ دائیوک لیشن کے ساتھ قسطنطیوس کی وفاداری میں کسی کو شبہ نہیں لیکن اُس کے لڑکے قسطنطین کو اگر مورخ زوسیموس[۱] کا اعتبار

۱ زوسیموس جلد (۲)، صفحہ (۸)

کیا جاوے تو قیصر یا شہنشاہ بننے کا بہت شوق تھا۔ بہرکیف جس وقت گیلی ریوس شہنشاہ دائیوک لیشن کی جگہ نیکومیدیا میں قصر شاہی کا مالک بن کر بیٹھا تو قسطنطین کی حالت ضرور خطرے و اندیشے کی ہوگئی۔ اور گیلی ریوس کے دل میں یہ خلش رہنے لگی کہ کہیں یہ شہزادہ جو ایک ہی چھت کے نیچے اُس کے ساتھ رہتا ہے کسی دن اُس کی راہ میں مخل نہ ہو۔ اور قسطنطیوس کو بھی یہ تردد رہنے لگا کہ لڑکے کی صورت برسوں سے نہیں دیکھی ہے اگر وہ پاس ہوتا تو بہتر تھا۔ قسطنطین بھی اِس فکر میں بے چین رہتا کہ کسی طرح ایسی جگہ سے نکلنا چاہیئے جہاں رہ کر ترقی کے ارمان پورے نہیں ہو سکتے۔ غرض اِس امر میں شبہ کی ضرورت نہیں رہتی کہ قسطنطیوس فی الحقیقت گیلی ریوس کو بار بار لکھتا تھا کہ قسطنطین کو اُس کے پاس بھیجدیا جاوے۔ اور قسطنطین بھی اِسی کوشش میں رہتا تھا کہ کسی طرح باپ کے پاس پہنچ جاوے ۴۷

لکٹن تیوس[سلہ] جو تاریخ کو ہمیشہ ایک حیرت خیز داستان بنانا چاہتا ہے نیکومیدیا سے قسطنطین کی روانگی کا حال اپنی کتاب کے ایک دلچسپ حصے میں اِس طرح لکھتا ہے کہ جس وقت محل شاہی میں پروانۂ راہ داری اِس مضمون کا تیار ہوا کہ قارۂ یورپ سے گذرنے کے لیئے ہر منزل پر قسطنطین کے لیئے گھوڑے تیار رہیں تو گیلی ریوس نے بہت ہی پس و پیش کے بعد اِس پروانہ پر دستخط کیئے۔ قسطنطین کو رخصت کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اب اُس کو زیادہ دور رکھنے کے لیئے کوئی حیلہ باقی نہ رہا تھا۔ غرض دستخط کے بعد سہ پہر کے وقت گیلی ریوس نے یہ پروانہ قسطنطین کو اِس شرط سے دیا کہ دوسرے دن صبح حاضر ہو کر آخری ہدایتیں سن لے۔ گیلی ریوس نے دستخط کر کے پروانہ دیتے تو دے دیا لیکن فکر یہ ہی رہی کہ کوئی ترکیب ایسی نکلتی کہ قسطنطین نیکومیدیا سے باہر نہ جانے پاتا۔ شب کو کھانے کے وقت سوچنے لگا کہ اگر سیویروس کے پاس قاصد اِس حکم سے بھیجا جاوے کہ شمالی سرحدِ ایطالیہ پر جس وقت قسطنطین پہنچے تو اُس کو آگے نہ بڑھنے دے تو پھر اِس میں کیا قباحت ہو سکتی ہے۔ کھانا ختم کرنے کے بعد

[سلہ] باب (۲۴) +

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خوابگاہ میں گیا اور وہاں قصداً ایسا سویا کہ دوسرے دن دوپہر سے پہلے نہ اُٹھا۔ اُٹھتے ہی قسطنطین کو اپنے کمرے میں طلب کیا لیکن قسطنطین پروانہ پاتے ہی اُسی دن شام کو روانہ ہوچکا تھا۔ اور اس وقت جہاں تک گھوڑوں کی طاقت میں تھا بہت تیزی سے منزلیں طے کر رہا تھا۔ اور گیلی ریوس سے اپنی دُوری بڑھانے میں ایسا مضطرب تھا کہ منزل پر پہنچ کر جن گھوڑوں سے اُترتا تھا اُن کی کوچیں کٹوا دیتا تھا تاکہ اُن پر سوار ہوکر کوئی پیچھا نہ کرسکے۔ سہ پہر کو پروانہ ملتے ہی اُس کو یہ خوف ہوا تھا کہ گیلی ریوس کی نیت کا ٹھیک نہیں ہے کہیں اپنے حکم سے پھر نہ جائے۔ اس لئے موقعے کا منتظر رہا اور جونہیں آفتاب غروب ہوا اور شہنشاہ خلوت میں گیا قسطنطین گھوڑے پر سوار ہوکر چلتا بنا۔ غرض گیلی ریوس کو جس وقت روانگی کا حال معلوم ہوا تو سمجھ گیا کہ یہ شہزادہ چال چل گیا۔ اور اس طرح چلے جانے پر سخت برہم ہوکر فوراً ملازموں کو حکم دیا کہ تعاقب کریں۔ ملازمین روانہ ہوئے ۴۸
مگر تھوڑی دیر میں واپس آکر عرض کیا کہ قسطنطین شاہی اصطبل کو بالکل خالی کر گیا ہے ایک گھوڑا بھی اِس وقت وہاں موجود نہیں۔ اِس پر گیلی ریوس کو اس قدر غصہ آیا کہ آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔

اِس قصے کو پڑھ کر لکتن تیوس کی داد دینی پڑتی ہے کہ داستان گوئی میں کیا خوب کمال پیدا کیا ہے قصے کے تمام اجزاء کو نہایت خوبی سے جوڑ کر کسی حصے کو بیان کرنے میں ذرا کور و کسر نہیں چھوڑی ہے۔ آفتاب کا غروب ہونا۔ شام کے کھانے پر ایک بادشاہ ظالم کا یہ سوچنا کہ انتقام کیونکر لیا جاوے۔ پھر یہ قصہ کہ شب کو سوکر صبح کو دیر میں اُٹھنا چاہئے۔ اخیر میں مایوسی اور اِس مایوسی پر رونا بھی۔ اُدھر بھاگنے میں مفرور کی تیزی اور ہر منزل پر پہنچ کر گھوڑوں کی کوچیں کٹوا دینی۔ یہ تمام تفصیلی امور قصے میں اپنی اپنی جگہ بہت خوبصورتی سے بیان کئے گئے ہیں۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ بجز ایک تھوڑی سی بات کے اور کوئی بات بھی اِس قصے کی صحیح سمجھی جاسکتی ہے۔ مثلاً اگر پہلے ہی دن گیلی ریوس کا یہ قصد تھا کہ دوسرے دن صبح ہوتے ہی پروانۂ راہ داری قسطنطین سے واپس لے لیگا تو ایک دن پہلے اُس کے دینے ہی کی کیا ضرورت تھی اور اگر روکنا ہی منظور تھا تو محل کے پہرے داروں یا دروازۂ شہر کے حاکم کو ایک اشارہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کافی تھا۔ پھر قسطنطین نیکومیدیا سے قدم باہر نہیں نکال سکتا تھا۔ علاوہ ازیں کیا قیصری چاپارخانے میں گھوڑوں کی ایسی کمی تھی کہ محض ایک مفرور کے تعاقب کے لیئے سرکاری ملازموں کو گھوڑا نہ مل سکا۔ یہ سب باتیں کسی طرح قرین قیاس نہیں معلوم ہوتیں۔ البتہ اتنا ضرور سمجھ میں آتا ہے کہ قسطنطین کی روانگی پر گیلی ریوس پورے طور پر رضامند نہ تھا۔ اس لیئے جب وہ روانہ ہو گیا تو راہ طے کرنے میں اُس نے جلدی کی تاکہ اُس کو واپس بلانے کا موقع جہاں تک ممکن ہو کم ہوتا جاوے لیکن محض اتنی سی بات کے لیئے اس درجہ بھیانک صورتیں قائم کرنے کی نسبت اُس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ غالباً وہ سب مورخ کے تخیل و تصور کا نتیجہ تھیں۔

قسطنطین اپنے باپ قسطنطیوس سے گیسوریاکم (بولون) کے مقام پر ملا۔ قسطنطیوس اِس وقت یہاں اِس انتظار میں ٹھہرا ہوا تھا کہ ہوا موافق ہو جاوے تو جہاز پر سوار ہو کر برطانیہ کا قصد کرے۔ اِس زمانے میں اُس کی طبیعت ناساز تھی۔ بیٹے کو دیکھ کر جس کی صورت برسوں سے نہیں دیکھی تھی بہت خوش ہوا۔ یہ تحقیق نہیں ہوتا کہ اس ملاقات کے کتنے عرصے کے بعد اُس کا انتقال برطانیہ کے شہر یارک میں ہوا ۴۹
غالباً اُس کی موت کا واقعہ اسکاٹ لینڈ کی لڑائی ختم ہونے کے بعد پیش آیا مرنے سے پہلے اُس نے اپنی دوسری بیوی کی اولاد یعنی قسطنطین کے سوتیلے بھائی بہنوں کو جن میں سب سے بڑے لڑکے کی عمر اس وقت ۱۳ برس کی تھی قسطنطین کے سپرد کیا اور قسطنطین کی سفارش اہل لشکر سے کی اور کہا کہ جس طرح میرے خیرخواہ رہے ہو اسی طرح میرے فرزند کے بھی خیرخواہ و وفادار رہنا۔ ساتویں مدح نامے کا مصنف[1] لکھتا ہے کہ قسطنطیوس کو موت کے وقت مطلق فکر و پریشانی نہ تھی کیونکہ اُس کا وارث و جانشین اُس کے بالین پر موجود تھا۔ بلکہ یہ بت پرست مصنف لکھتا ہے کہ جس وقت قسطنطین کی روح نے اس کالبد خاکی کو چھوڑا ہے تو خود جوپیٹر رب الارباب نے اپنا سیدھا ہاتھ بڑھایا کہ خداؤں کے حلقے میں اُس کو مبارکباد کہکر جگہ دے قسطنطیوس نے اپنی زندگی ہی میں اپنے فرزند کے لیئے ایسا پختہ بندوبست کر دیا تھا کہ ادھر اُس کا دم نکلا اور اُدھر تمام لشکر نے قسطنطین کو اغسطس کے لقب سے پکار کر سلامی دی۔ اور یلیوس وکٹر نے اس واقعہ کو

[1] قدیم قصائد مدحیہ۔ جلد ۷، صفحہ ۷ +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

کسی قدر تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ ایروکوس جرمانیہ کا
ایک بادشاہ جو بڑے دبدبے کا آدمی تھا اور اس وقت رومانی لشکر میں کمک لیکر آیا ہوا تھا
قسطنطین کا بڑا دوست و مددگار ہو گیا۔ قسطنطین بھی اگسطس کا رتبہ حاصل کرنے میں
سُست قدم نہ تھا۔ گو بظاہر جیسا کہ اکثر ایسے موقعوں پر ہوتا ہے اُس نے
پہلے انکار کیا مگر یہ انکار دل سے نہ تھا اُس کا مدح خواں مورّخ لکھتا ہے کہ جس وقت
ردائے شہنشاہی فوج کے لوگوں نے اُس کے کندھے پر ڈالی تو اُس نے گھوڑے کو
ایڑ دے کر آگے بڑھایا کہ چادر کندھے سے گر جائے۔ اِسی مورخ کا خیال ہے کہ
اِس تقرر سے پہلے قسطنطین کی خواہش تھی کہ "والیانِ دولت" سے پہلے دریافت
کر لیا جاوے کہ تخت پر اُس کے باپ کا جانشین کون ہو۔ لیکن اگر اتنا توقف کیا جاتا تو
گیلی ریوس کی نسبت تو قسطنطین خود ہی جانتا تھا کہ وہ خبر پاتے ہی کسی معتبر شخص کو
برطانیہ کی حکومت پر فوراً روانہ کر دے گا۔ اور قسطنطین کو حکم دے گا کہ فوراً نکومیڈیا کو
۵۰ واپس چلا آوے۔ بہرکیف بجائے کسی قسم کے استصواب کے قسطنطین نے خود ہی
شہنشاہی قبول کر لی اور گیلی ریوس کو اپنی اس ترقی کی بابت اطلاع کر دی اس کا تو
ہم کو بھی یقین ہے کہ یہ خبر سُن کر گیلی ریوس کو غصہ ضرور آیا ہوگا۔ مورخ لکھتے ہیں کہ
ایک عرصے تک وہ اِسی شش و پنج میں رہا کہ اِس معاملے میں کیا کرنا چاہئے۔ ذاتیات کی
بحث کو اگر چھوڑ دیا جاوے تو اس وقت لشکر کی جانب سے قسطنطین کے
انتخاب کے یہ معنی تھے کہ سلطنت پھر اپنے پُرانے غیر منضبط فوجی طرز حکومت کی طرف
عود کر رہی ہے جس کے پنجۂ غضب سے ڈائیوکلیشن نے اُس کو آزاد کیا تھا۔
اِس انتخاب نے سب کو ہوشیار کر دیا کہ فی الواقع جدید طرز حکومت کو ابھی استحکام
نہیں ہوا ہے۔ گیلی ریوس کو بجز لڑنے یا اِس انتخاب کو منظور کرنے کے دوسرا چارہ
نہ تھا۔ لڑائی کے لیئے وہ تیار نہ تھا۔ اِس کے علاوہ اِس بات کا بھی جواب
نہ رکھتا تھا کہ قسطنطیوس سب میں پرانا اگسطس تھا۔ اور اِس لیئے مستحق تھا کہ
جانشینی کے معاملے میں اُس کی رائے تسلیم کی جاوے۔ آخرکار بدرجۂ مجبوری
گیلی ریوس نے قسطنطین کے تقرر کو تسلیم کر لیا۔ اور قسطنطین نے قاصد کے ہاتھ
پھولوں کا ہار ڈال کر جو اپنا مجسمہ بطور تحفے کے بھیجا تھا اُس کو قبول کیا گو لکتن تیوس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لکھتا ہے کہ شروع میں جس وقت یہ تحفہ آیا ہے تو گیلی ریوس نے اِس تحفے اور تحفہ لانے والے کو زندہ آگ میں ڈلوا دینے کا قصد کیا۔ مگر اب قاصد کو خلعت شاہی دے کر اُس کے آقا کے پاس روانہ کیا اور یہ علامت تھی کہ اُس نے بطیب خاطر سلطنت میں قسطنطین کی شرکت قبول و منظور کی۔

لیکن گیلی ریوس نے قسطنطین کو محض ایک قیصر تسلیم کیا۔ یہ نہیں مانا کہ وہ اغسطس کے لقب کا مستحق ہے۔ اغسطس کا لقب اُس نے سیویروس کو عطا کیا جو قسطنطیوس کا قیصر بلادِ مغرب میں تھا۔ اِس واقعے کو محض بارِ تجش کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ دائیوک لیشن کے دستور العمل کے مطابق ایسا ہی ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ جس شخص کو سب سے آخر میں شہنشاہی کا مرتبہ ملا ہو وہ سب سے اخیر یعنی چوتھے درجے پر ہی سمجھا جا سکتا تھا۔ قسطنطین نے اِس معاملے میں چون و چرا کرنی فضول سمجھی کیونکہ مدتوں دائیوک لیشن اور ۵۱
گیلی ریوس کے ساتھ لڑائیوں میں رہ کر وہ اِس بات کو خوب سمجھ گیا تھا کہ لقب چاہے قیصر ہو یا اغسطس لڑائی میں وہی جیتا کرتا ہے اور پسندیدۂ خلائق رہتا ہے جس کے پاس سب سے بہتر لشکر ہو۔ غرض ۳۰۶ سنہ عیسوی کی جولائی میں قسطنطین نے دیارِ مغرب میں گال، ہسپانیہ و برطانیہ کی فرمانروائی اور اُس کے لشکروں کی سپہ سالاری قبول کر کے قیصر مغرب کے لقب سے اپنا مشہور اور پُر از واقعات دورِ حکومت شروع کیا۔ اور چھ برس تک یعنی سال جلوس سے لے کر ۳۱۲ سنہ عیسوی تک کہ ایطالیہ پر لشکر کشی کرے اپنا زیادہ تر وقت ملک گال کے حدود میں صرف کیا اور یہاں اُس نے ایک لائق مردِ میدان اور فیاض فرمانروا ہونے کی شہرت و نیک نامی حاصل کی۔

ملکِ گال کچھ عرصے سے بدنظمی و تباہی کی بلاؤں سے نکل کر رفتہ رفتہ امن و آسودگی کی حالت اختیار کر رہا تھا دائیوک لیشن کے دورِ حکومت سے پہلے بدعملی کے زمانہ میں جرمانیہ کی قومیں جو دریائے رائن کے اُس پار آباد تھیں اُسے تاخت و تاراج کیا کرتی تھیں۔ دریا کے کنارے جو روبائی نوجیں حفاظت کے لئے مقرر تھیں وہ مدت سے اُٹھالی گئی تھیں اور جہاں جہاں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قلعوں میں کچھ فوجیں باقی تھیں وہ بھی اس قدر کمزور تھیں کہ جرمانی فوج کشیوں کو قتل و غارت سے نہ روک سکتی تھیں۔ مورخ لکھتا ہے کہ "سابق کی بدنظمی اور نقصانات نے گال کے تمام اضلاع کو بدحواس کر رکھا تھا"[1]۔ اسی حالت میں قوم بیگاوی کے کاشتکاروں نے تمام ملک میں بغاوت کر رکھی تھی جس کو اغسطس میک سیمیان نے نہایت سختی سے ۲۸۶ عیسوی میں فرو کیا تھا۔
ملک کی خراب و خستہ حالت کا اندازہ اس سے بھی ہو سکتا ہے کہ کاراسیوس قزاق و باغی نے جس وقت برطانیہ کی بادشاہی کا دعوے کیا تو اغاسطوس وقت یعنی دائیوکلیشن و میک سیمیان نے مجبور ہو کر اس کو بادشاہ تسلیم کر لیا۔ اور کئی برس تک برطانیہ سلطنت روما کی حدود سے خارج رہا۔ جس زمانہ میں میک سیمیان گال میں امن و امان پیدا کرنے کی کوشش کرتا تھا اس وقت بھی
۵۲ دریائے رائن کی سمت سے جرمانیہ کی قومیں دھاوے مارتی تھیں۔ مامرطینوس کے ستائش نامہ میں ایک عبارت ہے جس کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ دریائے رائن کی نسبت رومانیوں کے کیا خیالات تھے۔ اس مصنف نے جہاں میک سیمیان کی خوش انتظامی کی تعریف کی ہے وہاں بہت جوش کے ساتھ لکھا ہے کہ "کیا کبھی ہمارے زمانہ سے پہلے کوئی شہنشاہ ایسا ہوا ہے جو دریائے رائن کے اس احسان کا معترف نہ رہا ہو کہ اس نے گال کے علاقوں کو دشمن سے پناہ دے رکھی ہے۔ کیا کبھی پہلے ایسا ہوا تھا کہ مدت کی کشش باران سے رائن خشک ہو گیا ہو اور ہم پر خوف سے لرزہ طاری نہ ہوا ہو۔ کیا کبھی پہلے ایسا ہوا تھا کہ رائن طغیانی پر آیا ہو اور ہم اس بات سے خوش نہ ہوئے ہوں کہ اب دشمن سے محفوظ ہیں"[2]۔ مختصر الفاظ میں یہ سمجھنا چاہیے کہ دشمن کی فوج کشی دریائے اترنے چڑھنے پر منحصر تھی۔ اس کے بعد مامرطینوس کہتا ہے "لیکن اب شہنشاہ میک سیمیان کا شکر کرنا چاہیے کہ ہمارا خوف دور ہوا۔ دریا اب چاہے کتنا ہی اتر جاوے خواہ پانی اتنا کم ہو جاوے کہ اس کی شفاف سطح سے

[1] قدیم قصائد — جلد ۲ صفحہ ۸ ۔ [2] ایضاً جلد ۲ صفحہ ۷ ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

زمین کی چکنی چکنی کنکریاں تک دکھائی دینے لگیں مگر اب ہم کو دشمنوں کا خوف نہیں ہے۔ اور اب جہاں تک میری نظر کام کرتی ہے دریا کے اِس طرف جو کچھ ہے وہ رومانیوں کا ہے۔" اِس بیان کو پڑھ کر کہنا پڑتا ہے کہ کوئی خوش بیان مورخِ شاہی اتنا جھوٹ نہ بولا ہوگا جیسا کہ مامرطینوس بولا ہے۔

ملکِ گال میں امن و عافیت کو دوام نہ تھا۔ فتنہ و فساد ذرا تھمے تھے کہ میک سیمیان کو برطانیہ پر پھر قبضہ کرنے کا موقع مل گیا لیکن ۳۰۱ سنہ عیسوی میں پھر جرمانیہ کی فوج کش قوموں سے ہاتھا پائی کرنی پڑی۔ اِس سال اور اِس سے آگے کے سال میں گال کی فوجوں کو اکثر دشمن پر فتوحات حاصل ہوئیں۔ لڑائیوں میں دشمن کے جتنے آدمی قید کیئے گئے وہ ایسے اضلاع میں بھیج دیئے گئے جہاں عام غارتگری کی وجہ سے مزدوروں کی بالکل کمی ہوگئی تھی۔ پانچویں مدح نامے میں مصنف کے قلم سے ایک عجیب عبارت نکلی ہے۔ اُس میں لڑائی کے قیدیوں کا ذکر ہے کہ کس طرح تمام ملک میں وحشی مردوں عورتوں اور بچوں کے گروہ رات دن ۵۴
ایسے مقامات کو کوچ کرتے نظر آتے تھے جو اُن کی سکونت کے لیئے اس وقت مقرر کیئے گئے تھے اور یہ مقامات وہ تھے جن کو آزادی کے زمانے میں اِن ہی وحشیوں نے لوٹا اور غارت کیا تھا۔ اب یہ لوگ وہاں اِس لیئے بھیجے جاتے تھے کہ غلاموں کی طرح محنت و مشقت کر کے پھر اُن کو آباد و سیر حاصل بنائیں۔ مصنف اُن وحشی صورتوں کو بیان کرتا ہے جن سے نظر خوب آشنا ہو چکی تھی۔ اور لکھتا ہے کہ یہ جنگلی درندے اب رام ہو کر بہت مسکین اور حکم بردار ہو گئے ہیں۔ ایدوائی کے شہروں میں سپر بازار اُن کے غول کھڑے رہتے ہیں کہ بطور غلاموں کے مختلف آقاؤں پر تقسیم کر دیئے جاویں۔ باشندگان گال نے اِن وحشی آوارہ گرد لٹیروں سے جو رائن اتر کر رات دن لوٹ مار کرتے تھے نہایت تکلیفیں اور نقصان اُٹھائے تھے۔ چنانچہ مصنف اِس موقع پر بہت ہی فخریہ لکھتا ہے کہ وہی کاماوی یا فریزی قوم کا جرمن نژاد جس کی صورت دیکھتے ہی دم فنا ہوتا تھا اب ہماری املاک پر کسانی اور ہل جوتنے کی محنت میں سر کا پسینہ ایڑی پر لاتا ہے اور وہ ہرجائی قزاق اور رہزن جن سے دنیا چیخ اُٹھی تھی اب سیدھے سادے

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کاشتکار اور غریب مزدور ہو گئے ہیں جو کھیتوں کی پیداوار شہروں میں بیچنے لاتے ہیں اور پیداوار ایسی بڑھی ہے کہ چیزوں کی قیمت کم ہو گئی ہے۔

پُرانے مورخوں کی تحریروں میں مبالغے سے بہت ہوشیار رہنا چاہئے۔ جن قوموں کی نسبت لکھا گیا ہے کہ وہ بالکل نیست و نابود کر دی گئی تھیں وہی قومیں اُسی تعداد میں جو پہلے رکھتی تھیں آیندہ زمانہ میں ظاہر ہو کر قتل و غارت میں معروف نظر آتی ہیں۔ اصل یہ ہے کہ کوئی مقام ہو رعایا کو حفاظت اُسی وقت تک میسر تھی جب تک کہ شہنشاہ اور اُس کی فوجیں موقع پر موجود ہوں۔ جس وقت قسطنطیوس سمندر اُتر کر برطانیہ میں پہنچا ہے اور وہ معرکہ پیش آیا ہے جس کے بعد وہ مر گیا تو قوم فرنک پھر گال میں گھس پڑی اور بقول مورخ "پھر امن خلائق میں اُس کو خلل ڈالنے کا موقع مل گیا"[1] اس جملے سے گمان ہوتا ہے کہ شاہان فرنک اسکاریکوس اور ریگائی سوس سے قسطنطیوس کا کوئی عہد و پیمان ہو چکا تھا۔ مگر باوجود اِس کے اِن بادشاہوں نے رائن اُتر کر گال پر چڑھائی کر دی قسطنطین جو حال میں باپ کا جانشین ہوا تھا فوراً اُن کے مقابلے کے لئے برطانیہ سے واپس آیا۔ یہ نہیں معلوم کہ لڑائی کہاں ہوئی۔ لیکن یہ دونوں فرنگی بادشاہ مع بہت سے ہمراہیوں کے گرفتار ہو گئے۔ اور قسطنطین کے حکم سے ترِی ویز کی ۵۴
تماشاگاہ میں درندوں کے سامنے ڈال دئے گئے جہاں اِن جانوروں نے اُن کو پھاڑ کھایا۔ ذرا خیال کیجئے کہ یہ بے رحمی کی سزا اُس شخص کی تجویز کی ہوئی تھی جس کو ناز تھا کہ وہ روما کے دشمنوں پر بھی رحم کرتا ہے اور اگر کوئی بد سے بد دشمن بھی جان سے مارا جاتا ہے، تو اُس کی روح کو صدمہ ہوتا ہے[2]۔ ساتویں مدح نامے میں مصنفِ کتاب نے حسب ذیل عبارت لکھی ہے:۔

"دشمن جو لڑائیوں میں قتل ہوئے بے شمار تھے۔ بہت سے گرفتار بھی ہوئے اُن کے گلّے اور مویشی یا تو ہم اپنے گھروں کو ہانک لائے یا اُن کو وہیں ذبح کر دیا۔ اُن کے دیہات آگ لگا کر خاک کر دئے گئے۔ اُن کے ایسے جوانوں کو جو مکار و دغاباز تھے اور اس کی صلاحیت اُن میں نہ تھی کہ رومانی فوجوں میں بھرتی ہو سکیں

[1] قدیم قصائد جلد ۷ صفحہ ۱۰ [2] ایضاً جلد ۱۰ صفحہ ۸

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

یا ایسے وحشی تھے کہ غلامی بھی نہ کر سکتے تھے اُن کو صحرائی درندوں کے سامنے ڈال دیا اور درندوں نے اُن کو پھاڑ ڈالا۔ یہ لوگ اِس کثرت سے تھے کہ جانور بھی اُن کو مارتے مارتے اور کھاتے کھاتے تھک جاتے تھے"[1]

اِس سنگدلی و بے رحمی کے بیان کو پڑھ کر جو الزام کی نظر سے نہیں بلکہ تعریف میں لکھا گیا ہے سمجھ میں آسکتا ہے کہ اقوامِ فرنگ کے دلوں میں خواہ رائن کے اس پار کی ہوں یا اُس پار کی "کس درجہ عداوت کا زہر اور بغض و عناد کی نہ بجھنے والی آگ بھری تھی"۔ یہی فصیح مدح خوان لکھتا ہے کہ وحشیوں کی وہ کثرت تھی کہ صدہا قتل کئے جاتے تھے مگر ان کو خبر تک نہ ہوتی تھی۔ اِس خبر کے ساتھ یہ اصول بھی بیان فرماتا ہے کہ "دشمن کی جس قوم پر فتح حاصل کرنی ہو اُس کے سربرآوردہ لوگوں کو قتل کر دینا چاہئے[2]۔ اس میں وقت اور تکلیف کی بچت ہو جاتی ہے"۔ ہمارے نزدیک دشمن کو اس طرح قتل کرنے سے محض چند روزہ امن رعایا کو ضرور میسر ہو جاتا تھا۔ لیکن حفاظت کا مستقل ذریعہ وہ قلعے ہو سکتے تھے جو رائن کے کنارے تھوڑے تھوڑے فصل سے بنائے گئے تھے۔ ہم کو مورخ کے اِس قول سے انکار ہے کہ اب یہ قلعے حفاظت کا ذریعہ نہیں رہے تھے بلکہ محض سرحد کی زیبائش کے لئے تھے کولون کے مقام پر قسطنطین نے جو پُل بنایا تھا وہ بھی دشمن سے حفاظت ملنے کی غرض سے بنایا تھا۔ مورخ کا یہ خیال غلط ہے کہ ۵۵
سلطنت کی شان یا موقع کی خوبصورتی بڑھانے کے لئے وہ تیار ہوا تھا۔ جس وقت جنگی کشتیوں کا حال پڑھتے ہیں جو دریائے رائن پر پہرا دیا کرتی تھیں اور یہ بھی پڑھتے ہیں کہ دریا کے منبع سے لے کر دہانے تک فوجیں بٹھادی گئی تھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ملک کی حفاظت و پاسبانی میں کس درجہ کوشش کی جاتی تھی۔ اور مغرب کے قیصر یا اغسطس سرحد کی حفاظت میں کیسے سرگرم رہتے تھے۔ اور ایک آزاد جرمانی جس کو جنگلی و وحشی کہا جاتا تھا قیصر یا اغسطس کی نظر میں حقیر و بیچارہ نہ تھا بلکہ بہت وقیع اور قابل لحاظ تھا۔

[1] قدیم قصائد - جلد ۷ صفحہ ۱۲ + [2] ایضاً جلد ۷ صفحہ ۱۱ +

چوتھا باب ٥٦

قسطنطین اور اُس کے معاصر

جس زمانے میں قسطنطین ممالک گال۔ ہسپانیہ اور برطانیہ کا حاکم
بہ صلح و آشتی مقرر ہوا تھا۔ اِٹالیہ کا ملک فتنہ و فساد کا دنگل بن رہا تھا۔
اور ایک غاصب نے اُس پر قبضہ پانے میں پوری کامیابی حاصل کی تھی۔
اوپر آچکا ہے کہ میک سیمیان کی علٰحدگی پر صباکر شرقیہ کا ایک افسر یعنی گیلی ریوس کا
نہایت معتبر دوست سیویر وس عہدۂ قیصری پر منتخب کیا گیا تھا۔ اور جو لشکر پہلے میک سیمیان کی
ماتحتی میں تھا اب وہ سیویر وس کے تحت میں آگیا تھا۔ میک سیمیان اپنی جگہ سے
بطیب خاطر علٰحدہ نہیں ہوا تھا۔ علٰحدگی سے پہلے جو ملک اُس کے تحت میں تھے
اب اُن میں سے اِٹالیہ اور افریقہ کا کل انتظام قیصر ہونے کی حیثیت سے سیویر وس کے سپرد
کر دیا گیا تھا۔ لیکن اُس نے اِٹالیہ میں رومۃ الکبریٰ کو اپنا مستقر قرار دینے کی جگہ
اِلیریہ کی سرحد پر رہنا اختیار کیا۔ رومہ کو اس طرح نظر انداز کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ
میک سیمیان کے ایک لڑکے ماکسن تیوس نے اس قدیم شہر میں اپنی حق تلفی کی
شکایتیں ظاہر کر کے باپ کے منصب حکومت کا دعوےٰ اُٹھایا۔

ماکسن تیوس کی نسبت کسی مورخ نے ایک کلمہ بھی تعریف کا نہیں لکھا ہے
لکٹن تیوس[1] کا بیان ہے کہ وہ اخلاق کا فاسد اور طبیعت کا پست تھا۔ مغرور و متمرد
اس درجہ تھا کہ اپنے باپ یا اپنی بیوی کے باپ کا بھی مطلق لحاظ نہ کرتا تھا۔ اور یہ دونوں
اُس سے متنفر رہتے تھے۔ اُس کا عقد گیلی ریوس کی ایک لڑکی سے ہوا تھا۔ ٥٧

---

[1] لکٹن تیوس - باب ۱۸ ؎

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باوجود اِس قرابت کے جب نئے قیصر مقرر ہونے لگے تو ماکسن تیوس کا خیال نہ کیا گیا اور سیویروس اور میکسیمن دازا کو اُس پر ترجیح دی گئی گو اُس وقت وہ بادشاہی سے محروم رہا لیکن فوج پریطوری کی بغاوت اور باشندگانِ روما کی عام ناراضی نے جو موجودہ انتظام سے اُن میں پیدا ہوگئی تھی اُس کو بادشاہی کے درجے تک پہنچا دیا۔ ایک عرصے سے روما کا پُرانا اور مقدس شہر رنجیدہ و رشک آمیز نظروں سے دیکھ رہا تھا کہ اُس کے قدیم السلطنت ہونے کے اعزاز کو کس طرح خاک میں ملایا جاتا ہے اب رومن شہنشاہوں نے پالاتین کی پہاڑی پہ جو شہر کی حدود میں تھی رہنا چھوڑ دیا تھا اور ایسے شہر سے غفلت و نفرت اختیار کی تھی جو مقدس دریائے ٹائیبر کے کنارے قدامت سے آباد چلا آتا تھا شہنشاہ دائیوک لیشن نے نیکومیدیا کو اُس پر ترجیح دی تھی اور شہنشاہ میکسیمیان نے میلان کو اپنا دار الحکومت بنایا تھا۔ روما کا قدیم سامانِ جاہ و حشم اب تمسخر و استہزاء کی نظر سے دیکھا جاتا تھا اِس غفلت و بے توجہی کے علاوہ حال میں ایک فرمان اِس مضمون کا جاری ہوا تھا کہ آیندہ سے ایطالیہ کا ملک بھی مردم شماری کے قاعدے سے مُستثنےٰ نہ رہے گا۔ اور وہ کیوانی زمین بھی باج گیروں کے مطالبے سے آزاد نہ رہے گی جو تقدس میں فلک ہفتم کی ہم رتبہ تھی۔

لکتن تیوس کا یہ اعتراض کہ روما سے مردم شماری کا قاعدہ متعلق کرنے میں گیلی ریوس کے لالچ و بخل کی سب سے واضح مثال ملتی ہے بناوٹ سے خالی نہیں۔ یہ مورخ اِس اُمطلس کی نسبت لکھتا ہے کہ ”وہ دنیا کو نگلے جاتا تھا۔ اور حرص ایسی دامنگیر تھی کہ خالص رومانیوں کی گردن میں بھی طوق غلامی ڈالنے سے نہ چوکا لیکن ہمارے نزدیک ایطالیہ کے لوگوں پر اِس قاعدے کے لگانے میں اُس نے ہرگز انصاف کا خون نہیں کیا۔ روما کو محصولوں سے بری رکھنا سرکاری مالئے کے حق میں نہایت غلط کارروائی تھی۔ اِس کے معنی یہ تھے کہ باقی دنیا کے ساتھ سخت بے انصافی کی جاتی ہے۔ اِس طرح بری رکھنے کی غرض محض یہ تھی کہ ایطالیہ والوں کو خواہ مخواہ سب میں بزرگ و مفتخر مانا جاوے۔ اور اُن کی دولت کو بے جا طریقوں سے ترقی دی جاوے محصولات کا قانون جاری کرنے کے علاوہ گیلی ریوس نے فوج پریطوری کے بہت سے حصے کو برطرف کر دیا۔ یہ فوج

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خاص شاہان روما کے گھر کی فوج سمجھی جاتی تھی۔ اور اُس کا مقام ہمیشہ روما کا
۵۸ شہر تھا جہاں روما کے شہنشاہ رہا کرتے تھے۔ اب چونکہ شہنشاہوں کے دربار
روما سے اُٹھ گئے تھے اِس لئے پریطوریان کے قائم رکھنے کی ضرورت بھی
رخصت ہوئی تھی۔ اور یہ صرفِ کثیر اِس فوج کی تنخواہ اور اُس کی سکونت کی
عمارات پر ہوتا تھا وہ بھی بالکل فضول ہو گیا۔ اِن ہی وجوہ سے گیلی ریوس نے
اِس فوج کے بہت سے دستے برخاست کر دیئے۔ اِس برخاستگی سے
یہ ثابت ہو گیا کہ روما سے شہنشاہ کی غیر حاضری چند روزہ نہیں ہے۔ بلکہ
ہمیشہ کے لئے ہے اور یہ کہ دارالحکومت کا بدل دینا کسی شہنشاہ کے ذاتی شوق
و رغبت کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ سیاسی ضرورتوں کی وجہ سے وہ پیش آیا ہے۔

اِس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے کہ فوج پریطوری اِن حکموں کو سن کر
اور تبدیلیوں کو دیکھ کر کسی قدر برہم ہوئی ہوگی۔ تین سو برس سے وہ تمام رومانی لشکر میں
فوجوں کی سرتاج سمجھی جاتی تھی۔ اُس کے جوانوں کی تنخواہیں بھی اور سپاہیوں سے
زیادہ تھیں۔ اور بہت سی رعایتیں بھی خصوصیت کے ساتھ اُس کو حاصل تھیں۔
شہنشاہوں کو تخت پر بٹھانا اور تخت سے اتار دینا بھی مدتوں اسی کا کام رہا تھا۔
سلطنت کی قسمت کا فیصلہ بھی بار بار اُسی کے ہاتھوں رہا۔ اُس کی حکایات ماضیہ
جو اُس کے ساتھ ہمیشہ سے منسوب چلی آتی تھیں ایسی تھیں جن کے سننے سے
غرور اور نخوت کو ترقی ہو۔ مگر اِس مدت مدید میں ایک مرتبہ بھی اِس فوج کو کسی
جنگی معرکے میں شرکت کی نوبت نہیں آئی تھی۔ زیادہ سے زیادہ معرکہ آرائی اُسکی
یہ رہ گئی تھی کہ شہر میں اگر کوئی ہنگامہ ہو تو اُس کو فرو کر دے مگر اب حالت ایسی زبوں
ہوئی تھی کہ محض قلم کی ایک حرکت سے اُس کے تمام حقوق دیرینہ پر پانی پھر گیا۔
ایسی حالت میں بغاوت پر اشتعال دینے کی بھی ضرورت نہ تھی۔ سب کے
دلوں کی حالت ایک سی ہو رہی تھی۔ پس جب ماکسن تیوس کی شکایتیں
سنی گئیں تو سب نے مل کر اُس کو ارغوانی لباس شاہی پیش کیا جسے اُس نے
نہایت خوشی سے قبول کر لیا۔ یہ بھی کہیں پڑھنے میں نہیں آتا کہ پریطوریون کے علاوہ
جو لوگ شہر میں رہتے تھے اُن کو ماکسن تیوس سے کچھ اختلاف تھا۔ پس جب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پریطوریوں کا افسر اعلیٰ اپی لیوس مرگیا تو ماکسن تیوس بلا جنگ و جدال روما کا مالک بن بیٹھا مگر باوجود اِس کے اُس کی حالت خطرے سے خالی نہ تھی۔ اولاً یہ کہ کوئی لشکر اُس وقت تک اُس کے پاس نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ وہ جانتا تھا کہ گیلی ریوس یا سیویروس کبھی اُس کی حکومت تسلیم نہ کریں گے میک سیمیان یعنی اُس کے باپ کے لشکر پر سیویروس نے قیصر ہوتے ہی افسری حاصل کرلی تھی سیویروس کو منصب قیصری گیلی ریوس کی بدولت ملا تھا اس لئے ۵۹
یہ دونوں بڑے دوست تھے چنانچہ جب ماکسن تیوس نے روما پر قبضہ پایا تو گیلی ریوس نے اپنے دوست کو لکھا کہ فوراً روما پر چڑھائی کردو۔ ماکسن تیوس نے سوچا کہ اب خیر اسی میں ہے کہ باپ کے لشکر کو جو سیویروس کی ماتحتی میں چلا گیا ہے کسی طرح لالچ دے کر توڑ لیا جاوے چنانچہ اسی قصد سے اُس نے ایک خلعت شاہی اپنے باپ میک سیمیان کو بھیجا کہ آپ اپنی جگہ پر آکر اغسطس کے اختیارات قبول فرماویں میک سیمیان نے فوراً یہ درخواست منظور کرلی۔ یہ اپنے دوست دائیوکلیشن کی طرح سلونہ کے محل میں بیٹھا باغبانی میں مصروف نہیں رہتا تھا بلکہ کمپانیہ کے ایک مکان میں اپنی گذری ہوئی شان و شوکت پر غم و غصہ کھایا کرتا تھا۔ پس جب اُس کے لڑکے نے اُس کو طلب کیا تو اُس نے فوراً بہت شوق سے روما کی شہنشاہی قبول کرلی۔ کچھ اِس نیت سے نہیں کہ لڑکے کی مدد کریگا۔ بلکہ اس لیے کہ ایک قائم مقام اغسطس درجہ اول کی حیثیت قائم ہو جائیگی۔

سیویروس یہ خبر پاتے ہی کہ میک سیمیان روما میں شہنشاہ بن بیٹھا ہے جزیرہ نمائے ایطالیہ کے شمالی حصے میں داخل ہوا اور وہاں سے سیدھا روما کی طرف جنوب میں بڑھا۔ اور روما پہنچ کر شہر کا محاصرہ کرلیا۔ مگر یہاں یہ مشکل پیش آئی کہ اُس کی فوج کے لوگ اُس کو چھوڑ چھوڑ کر اپنے گھروں کو چلنے شروع ہوے۔ زوسیموس مورخ لکھتا ہے کہ سب سے پہلی فوج جس نے اُس کا ساتھ چھوڑا موری تانیہ والوں کی تھی جو ابھی افریقہ سے تازہ دم آئی تھی۔ جب تمام لشکر میں یہی وبا پھیلنی شروع ہوئی تو سیویروس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

حصار اُٹھا کر راوینہ کے علاقے میں چلا آیا تا کہ گیلی ریوس سے جو ایلیریا میں رہتا تھا نزدیک ہو جاوے ۔ مگر میک سیمیان اور ماکسن تیوس نے بڑھ کر راوینہ کا محاصرہ کر لیا ۔ اور اب سیویروس سے یہ غلطی ہوئی کہ حریفوں کے فقرے میں آ کر جلد حصار سے باہر نکل آیا ۔ اگر چند روز اور انتظار کر لیتا تو گیلی ریوس ضرور اُس کو کمک بھیجتا یا خود اُس کی مدد کو آتا کیونکہ سیویروس کے ساتھ اُس کا اقبال بھی معرض خطر میں تھا حصار سے نکل کر دشمنوں کے کہنے سے وہ پھر روما کی طرف اِس قصد سے چلا کہ اگر اُس کی عزت و آبرو قائم رکھنے کا وعدہ کیا گیا تو وہ قیصر کے عہدے سے دست بردار ہو جاویگا ۔ لیکن جب ایپیا کی سڑک پر چلتے چلتے اُس مقام پر پہنچا جس کو "تربقبٹی" کہتے تھے تو وہاں دشمنوں نے گرفتار کر کے
اُس کو پابہ زنجیر کر دیا ۔ اور اب ماکسن تیوس و میک سیمیان نے صرف اتنی رعایت ۶۰
اُس کے ساتھ منظور کی کہ اپنی موت کے لئے جو طریقہ پسند کرنا چاہئے وہ پسند کرے سیویروس دشمن کے قبضے میں تھا مجبور ہو کر خود ہی نشتر سے اپنے ہاتھ پاؤں کی رگیں کھول دیں اور اِسی طرح ختم ہو گیا ۔ موت کا یہ سہل طریقہ اِس سخت زمانے میں بہت اچھی موت سمجھا جاتا تھا[1] ۔

اِس آسان فتح سے جو سیویروس پر حاصل ہوئی ظاہر ہوتا ہے کہ اب تک لشکر میں اپنے آقائے سابق یعنی میک سیمیان کی وفاداری کا خیال قائم تھا اب گیلی ریوس نے اِس شکست اور اپنے دوست کی موت کا بدلا لینے کے لیئے ایک بڑا لشکر لے کر ایطالیہ پر چڑھائی کی ۔ سیویروس کی طرح یہ بھی سمت شمال سے ایطالیہ میں داخل ہوا ۔ لیکن جس وقت روما سے ساٹھ میل اِدھر نارینا کے مقام پر پہنچا تو مع لشکر کے قیام کر دیا ۔ حالانکہ آگے بڑھنے میں اب تک کوئی مزاحم نہیں ہوا تھا اِس قیام کی وجہ یقینی یہ ہی تھی کہ گال سے قسطنطین کے ارادے کا حال معلوم کرنا ضروری تھا کیونکہ اِس زمانے میں اُس نے گال کی سرحد پر ایک بڑا لشکر فراہم کر لیا تھا اور آگے بڑھنے نہ بڑھنے کے لئے واقعات کا منتظر تھا ۔

[1] لکتن تیوس ۔ باب ۲۶ ۔

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قسطنطین اور گیلی ریوس بھی کچھ دوستی کا دم نہ بھرتے تھے۔ اگر قسطنطین نے کوہسارِ البہ سے اُتر کر ایطالیہ پر لشکر کشی کر دی اور گیلی ریوس کی طرف اپنی فوجیں بڑھائیں تو پھر گیلی ریوس دو دشمنوں کے بیچ میں آ جاتا تھا۔ مورخ زوسیموس لکھتا ہے کہ گیلی ریوس کو اپنی فوج کی خیر خواہی میں بھی شبہ تھا۔ لیکن زیادہ تر قیاس یہ ہے کہ گیلی ریوس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ میک سیمیان اور ماکسن تیوس سے قسطنطین کا ملاپ ہوتے ہی وہ ایطالیہ سے نکل کھڑا ہوگا میک سیمیان اس وقت تمام اطراف و جوانب میں اپنے لیئے اور اپنے لڑکے کے لیئے دوستی کے عہد و پیمان لینے کی کوشش کر رہا تھا سلونہ کے گوشہ نشین شہنشاہِ سابق یعنی ڈائیوک لیشن سے بھی میل ملاپ کی تحریک کر رکھی تھی مگر اُس نے مطلق توجہ نہ کی۔ ڈائیوک لیشن کو اگر صاحبِ حکومت بننے کی تمنا بھی ہوتی تو بھی گیلی ریوس سے مخالفت کرنی مشکل تھی کیونکہ ڈائیوک لیشن
ایلیریا کے ایک شہر میں رہتا تھا اور ایلیریا کا علاقہ براہ راست گیلی ریوس کی ۶۱
ماتحتی میں تھا۔ غرض ڈائیوک لیشن سے تو کچھ کام نہ چلا لیکن قسطنطین سے معاملہ کرنے میں میک سیمیان کو بخوبی کامیابی ہوگئی۔ چنانچہ پہلے اپنی لڑکی فاستہ کا عقد قسطنطین سے کر دیا اور پھر داماد کو گیلی ریوس پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ جس وقت گیلی ریوس کو ان نئے تعلقات کی خبر لگی فوراً ایطالیہ سے لشکر اُٹھا کر ایلیریا کو واپس آیا اور راستے میں اُن اضلاع کو جو دریائے پو کے پار واقع تھے آگ اور تلوار سے جی کھول کر تباہ کیا۔

گیلی ریوس کی اس مہم کے متعلق عجیب عجیب قصے بیان ہوئے ہیں۔ لکٹن تیوس لکھتا ہے کہ اُس نے ایطالیہ پر چڑھائی اِس غرض سے کی تھی کہ مجلس روما یعنی سینات کو فنا اور روما کے لوگوں کو قتل کر ڈالے لیکن ایطالیہ کے جس شہر کے سامنے پہنچا شہر والوں نے شہر کے دروازے بند کر لیئے۔ اب اُس کو یہ بھی خیال ہوا کہ جس قدر فوج ساتھ آئی ہے وہ روما کے محاصرے کے لئے کافی نہیں ہے۔ لکٹن تیوس ایک مقام پر بہت سادہ لوح بن کر کہتا ہے کہ "گیلی ریوس نے روما کا شہر کبھی پہلے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیکھا نہ تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ جس قدر اور شہر نظر سے گذرے ہیں شاید روما اُن سے کچھ بڑا ہو۔ یہ سچ ہے کہ گیلی ریوس کورا سپاہی تھا مگر اس کو اتنا ناواقف بھی نہ سمجھ لینا چاہئے کہ وہ روما کے قلعوں اور فصیلوں سے یا گرد و پیش کے مقامات سے بالکل لاعلم تھا۔ یہ بھی بیان ہوا ہے کہ گیلی ریوس کی فوجوں کو اس میں تردد ہوا کہ سُسرے کا ساتھ دے کر داماد سے لڑنا درست ہے یا نہیں۔ گویا عداوتیں بھی ارث کا قانون چلتا تھا کہ ایک کے ہوتے دوسرا ترکے سے محروم رہ جاوے۔ اس کے علاوہ یہ پس و پیش بھی تھا کہ روما کے ارباب سیف سے ہو کر کیونکر غیرت قبول کرے کہ خود روما پر جو اُن کا مایۂ ناز ہے حملہ آور ہوں۔ اور اب لکٹن تیوس نے دو بیان میں اگر اس تختۂ تصویر پر اپنے موقلم سے کور کسر پوری کرنے کے لئے ایک تصویر اور نقش کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ گیلی ریوس اپنے سپاہیوں کے قدموں کے قریب اگر گھٹنوں پر جھک کر کہتا ہے کہ دیکھو وقت پر دھوکا نہ دینا وفادار ہے تو بڑے انعام و اکرام دوں گا۔ لیکن ہم گیلی ریوس کی اس تصویر کو صحیح نہیں مان سکتے۔ ایک مورخ نے جس کا نام تحقیق نہیں یہ بھی لکھا ہے کہ نازیبا پیچ کر گیلی ریوس نے میک سیمیان سے صلح کی گفتگو کرنی چاہی۔ مگر میک سیمیان نے التفات نہ کیا۔ اس بیان سے احتمالات کا خون اس درجہ نہیں ہوتا جس درجہ لکٹن تیوس کے خبث باطن سے ہوتا ہے کہ جوش عداوت میں بے پروا ہو کر جو چاہا لکھ مارا۔ بہر کیف گیلی ریوس کی واپسی کی صاف صاف وجہ وہی ہے جو ہم نے اوپر بیان کی یعنی یہ کہ قسطنطین نے میک سیمیان سے سازش کر کے اُس کی لڑکی سے عقد کر لیا اور گال کی سرحد پر ایک بڑا لشکر لے کر اس تاک میں بیٹھ گیا کہ موقع پاتے ہی ایطالیہ میں داخل ہو گیلی ریوس سے دست و گریبان ہو جاوے۔ گیلی ریوس نے اس مقابلے کو مناسب نہ سمجھا۔ اور اس لئے اپنی فوجیں ایطالیہ سے باہر نکال لایا۔ اور واپسی کے وقت کسی نے اُس کا تعاقب نہیں کیا۔

جب میدان خالی ہو گیا تو میک سیمیان اور ماکسن تیوس ایطالیہ میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

مطلقاً قابض ہو گئے۔ اِن دونوں سے قسطنطین کے مراسم بالکل صاف تھے
لیکن باپ اور بیٹے کے تعلقات میں صفائی نہ تھی۔ مورخوں نے اِن دونوں کو
نفرین کیا ہے۔ یوتروپیوس باپ کی نسبت لکھتا ہے کہ "وہ بدخُو بدعہد۔ جفاکار و
مفسد تھا۔ تہذیب نام کو نہ رکھتا تھا۔" اور ریلیوس وِکتر لڑکے کی نسبت لکھتا ہے کہ
"اُس کو کبھی کسی نے اچھا نہ سمجھا یہاں تک کہ اُس کے باپ نے بھی اُس کو
اچھا نہ جانا۔" زمانے کے رسوا کرنے والوں نے یہاں تک ثابت کرنا چاہا کہ
وہ میک سیمیان کا لڑکا ہی نہ تھا بلکہ ایک ذلیل شامی کی اولاد سے تھا۔
میک سیمیان کی بیوی نے اس کو اپنا بچہ بتا کر خاوند کے سر تھوپ دیا تھا۔
کثرت رائے اسی طرف تھی کہ باپ بیٹے میں جو نزاع جلد شروع ہو گیا۔ درحقیقت
اُس میں زیادتی باپ کی طرف سے ہوئی تھی جو ایک بڑا سازشی فتنہ جو بیقرار اور
اور شریر طبیعت کا آدمی تھا۔ کم سے کم روما کے شہر میں لشکر کے لوگ ماکسن تیوس ہی کو
اپنا سردار مانتے تھے۔ مگر لشکر فی الواقع ایک ہی تھا اِس لیئے شہر میں دو شہنشاہوں کی
گنجائش نہ تھی۔ لکتن تیوس لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ میک سیمیان نے ٦٣
تمام لشکر اور روما کے باشندوں کو ایک جلسے میں بلا کر موجودہ خرابیوں کے متعلق
ایک طولانی تقریر کی اور اپنے لڑکے ماکسن تیوس کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ
یہی تمام خرابیوں کی جڑ ہے۔ اتنا کہکر ارغوانی چادر جو شہنشاہی کی علامت تھی
ماکسن تیوس کے کندھے سے گھسیٹ لی۔ مگر باوجود اس حرکت کے
میک سیمیان کو یہی دیکھنا پڑا کہ ماکسن تیوس کو فوج والوں نے قتل نہیں کیا
بلکہ اُس کو اپنے دامن عاطفت میں لے لیا۔ اور اُلٹا میک سیمیان کو
ذلیل و خوار ہو کر روما سے اس طرح نکلنا پڑا جیسے کسی زمانے میں مغرور
تارکوئین کو روما سے شہر بدر ہونا پڑا تھا۔

اِن حالات کے تفصیلی اسباب چاہے قابل یقین ہوں یا
نہ ہوں مگر اِس نتیجے میں شبہ نہیں کہ میک سیمیان شہر روما سے بلکہ
جزیرہ نمائے ایطالیہ سے نکلوا دیا گیا۔ اس کے بعد وہ مدتوں آوارہ گرد رہا
یہاں تک کہ موت نے خاتمے کو پہنچا دیا۔ اِس آوارہ گردی میں معلوم ہوتا ہے کہ

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہ سب سے پہلے گال پہنچا۔ اور اپنے داماد قسطنطین سے پناہ کا طلبگار ہوا
یہاں کے قیام میں اُس نے گیلی ریوس سے خط وکتابت کی۔
گیلی ریوس اِس وقت اِس کوشش میں تھا کہ سلطنت میں جس قدر
اغسطس پیدا ہو گئے ہیں اُن میں مِل کر کام کرنے کا کوئی طریقہ
جس کے سب یکساں پابند ہوں نکالنا چاہیئے۔ چنانچہ اُس نے
دریائے ڈینیوب کے کنارے کارنن تم کے شہر میں ایک عظیم الشان
جلسہ کیا اور دائیوک لیشن کو بھی اُس میں مدعو کیا۔ میک سیمیان بھی
اِس جلسے میں حاضر ہوا اور گیلی ریوس کا ایک پرانا دوست لائی سی نیوس
جو لڑائی کے میدان میں مدتوں اُس کے ساتھ رہا تھا اور اب اُس کی
نیابت بھی کرتا تھا جلسے میں شریک ہوا۔ اِس جلسے میں جن اُمور پر بحث
ہوئی اُن کا حال ہم تک مطلق نہیں پہنچا۔ لیکن دائیوک لیشن کے
مدعو کیئے جانے سے یہ بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ گیلی ریوس اپنے
اغسطس سابق کا بہت پاس ولحاظ رکھتا تھا۔ چونکہ جس سیاسی انتظام میں
بالفعل مشکلیں پیدا ہوئی تھیں وہ دائیوک لیشن کا ایجاد کردہ تھا۔ اِس لیئے
گیلی ریوس نے چاہا کہ وہی اِن مشکلوں کو آسان کرنے کی کوئی راہ
بتائے اور کوئی صورت ایسی نکالے کہ یہ گرتی ہوئی عمارت تھم جاوے۔
دائیوک لیشن باوجود اِس کے کہ سلطنت کے کاموں سے علیحدہ ہو کر
۶۴ گوشہ نشیں ہو گیا تھا پھر بھی سب لوگ اُس کی دانائی اور تجربہ کاری کے
بہت معترف تھے۔ اُس کی تعریف اکثر لوگوں کی زبان پر تھی حتّٰے کہ
ساتویں ستایش نامے کے مصنف نے بھی اِس جلسے کے تین برس بعد
قسطنطین کے دربار میں جبکہ وہ شہنشاہی کے رتبے کو پہنچ چکا تھا
دائیوک لیشن کی تعریف و توصیف کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ
قسطنطین کے تعلقات دائیوک لیشن سے دوستانہ تھے ورنہ درباری
مدح خواں بجائے تعریف کے یا تو مذمت کرتا یا بالکل خاموش رہتا
اور یہ خاموشی بھی بے معنی نہ ہوتی۔ جس عبارت میں تعریف کی گئی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہ یہاں نقل کرنے کے قابل ہے۔

"اُس مدبّر ربّانی صفات کو جس نے سب سے پہلے سلطنت میں دوسروں کو برابر کا شریک بنایا اور جس نے سب سے پہلے خود عصائے سلطنت ہاتھ سے رکھ دیا مطلق افسوس نہ تھا کہ اُس نے ایسا کیوں کیا۔ اور نہ وہ یہ سمجھتا تھا کہ جس چیز سے خود ہاتھ کھینچ لیا گیا ہو اُس کو ضایع یا تلف کرنا کہ سکتے ہیں۔ فی الحقیقت وہ بڑا مبارک اور سعید شہنشاہ تھا جس کو عزلت گزینی کے زمانے میں بھی تم سے شاہان ذی وقار تعظیم کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ بہت سی سلطنتیں اُس کی معاون و مددگار ہیں اور تمھارے ظلِ حمایت میں وہ خوشی سے زندگی بسر کرتا ہے[۱]"

ظاہر ہے کہ اگر معاملاتِ بحث طلب اہم اور نتیجہ خیز نہ ہوتے تو دائیوکلیشن کو کارنٹم کی مجلس میں آنے کی تکلیف نہ دی جاتی۔ اور اگر بلایا بھی جاتا تو وہ خود اِس ضعیفی کے عالم میں ایسا دشوار سفر اختیار کرنا گوارا نہ کرتا۔ شہنشاہوں کی اس عجیب مجلس کا صرف ایک یقینی نتیجہ ضرور تحقیق ہوتا ہے اور وہ یہ کہ گیلی ریوس نے ایک اغسطس جس نے قیصر کے درمیانی منصب پر کام نہیں کیا تھا اور مقرر کر دیا۔ یہ شخص لائی سی نیوس تھا۔ اِس کے سپرد ایلریا کی حکومت اور ڈینیوب والی فوجوں کی افسری کی گئی اور طبقۂ اغاسطہ میں جو واقعی حکومت کرتا تھا اُس کو دوسرے ۶۵
درجے پر رکھا گیا۔ یہ بھی خیال ہو سکتا ہے کہ گیلی ریوس کو اب اپنی تندرستی پر بھروسہ نہ تھا اور وہ چاہتا تھا کہ اُس کے اُٹھتے ہی لائی سی نیوس اُس کی جگہ پر اغسطس ہو جاوے۔ اس میں صاف کوشش یہ تھی کہ نظم سیاست جس کا موجد دائیوکلیشن تھا اپنے ابتدائی طرز پر آ جاوے۔ خلاصہ کارروائی اِس مجلس کی اگر یہ سمجھی جاوے تو دور از قیاس نہ ہو گا کہ دائیوکلیشن اور میکسیمیان بدستور مستعفی اغاسطہ میں شمار کیے جاویں اور گیلی ریوس اور لائی سی نیوس دونوں اغاسطۂ کارکن

۱؎ "قدیم قصائد"، ۷۔ ۱۵ ؁

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

اور قسطنطین اور میک سیمن دازا درجۂ قیصری پر رہیں۔ اِس میں ذرا شبہ نہیں کہ مجلسِ کارنن تم میں میک سیمیان کی شرکت اِسی نیت سے تھی کہ اس وقت دریا چڑھاؤ پر ہے اپنا جال بھی پھینکنا چاہیئے شاید کچھ ہاتھ لگ جاوے۔ لکتن تیوس[۱] تو یہاں تک لکھتا ہے کہ اِس موقع پر میک سیمیان نے گیلی ریوس کو ہلاک کرنے کی ایک تدبیر سوچی تھی۔ بہرکیف جب کوئی بات نہ چلی تو وہ مایوسی اور غصّے سے مجبور ہوکر جلسے سے رخصت ہوا۔ حاضرینِ مجلس میں سے کسی نے اِس دائمی فتنہ پرداز اور جاہ پرست بڈھے کی اِس امید کو سہارا نہیں دیا کہ وہ بھی سلطنت کے کسی حصّے میں صاحبِ حکومت ہو جاویگا۔

اب ماکسن تیوس کا حال معلوم کرنا ہے جو اِیطالیہ اور افریقہ پر قابض ہو گیا تھا۔ اگر مجلسِ کارنن تم کے مجوزہ انتظام کی شکل وہی تھی جو ہم نے اوپر بیان کی ہے تو حاضرینِ مجلس نے قصداً ماکسن تیوس کی طرف توجہ نہیں کی ہوگی۔ اور اس کو غاصبِ سلطنت سمجھ کر یہی سوچ لیا ہوگا کہ کاراسیوس کی طرح ایک دن موقع پاتے ہی اُس کو بھی نکال دیا جائے گا۔ لکتن تیوس کی ایک عبارت سے بھی اِس خیال کی تائید ہوتی ہے۔ یہ مصنف لکھتا ہے کہ میک سیمن دازا کو جو گیلی ریوس کا پرانا آوردہ اور اِس وقت مصر و شام کا قیصر تھا جب معلوم ہوا کہ اِس انتظام میں اُس کو نظر انداز کرکے لائی سی نیوس کو درجۂ شہنشاہی پر ترقی دی گئی ہے اور اب لائی سی نیوس اغاسط کے طبقے میں دوسرے درجے تک پہنچ گیا ہے تو میک سیمن دازا سخت رنجیدہ خاطر ہوا اور اُس نے بہت غصّے سے اِس حق تلفی کی شکایت گیلی ریوس سے کی۔
لیکن گیلی ریوس نے نرمی سے جواب دیا۔ میک سیمن نے اور زیادہ سختی سے ۶۶
کام لیا۔ اور تحکمانہ طریقے سے اپنے حقوق کی برتری کا دعوے کرکے گیلی ریوس کے احکام یا عاجزانہ تحریروں کی مطلق پرواہ نہ کی۔ اِس کے آگے لکتن تیوس لکھتا ہے کہ جب میک سیمن کے اصرار اور خودرائی سے وہ تنگ آگیا تو اِس طرح مصالحت

[۱] لکتن تیوس۔ باب ۲۹۔

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرنی چاہی کہ اپنے تئیں اور لائی سی نیوس کو بدستور اغسطس رکھ کر میک سیمین اور قسطنطین کو بجائے قیصر کے فرزندانِ اغسطس کا لقب دیا ؛

لیکن میک سیمین پر اِس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اور گیلی ریوس کو لکھا کہ اُس کی سپاہ نے قانون اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور اس کو اغسطس پکار کر سلامی دی ہے۔ جب یہ حال معلوم ہوا تو گیلی ریوس نے نہ صرف میک سیمین کو بلکہ قسطنطین کو بھی پورا اغسطس تسلیم کر لیا۔ یہ کل قصہ لکٹن تیوس کا رقم کردہ ہے۔ اِس میں یہ امر قابل توجہ ہے کہ ماکسن تیوس کا نام کہیں نہیں آیا ہے۔ گویا اُس کا وجود ہی کسی نے نہیں مانا ہے۔ وائیوک لیشن اور میک سیمیان کا بھی کچھ ذکر نہیں ہے۔ اِن دونوں کے نام نہ ہونے پر کچھ تعجب نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں مستعفی شہنشاہ تھے اور اغسطس کا لقب محض اعزازی طور پر اُن کے نام کے ساتھ لیا جاتا تھا۔ البتہ اگر ماکسن تیوس کا نام کارنن تم کی مجلس میں زمرۂ اغاسطہ میں شمار ہوتا اور لکٹن تیوس اُس کو چھوڑ جاتا تو تعجب کی بات ہوتی۔ مگر جہاں تک غور کیا جاتا ہے اِس مورخ کے بیان کا خلاصہ صرف اتنا ہے کہ مجلسِ کارنن تم کا فیصلہ سوائے اس کے کچھ نہ تھا کہ وائیوک لیشن کے چہار شاہی طریقۂ حکومت کو پھر جاری کر کے گیلی ریوس۔ لائی سی نیوس۔ میک سیمین اور قسطنطین کو درجاتِ حکومت میں اُسی ترتیب سے جس طرح یہ نام لیئے گئے ہیں سلطنت کا فرماں روا سمجھا جاوے۔ لیکن جب میک سیمین نے قیصر کے پرانے خطاب یا فرزندِ اغسطس کے نئے لقب سے ناراضامندی ظاہر کی اور اصرار کیا کہ اُس کو اغسطس مانا جاوے اور اُس کا

67 یہ اصرار مان لیا گیا تو چہار شاہی انتظام سابقہ پھر شکست ہو گیا۔ ۳۰۸ء عیسوی کے شروع میں سلطنت میں سات فرماں روا ایسے تھے جن کا لقب اغسطس تھا اور اُن میں صرف وائیوک لیشن ایسا تھا جو اغسطس کے کام سے سبکدوش ہونے کے بعد زندہ رہا ؛

کارنن تم سے میک سیمیان گال کو واپس آیا۔ یہاں قسطنطین نے نہایت خوش ہو کر اُس کا استقبال کیا۔ چونکہ کارنن تم کی مجلس نے اُس کو بدستور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

مستعفی شہنشاہوں میں قائم رکھا تھا۔ اس لئے مجبور ہو کر وہ اپنے دعووں سے دست بردار رہا۔ لیکٹن تیوس جس کو اپنے دشمنوں کی نیت میں ہمیشہ فساد نظر آتا ہے لکھتا ہے کہ میک سیمیان نے یہ دست برداری اس لئے کی تھی کہ قسطنطین کو زیادہ آسانی سے دھوکا دے سکے۔ لیکن ہم اس بات کو نہیں مان سکتے۔ میک سیمیان اب محض ایک باندی کی حیثیت سے زندگی بسر کرتا تھا۔ نہ اس کے پاس کوئی لشکر تھا اور نہ کوئی شاہی منصب بجز اس نام کے کہ وہ شہنشاہ رہ چکا تھا اور کسی طرح کی عزت نہ رکھتا تھا۔ اس میں مطلق شبہ نہیں کہ یہ دوسری مرتبہ کی دست برداری بھی پہلی مرتبہ کے استعفے سے کچھ کم تذبذب کے بعد اختیار نہیں کی گئی۔ مگر حالت مجبوری کی تھی۔ سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا۔ قسطنطین کے پاس جاکر رہنے کا باعث یہ نہ تھا کہ اس کو دھوکا دینے کی نیت پہلے ہی سے کر لی ہو بلکہ چونکہ اپنے لڑکے ماکسن تیوس سے دشمنی ہو گئی تھی۔ اس لئے داماد کے گھر رہنا شروع کیا کہ وہاں پناہ بھی ملیگی اور بسر اوقات بھی ہوتی رہے گی۔ ساتویں ستائش نامے کا مصنف لکھتا ہے کہ قسطنطین نے اس کو تمام وہ اعزاز دئیے جو اس کے مرتبے کے شایاں تھے۔ اصطبل شاہی پر اس کو مطلقاً اختیار دے دیا۔ اپنے تمام ملازموں کو ہدایت کر دی کہ میک سیمیان کی عزت بھی اسی طرح کریں جیسے اپنے اسطس کی کرتے ہیں۔ یہ مصنف لکھتا ہے کہ اس وقت عام شہرت یہ تھی کہ ارغوانی لباس شاہی تو قسطنطین پہنتا ہے لیکن شاہی اختیارات بالکل میک سیمیان کے قبضے میں ہیں۔ پس اس سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ قسطنطین کو میک سیمیان کا اعتبار تھا اور مطلق خوف نہ تھا کہ وہ اس کو کبھی دھوکا دیگا۔

لیکن اس اعتبار کو جاتے دیر نہ لگی۔ اقوام فرنک نے اس زمانے میں پھر سر اٹھایا اور گال پر چڑھائی کی دھمکی دی۔ قسطنطین اس وقت آرل میں تھا۔ فوراً فوج لے کر شمال کی جانب بڑھا۔ اور آرل میں میک سیمیان کو نظم حکومت کے لئے چھوڑ گیا۔ اس وقت قسطنطین کے ساتھ اس کی پوری فوج نہ تھی چلتے وقت

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُس کا بڑا حصہ آرل کے قرب و جوار یعنی جنوبی گال میں چھوڑ دیا تھا تاکہ ٦٨
ماکسن تیوس کے مقابلے میں سرحد کی حفاظت کرتا رہے۔ لیکن تیوس کو
اِس واقعے سے انکار معلوم ہوتا ہے۔ بہرکیف میک سیمیان نے اتنا
توقف کر کے کہ قسطنطین دریائے رائن سے پار اُتر جاوے۔ یہ خبر مشہور
کر دی کہ اُس نے فرنگ سے شکست کھائی اور لڑائی میں مارا گیا۔ اِس
ترکیب سے میک سیمیان نے گویا اب تیسرے بار حکومت حاصل کر لی۔
سرکاری خزانوں پر قبضہ کر لیا اور جس قدر فوجیں جنوبی گال میں موجود تھیں اُن کی
سپہ سالاری اختیار کی۔ اور اُن کو پُرانی خیر خواہیاں یاد دلا کر انعام و اکرام دینے کا
وعدہ کیا۔ لیکن اِس غصب حکومت میں جو بڑی کامیابی اِس وقت ہوئی تھی
وہ محض چند روزہ ثابت ہوئی۔ جُوں ہی اِس دغا بازی کی خبر قسطنطین کو ہوئی
فوراً سرحد کے معاملات جس حال میں وہ تھے اُسی حال میں چھوڑ کر آرل کو
واپس آیا۔

فوج کو نقل و حرکت میں رکھنے کی قدر و قیمت قسطنطین کو معلوم تھی کہ ہر وقت کی معیت سے اہل فوج میں اپنے سردار کے ساتھ کس قدر جوش وفاداری برقرار رہتا ہے۔ چنانچہ اِس موقع پر کُل فوج نے سالار فوج کے معاملے کو اپنا ذاتی معاملہ تصور کر لیا۔ اِس وفاداری کا حال ساتویں ستایش نامے کی ایک عبارت[1] سے معلوم ہوتا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب رائن سے آرل کی طرف کوچ ہونے لگا تو سفر خرچ کی ایک خاص رقم سپاہیوں کو پیش کی گئی مگر اُنھوں نے یہ کہکر اُس کے لینے سے انکار کیا کہ "اِس سے ہماری رفتار میں فرق پڑے گا۔ جو تنخواہ ہم کو مل رہی ہے وہ بھی ہماری ضرورتوں سے زیادہ ہے"۔ اِس سے پہلے کبھی پڑھنے میں نہیں آیا تھا کہ رومانی فوج کو روپیہ دیا گیا ہو اور اُس نے روپیہ لینے سے اِس وجہ سے انکار کیا ہو کہ اُن کی رفتار میں خلل پڑیگا۔ یہی مصنف آگے لکھتا ہے کہ دریائے رائن سے اتر کر آرل تک

[1] باب ۱۸ +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پہنچنے میں فوجوں نے کہیں دم نہیں لیا۔ اور ایسی کڑی منزل مارنے پر بھی آگے
چلنے کو تازہ دم تھیں۔ جس وقت شالون (کابیلونم) کے مقام سے فوج کے
لوگ کشتیوں پر سوار ہوئے تو اس اضطراب میں کہ جلد پہنچ کر اس دغا باز
میک سیمیان کی خبر لیں اُن کو دریا کی موج اور کشتیوں کی رفتار بہت سُست
معلوم ہوئی۔ اور گھبرا گھبرا کر کہنے لگے کہ ہم تو جہاں کھڑے تھے وہیں کھڑے ہیں۔
آگے بڑھتے نہیں معلوم ہوتے۔ جب رون کے تیز رفتار دریا میں کشتیاں ٦٩
پہنچیں تو بھی اُن کی بے صبری کا یہ حال تھا کہ سُست رفتاری کی شکایت
ہر وقت زبان پر تھی۔ غرض اِس خوش بیان مصنف کے نزدیک قسطنطین کے ساتھ
اُس کی فوجوں کا جوشِ وفاداری ایسا کچھ تھا جو اوپر بیان ہوا۔ آخر کار جب یہ
فوجیں آرل میں پہنچیں تو معلوم ہوا کہ میک سیمیان بھاگ کر مارسیلس کے
متحصن شہر میں قلعہ بند ہو گیا ہے۔ اب اُس کے قبضے سے وہ حکومت نکل گئی
جس کو دغا بازی سے لیا تھا۔ اور اُن فوجوں نے بھی جنھوں نے اُس کی
اطاعت پر حلف اُٹھائے تھے یہ سنتے ہی کہ قسطنطین کے مرنے کی خبر جھوٹ
سنائی گئی تھی اپنے حلف توڑ دیئے۔ اور سب لوگ میک سیمیان سے منحرف
ہو گئے۔ یہاں تک کہ جو فوجیں اِس وقت مارسیلس میں تھیں وہ بھی قسطنطین کی
منتظر ہو گئیں کہ اُس کے آتے ہی شہر کے دروازے کھول دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔
لکتن تیوس پھر یہاں رنگین بیانی سے لکھتا ہے کہ "قسطنطین فصیل کے نیچے
کھڑا میک سیمیان کو اُس کی نا احسانمندی پر سخت و سُست کہتا ہے اور فصیل کے
اوپر سے میک سیمیان قسطنطین پر نفرین و ملامت کی بوچھار کرتا ہے"۔ ایک اور
خوش بیان مورخ جس کا نام دریافت نہیں ہو سکا لکھتا ہے کہ "جب سیڑھیاں
لگائی گئیں اور وہ فصیل کی چوٹی تک نہ پہنچیں تو ایک سپاہی دوسرے سپاہی کے
کندھوں پر چڑھ کر اوپر پہنچا"۔ یہ سب بیان بہت صاف اور دلکش ہیں۔ لیکن یقین کے
قابل نہیں۔ جو صحیح واقعات اِن مشکوک بیانات سے نکلتے ہیں وہ صرف اِس قدر
ہیں کہ مارسیلس کا شہر بغیر محاصرے کے فتح ہو گیا اور جب میک سیمیان قسطنطین کے
قبضے میں آ گیا تو اُس کو ہر قسم کے اعزازی خطابات اور حقوق سے محروم کر دیا گیا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

مگر اُس کی جان کو سلامتی بخشی گئی ؀

اب یہاں چند سوالات پیدا ہوتے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ کیا اِس غصب حکومت میں میک سیمیان اور ماکسن تیوس نے باہمی سازش کر لی تھی ؟ کیا ان دونوں باپ بیٹوں نے اپنے پرانے جھگڑے اِس لیئے طے کر لیئے تھے کہ دونوں مل کر اپنی فوجیں قسطنطین کے مقابلے پر لائیں ؟ اُس زمانے کے بعض لوگوں کا خیال یہی تھا کہ اِس کارروائی میں باپ بیٹے دونوں مل گئے تھے ۔ چنانچہ لکٹن تیوس لکھتا ہے[1] کہ یہ خیال عام تھا کہ ماکسن تیوس سے میک سیمیان کی عداوت ایک ظاہری اور بناوٹ کی بات تھی ۔ اُس کی ۷۰ غرض یہ تھی کہ جو مکر و کید کی تدبیریں قسطنطین یا اور قیاصرہ سے مقابلہ کرنے کی میک سیمیان نے سوچ رکھی ہیں اُن میں بخوبی کامیابی ہو سکے ؀

اِس عام خیال سے جو اوپر بیان ہوا لکٹن تیوس نے پہلے تو بالکل اختلاف کیا ہے لیکن آگے چل کر کہتا ہے کہ میک سیمیان کی اصلی غرض یہ تھی کہ ماکسن تیوس اور دیگر قیصروں و شہنشاہوں کو ختم کر کے خود اور دائیوک لیشن کو شہنشاہ بنائے ۔ لیکن لکٹن تیوس کا یہ خیال ایسا ہے جو اُس کے لیئے بھی غیر معمولی کہا جا سکتا ہے ۔ اوّلاً تو یہ کہ خانہ نشینی کے زمانے میں دائیوک لیشن کی جس قدر خواہشوں کا علم ہم کو ہو سکا ہے وہ اِس قیاس کے خلاف پڑتی ہیں ۔ دوسرے یہ کہ ماکسن تیوس اور دیگر قیصروں و شہنشاہوں کو ختم کر دینے کا خیال اِس طرح بیان ہوا ہے کہ گویا وہ ایک ایسا آسان کام تھا جو ایک سپاہی کو اشارہ کر دینے سے فوراً نکل سکتا تھا ۔ غرض یہ خیال کہ پھر خود اور دائیوک لیشن شہنشاہ بن کر بیٹھیں درست نہیں معلوم ہوتا ۔ البتہ اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ میک سیمیان نے ماکسن تیوس سے اِس مضمون کی خط و کتابت شروع کر دی تھی کہ اب باہمی مصالحت ہو جانی چاہیئے اور اس مصالحت کے صلے میں میک سیمیان اُن فوجوں سے ماکسن تیوس کی مدد کرنے کو تیار ہے جس کو اُس نے قسطنطین سے دھوکا دے کر توڑ لیا ہے ۔ لیکن قسطنطین کی واپسی نے کُل معاملہ درہم برہم کر دیا ۔ ورنہ میک سیمیان نے صورت بہت خطرناک پیدا کر دی تھی ۔ رائن سے آرل تک

[1] "مرگ جفا کاراں" باب ۴۳

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قسطنطین کا ایسی تیزی سے واپس آنا بھی یہی ظاہر کرتا ہے کہ صُورت نہایت نازک پیدا ہو چلی تھی ؛

میک سیمیان اب اِس ذلت و خواری کے بعد زیادہ زندہ نہیں رہا۔ یہ امر یقینی ہے کہ اُس کی موت سخت ہوئی۔ لیکن جن واقعات کے ساتھ یہ موت پیش آئی وہ مشکوک ہیں۔ لکٹن تیوس نے اُس کی موت کے حالات بہ تفصیل بیان کئے ہیں۔ لیکن اگر یہ تفصیل مشرقی مورّخوں کے انداز پر نہ کی گئی ہوتی تو زیادہ یقین کے قابل ہوتی۔ وہ لکھتا ہے کہ میک سیمیان جب اپنی حقیر و ذلیل حالت سے بالکل ہی بیزار ہو گیا تو اُس نے قسطنطین کو ہلاک کرنا چاہا۔ اور اپنی بیٹی فاسته کو سمجھایا کہ اگر ایک کام میں مدد کرے گی تو قسطنطین سے بھی اچھا شوہر اُسکو کرا دیا جائے گا۔ اور وہ کام یہ ہے کہ قسطنطین کی خوابگاہ پر رات کے وقت جو لوگ پہرا
۱۷ دیتے ہیں اُن کو کسی حیلے سے وہاں سے ہٹا دیا جاوے۔ فاسته نے یہ سب کچھ سُن تو لیا مگر کل حال قسطنطین سے کہدیا۔ قسطنطین نے فوراً ایک خواجہ سرا کو حُکم دیا کہ رات کو ہمارے پلنگ پر جا کر سوئے۔ جب رات زیادہ گئی تو میک سیمیان اُٹھا اور پہرا داروں سے یہ کہکر اندر جانے کی اجازت حاصل کر لی کہ ابھی میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس کو قسطنطین سے اسی وقت بیان کرنا ضروری ہے۔ جس وقت قسطنطین کے پلنگ کے پاس پہنچا تو تلوار کھینچ کر سونے والے کا سر تن سے جُدا کر دیا۔ اور کمرے سے باہر آکر فخریہ کہنا شروع کیا کہ میں نے قسطنطین کو جان سے مار دیا۔ لیکن تھوڑی ہی دیر میں دیکھا کہ قسطنطین ایک مسلح جمیعت لئے مقابلے کو آرہا ہے۔ موقع پر پہنچتے ہی مقتول خواجہ سرا کی لاش باہر نکلوائی گئی۔ اور میک سیمیان اقراری مجرم کی طرح دم بخود جیسے مارپیسوس پہاڑ کا چٹان ہو سب کے سامنے سکتے کے عالم میں کھڑا رہا۔ آخر کار قسطنطین نے اُس کی دغابازی پر اُس کو بہت سخت و سست کہا اور اجازت دی کہ اپنی موت کا طریقہ جو پسند کرتا ہو وہ پسند کر لے۔ یہ حکم سن کر میک سیمیان جیسا کہ ورجل نے اپنے ایک شعر میں لکھا ہے "ایک اونچے شہتیر سے شرمناک موت کا پھندا گلے میں ڈال کر کُودا" اور اِس طرح پھانسی دے کر اپنا خاتمہ کیا۔

لکٹن تیوس نے میک سیمیان کی موت کا قصہ جس طرح بیان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

کیا ہے اِس سے زیادہ کسی واقعے کی شرح کرنی ممکن نہیں لیکن اگر موت اِسی طریقے سے ہوئی تھی تو یہ ممکن نہ تھا کہ اور مورّخ بھی اِس واقعے کو اسی طرح بیان نہ کرتے یوسی بیوس اپنی کتاب "تاریخ کلیسا" میں صرف اتنا لکھتا ہے کہ میک سیمیان اپنا گلا گھونٹ کر مرگیا۔ اور یلیوس وِکتر لکھتا ہے کہ اُس کا ہلاک ہونا انصافاً درست تھا۔ ساتویں ستائش نامے کا مصنف بیان کرتا ہے کہ قسطنطین نے اُس کی جان بخش دی تھی مگر اُس نے خود اپنے تئیں اِس رعایت اور مہربانی کا مستحق نہ سمجھا اور خودکشی کرلی[1]۔ مورّخ یوترو پیوس جس نے بہت کچھ لکتن تیوس سے اخذ کیا ہے لکھتا ہے کہ میک سیمیان اپنے جرائم کی سزا کو پہنچا۔ پس ہم کو اِس میں شبہ نہیں کہ قسطنطین نے اُس کی موت کا حکم ضرور سنایا اور جس طرح ماکسن تیوس نے سیویروس کو حکم دیا تھا اسی طرح قسطنطین نے میک سیمیان کو حکم دیا کہ طریقۂ موت جو پسند (کذا) ہو اُس کو اختیار کرے۔ میک سیمیان نے جس طرح بھی مرنا قبول کیا ہو مگر سرکاری طور پر یہی شائع کیا گیا ہوگا کہ اُس نے خودکشی کی۔ اُس زمانے کے لوگوں کو اُس کی موت پر جس طریقے سے وہ پیش آئی سُن کر ضرور صدمہ ہوا ہوگا۔ لیکن بالعموم لوگوں کو یہی تسلیم کرنا پڑا ہوگا کہ سزائے موت اُس کے حق میں انصافاً درست تھی ۔

[1] قدیم قصائد — ۷، ۲۰ ۔

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پانچواں باب ۷۳

ایطالیہ پر فوج کشی

دائیوک لیشن کو اپنے پرانے ہم جلیس میک سیمیان کی سخت موت پر ضرور تشویش و پریشانی ہوئی ہوگی۔ کچھ عرصے سے اس کو یہ خیال رہنے لگا تھا کہ آج کل کے قیصروں اور شہنشاہوں کا ٹھیک نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی میری فکر میں ہو کہ یہ بڈھا بہت دن جی چکا۔ اب اس پر بھی ہاتھ صاف کرنا چاہئیے۔ مگر جب تک گیلی ریوس کا اقبال سامنے تھا دائیوک لیشن کو اپنی جان کا اندیشہ نہ تھا۔ لیکن سنہ ۳۱۱ عیسوی میں گیلی ریوس بھی دنیا سے چل بسا۔ جلوس کا اٹھارواں برس تھا کہ ایک مکروہ و لاعلاج مرض میں مبتلا ہوا۔ لکٹن تیوس نے مرض کی تفصیل بہت خوش ہو ہو کر لکھی ہے اور دکھایا ہے کہ مرض الموت میں اس شہنشاہ کی تکلیفیں درحقیقت عتاب الٰہی کی نشانیاں تھیں۔ سرطان کی ترقی کو درجہ بدرجہ بیان کر کے لکھا ہے کہ "اس سڑے ہوئے زخم کی بدبو نہ صرف محل میں بلکہ محل سے نکل کر شہر میں بھی پھوٹ نکلی تھی۔ شدت تکلیف میں مریض کی چیخیں کانوں کے پار ہوتی تھیں۔ بار بار عیسائیوں کے خدا کو پکارتا تھا کہ بس اب رحم کر۔ مگر جس خدا کو پکارتا تھا وہ اُن کا خدا تھا جن پر اُس نے بڑے بڑے ظلم کیئے تھے۔ کرب کی حالت جب بہت بڑھتی تھی تو عہد کرتا تھا کہ جس قدر جور و ستم کیئے ہیں اب اُن کے بدلے لطف و کرم کروں گا۔ چنانچہ جب دم نکلنے کو ہوا تو ایک فرمان لکھوایا جس سے عیسائیوں پر
۷۴ ظلم ہونے رُک گئے اور اُن کو اپنے دین پر رہنے کی بالکل آزادی مل گئی۔ اِس فرمان کی نسبت جو میلان والے فرمان کا پیش خیمہ تھا ہم آگے بحث کریں گے۔ اِس وقت یہ بتا دینا کافی ہوگا کہ اپریل سنہ ۳۱۱ عیسوی میں یہ حالتِ نزع والا فرمان جاری ہوا جس کے چند روز بعد خود موت کو مریض پر رحم آیا اور اُس نے ہمیشہ کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تکلیف سے اُس کو نجات دی +

گیلی ریوس کے مرنے سے ڈائیوک لیشن کے طویل حکومت کو جس کی عمارت پہلے ہی سے بوسیدہ ہو رہی تھی اور بھی صدمہ پہنچا۔ گیلی ریوس کا قصد تھا کہ بیس برس سلطنت کرکے وہ بھی ڈائیوک لیشن کی طرح مستعفی ہو جائے۔ اور اپنے سے کسی کم عمر آدمی کے لیئے جگہ خالی کردے۔ اِس میں شبہ نہیں کہ اگر زندگی وفا کرتی تو وہ ایسا ہی کرتا۔ کتب تواریخ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنے والی نسلوں نے اُس کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ لکٹن تیوس جو اُس کا بڑا ہی موذی دشمن تھا لکھتا ہے کہ گیلی ریوس ایک بڑا بے درد و بے رحم خونی جلّاد تھا۔ زیردستوں کو ہر وقت خوف و بیم کی حالت میں رکھتا تھا اُس کے قول و فعل۔ صورت و شکل سے رعایا پر ہمیشہ ایک ہیبت چھائی رہتی تھی۔ بادشاہِ عجم نارسیز پر جو فتح اُس کو ہوئی تھی وہ لکٹن تیوس کے نزدیک ہرگز قابلِ وقعت نہ تھی کیونکہ ایرانی سپاہیوں پر سامان اِس قدر لدا ہوا تھا کہ وہ لڑ نہیں سکتے تھے۔ اور اسی وجہ سے اُن پر آسانی سے فتح ہوگئی۔ اِس مورخ نے عیسائیوں پر جس قدر ظلم ہوئے تھے اُن کا بڑا باعث بھی گیلی ریوس ہی کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے کہ یہی وہ شخص تھا جس نے ڈائیوک لیشن کو غصہ دلا کر اُن ظالمانہ فرامین پر دستخط کروادیئے جو عیسائیوں کے خلاف جاری ہوئے۔ ایک الزام یہ بھی لگاتا ہے کہ گیلی ریوس ہی نے نیکومیدیا کے شاہی محل میں آگ لگائی تھی تاکہ ڈائیوک لیشن کے دل میں عیسائیوں کی طرف سے خوف پیدا ہو۔ اُسی نے اذیتیں پہنچانے کے لیئے طرح طرح کے طریقے اور آلات ایجاد کیئے تھے لکٹن تیوس نے یہاں تک لکھا ہے کہ گیلی ریوس جب تک آدمی کا خون دیکھ کر اپنی بھوک تیز نہ کرلیتا تھا کھانا کھانے نہ بیٹھتا تھا۔ غرض کہ اِس عیسائی مورخ نے گیلی ریوس کی جو تصویر کھینچی ہے اُس سے کوئی شخص یہ خیال نہیں کرسکتا کہ وہ ایک وجیہ مردِ میدان اور ایک لائق و جفاکش شہنشاہ تھا جو ایک نہایت روشن ضمیر امپراطور کا جانشین ہوا تھا اور جو جیتے جی اپنے شہنشاہِ مورث کا ہمیشہ دل سے خیرخواہ رہا۔ یوتروپیوس نے یہ بات بڑے انصاف کی کہی ہے۔ کہ گیلی ریوس ایک پابندِ اصول

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مدبر اور ہر معرکے کو انجام تک پہنچانے والا سپہ سالار تھا۔ اِس پر اوریلیوس نے عیب وصواب کو زیادہ واضح کرکے تصویر کے خط و خال کو اِس طرح تکمیل کیا ہے کہ گیلی ریوس ہر قسم کی تعریف و توصیف کا مستحق تھا۔ گو ناتراشیدہ و غیر تعلیم یافتہ تھا مگر طبیعت میں انصاف رکھتا تھا۔ وجیہ و خوبصورت تھا اور فنون جنگ کا نہایت قابل اور خوش قسمت ماہر تھا۔ معمولی پیدل کی حیثیت سے وہ اِس بلند مرتبے پر پہنچا تھا۔ لڑکپن میں مویشی چرایا کرتا تھا اور اسی وجہ سے آرمن تاریوس کا لقب تمام عمر اُس کے نام کے ساتھ لگا رہا۔ اِس ناتراشیدہ مگر چُست و ہوشیار پانونی کی زندگی ایسے سخت و دشوار کاموں میں بسر ہوئی تھی کہ اُس کو تعلیم و تربیت حاصل کرنے کا وقت نہ ملتا تھا۔ وہ پانونیہ کا رہنے والا تھا اور یہ ملک وہ تھا جس کی نسبت ایک شاہی مدح سرائے لکھا ہے کہ "وہاں زندگی سے مراد صرف لڑنا اور مرنا۔ سر توڑنا اور تڑوانا تھا"۔

مرنے سے پہلے لائی سی نیوس کو اُس نے اپنا جانشین مقرر کردیا تھا۔ لیکن جب گیلی ریوس کا دم نکلا ہے تو لائی سی نیوس علاقہ پانونیہ میں سرحد کے کسی دور دراز مقام پر تھا۔ اِس وقت گیلی ریوس کا لشکر ایشیا میں پڑا تھا۔ اِس وجہ سے لشکر کی افسری فوراً اختیار نہ کرسکا۔ کیونکہ پانونیہ کو چھوڑنا اُس وقت مصلحت نہ تھا۔ اِس اثنا میں میک سیمین داز ایعنی شام و مصر کے اغسطس نے گیلی ریوس کی موت کی خبر پاتے ہی نیکومیدیا کا قصد کیا تاکہ سب چیزوں کو اپنے اختیار میں کرلے۔ قدامت ملازمت کے لحاظ سے اغسطس درجۂ اول ہونیکا حق میک سیمین کو بہ نسبت لائی سی نیوس کے زیادہ حاصل تھا۔ غرض لائی سی نیوس ابھی یورپ ہی میں تھا کہ میک سیمین شام سے چل کر جبل طارس کو طے کرتا ہوا ابتھی نیا میں داخل ہوا۔ اور رعایا کا دل رکھنے کے لئے اِس علاقے سے مردم شماری کا قاعدہ اُٹھا دیا خیال یہ تھا کہ یہ دونوں شہنشاہ بغیر لڑے اپنے معاملے کا تصفیہ نہ کریں گے۔ لیکن اُن میں ۷۷
مصالحت ہوگئی۔ اور یہ قرار پایا کہ اُن کی عملداریوں میں دردانیال (ہیلس پونٹ) اور بحر مارمورہ حد فاصل سمجھے جاویں۔ اِس طرح میک سیمین نے تیزی اور ہوشیاری سے کام لے کر اپنی عملداری کی حدود وسیع کرلیں۔ اور ۳۱۲ سنہ عیسوی کے شروع میں سلطنت کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

مشرقی حصہ جو کل سلطنت کا نصف تھا لائی سی نیوس اور میک سیمین میں تقسیم ہو گیا اور مغربی حصے میں برطانیہ عظمیٰ۔ ہسپانیہ اور گال پر قسطنطین اور ایطالیہ اور افریقیہ پر ماکسن تیوس حکمراں رہے +

مجلس کارنن تم میں اغاسطہ نے چاہے ماکسن تیوس کو فرمانروا تسلیم کیا ہو یا نہ کیا ہو مگر جس زمانے میں کہ گیلی ریوس نارنیا سے اپنی فوجیں ہٹا کر ایطالیہ سے باہر آ گیا ہے اُس زمانے سے اب تک ماکسن تیوس بدستور ایطالیہ کا مالک رہا۔ افریقیہ میں البتہ ایک سپہ سالار نے جس کا نام اسکندر تھا اور جو بقول زوسیموس ایک بُزدل پیر کہن سال فریجیا کا رہنے والا تھا ماکسن تیوس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ ماکسن تیوس نے فوراً اپنے ایک نائب کو لکھا کہ اس باغی کی سرکوبی کی جاوے۔ چنانچہ اسکندر پر حملہ کیا گیا اور وہ گرفتار ہو گیا۔ اور گرفتار ہوتے ہی اُس کا گلا گھونٹ دیا گیا۔ یہ بغاوت بذات خود ایسی نہ تھی کہ اُس کو اور بغاوتوں میں ممتاز سمجھا جاتا لیکن اُس کو شہرت اِس وجہ سے حاصل ہو گئی کہ اِس موقعے پر افریقہ کے شہروں کو غارت کرنے میں نہایت سختی اور بے دردی سے کام لیا گیا تھا۔ قرطاجنہ اور قرطہ کے شہروں کو لوٹ کر برباد کر دیا۔ دیہات ویران کر دیئے۔ شہروں کے بہت سے رئیس قتل ہو گئے اور اِن مقتولوں سے کہیں زیادہ ایسے لوگوں کا شمار تھا جن کی نوبت گداگری تک پہنچا دی گئی تھی۔ افریقہ کی بربادی اِس موقعے پر ایسی سخت ہوئی کہ تمام رومانی دنیا میں ماکسن تیوس کے خلاف ایک غُل پڑ گیا۔ تم کو یاد ہو گا کہ پریطوریوں کی سرپرستی اور رومۃ الکبریٰ کے قدیم حقوق کی حفاظت کا دم بھر کر ماکسن تیوس نے ایطالیہ کی حکومت شروع کی تھی۔ شروع میں جو شہرت یا نیک نامی اُس کو حاصل ہوئی وہ تھوڑے ہی عرصے میں جاتی رہی۔ اور وہ بہت جلد ایک ظالم و خونریز و خودسر حاکم ۷۷
بن گیا۔ پرانا زمانہ ایسا تھا جس میں بہت سی ناصواب باتیں عیب میں داخل نہ تھیں مگر باوجود اس کے ماکسن تیوس کی سیہ کاریاں نہایت شرمناک اور حد سے گذری ہوئی تھیں۔ یوسی بیوس نے سفرونیہ کا قصہ لکھا ہے کہ یہ ایک عیسائی کی نیک بخت بیوی تھی۔ جس وقت ماکسن تیوس کے دربان اُس کے گھر آئے کہ اس عفیفہ کو محل میں لے چلیں تو وہ خنجر مار کر مر گئی تاکہ اِس بدکار بادشاہ سے

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپنی آبرو بچالے۔

اگر ماکسن تیوس کی نسبتِ اوباشی و بدکاری کا الزام محض عیسائی مصنف یا قسطنطین کے درباری مدح نویس لگاتے تو اُن کے بیان کو شبہ کی نظر سے دیکھا جاتا کیونکہ ایک بُت پرست رومانی بادشاہ کا جس کے پاس تخت رہا ہو نہ تاج کون دوست رہ سکتا تھا۔ لیکن زوسیموس نے بھی جو خود بُت پرست تھا لکتن تیوس کی طرح اِس بادشاہ پر سختی سے اعتراض کیئے ہیں۔ جولیان نے اپنی کتاب "ضیافتِ قیاصرہ" میں جہاں اور مشاہیرِ عالم کو ایک ضیافت میں شریک کیا ہے ماکسن تیوس کو اِس وجہ سے شریک نہیں کیا کہ وہ ذی عزت لوگوں کے قریب بیٹھنے کے لائق نہ سمجھا جاتا تھا۔ اور ریلیوس وِکٹر لکھتا ہے کہ یہ پہلا فرمانروا تھا جس نے اراکینِ مجلس روما سے بڑی بڑی رقمیں ملکی ضرورتوں یا عطائے منصب و خطابات کے حیلے سے نذرانے میں وصول کیں۔ اور اِس خیال سے کہ کسی نہ کسی اغسطس سے ایک نہ ایک دن لڑنا پڑیگا اُس نے بہت سا غلہ اور زرنقد جمع کیا۔ مگر باقی باتوں میں آج کے سوا کل کی فکر نہ کی کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ آج کے بعد دوسرا دن دیکھنا کسے معلوم ہے۔ نویں ستائیش نامے کا مصنف لکھتا ہے کہ بُت خانوں کا مال و متاع بھی یہ بادشاہ چھین کر کھا گیا سینیٹ یعنے مجلسِ روما کے اراکین کو قتل کیا اور روما کے لوگوں کو ایسا تنگ دست کر دیا کہ اُن پر فاقہ کشی کی نوبت پہنچ گئی۔ پریطوری فوج جس نے اُس کو تخت پر بٹھا کر اُس کی حکومت کو برقرار رکھا اب شہر پر فرمانروائی کرتی تھی۔ زوسیموس لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ شہر میں آگ لگی تو بخت و دولت کی دیبی کا مندر جل گیا۔ ایک پریطوری سپاہی نے جو مندر کے جلنے کا تماشا دیکھ رہا تھا اِس دیبی کی
۸۷ شان میں کوئی بے ادبی کا لفظ کہا۔ لوگ جو پاس کھڑے تھے اُنھوں نے برا مانا اور سپاہی پر حملہ کیا۔ وہاں اور فوجی بھی موجود تھے اُنھوں نے اپنے ساتھی کی مدد کی۔ اور اِس طرح بڑھتے بڑھتے شہر کے لوگوں اور پریطوریوں میں ایک سخت ہنگامہ برپا ہو گیا۔ پریطوری شاید شہر کے ایک آدمی کو بھی زندہ نہ چھوڑتے لیکن بہت مشکل سے کسی طرح بیچ بچاؤ کر دیا گیا۔ اِس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ماکسن تیوس کے زمانے میں پریٹوریوں کا کیسا زور ہو گیا تھا۔ تمام مورخ یک زبان ہیں کہ جس دن سے افریقہ میں اسکندر فریجیانی کی بغاوت فرو کی گئی تھی۔ روما کے شہر پر بھی نہایت سختی سے حکومت کی جاتی تھی۔ اور شہر کے لوگ نہایت خوف زدہ رہتے تھے۔ اور ماکسن تیوس کو اب پرانے ظالم شاہانِ روما کمودوس اور نیرو سے تشبیہ دی جاتی تھی ؂

نویں ستائشنامے میں اِس ظالم بادشاہ کا خاکہ خوب کھینچا گیا ہے۔ مصنف لکھتا ہے کہ ماکسن تیوس ایک بے عقل اور بے مصرف وحشی درندہ تھا جو محل کی چار دیواری میں کہیں دبکا بیٹھا رہتا تھا۔ ذرا اُس محل نشین شہنشاہ کا تصور کیجیئے جو دولتکدۂ قیصری سے اُٹھ کر سالست کے باغات تک اگر کبھی چلا جائے تو سمجھے کہ آج بڑا سفر کر کے کوئی معرکہ سَر کیا ہے۔ مگر جب کبھی سپاہ سے گفتگو کا موقع آئے تو یہ الفاظ فخریہ زبان پر ہوں کہ "سلطنت میں گو میرے شریک اور بھی ہیں لیکن شہنشاہ حقیقت میں مَیں ہی ہوں۔" باقی جس قدر لوگ ہیں اُن کو میں نے خود ہی سرحد کے انتظام یا لڑائیاں لڑنے کے لیئے مقرر کر دیا ہے۔ پھر فوج کے سامنے اس قسم کی لاف زنی و خودستائی کے بعد یہ تین ہدایتیں کر کے اُسے رخصت کر دے کہ "خوب کھاؤ۔ عیش کرو اور جو کچھ ہو سب اُڑا دو" حقیقت یہ ہے کہ شراب خواری۔ فتنہ پردازی اور بدکاری کے لیئے یہ صلائے عام فوج پریٹوری کے اکڑے اینٹھے جوانوں یا اُن سپاہیوں کو بہت بھلی معلوم ہوئی ہوگی جن کو ماکسن تیوس نے دنیا کے ہر گوشے سے بلا بلا کر اپنے پاس نوکر رکھا تھا ؂

لیکن اِن شکایتوں کو حرفاً حرفاً درست نہ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ ماکسن تیوس خواہ کتنے ہی عیب رکھتا ہو مگر وہ اس درجہ نالائق اور بدکار نہ تھا جیسا کہ مصنف نے بیان کیا ہے۔ بہرکیف یہاں اتنا ضرور بتا دینا چاہیئے کہ یہی شہنشاہ جس کے لیئے ۷۹
کسی نے ایک کلمۂ خیر بھی نہیں لکھا ہے وہ تھا جس نے عیسائیوں کے گرجا اور عیسائیوں کا مال و اسباب جو دائیوک لیشن اور گیلی ریوس کے فرامین کے مطابق ضبط ہوا تھا۔ عیسائیوں کو واپس کر دیا۔ اس کا ذکر نہ یوسی بیوس نے کچھ لکھا ہے اور نہ لکتن تیوس نے۔ البتہ شنت اگسطین کی ایک عبارت سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عیسائیوں کی جایداد واگذاشت کی گئی تھی۔ شنت اغسطین لکھتا ہے کہ روما کے عیسائیوں کو جس وقت اُن کا قبرستان واپس ملا تو پہلا کام انھوں نے یہ کیا کہ اسقف یوسی بیوس کی لاش جزیرۂ صقلیہ سے لاکر اُس میں دفن کی۔ یہ اسقف حالتِ جلاوطنی میں جزیرۂ صقلیہ میں مرا تھا۔ ملکی معاملات میں بھی ماکسن تیوس کے تعلقات دیگر اغاسطہ سے ایسے نہ تھے جن سے اُس کی بدلیاقتی یا پست ہمتی ثابت ہوتی ہو۔ یہ امر کہ وہ طامع و جاہ طلب تھا تو یہ خصوصیت اکثر رومانی شہنشاہوں اور بالخصوص اُس کے ہمعصر فرمانرواؤں میں ہمیشہ سے موجود تھی۔ اِس وقت سلطنت میں چار شہنشاہ تھے مگر باہم اتحاد نہ رکھتے تھے۔ اور اُن میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو اثر و اقبال میں دوسروں سے کچھ بہت فضیلت رکھتا ہو۔ مغرب میں قسطنطین اور ماکسن تیوس ایک دوسرے سے خائف و بدظن رہتے تھے۔ اسی طرح مشرق میں لائی سی نیوس اور میک سیمن میں باہمی اعتبار نہ تھا۔ جس وقت لائی سی نیوس اور میک سیمن نے دردانیال اور مارمورہ کو اپنی عملداری میں حدِ فاصل قرار دیا تو لائی سی نیوس کے قبضے سے ایشیاء کوچک نکل گیا۔ اِس نقصان کو رفع کرنے کے لیئے اُس نے قسطنطین اغسطس گال کو اپنی طرف ملانا چاہا۔ اور یہ فیصلہ ہوا کہ لائی سی نیوس قسطنطین کی بہن قسطنطیہ سے عقد کرلے۔ جب یہ صورت پیش آئی تو میک سیمن دازا نے ماکسن تیوس سے میل ملاپ کی گفتگو کے لیئے ایک سفارت روانہ کی لِکتن تیوس نے یہاں ایک عجیب بات یہ لکھی ہے کہ میک سیمن نے ماکسن تیوس کو جو خط لکھا اُس سے معلوم ہوتا تھا کہ اِن دونوں میں بڑی بے تکلفی تھی۔ اور یہ کہ ماکسن تیوس کو مراسمِ دوستانہ قبول کرنے کا ایسا ہی شوق تھا جیسے کہ میک سیمن کو اُن کے ۸۰
پیش کرنے کا۔ ماکسن تیوس اِس سفارت سے بہت خوش ہوا۔ اور سمجھا کہ یہ ایک تائیدِ غیبی ہے۔ کیونکہ قسطنطین کو اُس نے پہلے ہی اشتہارِ جنگ دے دیا تھا جس کی ظاہری وجہ یہ بیان کی تھی کہ وہ اپنے باپ کے قتل کا بدلا لینا چاہتا ہے ؂

جس وقت قسطنطین اور ماکسن تیوس میں لڑائی شروع ہوئی جو دنیا کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آیندہ تمدن کے حق میں نہایت نتیجہ خیز تھی تو سلطنت میں تفریقِ قوت نے کچھ عجیب شکل پیدا کر رکھی تھی۔ شہنشاہِ اطالیہ و افریقہ یعنے ماکسن تیوس اور شہنشاہِ مصر و شام و ایشیائے کوچک یعنے میکسیمین متحد ہو کر دریائے ڈینیوب و رائن کے امرائے لشکر یعنے لائی سی نیوس اور قسطنطین سے برسرِ مقابلہ تھے۔ لیکن میکسیمین کا اتحاد ماکسن تیوس سے اور لائی سی نیوس کا اتحاد قسطنطین سے حملے کی مدافعت کی غرض سے تھا نہ کہ خود حملہ کرنے کے لئے۔ لائی سی نیوس اور میکسیمین اپنی اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ یہ دونوں برابر کی طاقتیں تھیں۔ اگر طرفین سے ان کو خارج بھی کر دیا جاتا تو بھی اُس طاقت میں فرق نہ آتا تھا جو ماکسن تیوس اور قسطنطین آپس کے جھگڑے میں لڑنے کے لئے رکھتے تھے۔ پھر بھی قسطنطین اور لائی سی نیوس کا پلہ اس وجہ سے بھاری تھا کہ ماکسن تیوس کو خشکی کی راہ سے کوئی کمک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ ماکسن تیوس اور قسطنطین میں لڑائی کے حیلے جو کچھ بھی بیان ہوئے ہوں مگر اصلی سبب لڑائی کا دریافت کرنا کچھ مشکل نہیں۔ ماکسن تیوس کبھی اپنی حکومت کو ایسے باپ کی حمایت میں جس سے اُس کو ہمیشہ نفرت رہی تھی لڑ کر خطرے میں نہیں ڈال سکتا تھا۔ اور نہ قسطنطین محض ایک توہین کا بدلا لینے کو اپنا تاج و تخت معرضِ خطر میں ڈالنا گوارا کر سکتا تھا۔ دراصل وجہ لڑائی کی یہ تھی کہ دونوں کو مغربی حصۂ سلطنت پر تنہا حکمرانی کرنے کا دعوے تھا۔ مگر ایک کا دعوے دوسرا کیونکر مان لیتا۔ چنانچہ ایک مقصد کی پیروی میں دونوں کو آمادۂ جنگ ہونا پڑا۔ اور جنگ کا پیش آنا اِس لئے ناگزیر ہو گیا کہ دونوں میں سے ایک نے بھی ایسا مسلک اختیار نہ کیا جس سے لڑائی رُک جاتی۔ ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ قسطنطین اپنے لشکر کا زیادہ تر حصہ جنوبی گال میں صوبۂ آرلات و لگدونم کے قریب سلسلۂ الپیہ کے دروں کی حفاظت کے لئے رکھا کرتا تھا۔ اب یہ دیکھتے ہیں کہ ماکسن تیوس نے بھی اپنا خاص
لشکر شمال کے نواح میں سوسہ کے شہر سے لے کر وینس کے شہر تک پھیلا رکھا ۸۱
ہے۔ سوسہ میں لشکر اِس لئے بٹھایا ہے کہ اُس پر قسطنطین حملہ کرنے کو تھا اور وینس میں اِس لئے کہ لائی سی نیوس کے حملے کا جواب ہو سکے۔ ایک مورخ لکھتا ہے کہ ماکسن تیوس کا قصد صوبۂ راتیا کی سمت سے خود گال پر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

فوج کشی کرنے کا تھا۔ کیونکہ الپ کے دروں پر قسطنطین نے فوجیں ایسی بٹھادی تھیں
کہ اُن سے گذر کر گال میں داخل ہونا خارج از امکان تھا۔ لکتن تیوس لکھتا ہے کہ
ماکسن تیوس نے ایطالیہ میں اِس قدر جمیعت فراہم کی تھی کہ افریقیہ میں ایک
سپاہی بھی باقی نہ رہا تھا۔

قسطنطین نے اِس موقع پر بہت ہی زود دستی سے کام لیا جس کے لئے
وہ ہمیشہ سے مشہور رہتا۔ ماکسن تیوس کو اُس کی نقل وحرکت کی پورے طور پر
خبر بھی نہ ہوئی اور وہ دریائے رائن سے اپنا لشکر اُٹھا الپ کے دروں سے نکلتا ہوا
ایطالیہ میں داخل ہوا اور سوسہ کے شہر پر جس کی شہر پناہ بہت مضبوط تھی حملہ کردیا۔
قسطنطین اور اُس کے سردار اِس بات کو جانتے تھے کہ یہ مہم بہت خطرناک ہے۔ نویں
ستائیش نامے کا مصنف لکھتا ہے کہ قسطنطین کے افسرانِ لشکر پوشیدہ نہیں بلکہ
علانیہ اپنا خوف ظاہر کرتے تھے[1]۔ مشیرانِ دولت۔ رمّال ونجومی جو معیت میں تھے
قسطنطین کو روکتے رہے اور کہتے رہے کہ یہ وہی مہم ہے جس میں سیویروس
اپنی جان کھو چکا ہے اور گیلی ریوس کو بھی جس سے جان بچا کر ہٹنا پڑا تھا۔ فوج بھی
قسطنطین کے پاس زیادہ نہ تھی اور پھر سخت مشکل یہ تھی کہ رائن کی سرحد کو بھی
جرمانیہ کی قوموں سے محفوظ رکھنا لوازمات سے تھا۔ اِن کی نسبت خوف تھا کہ
میدان خالی دیکھتے ہی دریا اتر کر گال میں پہنچ جائیں گی۔ زوسیموس نے فریقین کی فوجی تعداد
کی تفصیل کی ہے[2]۔ وہ لکھتا ہے کہ ماکسن تیوس کے پاس ایک لاکھ ستر ہزار پیدل اور ۸۲
اٹھارہ ہزار سوار تھے۔ جن میں ۸۰ ہزار فوج رومہ اور اٹلی کی اور ۴۰ ہزار فوج قرطاجنہ
اور افریقیہ کی شامل تھی۔ نویں ستائیش نامے کا مصنف ایک جگہ اتفاق سے
کہہ گیا ہے کہ قسطنطین لشکر گال کا پورا چوتھائی حصہ بھی ماکسن تیوس کی ایک لاکھ
فوج کے مقابلے میں نہ لاسکا کیونکہ رائن کی سرحد کی طرف سے وہ مطمئن نہ تھا۔
ہمارے خیال میں جہاں تعداد وشمار کی بحث ہو وہاں پرانے مورخوں کا اعتبار
کرنا مشکل ہے۔ صرف اتنا کہنا درست ہوگا کہ ماکسن تیوس کے پاس قسطنطین
سے فوج کم تھی۔ اور ایطالیہ پر حملہ کرنے کے لیے قسطنطین کی فوج غالباً چالیس ہزار سے

[1] قدیم قصائد - ۲/۹ ۔ [2] زوسیموس - ۱۵/۲ ۔

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کچھ کم تھی۔ ماکسن تیوس کے پاس بلاشبہ فوج زیادہ تھی۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی تھا کہ اگر لائی سی نیوس نے ایطالیہ پر حملہ کردیا تو اُس کے جواب کی بھی ضرورت ہوگی۔ آیا اِس ضرورت کا لحاظ کرنے پر بھی اُس کے پاس فوج زیادہ تھی اس کے بارے میں کسی مورخ نے غور نہیں کیا۔

قسطنطین کا لشکر پرانی فوجی سڑک سے جو لگدونم سے چل کر کوہستانِ البہ میں درہ سینس سے نکلتی ہوئی ایطالیہ میں داخل ہوتی ہے کوچ کرکے دفعتاً سوسہ کی شہر پناہ کے سامنے نمودار ہوا۔ شہر کے اندر بہت مضبوط فوج موجود تھی۔ مگر قسطنطین کی فوج شہر کی دیواروں پر سیڑھیاں لگا کر چڑھ گئی اور شہر کے دروازوں کو آگ لگا کر شہر پر قابض ہوگئی۔ جب شہر میں آگ لگی تو قسطنطین نے فوراً آگ بجھانے کا حکم دیا۔ نازاریوس لکھتا ہے کہ اِس آگ کا بجھانا شہر کے فتح کرنے سے بھی زیادہ مشکل نکلا۔ سوسہ کا شہر جب فتح ہوگیا تو قسطنطین نے تیورن کے شہر پر چڑھائی کردی۔ یہاں ماکسن تیوس کی فوج سوارہ سے مقابلہ کرنا پڑا۔ جب قسطنطین کے سواروں نے اِس فوج کو میدان سے بھگا دیا تو شہر والوں نے شہر کے دروازے غنیم پر کھول دئیے۔ ماکسن تیوس کے سواروں کا لباس نہایت وزنی تھا۔ گویا سوار اور گھوڑے پر ایک آہنی غلاف چڑھا ہوا تھا۔ صرف بدن کے جوڑوں کے مقابلے میں اس آہنی پوشش میں چولیں اور قبضے لگے تھے تاکہ مڑنے میں آسانی ہو۔ اِس کام میں زرہ سازوں نے بڑی کاریگری دکھائی تھی۔ اِن آہن پوش سواروں کا یلغار اِس غضب کا

۸۳ ہوتا تھا کہ سوار یا پیدل جو سامنے آئے اُس کا جانبر ہونا ممکن نہ تھا لیکن قسطنطین اپنی فوجوں کو اُن کے مقابلے میں اِس طرح لایا کہ اُن کے دھاوے کا کچھ اثر نہ ہوا اور جب یہ سوار میدان چھوڑ کر تیورن میں پناہ لینے کو بھاگے تو شہر کے دروازے بند ملے۔ یہاں قسطنطین کی فوجیں اُن پر ٹوٹ پڑیں اور ایک کو زندہ نہ چھوڑا۔ جس وقت قسطنطین۔ تیورن کو سر کرکے میلان کے شہر میں پہنچا جو دریائے پو کے پار والے علاقے میں سب سے بڑا شہر تھا تو شہر کے لوگ استقبال کو نکلے۔ ہر طرف سے لوگ خوشی کے نعرے لگاتے تھے۔ میلان کی عورتیں قسطنطین کی صورت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

دیکھ کر فریفتہ ہوئی جاتی تھیں۔ لیکن اس فریفتگی میں ان کو اپنی عصمت و آبرو کے نقصان کا اندیشہ نہ تھا جب میلان کے لوگ استقبال کو بڑھے تو اور شہروں نے بھی اپنے وفود فاتح کی خدمت میں روانہ کیے۔ مورّخ زوناروس لکھتا ہے کہ اِن وفود سے قبل روما سے بھی چند رئیس یہ درخواست لے کر قسطنطین کے پاس آئے تھے کہ روما چلیے اور وہاں کے لوگوں کو بھی مصیبت سے نجات دیجیے۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دریائے پو کے پار والا علاقہ ہی نہیں بلکہ نواحِ روما بھی قسطنطین نے فتح کر لیے تھے[1]

بہرکیف ابھی مازن تیوس کے بڑے لشکر کو جو ایطالیہ کے شمال میں پڑا تھا منہدم کرنا باقی تھا۔ یہ لشکر پومپی اینوس کی ماتحتی میں تھا۔ یہ سپہ سالار جیسا بہادر تھا ویسا ہی آزمودہ کار اور اپنے آقا کا نمک حلال ملازم بھی تھا۔ اِس وقت اُس نے ویرونہ کے شہر کے قریب اپنی فوجیں ڈال رکھی تھیں۔ اور ایک بڑا رسالہ سواروں کا پریسیا کی طرف بڑھا دیا تھا۔ تاکہ قسطنطین کے ہراول کو روکے۔ یہ رسالہ قسطنطین سے شکست کھا گیا۔ بہت لوگ مارے گئے۔ جو بچے وہ منتشر ہو کر بھاگے۔ اِس وقت ویرونہ میں پومپی اینوس کی موجودگی کا مطلب اگر یہ سمجھا جاوے کہ شہنشاہِ ایطالیہ کو قسطنطین کے حملے سے
۸۴ بڑھ کر لائی سی نیوس کے حملے کا خوف تھا تو پھر آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ علاقۂ لمبارڈی کو فوجوں سے کیوں خالی رکھا گیا اور علاقۂ وینیشیا میں اِس قدر فوجیں کیوں جمع کی گئیں۔ تعجب ہے کہ اِس موقع پر میکسیمین نے اپنے دوست مازن تیوس کی مطلق مدد نہیں کی۔ ویرونہ کی شہرپناہ دریائے ادیج کے کنارے نہایت مضبوط تھی۔ یہ دریا شہر کے تین چوتھائی محیط سے ملا ہوا بہتا تھا۔ قسطنطین نے شہر سے کچھ فاصلے پر اُس کو عبور کیا اور شہر پر پہنچ کر اُس کا باقاعدہ محاصرہ کر لیا۔ پومپی اینوس نے کئی مرتبہ شہر سے نکل کر محاصرین پر ناگاہ حملہ کرنا چاہا مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ آخرکار ایک دن چُپکے سے شہر کے باہر نکلا اور دشمن کی

---

[1] قدیم قصائد ۔ ۹ ، ۷ ۔

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فوجوں میں سے نکلتا ہوا اُس مقام پر پہنچا جہاں کچھ لشکر شہر سے باہر چھوڑ دیا تھا یہاں جس قدر فوجیں اِدھر اُدھر پڑی تھیں اُن کو یکجا کیا تا کہ کھلے میدان میں لڑ کر قسطنطین کو محاصرہ اُٹھا لینے پر مجبور کرے۔ اور اب حقیقت میں ایک سخت معرکۂ جنگ برپا ہوا۔ بیان ہوا ہے کہ قسطنطین نے اپنی فوج کو دو صفوں میں آراستہ کیا۔ لیکن جب دیکھا کہ حریف کی فوج اپنی فوج سے بہت زیادہ ہے اور خوف ہے کہ دونوں پہلوؤں پر حملہ کر کے غلبہ حاصل کر لے تو اُس نے حکم دیا کہ دونوں صفوں کی ایک صف کر دی جاوے۔ تا کہ فوج دور تک پھیلی نظر آوے۔ اور آج لڑائی میں قسطنطین ایسی جگہ جہاں لڑائی شدت سے ہو رہی تھی بار بار اس طرح پہنچتا تھا "جیسے پہاڑ کی ندی زور شور میں پہاڑ سے اُترے اور کنارے کے درختوں کو پھاڑتی چیرتی بڑے بڑے پتھروں اور چٹانوں کو اپنے ساتھ لڑ کاتی بہائے جاوے"۔ جس شخص نے یہ حالات نقل کیے ہیں اُسی نے وہ منظر بھی بیان کیا ہے۔ جبکہ لڑائی ختم کر کے قسطنطین اپنے لشکر میں پہنچتا ہے اور اُس کے سردار استقبال کو دوڑتے ہیں قسطنطین پسینے میں ڈوبا ہوا ہانپ رہا ہے اور خون کی بوندیں اُس کے ہاتھوں سے ٹپک رہی ہیں۔ یہ دیکھتے ہی بڑے بڑے سردار اور افسر آنکھوں میں آنسو بھر لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آقا آپ نے یہ کیا غضب کیا۔ جس کی ذات سے تمام دنیا کی امیدیں وابستہ ہوں اُس کو اِس طرح اپنی جان خطرے میں نہیں ڈالنی چاہیے۔ "دشمن کو اپنی تلوار سے ہلاک کرنا یا لڑائی کی محنت سے پسینے پسینے ہو جانا شہنشاہوں کا کام نہیں ہے"[۱]۔ ان رنگین بیانیوں کو چھوڑ کر مختصر اور سیدھی عبارت میں یہ کہنا چاہیے کہ قسطنطین اپنی فوجوں کا سردار بنا ہوا اُس دن لڑائی میں بڑی بہادری سے لڑا اور لڑائی جیت بھی گیا۔ پومپی اینوس اِس معرکے میں مارا گیا۔ ویرونہ نے

۸۵ اپنے دروازے کھول دیئے۔ فاتح کے ہاتھ آج قیدی اور ہتیار اِس کثرت سے آئے کہ سلح سازوں کو تلوار میں گلا کر بیڑیاں اور ہتکڑیاں بنانے کا حکم دیا گیا۔ مصلحتاً شہر کو لوٹنے کی اجازت نہیں دی۔ اِس مہربانی سے شہر کے لوگ اُس کے

---

[۱] قدیم قصائد ۔۔۔ ۹۶ ؎

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خیر خواہ ہو گئے۔ اکویلیا اور وینیشیا کے اور شہروں کو بھی اسی طرح پناہ دی گئی اور اِن شہروں نے ویرونہ کے فتح ہوتے ہی قسطنطین کی اطاعت قبول کر لی ؎

جب ایطالیہ کا پورا شمالی حصہ ماکسن تیوس کے قبضے سے نکل گیا تو قسطنطین روما کی طرف بڑھا۔ راستے میں اِس غنیم کا کوئی مزاحم نہیں ہوا۔ کوہ اپی نائن تک پہنچنے پر بھی ماکسن تیوس مقابلے پر نہ آیا۔ امبریا کے دروں پر مطلق پہرا نہ تھا۔ تمام مورخ اِس خیال میں یک زباں ہیں کہ ایطالیہ کے شہنشاہ کو اب سوائے مرنے کے اور کسی بات کا انتظار نہ تھا۔ اور جیسے پہلے کسی زمانے میں ظالم بادشاہ نیرو کا حال گذرا تھا ماکسن تیوس نے بھی اپنے تاج و تخت کو دشمن سے بچانے میں مطلق حس و حرکت نہیں کی۔ نویں ستائش نامے کا مصنف لکھتا ہے کہ ماکسن تیوس بادشاہوں کا لباس پہنے مگر دل میں غلاموں کی طرح ڈرتا اور کانپتا ہوا اپنے محل میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ خوف سے اُس کے حواس معطل تھے۔ کیونکہ پروردگارِ عالم کی حکمت الٰہی اور روما کے "اقبالِ سرمدی" نے اُس سے منہ موڑ کر اب اُس کے حریف پر نظرِ التفات کی تھی۔ مورخ لکھتے ہیں کہ قسطنطین کے آنے سے چھ دن پہلے ماکسن تیوس مع اپنی بیوی اور لڑکے کے محل سے نکلا اور شہر کے ایک معمولی مکان میں جا رہا۔ محل اِس لئے چھوڑ دیا تھا کہ رات کے وقت اِن مظلوموں کی روحیں جن کے ساتھ جرائم کیئے گئے تھے محل کے کمروں میں پھرتی چلتی نظر آتی تھیں اور خواب میں یہ صورتیں ایسی ہیبت ناک معلوم ہوتی تھیں کہ وہ اُن کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔
۸۶ قسطنطین شمالی ایطالیہ سے فلامینی کی راہ اختیار کر کے اطرافِ جنوب میں بہت تیزی کے ساتھ بڑھا۔ اور ویرونہ فتح کرنے کے دو مہینے بعد سالسارہ وبرا کے مقام پر پہنچ گیا جو روما سے صرف ۹ میل کے فاصلے پر تھا۔ قسطنطین کی فوجیں لڑائی کے لئے ہر وقت تیار اور فتح کی طرف سے بالکل مطمئن رہنے کی عادی تھیں اب یہاں ماکسن تیوس کی فوجیں مقابلے کے لئے صف بستہ تھیں جس موقعے پر یہ فوجیں کھڑی کی گئی تھیں شاید کوئی احمق یا مجنون ہی ایسا موقع لڑائی کے لئے تجویز کر سکتا تھا۔ قیاس یہ ہے کہ ماکسن تیوس نے روما کے باشندوں کا اعتبار نہیں کیا اور اِس لئے اوریلیان کی شہر پناہ میں محصور ہو کر دشمن کا مقابلہ کرنا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

مناسب نہ سمجھا۔ اور یہ سمجھ کر کہ لڑنا ضروری ہے اُس نے فوج کو حکم دیا کہ ٹائبر اُتر کر لڑنے کے لیئے تیار ہو۔ شکست کی صورت میں یہاں سے بھاگنے کے دو ہی راستے تھے ایک ملویائی کے پل سے تھا اور دوسرا کشتیوں کے پل سے جو بہت کمزور اور ملویائی کے پل سے دائیں یا بائیں جانب تھا ؛

مورخ لکھتے ہیں کہ لڑائی کی ہار جیت کے وقت ماکسن تیوس کا ارادہ عین موقع پر موجود رہنے کا نہ تھا۔ وہ شہر میں اپنی سالگرہ کا جشن معمولی جلسوں اور کھیل تماشوں کے ساتھ کرتا رہا۔ اور بظاہر کہتا رہا کہ قسطنطین اگر سر پر پہنچ بھی گیا تو کیا پروا ہے۔ مجھ کو اُس کا مطلق خوف نہیں ہے۔ یہ حال دیکھ کر شہر کے لوگوں نے اُس کی نامردی پر لعنت ملامت شروع کی۔ اور ہر طرف سے یہ نعرہ بدشگونی کا بلند ہونے لگا کہ قسطنطین کو کوئی مغلوب نہیں کر سکتا۔ جب ان نعروں کا شور زیادہ ہوا تو ماکسن تیوس پر خوف طاری ہوا اور اُس نے ساحرہ سبیلا کی کتابیں طلب کیں اور اُس میں فال دیکھنے کا حکم دیا۔ ان کتابوں سے خبر نکلی کہ آج ہی کے دن روما کا دشمن مارا جائیگا۔ یہ خبر ایسی تھی کہ خبر دینے والا کسی پہلو سے بھی نقصان میں نہ رہتا تھا۔ جو کوئی بھی مارا جاتا وہی روما کا دشمن تصور کیا جا سکتا تھا۔ ایسی خبروں میں اکثر یہی دیکھا گیا تھا کہ فال دیکھنے والا مارا جاتا تھا۔ لیکن لکتن تیوس لکھتا ہے کہ اِس فال سے ماکسن تیوس کی ہمت بندھی اور وہ فوراً ہتھیار لگا کر گھوڑے پر سوار ہوا اور شہر سے باہر آیا ؛

لڑائی کا نتیجہ پہلے ہی حملے پر معلوم ہو گیا۔ قسطنطین نے گال کا رسالہ لے کر ۸۷
ماکسن تیوس کے سواروں پر دھاوا کیا۔ گال کے سوار فتح کے عادی تھے اور اُن کو اپنی کامیابی کا یقین تھا۔ دھاوا ہوتے ہی ماکسن تیوس کے سواروں کی صفیں ٹوٹنے لگیں اور وہ منتشر ہو کر میدان سے بھاگ گئے۔ صرف پریطوریوں نے بڑی جوانمردی سے مقابلہ کیا اور جہاں جمے تھے وہیں لڑ کر کٹ گئے۔ یہ وہ جانتے تھے کہ ہم ہی نے ماکسن تیوس کو تختِ روما کا مالک بنایا تھا۔ اُس کے خاتمے کے ساتھ ہمارا بھی خاتمہ ہے۔ پریطوری تو اس وقت جان سے ہاتھ دھو کر لڑنے میں مصروف تھے مگر باقی سپاہ خوف زدہ ہو کر پلوں کی طرف

بھاگ رہی تھی۔ بھاگنے والے اِس کثرت سے تھے کہ ملویائی کے پُل پر آدمیوں کی کثرت سے راستہ بالکل رُک گیا۔ نہ کوئی آگے بڑھ سکتا تھا نہ پیچھے ہٹ سکتا تھا۔ اوراب قسطنطین کی فوجوں نے جو مفرورین کا پیچھا کرتی تھیں قتل کا بازار گرم کیا۔ کشتیوں کا پُل اول تو یوں ہی کمزور تھا مگر اب کسی دغاباز نے اُن سہاروں کو کاٹ دیا جن پر وہ قائم تھا۔ اور جب آدمیوں کی اُس پر کثرت ہوئی تو وہ ٹوٹا۔ تمام مورّخ لکھتے ہیں کہ اِس موقعے پر قتل وغارت کی انتہا نہ رہی تھی۔ ہزارہا بھاگنے والے ٹایبر کے دریا میں گر گر ڈوب گئے۔ ان ہی میں شہنشاہِ ایطالیہ ماکسن تیوس بھی تھا۔ یا تو خوف زدہ بھاگنے والوں کی ریل پیل میں آ کر یا دوسری طرف کے کنارے پر چڑھنے میں جو بہت اونچا تھا سنبھل نہ سکا اور دریا میں گر گیا۔ چونکہ بہت وزنی زرہ بکتر لگائے تھا اِس لیئے پانی میں گرتے ہی پھر نہ اُبھرا۔ بعد کو اُس کی لاش دریا سے نکالی گئی اور بادشاہی ستائش خواں اِس واقعے پر خوشی سے ایسے بے خود ہوئے کہ اِس لاش کو بھی اُنھوں نے قسطنطین کے ساتھ روما کا نجات دہندہ اور اُس کی فتوحات میں برابر کا حصہ دار لکھا[1]۔

قسطنطین اب فاتح کی حیثیت سے روما میں داخل ہوا جس چیز کی تمنا تھی وہ حاصل ہو گئی تھی۔ مغربی حصۂ سلطنت کا اِس وقت وہ مالک ہو گیا تھا۔ اور اب جس طرح پہلے بیسیوں رومانی شہنشاہ فتوحات کے بعد شہر میں جلوس کے ساتھ نکلے تھے قسطنطین بھی روما کے کوچہ و بازار میں بڑے جلوس کے ساتھ نکلا۔ نازاریوس لکھتا ہے کہ اُس کے جلوس میں غیر ملکوں کے رئیس ۰۸
قیدیوں کی شکل میں یا وحشی قوموں کے مغلوب سردار زنجیروں میں جکڑے ہوئے نہیں نکلے۔ بلکہ اُس کے جلوس میں سیاسی مجلسِ سینٹ کے اراکین ہم رکاب تھے۔ اب اِن بزرگانِ ملت کو بھی مدت مدید کے بعد آزادی کا پھر لطف آیا تھا۔ اراکینِ مجلس کے علاوہ شہر کے معزز عہدہ داروں کا ایک گروہ تھا جن کو قسطنطین

[1] قدیم قصائد -- ۱۸۰۹ء

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی فتح ہوتے ہی قید سے رہائی مل گئی تھی۔ مختصر یہ کہ قسطنطین کے جلوس میں قیدی
و اسیر نہ تھے بلکہ سواری کے ساتھ ایک آزاد روما تھا کہ دریا کی طرح اُمڈا چلا آتا تھا۔
سواری کے پیچھے البتہ ماکسن تیوس کا سر ایک نیزے پر لگا ہوا ساتھ تھا۔
اِس حالت میں بھی چہرے سے سختی اور جفاکاری کی علامتیں ظاہر تھیں۔
اور یہ وہ نقش تھے جن کو موت بھی نہ مٹا سکی تھی۔ ایک انبوہ ساتھ ساتھ تھا جو
اِس مردہ سر پر استہزا اور ملامت کی بوچھاڑ کرتا چلتا تھا۔ نازاریوس کے علاوہ
ایک اور مدح نویس نے اُن جوق جوق تماشائیوں کا ذکر بڑی خوش بیانی سے
کیا ہے جو بسیار کبیاد کہنے کے لیئے راستوں اور میدانوں میں کھڑے شہنشاہ کی
سواری کا انتظار کرتے تھے۔ اور لکھا ہے کہ جلوس کے عقب سے ایوانِ قیصری
بلکہ اُس کی متبرک دہلیز سے صحن تک آدمیوں کا ایک دریا لہریں مار رہا تھا۔
اِسی مصنف نے لکھا ہے کہ اِس جلوس کے بعد جب قسطنطین کی سواری کئی
دن تک نکلتی رہی تو لوگ سواری سے گھوڑے کھول کر خود گاڑی گھسیٹتے تھے
فتح کے بعد سب سے پہلا کام قسطنطین نے یہ کیا کہ اپنے حریفِ ہزیمت خوردہ کے
خاندان کے کسی متنفس کو زندہ نہ چھوڑا۔ ماکسن تیوس کا بڑا لڑکا رومولوس
جس کو تھوڑے دن تک قیصر کا لقب بھی رہا تھا پہلے ہی مر چکا تھا۔ ماکسن تیوس
کی بیوی اور چھوٹے لڑکے کا جو اِس وقت زندہ تھے چپکے سے کام تمام کر دیا گیا
ماسوا اِن کے ایسے لوگ بھی جو ماکسن تیوس سے تعلقات اِس قدر قریب کے
پیدا کر چکے تھے کہ اُن کا بچنا مشکل تھا قتل کر دیئے گئے۔ نازاریوس لکھتا
ہے کہ قسطنطین نے تمام ایسے لوگوں کو جن سے آئندہ فتنے اُٹھنے کا گمان ہوسکتا
تھا قتل کر کے روما کو ایک نئی زندگی اور وہ بھی زندگی جاوید بخش دی۔ باوجود
اِس کے مقتولوں کی تعداد عوام کی نظر دل میں اِس قدر کم تھی کہ اِس فتح کو ایک
۸۹ غیر خونی فتح بیان کیا گیا ہے۔ قسطنطین کے لطف و کرم کا چرچا ہر جگہ تھا۔
اور اُس کی تعریف میں سب کی زبانیں خشک ہوئی جاتی تھیں جب لوگوں نے

۱ قدیم قصائد — ۱۰، ۳۱ ؛ ۲ ایضاً ۔ ۱۰، ۶ ؛

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

غل مچایا کہ کچھ اور لوگ بھی قتل کیئے جاویں جن میں زیادہ تر وہ تھے جو ایک زمانے میں ماگسن تیتوس کے ظلموں کا آلہ بنے ہوئے تھے اور مخبروں نے بھی اپنی خونی خدمات پیش کرنے پر اصرار کیا تو قسطنطین نے کسی کی طرف التفات نہ کیا اور گزشتہ راصلاح کے مقولے پر عمل کرنے کا مصمم قصد کرلیا۔ فتح کے بعد جو قوانین اُس نے جاری کیئے وہ ضابطہ تھیوڈوسی میں درج ہیں۔ اِن قوانین سے قسطنطین کی نرمی ظاہر ہوتی ہے۔ اِس نرمی کا حال اگر صرف اُس کے مدح نویسوں کی تحریروں میں پڑھتے تو غالباً یقین نہ آتا لیکن ایک سرکاری مجموعۂ قوانین ایسا موجود ہے جس کے دیکھنے سے اُس کے متعلق مطلق شبہ نہیں رہتا۔ اِس مجموعے میں قسطنطین کا جاری کیا ہوا وہ قانون موجود ہے جس میں رعایا کو عام طور پر معافی اور جان کی اماں بخشی گئی تھی۔ اور ماگسن تیوس کا سر افریقہ بھیج دیا تھا تاکہ وہاں کی رعایا کا خوف دُور ہو اور اُن کو یقین ہو کہ جو شخص اُن پر اب تک ظلم کرتا تھا اب وہ اُن کو آزار نہیں پہنچا سکتا۔ یہ سر غالباً افریقہ ہی میں پھر دفن کردیا گیا ؎

دوسری بات جو شروع زمانے میں قسطنطین نے کی وہ فوج پریٹوریان کی برطرفی تھی۔ اِس سے قسطنطین نے گیلی ریوس کے منشاء اور احکام کی بھی تکمیل کردی۔ اِس مشہور و معروف فوج کے جو لوگ لڑائی میں کام آنے سے بچ گئے تھے وہ روما سے رخصت کیئے گئے۔ اور اب وہ سرکس کی عالیشان عمارت اور پومپی یوس کے تماشاگاہ اور تائی تس کے حماموں سے جہاں اُن کے جمگھٹ رہا کرتے تھے رخصت ہو کر دریائے ڈینیوب اور رائن کی سرحدوں پر پہرہ دینے کے لیئے مقرر کیئے گئے اور جو خدمت اور فوجوں کو ملی ہوئی تھی اُن میں اُن کو بھی شریک ہونا پڑا۔ ستائش نامے کا مصنف لکھتا ہے کہ اُنھوں نے اِس خدمت کو شوق سے گوارا کیا ؎ لیکن یہ امر مشکوک ہے کہ دریائے ڈینیوب اور رائن کی ذلیل چھاونیوں میں

؎ قدیم قصائد۔ باب ۹، ۲۱ ؎

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رہکر دار السلطنت روما کے تکلفات ولذائذ کو جلد بھول گئے ہوں گے۔ بہر کیف وہ روما سے ہمیشہ کو نکال دیئے گئے۔ اور اب فوج پریطوریان کا وجود معدوم ہوگیا۔ روما کے لوگ اُن کی بارکوں کو خالی دیکھ کر خوش ہوتے ہونگے کیونکہ وہ اُن سے ہمیشہ ڈرتے اور نفرت کرتے تھے۔ لیکن یہ خالی عمارتیں گو خاموش تھیں مگر معلوم ہوتا تھا کہ زبانِ حال سے بڑی فصاحت کے ساتھ
۹۰ کہہ رہی ہیں کہ ہم تو خالی ہوئے مگر روما بھی دنیا کے شہروں میں اب شہروں کا بادشاہ نہ رہا۔ جب پریطوریاں کا دم نہ ہو تو پھر اس شہر کو "قوموں کا خداوند" اور اقلیموں کا مالک" کہنا خیال میں بھی نہ آسکتا تھا۔

قسطنطین نے روما میں صرف دو مہینے قیام کیا۔ لیکن اِس تھوڑے سے عرصے میں بقول نازاریوس اُس نے اُن تمام امراضِ شدید کا علاج کر دیا جو پچھلے چھ برس کے زمانے میں ماکسن تیوس کے ظلموں سے اِس شہر کو لاحق ہوگئے تھے۔ جن لوگوں کے علاقے ضبط ہوگئے تھے یا اُن کا مال واسباب چھین لیا گیا تھا اُن کو اُن کی چیزیں واپس دی گئیں جن لوگوں کو جلاوطن کر دیا گیا تھا اُن کو پھر وطن میں آباد ہونے کی اجازت دی گئی۔ رعایا اور شہنشاہ میں ملاقات کرنے کے لیئے آسانی پیدا کی۔ ہر شخص کی شکایت کو قسطنطین نہایت غور سے سنتا تھا۔ اور کبھی اُن کے عرض دمعروض سننے سے تھکتا نہ تھا۔ عالی مرتبت ہو کر مہربانی اور اخلاقِ نیک سے سب کو اپنا گرویدہ کر لیا۔ سیاسی مجلس (سینات) کا ایسا ادب کرتا تھا کہ اُس سے پہلے کسی شہنشاہ نے اِس درجے ادب نہ کیا تھا۔ دائیوکلیشن اپنے زمانۂ شہنشاہی میں صرف ایک مرتبہ روما آیا تھا مگر اراکین مجلس کے ساتھ اُس کا برتاو بہت خشک رہا بلکہ اِن بزرگوں کے مرتبے وعزت کو جس حقارت سے دیکھتا تھا اُس کو چھپا بھی نہ سکتا تھا۔ نازاریوس لکھتا ہے کہ قسطنطین نے روما سے باہر کے معزز و پسندیدۂ خلائق لوگوں کو اس مجلس کا رکن مقرر کیا اور اب چونکہ دنیا کے بہتر سے بہتر لوگ اُس میں شریک ہوگئے تھے اِس لیئے اُس کو نہ صرف اپنی شہرتِ سابقہ کی وجہ سے بلکہ فی الواقع عزت ومرتبے کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

اعتبار سے پہلا سا اقتدار حاصل ہو گیا۔ مگر اس کل بیان کا مطلب ہمارے
نزدیک صرف اتنا نکلتا ہے کہ مجلس میں جو عہدے خالی پڑے تھے
اُس پر قسطنطین نے معزز اور لائق لوگوں کو مقرر کر دیا۔ مجلس سے شائستہ
طریقے پر گفتگو کی اور اس بات پر حلف اُٹھایا کہ اُس کے دیرینہ حقوق و
مراعات کا خیال رکھا جائے گا۔ لیکن قسطنطین کے دل میں کوئی مہمل
خیال اِس قسم کا نہ تھا کہ وہ اِس مجلس کو فی الحقیقت حکومت کرنے کے
اختیارات دے دیگا۔ یا سلطنت کے انتظام میں اُس کو شریک بنا لیگا۔
مجلس نے بھی اُس کے عطیات کے شکریے میں اُس کو اغسطس اعلیٰ کا 91
خطاب دیا۔ اور ایک طلائی بُت اُس کا تیار کرایا اور جیسا کہ نویس
ستایش نامے (باب ۲۵) میں مرقوم ہے اِس بُت کو خدائی اوصاف سے
متصف کیا۔ اور ایطالیہ کے باشندوں نے ایک سپر اور تاج کی تیاری
کے لئے اپنا اپنا چندہ دیا۔ اور بہ اتفاق عام ایک عالیشان دروازہ "محرابِ قسطنطین"
کے نام سے تیار کرایا جو روما کی عبرت انگیز عمارات شکستہ میں اب تک اپنی
پرانی شان دکھاتا ہے مگر اس حالِ زار میں آثارِ سلف کے اُن غارتگروں
کی شکایت بھی زبان پر رکھتا ہے جنھوں نے اُس پر ہاتھ صاف کرنے سے
پہلے محرابِ تائی ٹس کی رُوکار سے بھی پتھر کی خوبصورت مورتیں اُکھیڑلی
تھیں تاکہ تائی ٹس کے جانشین کی یادگار میں اُن کو لگائیں۔ اس
بابِ فتح میں تین محرابیں ہیں۔ بیچ کی محراب کے ایک طرف
یہ عبارت ہے: "اُس کے نام سے جس نے روما کو آزادی بخشی"۔ دوسری طرف
یہ عبارت ہے۔ "اُس کے نام سے جو ہماری آسایش کا بانی ہوا"۔ اِن دونوں
عبارتوں کے اوپر وہ مشہور عبارت کندہ ہے جس میں اراکینِ مجلس اور
باشندگانِ روما نے اِس بابِ فتح کو قسطنطین کے نام سے معنون
کیا۔ وہ عبارت یہ ہے کہ "ہم معنون کرتے ہیں اُس کو قسطنطین کے نام
سے کیونکہ حکمت الٰہی کے اشارے اور اپنے دل کی فیاضی سے اُس نے
اور اُس کے لشکر نے بادشاہِ جابر و خود سر اور اُس کے حاشیہ نشینوں کا ایک ہی

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ضرب" میں کام تمام کر کے حکومتِ عمومیۂ روما کی پشتی وحمایت کی"۔ یہ جملہ کہ "حکمت الٰہی" کے اشارے سے ایسا ہوا ہم کو آمادہ کرتا ہے کہ اب قسطنطین کے مسیحی دین میں شامل ہونے کے قصے اور "رویتِ صلیب" کی حکایت سے بحث کریں ؛

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۹۳

چھٹا باب

نقشِ صلیب کا آسمان پر ظاہر ہونا۔ میلان کا فرمان

قسطنطین کی فتوحات ایطالیہ کے زمانے میں جن کا خاتمہ جنگِ ملویائی کے بعد روما پر قبضہ پانے میں ہوا۔ رُویتِ صلیب کا مشہور و معروف واقعہ پیش آیا۔ یہ واقعہ یا تو در اصل وقوع میں آیا یا محض روایت ہی روایت ہے کہ ایسا ہوا یعنے آسمان پر ایک صلیب نظر آئی جس کے گرد ایک حلقے میں یہ الفاظ پڑھے جاتے تھے کہ "اِس کی مدد سے فتح کر" جہاں جہاں قسطنطین کا لشکر لڑائیاں سر کرتا ہوا گیا یہ نقش مع اِن الفاظ کے آسمان پر ظاہر رہا۔ اِس قصّے کے دو بڑے راوی ہیں ایک یوسی بیوس اور دوسرا لکتن تیوس۔ یہ دونوں عیسائی تھے۔ اور قسطنطین کے اُن مداحوں میں تھے جو اپنے ممدوح کی تعریف میں سیر مُو کمی کرنے کو جائز نہ جانتے تھے اُن کے تعلقات بھی قسطنطین سے ذاتی اور قریب کے تھے۔ تیسرا راوی اِس قصّے کا نازاریوس ہے جس کی تصنیف سے دسواں ستایش نامہ ہے۔ اِس نے اپنے قصّے میں صلیب کا مطلق ذکر نہیں کیا۔ اِن کے بعد کے مصنفوں نے جس قدر رد و بدل کیا ہے وہ محض قصّے کی جزئیات میں ہے یا اصل کو زیادہ

ملہ حضرت مسیح عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن شریف میں یہ الفاظ ہیں۔ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شُبِّہ لھم۔ وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ۔ وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ۔ اور مسلمانوں کو پورا یقین ہے کہ آپ نہ قتل ہوئے نہ مصلوب۔

تنقید مولانا مولوی محمد صفی الدین صاحب ناظر مذہبی کتب درسیہ جامعہ عثمانیہ سرکار عالی ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

دلکش بنانے کے لئے کہیں کہیں تیز رنگ بھر دیئے ہیں مثلاً فیلوس تورگیوس
نے لکھا ہے کہ صلیب کے گرد جو عبارت تھی اُس کے حروف آسمان کے
ستاروں سے بنے تھے۔ غرض یہ کہ متاخرین جیسے کہ سوزومن۔ سقراطیس۔
۹۴ جرجیس نزیان زنی یا نیکو فورس تھے۔ اُن کی تحریروں کی طرف زیادہ توجہ
کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف یوسی بیوس اور لکتن تیوس اور نازاریوس کے
بیانات غور کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اِن تینوں میں بھی یوسی بیوس
اسقف قیساریہ کا بیان سب سے مفصل اور زیادہ قابلِ لحاظ ہے۔ اِس نے
صاف لکھ دیا ہے کہ میں نے قصے کو بجنسہٖ اُسی طرح بیان کیا ہے جس طرح کہ
قسطنطین نے اُس کو میرے سامنے بیان کیا تھا؛

یوسی بیوس لکھتا ہے کہ شہنشاہِ گال سخت متردد تھا کہ ایطالیہ کی
خطرناک مہم میں جس قدر فوج لے کر چلا ہے وہ اس معرکے کے لئے کافی بھی
ہوگی یا نہیں۔ ماکسن تیوس کے پاس لشکر بہت بڑا ہے اور اُس نے تمام
اعلیٰ و اسفل۔ آسمان و تحت الثریٰ کی قوتوں کو بھی جہاں تک بن پڑا ہے
اپنا حامی و مددگار بنا لیا ہے۔ روما سے خبر آچکی ہے کہ اُس نے ہر قسم کے
سحر اور طلسم سے مدد لے کر دیوتاؤں کو اپنی طرف کر لیا ہے۔ اِس خبر نے
قسطنطین کو اور بھی بےچین اور خوف زدہ کر دیا۔ کیونکہ اُس زمانے
میں تاثیرِ سحر سے کسی کو انکار نہ تھا۔ غرض اُس کو یہ فکر ہوا کہ ماکسن تیوس نے
جس طرح دیوتاؤں کو اپنی طرف ملا کر ناجائز نفع حاصل کیا ہے میں بھی اُس کے
جواب کے لئے کسی مساوی الدرجہ خدا کی مدد حاصل کروں۔ یوسی بیوس نے
جو فقرہ یونانی زبان میں اِس موقع پر لکھا ہے اُس کے اگر کچھ معنی ہو سکتے ہیں
تو یہی ہو سکتے ہیں جو ہم نے اوپر کے فقرے میں بیان کئے۔ یہ خیال اُنیسویں صدی میں
عجیب معلوم ہو لیکن چوتھی صدی میں لڑنے کے لئے ایک خدا کے توڑ پر دوسرا
خدا ڈھونڈنا کوئی عجیب مضمون نہ تھا۔ اب قسطنطین کو یہ تردد ہوا کہ جس خدا کو اپنا
مددگار بنایا جاوے وہ کیسا خدا ہونا چاہئے؟ جو بڑے بڑے بادشاہ اُس سے پہلے
گذرے تھے وہ متعدد خداؤں کے ماننے والے تھے مگر اُن میں سے اکثر بری طرح

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دنیا سے غارت ہو گئے۔ جن خداؤں کے حضور اُنھوں نے بڑی بڑی قیمتی نذریں اور
۹۴ قربانیاں چڑھائی تھیں اُنھوں نے عین وقت پر اُن سے مُنہ موڑ لیا۔ اور بالکل بے پروائی
سے اُن کی اور اُن کے خاندانوں کی تباہی اور دنیا سے نام و نشان مٹنے کا تماشا دیکھتے رہے
اِن خداؤں نے اُن کو دھوکا دیا اور ہمیشہ جھوٹی خبریں سنا کر جن سے جھوٹے وعدے
نکلتے تھے اُن کو تباہی کے رستے پر ڈال دیا اور آخرالامر صفحۂ ہستی سے اُن کو قطعی
نیست و نابود کر دیا۔ لیکن برخلاف اُن شاہانِ مشرک کے اُس کے باپ قسطنطیوس
نے محض ایک خدا پر ایمان رکھا اور وہ اپنی زندگی میں ہمیشہ کامیاب رہا۔ اِس
خدائے واحد نے اُس کی ہمیشہ مدد کی اور ہر قسم کی آفات سے بچائے رکھا۔
طرح طرح کی نعمتیں بخشیں۔ پس اِس غور و فکر سے نتیجہ یہی نکلا کہ جو خدا قسطنطیوس
کا تھا وہی خدا اُس کے فرزند کے لئے بھی سچا معبود تصور ہونا چاہئے۔ غرض اِسکا
فیصلہ قسطنطین نے قطعی کر لیا کہ ایسے خداؤں کی طرف رجوع کرنا جو کسی مصرف کے
نہ ہوں محض دماغ کا بیہودہ پکانا اور وقت کا ضائع کرنا ہے اور سوائے اُس خدا کے
جو اُس کے باپ کا خدا تھا کسی خدا کو ماننے کی ضرورت نہیں

یوسی بیوس کے قول کے مطابق یہ پہلا قدم تھا جو قسطنطین نے
مسیحی دین کی راہ میں رکھا۔ اور اُس کو یقین ہو گیا کہ ایسے خداؤں کو پوجنا جو
اپنے بندوں کے لئے کچھ نہ کر سکیں یا کچھ نہ کرنا چاہیں ایک غلطی ہے۔ مگر اِس
غلطی کو ابھی تک وہ گناہ کے درجے تک نہ سمجھا تھا۔ لیکن اب سوال یہ ہے کہ
اُس کے باپ کا خدا یعنی وہ خدائے واحد جس کا نام تک معلوم نہ تھا کون تھا؟
کیا وہ رومانی زمرۂ اصنام سے جوپیٹر یا اپولو یا ہرکیولیز تھا جس کی مدد کا قسطنطیوس
خواستگار ہوا جیسے کہ اُس سے پہلے آغسطس سیزر اپولو سے اور دائیو کلیشن
جوپیٹر سے مدد کے خواستگار ہوئے تھے۔ یا وہ خدا معمولی خداؤں میں سے
نہیں بلکہ اُن سے برتر کوئی "خدائی جوہر یا وجود" تھا جیسے کہ یونان کے
فلسفیوں میں تو تھیون یا روما کے عالموں میں دیوی نتی مانا جاتا تھا
جو رومانی دیوتاؤں اور دیویوں کے مطلقاً انسانی جذبات اور معاملات کو
دیکھ کر اُن سے بیزار رہتا تھا۔ ظاہر ہے کہ قسطنطین کا خدا معمولی خداؤں سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

برتر کوئی "خدائے جوہر یا ہستی" تھا۔ یوسی بیوس کہتا ہے کہ قسطنطین نے اُس خدا سے ٩٥
جو اُس کے باپ کا خدا تھا دعا کی کہ "اپنے تئیں ظاہر کر دے کہ وہ کون ہے اور اپنا
سیدھا ہاتھ اُس کی طرف بڑھائے کہ اُس کو سہارا ملے"۔ یہ جملہ کہ "اپنے کو ظاہر کر دے کہ
وہ کون ہے" غور کے قابل ہے۔ یہ آنکھ سے دیکھ لینے کی تمنا وہ سنگِ راہ ہے
جو عام مخلوق کو فلاسفہ کے غیر مادی اصول ماننے سے روکے رکھتا ہے۔ قسطنطین کو
ایک ایسے خدا کی ضرورت تھی جو کوئی نام بھی رکھتا ہو اور آسمان سے کوئی نشانی بھی
ایسی ظاہر ہو جس سے عینی ثبوت اُس کے وجود کا مل جاوے۔ ایسی نشانیاں
بہت لوگوں نے بڑے اصرار کے ساتھ طلب کی تھیں۔ مگر کسی پر کچھ ظاہر نہ ہوا۔
قسطنطین پر البتہ وہ نشانی ظاہر ہو گئی؛

قسطنطین کی دعا قبول ہوئی اور اُس کے سوال کا جواب اِس طور پر ملا کہ
ایک دن سہ پہر کے وقت جب کہ آفتاب نصف النہار سے ہٹ کر مغرب کی طرف
ڈھل رہا تھا قسطنطین نے آسمان کی طرف نظر کی اور نظر اُٹھاتے ہی دیکھا کہ
قرصِ آفتاب سے کچھ اوپر ایک صلیب کی صورت بنی ہے اور یہ صلیب
نہایت روشن ہے اور نور کی کرنیں اُس سے نکل رہی ہیں۔ اور اُس کے گرد
لکھا ہے کہ "اِس کی مدد سے فتح کر"۔ یوسی بیوس لکھتا ہے کہ اگر اِس حکایت کا کوئی اور
ناقل ہوتا تو یقین کرنا آسان نہ ہوتا۔ لیکن خود شہنشاہ نے یہ قصہ اُس سے بیان کیا
اور اخیر میں اپنے بیان کی تصدیق پر قسم کھائی۔ اِس صورت میں شبہ کی گنجائش رہنی
کیونکر ممکن ہے؟ اِس واقعۂ عجیب پر جس کو یوسی بیوس کہتا ہے کہ کل لشکر نے
مشاہدہ کیا تھا قسطنطین خوف زدہ ہو گیا اور جس وقت سے نقش کو دیکھا اور
اُس کی عبارت کو پڑھا اُس کے سمجھنے کی کوشش کرتا رہا سہ پہر سے شام اور شام سے
رات ہو گئی اور یہی سوچتا رہا کہ اِس عبارت کا کیا مفہوم ہے۔ جب رات کو سو گیا تو
جنابِ مسیح خواب میں نظر آئے اور اُن کے ساتھ وہ نشان بھی تھا جو آسمان پر نورانی
ہو کر چمکا تھا۔ آپ نے قسطنطین کو حکم دیا کہ اِس نشان کی نقل کر لے اور اُس کو
دافعِ بلا سمجھ کر بطور تعویذ کے استعمال کرے۔ جب صبح ہوئی تو قسطنطین نے ٩٦
دوستوں کو بلا کر خواب کا حال بیان کیا اور جو حکم ملا تھا وہ سنایا۔ اِس کے بعد فوراً

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بڑے بڑے زرگر اور جوہری بلائے گئے۔ اور اُن کے حلقے میں بیٹھ کر قسطنطین نے نہایت احتیاط سے نقشِ صلیب کو جس طرح دیکھا تھا بیان کیا اور اُن سے کہا کہ اِس بیان کے مطابق سونے اور قیمتی سے قیمتی جواہرات کی ایک صلیب تیار کرو۔ اِس حکم کی تعمیل میں وہ صلیب مرصع کار تیار ہوئی جو لیبارم کے نام سے مشہور ہوئی اُس کی صورت یہ تھی کہ سونے کی ایک لمبی برچھی پر سونے کی ایک سلاخ آڑی لگائی گئی۔ برچھی کے اونچے سرے پر سونے کا ایک تاج تھا اور تاج کے نیچے مسیح کے نام کا طغرا تھا۔ اور طغرے کے گرد جواہرات کی لڑیاں جو تاج میں آویزاں تھیں لگائی گئیں۔ اور آڑی سلاخ سے گہرے سُرخ یا ارغوانی رنگ کی ایک چادر لٹکی ہوئی تھی جس پر زری کا بہت بھاری کام تھا اور اسی چادر پر قسطنطین اور اُس کے لڑکوں کے چہرے طلاکار سے بنائے گئے تھے۔ اِس نشان یا عَلَم کی صورت صلیب کی مثل ضرور معلوم ہوتی تھی لیکن ایسی ہی صلیبی صورت رومانی لشکر میں معمولی رسالوں کے نشانوں کی بھی تھی۔ صرف مسیح کا طغرا البتہ ایک نئی چیز تھا جو بتاتا تھا کہ شہنشاہِ قسطنطین کی طبیعت میں اب کوئی بڑی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ اُس سے یہ بھی ظاہر ہوتا تھا کہ قسطنطین نے اپنی دعا میں جو سوال کیا تھا اُس کے جواب میں وہ خدا اُس کو مل گیا جس کی پرستش اُس کا باپ قسطنطیوس کیا کرتا تھا۔ اور وہ کوئی اور خدا بجز مسیح یعنی عیسائیوں کے خدا کے نہ تھا۔
اب قسطنطین کو شوق ہوا کہ صلیب اور مسیح کے کچھ اور حالات معلوم کرے۔ چنانچہ اُس نے دینِ مسیحی کے چند معلموں کو اپنے پاس لشکر میں بلایا اور اُن سے کہا کہ اپنے دین کا حال اُس کے سامنے بیان کریں۔ اِن معلموں نے عرض کیا کہ "مسیح خدا ہے وہ اکلوتا فرزند اکیلے سچے خدا کا ہے اور جو صلیب شہنشاہ نے خواب میں دیکھی ہے وہ علامت ہے بقا کی اور نشانی ہے اُس فتح کی جو مسیح کو فنا پر حاصل ہوئی ہے۔" غرض یوسی بیوس کے قول کے مطابق قسطنطین کے تبدیلِ مذہب اور اُن حالات کی کیفیت جن میں یہ تبدیلِ مذہب پیش آیا یہی ہے جو اوپر
بیان ہوئی اور اگر اُس کے زمانے میں رومانی دربار سے کوئی گشتی جریدہ نکلا کرتا ۹۷
تو سرکاری کیفیت بھی اِس واقعے کی شاید اسی طرح بیان کی جاتی ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لیکن اب سوال یہ ہے کہ یوسی بیوس نے اپنی کتاب "سوانحِ قسطنطین"
جس سے اوپر کے مضامین اقتباس کیئے گئے ہیں کس زمانے میں لکھی۔ اِس کا
جواب یہ ہے کہ یہ کتاب قسطنطین کی موت کے بعد یعنی ۳۳۷ سنہ عیسوی کے بعد جبکہ
اصل واقعے کو گذرے ہوئے پورے پچیس ۲۵ برس ہو گئے تھے لکھی گئی تھی۔ یہ سنہ
قابلِ غور ہے۔ پچیس ۲۵ برس کا زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ اگر ایک ہی شخص بار بار ایک ہی
قصے کو بیان کرے تو اصلی صورت سے اُس کا مشابہ رہنا بہت مشکل ہے۔ اور اِس
مدت میں اُن تبدیلیوں کا تو کیا ذکر ہے جو دورانِ شیوع میں مختلف زبانوں پر آنے سے
کسی قصے کی جزئیات میں پیدا ہو سکتی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا رویتِ صلیب کے
قصے کا بھی یہی درجہ ہوا۔ یوسی بیوس کی تصنیفات سے "سوانحِ قسطنطین" پہلی کتاب
نہ تھی جو اِس زمانے کے تاریخی حالات کے متعلق لکھی گئی تھی۔ اِس سے پہلے وہ اپنی
کتاب "تاریخ کلیسا" لکھ چکا تھا جس کی اشاعت ۳۲۶ سنہ عیسوی میں ہوئی تھی۔ اب
یہ دیکھنا چاہیئے کہ اِس تاریخ میں رویتِ صلیب کا حال کیونکر بیان ہوا ہے۔ مگر
اِس تاریخ کو شروع سے آخر تک پڑھ جائیے کہیں اِس قصے کا مطلق پتا نہ چلیگا۔
ایک لفظ بھی کہیں صلیبِ روشن کی نسبت یا خواب میں جناب مسیح کے ظہور
یا لیبارم کی تیاری کے متعلق نہ ملے گا۔ قسطنطین کے تبدیل مذہب کے
بارے میں صرف اِس قدر تحریر ہے کہ "شہنشاہ نے خلوصِ ایمان سے عیسائیوں
کے خدا اور اُس کے فرزند یسوع مسیح سے مدد چاہی۔" غرض اِس کتاب میں اتنے
بڑے واقعے کو نہ لکھنا ایک عجیب خاموشی ہے۔ اگر آسمان والی صلیب کو
لشکر کے سب لوگوں نے دیکھا تھا اور اِس قصے کا علم ۳۲۶ سنہ عیسوی میں بھی اسیطرح
وجود رکھتا تھا جیسے کہ ۳۳۷ سنہ عیسوی میں تو پھر یہ سمجھنا مشکل ہے کہ یوسی بیوس نے
ایک ایسے واقعے کو کس طرح چھوڑ دیا جس کا چرچا اِس وقت تمام رومانی دنیا
میں پھیلا ہوا ہوگا۔ اور جس کو سُن کر ہر ایک عیسائی کا خون بڑھتا ہوگا۔ اور پھر
چوتھی صدی عیسوی کے شروع میں آسمانی نشانیوں کے ظہور کی کچھ ایسی کثرت بھی ۹۸
نہ تھی کہ ایک کلیسائی مورخ اُس کا ذکر کرنا غیر ضروری سمجھتا۔ ہمارا مقصد یہ نہیں ہے
کہ محض ایک مورخ کے خاموش رہنے سے واقعے کے وجود سے انکار کردیں لیکن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

۳۲۶ سنہ عیسوی میں یوسی بیوس کی اس خاموشی سے چاہے وہ تجاہل عارفانہ ہی کیوں نہو اتنا ضرور شبہ ہو جاتا ہے کہ قصے نے ابھی تک ڈھل ڈھلا کر اپنی آخری صورت اختیار نہیں کی تھی ؛

اِس سے بھی زیادہ اہم وہ غیر معمولی اختلافات ہیں جو اِس قصے کے متعلق یوسی بیوس اور لکتن تیوس کے بیانات میں پائے جاتے ہیں۔ لکتن تیوس نے اپنی کتاب "مرگ جفاکاراں" معرکۂ ملویائی کے تھوڑے ہی دن بعد لکھی تھی۔ اِس لیئے اِس کتاب کو خاص وقعت اِس اعتبار سے ضرور حاصل ہے کہ سب سے پہلا بیان اِس قصے کا اُس ہی میں درج ہے۔ لکتن تیوس شہنشاہ قسطنطین کے فرزند کرسپوس کا اتالیق تھا اور قصے کے ضروری حالات معلوم کرنے اُس کو ہرگز دشوار نہوئے ہوں گے کیونکہ شہنشاہ کے متعلقین سے اُس کا ہر وقت کا ملنا جلنا تھا۔ بس ہم کو پوری امید رکھنی چاہیئے کہ جو مصنف دائیوک لیشن اور گیلی ریوس کی گفتگو کو جو نیکومیدیا کے خلوت کدے میں بالکل حالتِ تنہائی میں کی گئی تھی حرفاً حرفاً نقل کرسکتا تھا وہ ایسے واقعے سے جو قسطنطین کے کل لشکر کی آنکھوں کے سامنے پیش آیا ہو ضرور پوری واقفیت رکھتا ہوگا ؛

اب دیکھنا چاہیئے کہ لکتن تیوس کا کیا بیان ہے ؟ وہ لکھتا ہے کہ جنگِ ملویائی سے کچھ ہی پیشتر قسطنطین کو خواب میں ہدایت ہوئی کہ لڑائی پر جانے سے پہلے صلیب کا مقدس نشان اپنے سپاہیوں کی ڈھالوں پر کندہ کرادے۔ قسطنطین نے اِس ہدایت پر عمل کیا اور یونانی حروف ہجا کا حرف (X) لے کر اس کے ایک خط کو اوپر سے کسی قدر گولائی دی گئی یعنی یہ شکل ☧ قائم کردی۔ اِس شکل سے مسیح کے یونانی نام (کرستوس) کے پہلے دو حرفوں (ک۔ ر) کا طغرا بن گیا اور اِس طغرے کو عیسائیوں کی ڈھالوں پر بنا دیا گیا۔ قصے کا سب سے پہلا ذکر محض اسی قدر تھا۔ قسطنطین کی فکر و پریشانی اور تلاشِ حق میں اُس کی مصروفیت کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ واقعے کا زمانہ بھی آخری لڑائی سے کچھ پہلے کا بتایا ہے۔ ۹۹
ایطالیہ پر لشکر کشی سے پہلے کا نہیں بتایا جیسا کہ یوسی بیوس کی تحریر سے نکلتا ہے گو صاف نہیں لکھا ہے۔ یہ ذکر بھی کہیں نہیں ہے کہ سہ پہر کو صلیب آسمان پر

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چمکتی نظر آئی اور اُس کے گرد کوئی کتبہ اِس مضمون کا تھا کہ "اِس کی مدد سے فتح کر" اور نہ اِس کا کچھ ذکر ہے کہ صلیب اور اُس کے گرد اِس کتبے کو تمام لشکر نے دیکھا تھا۔ لکتن تیوس کا بیان صرف اتنا ہے کہ قسطنطین نے خواب دیکھا اور خواب میں ہدایت ہوئی کہ مسیح کے نام کے پہلے حروف کا طغرا سپاہیوں کی ڈھالوں پر بنوا دیا جاوے۔ خواب میں یہ ہدایت کس نے کی تھی اس کے بارے میں بھی کوئی صراحت نہیں ہے۔ اور نہ جیسے کہ یوسی بیوس نے لکھا ہے اِس کی طرف کچھ اشارہ ہے کہ خود جناب مسیح نے خواب میں ظاہر ہو کر ایسی ہدایت فرمائی تھی۔ لیبارم کا بھی کچھ ذکر نہیں آیا ہے۔ لکتن تیوس کو اُس جواب کی بھی مطلق خبر نہیں ہے جو قسطنطین کے سوال کا ملا تھا کہ کوئی نشانی خدا کے وجود کی اُس پر ظاہر کی جاوے جیسا کہ یوسی بیوس نے لکھا ہے۔ لکتن تیوس کے بیان کا خلاصہ محض یہ ہے کہ قسطنطین کو خواب میں ہدایت ہوئی تھی کہ اگر مسیح کی خدمت اور نام کے لیئے اُس نے اپنے ہتیار پیش کر دیئے تو اِس کے اِنعام میں اُس کو فتح نصیب ہوگی ؛

اب ہم پھر یوسی بیوس کے بیان کی طرف عود کرتے ہیں گو اُس کی صحت پر ہم کسی قدر مشتبہ ہو چلے ہیں۔ اِس کا خیال بھی رکھنا ضروری ہے کہ اِس واقعے کے زمانے اور موقع کو بھی یوسی بیوس نے مبہم طریقے پر بیان کیا ہے اور یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ جس زمانے میں وائیوک لیشن اور گیلی ریوس نے عیسائیوں پر ظلم کرنے کے فرمان جاری کیئے تھے تو قسطنطین اُن کے ساتھ رہتا تھا۔ اِس لیئے یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ عیسائیوں کے دین سے جواب کسی پوشیدہ فرقے کا دین نہ تھا بالکل ناواقف تھا۔ یوسی بیوس کے بیان کا پہلا حصہ جہاں قسطنطین کسی آسمانی قوت سے مدد و حفاظت کی تلاش میں پریشان ہے ایسا ہے جس کے یقین کر لینے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ بعض ذہین طبیعتوں نے یہ بات بھی نکالی ہے کہ اگر قصہ مصنوعی ہوتا تو اُس میں کہیں خامی نہ چھوڑی جاتی اور اُسکو ۱۰۰
سچائی اور حقیقت کا نمونۂ کامل بنا دیا جاتا۔ قسطنطین کے دل میں ڈر بیٹھا ہوا تھا کہ اُس نے ایطالیہ پر فوج کشی کرنے میں جلدی کی ہے اور بے سمجھے بوجھے اِس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سخت مہم کو شروع کردیا ہے۔ ماکسن تیوس نے روما کے خداؤں کو اپنا طرفدار کرلیا ہے۔ ماکسن تیوس کی طرح اُس کی کوششوں کا مدعا بھی روما ہے اور روما ایک ایسا مہیب نام ہے جس سے سب ڈرتے ہیں۔ جس کی تعظیم کرنی تمام دنیا اپنا فرض جانتی ہے اور جس قدر لوگ اُس سے زیادہ دور رہتے ہیں اُسی قدر اُس کی عظمت اُن کے دلوں میں زیادہ ہے۔ پس قسطنطین کے لئے اِس بات کا باور کرلینا ایک قدرتی امر تھا کہ اگر روما کے دیوتا انسانی لڑائیوں میں دخل دینا پسند کرتے ہیں تو اِس وقت وہ ضرور ماکسن تیوس کی مدد کریں گے کیونکہ وہ روما کا سرپرست بن کر اُس کے تخت پر بیٹھا تھا۔ قسطنطین اُن چند وچیدہ لوگوں میں نہ تھا جو حقیقت کو محض حقیقت کے لئے بلا کسی جلب منفعت کے دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ مذہب کا تبدیل کرنا اُس کے لئے ایسی شئے نہ تھا جو یک لخت یا رفتہ رفتہ حیات بشری کا ایک نیا اور خوشنما پہلو اُس کی نظر کے سامنے لے آتا اور اُس کی طبیعت وخصائل میں نئے جوہر پیدا کردیتا۔ اُس کے لئے مذہب تبدیل کرنے کے معنی صرف یہی تھے کہ ایک مذہب کا دیر وحرم نہ سہی دوسرے مذہب کا دیر وحرم سہی۔ ایک کا کلمہ نہ پڑھا دوسرے کا پڑھنے لگے۔ اصلی غرض یہ تھی کہ جس طرح ہو دنیا اور دنیا کی بزرگی ہاتھ آئے۔ اور وہ اُس خدا کو پوجنے کے لئے سب سے پہلے تیار تھا جو لڑائی میں اُس کے سر پر فتح ونصرت کا تاج رکھ دے۔ کسی مذہب کے ساتھ قسطنطین کے حسن عقیدت اور قوت ایمانی کا اندازہ کرنے کے لئے پہلے اِس بات کا معلوم کرنا ضروری تھا کہ یہ مذہب کس حد تک اُس کو لڑائیوں میں کامیاب رکھے گا اور اُس کی سطوت واقبال کو کس درجۂ ترقی تک پہنچا سکے گا اور بس ؛

اب قصے کا دوسرا حصہ رہ جاتا ہے یعنی صلیب درخشاں کا نمودار ہونا۔ ایسے لوگ بھی جو محققانہ تاریخ نویسی میں خلافِ عادت سوانح کو جگہ دیتے ہیں اِس بات کے مقر ہیں کہ اِس واقعے کے بارے میں جس قدر شہادت ملتی ہے وہ ثبوت کے لئے کافی نہیں۔ اِس میں شبہ کی ضرورت نہیں کہ یوسی بیوس نے قصے کو بجنسہ اُسی طرح بیان کیا ہے جس طرح قسطنطین سے سنا تھا۔ اور اِس میں بھی کلام نہیں کہ اگر کسی ایک واقعے کے دو بیان ہوتے تو یہ بڈھا پادری اُس بیان کو زیادہ یقین کرتا جس میں کرشمے اور کرامات کی زیادتی ہوتی۔ اِس واقعے سے کہ قصہ سنانے کے بعد ۱۰۱

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

اُس کے سچ ہونے پر قسطنطین نے قسم کھائی تھی ثبوت کو کچھ مدد نہیں پہنچی۔ قسطنطین کی عادت تھی کہ جب تقریر میں زور پیدا کرنا چاہتا تھا تو قسمیں کھایا کرتا تھا۔ اب اِن باتوں کے ہوتے ہوئے کیا یہی سمجھ لیا جاوے کہ کل قصہ قسطنطین ہی کی ایجادات سے تھا۔؟ اِس بارے میں اب نازاریوس کا بیان دیکھنا بھی ضروری ہے۔ یہ اُن خوش بیان خطیبوں میں تھا جس نے قسطنطین کے دسویں سال جلوس پر سر دربار شہنشاہ کی تعریف پڑھی تھی اور اِس تعریف میں ایک نظر قسطنطین اور مازرنتیوس کے معرکۂ عظیم پر بھی ڈالی تھی۔ نازاریوس بُت پرست تھا۔ پس دیکھنا چاہیئے کہ جس واقعے کو یوسی بیوس اور قسطنطین نے ایک معجزے کی شکل میں بیان کیا ہے اُس کا ذکر ایک بُت پرست کی زبان سے کیونکر ہوا ہے۔ یہاں پہلے ہی یہ سوال ہوتا ہے کہ کیا ایطالیہ کی مہم کے زمانے میں بُت پرست اِس بات کے قائل تھے کہ قسطنطین کو آسمانی مدد پہنچی تھی؟۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں وہ اِس کے قائل تھے۔ نازاریوس لکھتا ہے[1] کہ گال کے تمام باشندوں کو اُن عجائبات پر سخت حیرت تھی جو ایطالیہ کی مہم میں پیش آئے تھے اور جن کا چرچا ہر جگہ تھا۔ کہا جاتا تھا کہ قسطنطین کے سپاہیوں کو آسمان پر آسمانی فوجیں سامانِ جنگ سے آراستہ نقل و حرکت کرتی نظر آیا کرتی تھیں اور اُن کی ڈھالوں اور تلواروں کی چمک ایسی تھی کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی تھیں اور نہ صرف غریب انسان کی آنکھیں ہی آسمانی چمک اور دمک کو دیکھتی تھیں بلکہ اُس کے کان بھی آسمانی لشکر کا شور و غل اور اِس مضمون کے نعرے سنتے تھے کہ "کہاں ہے قسطنطین۔ ہم اُس کو تلاش کرتے ہیں۔ ہم قسطنطین کی مدد کو آئے ہیں"۔ اِس سے صاف ظاہر ہوا کہ کیا عیسائی اور کیا بُت پرست اِس بات کو سب ہی مانتے تھے کہ قسطنطین کو آسمانی مدد پہنچی ہے۔ لیکن دونوں کے اِس بیان میں کہ مدد کس طرح پہنچی اختلاف ۱۰۲
ہے۔ نازاریوس نے اِس بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ صاف ہے۔

[1] قدیم قصائد ۱۰ - ۱۴ ؛

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اِس مورّخ کے خیال میں قسطنطیوس کلورس وہ شہنشاہ تھا جو مرنے کے بعد خداؤں کے زمرے میں شامل کر لیا گیا تھا۔ اور اب وہی آسمانی لشکر لے کر اپنے لڑکے کی مدد پر لڑنے آیا تھا۔ اور یہ تائید غیبی اِس لیئے پہنچائی گئی تھی کہ قسطنطیوس اپنی زندگی میں نہایت نیک بخت اور نیک نام تھا اور یہی نیکی اور نیک نامی اُس کے لڑکے قسطنطین کو بھی باپ سے پہنچی تھی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کہیں یہ بیان محض بُت پرستوں کی روایت عیسائیوں کے ایک قصے کی نسبت تو نہیں ہے؟ بُت پرست معجزے کے منکر تو ہو نہ سکتے تھے۔ تو پھر کیا اس عجیب شہادت سے جو مسیحی دین کی تصدیق کرتی تھی عیسائیوں کو محروم کرنے کے لیئے انہوں نے قسطنطیوس اور آسمانی لشکر کا قصہ اپنی طرف سے ایجاد کر دیا؟ لیکن یہ قیاس صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اس طرح قیاس کرنے میں بُت پرستوں کی ایک قدیم عادت سے قطع نظر کرنی پڑتی ہے جو درست نہیں ہے۔ یہ کچھ چوتھی صدی عیسوی کے لوگوں ہی کے ساتھ مخصوص نہ تھا بلکہ اِس سے صدہا برس پہلے اور پیچھے جب کبھی انسان پر کوئی بلا آئی تو اُس نے تائید غیبی پر بھروسا اور ایمان ہی نہیں رکھا بلکہ اِس پر اصرار کرتا رہا کہ فوق العادت امداد اُس کو پہنچائی جاوے۔ جس قدر زیادہ خطرہ ہوا اُسی قدر قرینِ عقل سمجھا گیا کہ کوئی ایک خدا یا کئی خدا مل کر اپنے اثر قوت سے معاملے کا تصفیہ اِدھر یا اُدھر کرا دیں گے۔ ہر ایک رومانی بُت پرست کا عقیدہ تھا کہ جس وقت روما کو ہنی بال کا سخت مقابلہ پیش آیا تو کیسٹر اور پولکس (دونوں دیوتا ہتیار سجا کر) روما کی طرف سے لڑے تھے شہنشاہ جولیوس کو یقین تھا کہ دیبی وینس نے جو اُس کے خاندان کی خاص طور پر سرپرست تھی فارسیلس کی لڑائی جیتنے میں اُس کی مدد کی تھی۔ اِسی طرح اگستس کو یقین تھا کہ فلی پائی اور ایکتوم کے معرکوں میں اپولو اُس کی طرف سے لڑا تھا۔ ہر ایک بُت پرست فاتح کے لیئے یہ آسان بلکہ مقتضائے شرافت تھا کہ وہ اپنے خاص معبود سرپرست کی قوت پر بھروسا اور ایمان رکھے۔ پس قسطنطیوس کو خدا مان کر اُس کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لڑکے کی مدد پر لانا ایک بُت پرست کے لیئے کوئی انوکھا خیال نہ تھا ؛

نازاریوس کا ایک جملہ قابلِ غور ہے جس سے مراد ہے ۱۰۳
کہ قسطنطین کے معاملے میں آسمان کی خاص دست اندازی حقیقت میں اِس بادشاہ کی نیکیوں کا ایک صلہ تھی۔ بلکہ یہ بادشاہ خداؤں پر دعوے رکھتا تھا کہ آسمانی امداد اُن سے حاصل ہو۔ یہ موقع ایسا سخت تھا کہ اگر آسمانوں کے خدا اُس میں دخل نہ دیتے اور کوئی بڑا کام اور اُسی کے مطابق کوئی بڑا کرشمہ نہ دکھاتے تو اُن پر یہ الزام ثابت ہو جاتا کہ وہ معاملاتِ دنیا کو اُن کے ٹھیک تعلقات میں دیکھنے سے قاصر ہیں۔ یہی خیال نازاریوس کے ذہن میں تھا اور یوسی بیوس اور قسطنطین بھی اِس خیال سے خالی نہ تھے۔ یہ زمانہ وہ تھا کہ جس میں کوئی معجزہ تا وقتیکہ وہ بہت بڑا معجزہ نہو حسن قبول کو نہ پہنچتا تھا۔ ہمارا یہ کہنا بظاہر باطل معلوم ہو لیکن حقیقت میں یہی حال تھا۔ جن لوگوں کو یہ دیکھنے کی عادت تھی کہ پتھر کے بتوں سے خون کا پسینا ٹپک رہا ہے۔ پیتل اور پتھر کی مورتیں میٹھی باتیں کر رہی ہیں اور جو اِس قسم کے واقعات سے آئندہ کے لیئے شگون نکالتے تھے تو ایسے لوگوں کو ایک معمولی معجزہ سنا کر حیرت اور تعجب میں ڈالنا نہایت مشکل کام تھا۔ پس جب کبھی کسی عجیب واقعے کے بعد اس کا ذکر ایک زبان سے دوسری زبان پر آیا ہوگا تو اُسی میں ندرت بڑھتی گئی ہوگی کیونکہ کسی حیرت خیز قصے کو ایک ہی طرح سے بار بار بیان کرنے میں وہ چیز اُس سے زائل ہو جاتی ہے جو موجب حیرت ہوا کرتی ہے اِس لیئے ضروری ہوا کہ جب کبھی ایسے قصے کو دوہرایا جاوے تو تعجب بڑھانے کے لیئے اِس میں کوئی نیا اور عجیب واقعہ شامل کر دیا جاوے۔ لیکن سامعین پر اثر کرنے کے لیئے ضروری ہے کہ متکلم بھی پہلے سے متاثر ہو چکا ہو۔ اِسی وجہ سے نازاریوس نے قصے کو جس طرح بیان کیا ہے وہ عجائبات سے زیادہ مرصع ہے۔ یہ خیال کہ آسمان پر جو فوجیں نقل و حرکت میں تھیں ایک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عام خیال تھا۔ آسمان پر ہتھیاروں کی چمک بھی کوئی بڑی بات نہ تھی جب کہ سورج کی کرن بادلوں پر پڑتی ہے۔ تو اس کی چمک ہتھیاروں کی سی چمک معلوم ہوتی ہے۔ لیکن ایک پیشہ ور مدح خوان کے لیئے محض اتنی ہی بات کہنی کچھ پُر لطف نہ ہوتی۔ اس لیئے اس کو بڑھ چڑھ کر یہ کہنا پڑا کہ ذرا ان آسمانی جنگ آوروں کے چہروں کو تو دیکھو کہ اُن سے کس قدر غرور ٹپک رہا ہے۔ اور ذرا اُن کے نعروں میں تو تمیز کرو کہ کون کسکی طرف ہو کر آواز لگاتا ہے۔ لیکن اگر ناز اریوس کا بیان شبہ کے قابل ہے تو یوسی بیوس اور قسطنطین کے بیانات پر کیوں شبہ نہ کیا جاوے۔ اگر بت پرستوں اور عیسائیوں کی خرقِ عادت حکایتوں کے پرکھنے کے لیئے کسوٹیاں ہی جدا ہوں تو یہ دوسری بات ہے ورنہ ایک ہی معیار سے اگر دونوں کو جانچا جاوے تو جیسا مشکوک ایک کا بیان ہے ویسا ہی دوسرے کا ہے۔ ۱۰۴

اب سوال یہ ہے کہ کیا حقیقت میں کوئی خلاف عادت سانحہ آسمان پر ایسا ظاہر ہوا تھا جس کو ناز اریوس اور یوسی بیوس کے مختلف الکیفیت قصوں کی بنائے مشترک مانا جاوے۔ ایسا فرض کر لینا خلاف عقل نہیں ہے۔

علمائے سائنس کہتے ہیں کہ بعض روشنیوں کے خاص انعکاس سے کرۂ آفتاب کے قریب سراجۂ شمس کا ظہور ہوتا ہے یعنی اصلی آفتاب کی مثل کئی کئی آفتاب نظر آتے ہیں۔ اور وہ روشنی کی چوڑی پٹیوں یا طنابوں سے جڑے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ روشنی کی پٹیاں بعض وقت صلیب کی سی صورت رکھتی ہیں۔ ڈین اسٹینلی نے اپنی کتاب "خطبات متعلق بہ کلیسائے مشرق" میں نومبر ۱۸۰۴ء کے شہاب قطب شمالی کی نسبت لکھا ہے کہ اس کا عجیب و غریب اثر لوگوں پر ہوا تھا۔ فرانس کے باشندے کہتے تھے کہ ہم نے (L) لام اور (N) نون کے حروف آسمان پر لکھے دیکھے جو لوئی نپولین کے نام کے ابتدائی حروف تھے۔ اور ان حرفوں کو دیکھتے ہی وہ لوئی نپولین کے انتخاب کی نسبت خدا کا منشا سمجھ گئے۔ بلکہ اس منظر عجیب سے اُن کو یقین ہو گیا کہ اب سوائے لوئی نپولین

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے اور کسی کا انتخاب پریسیڈنٹ کی جگہ پر نہو گا۔ یعنی تو اس شہاب کے فرانس میں لیئے گئے اب رو ما کا حال سنیئے کہ وہاں لوئی نپولین سے تو کسی کو بحث نہ تھی۔ اس لیئے اس کے نام کے حروف بھی وہاں کسیکو نظر نہ آئے۔ یہاں محض آسمان کی سرخی دیکھ کر یہ سمجھا گیا کہ مقتول اوسی سی کا خون انتقام لینے کے لیئے آسمان پر چڑھا ہے۔ ایورتو کے لوگ جو اپنے گناہوں پر نادم تھے سمجھے کہ اب آسمان سے آگ اترنے کو ہے تاکہ اُن کے برے اعمال کی سزا دے۔ اگر اونیسویں صدی کے وسط ۱۰۵
میں ایسے مظاہر قدرت کے معنی جو کبھی کبھی ظاہر ہوتے ہوں اس قدر مختلف قسم کے پیدا ہو سکتے ہیں تو پھر چوتھی صدی میں اس قسم کے ظہور کے جس قدر معنی بیان کیئے جاتے وہ کم تھے۔ اس وقت دنیا اوہام پرستی میں مبتلا تھی۔ جب لوگوں کو آسمانی نشانیوں پر ایمان ہوتا ہے تو چاہے وہ ظاہر ہوں یا نہوں لوگ خود اُنکو دیکھنے لگتے ہیں۔ ہیملٹ کے مشہور ڈراما میں شاہ ڈنمارک کا وزیر پولونیوس بادلوں کی حرکت سے عجیب عجیب دھندلی صورتیں بنتے دیکھا کرتا تھا۔ اگر اس وزیر سے بھی بڑھکر تیز نظر کوئی صاحب پیدا ہوتے تو بادلوں میں دھندلی نہیں بلکہ بہت صاف اور روشن صورتیں اُن کو نظر آنے لگتیں اور جب یہ صورتیں نظر آتیں تو اُن کی خبر پھیلتی اور خبر پھیلتے ہی کوئی عجیب و غریب قصہ تیار ہو جاتا۔ اور کیوں جاییے اسی زمانے کا ذکر ہے کہ جس وقت روس اور جاپان میں لڑائی چھڑی تو سینٹ پیٹرزبرگ سے خبر آئی کہ روسی کسانوں نے گاؤں گاؤں مشہور کر رکھا ہے کہ سینٹ جارج آسمان پر مع اپنے لشکر کے مشرق کی طرف جاتے نظر آئے ہیں تاکہ جاپان کے کافروں سے لڑیں پس اگر کہیں روسیوں کو اس لڑائی میں فتح ہو جاتی تو اس سے بڑھکر تائید آسمانی کا اور کیا ثبوت مل سکتا تھا لیکن جب روسیوں کو اس معرکے میں شدید نقصانات پہنچے تو پھر شاید یہ خیال کیا گیا کہ سینٹ جارج اپنا لشکر لیکر چلے تو تھے مگر آدھی دور پہنچ کر خیال آیا کہ انگلستان کی سرپرستی بھی ان ہی بزرگ کے ذمے ہے اور چونکہ انگریزوں اور جاپانیوں میں اتحاد ہو چکا ہے۔ اس کا لحاظ کرنا بھی ضروری ہے۔ پس انھوں نے کسی کا طرفدار ہونا منظور نہ فرمایا۔ اور گھر واپس تشریف لے آئیے؟

غرض جن غیر معمولی حالات سے متاثر ہو کر قسطنطین نے اپنا مذہب تبدیل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

کیا خواہ وہ کیسے ہی مشکوک اور محلِ اختلاف ہوں مگر یہ امر یقینی ہے کہ اوس میں مذہبی
تبدیلی واقع ہوئی۔ ہمکو اس کا یقین نہیں کہ قسطنطین جنگ ملویائی میں عیسائیوں
کی حمایت اور سرپرستی کا دعوے کرکے لڑا ہو لیکن قیاس چاہتا ہے کہ اس نے عیسائی
ہوجانے کا قصد اسی لڑائی کے زمانے میں کیا تھا۔ آسمان پر صلیب کا ظاہر ہونا یا رات
کے سناٹے میں شہنشاہ کے بستر کے قریب جناب مسیح کا تشریف لانا ایسی باتیں ہیں جن کو
۱۰۶ بکشادہ پیشانی سننا چاہئیے۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ لیبارم یعنی اُس متبرک علم کا تیار
کیا جانا جسکو صدہا برس تک شاہی نشان سمجھ کر واجب التعظیم مانا گیا ہو اور جس کا ذکر نویں
صدی عیسوی تک کتابوں میں آیا ہو اِس قصد و نیت کا پورا ثبوت تھا کہ وہ عیسائی مذہب
قبول کرنا چاہتا ہے۔ اور اپولو کو خیرباد کہکر مسیح پر ایمان لانے کا ارادہ رکھتا ہے۔
جوانی میں سورج کے دیوتا اپولو سے اگسٹوس سیزر کی طرح اس کو بھی خاص ارادت
تھی۔ اگسٹوس سیزر وہ بڑا سپہ سالار تھا جو روما کی شہنشاہی کا بانی ہوا اور جس نے
اپولو اور قیصرِ وقت کی پرستشوں میں ایک قریب کا واسطہ پیدا کیا۔ قسطنطین کو یہہ
خیال بھی ضرور آیا ہوگا کہ اپولو کے بہت سے اوصاف مسیح میں موجود ہیں ؛

یہ بات کہ مذہب تبدیل کرنے میں اِس نے سچائی سے کام لیا اس سے بہت
جلد ظاہر ہوگئی۔ روما میں چند روزہ قیام کے بعد وہ شمال کی سمت میں میلان گیا اور
یہاں اُس نے اپنی بہن قسطنطیہ کا عقد لائی سی نیوس سے کردیا۔ دائیوکلیشن
کو بھی اِس شادی میں بلاوا دیا مگر اس نے سفر اختیار کرنے سے انکار کیا۔ قسطنطین اور
لائی سی نیوس کی خواہش تھی کہ شہنشاہ مشرق میکسیمن کے مقابلے میں دائیوکلیشن
کے اثر کو اپنی طرف شامل کرلیں اور اس سے سلطنت کے کاموں میں بھی مشورہ لینے
کا فائدہ اوٹھائیں۔ لیکن دائیوکلیشن کو اگر باغبانی سے مہلت بھی ملتی اور وہ اپنی گاجر یا
مولیاں چھوڑکر اِس شادی یا میلان کے جلسۂ مشورت میں شریک ہونے کا شائق بھی
ہوتا تو بھی اتنا اشارہ پاتے ہی کہ قسطنطین اور لائی سی نیوس اِس وقت ایک غیر
مذہب کے ساتھ رعایت یا جبر کے مسئلے کو سوچ رہے ہیں وہ فوراً شرکت سے انکار کردیتا۔
اِس کا اقرار وہ ضرور کرلیتا کہ اِس معاملۂ خاص میں جو مسلک اس نے اپنے زمانۂ حکومت میں
اختیار کیا تھا اُس میں قطعی کامیابی نہیں ہوئی۔ لیکن باوجود اسکے وہ کسی مذہبی رعایت کا

۱۰۷ اعلان اپنی زبان سے کرنے پر ہرگز آمادہ نہ ہوتا۔ غرض بیشتر اس سے کہ میلان کے جشن اور جلسوں میں میک سیمن کے اعلانِ جنگ سے خلل پڑے قسطنطین اور لائی سی نیوس نے اپنے نام سے وہ فرمان جاری کر دیا جو "فرمانِ میلان" کے نام سے مشہور ہے۔ مذہبی آزادی و رعایت کا شریفانہ اصول سب سے پہلے اسی فرمان میں شائع ہوا۔ فرمان کی عبارت گو بہت طویل ہے لیکن اس کے بعض حصے یہاں بجنسہٖ نقل کر دینے مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ خوش قسمتی سے یہ فرمان اب تک محفوظ ہے اور لکٹن تیوس نے اس کی اصلی لیٹن عبارت اپنی کتاب میں نقل کر دی ہے[1]۔ اور یونانی زبان میں وہ یوسی بیوس کی تاریخ کلیسا (۱۰-۵) میں موجود ہے۔ عبارت حسب ذیل ہے۔

"ازانکہ ہم یعنی اغسطس قسطنطین اور اغسطس لائی سی نیوس نے میلان میں ایک خوشی کے موقع پر ملاقات کر کے عامۂ خلائق کے نفع و سلامتی کے متعلق جملہ امور پر غور و احتیاط سے بحث کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جو معاملات بنی نوع انسان کے زیادہ تر حصے کو نفع پہنچانے والے ہیں اور جو فوراً ہماری توجہ کے محتاج ہیں ان میں کوئی معاملہ اس سے بڑھ کر نہیں ہے کہ پرستشِ معبود کے مسئلے کو صاف طور پر بیان کر دیا جاوے۔"

"پس ہم نے تجویز کیا ہے کہ کل عیسائیوں کو اور اسکے علاوہ تمام دوسرے مذہب والوں کو کامل آزادی ایسے مذہب پر عمل کرنے کی دیجاوے جس کو ان میں سے ہر ایک نے اپنے حق میں سب سے بہتر سمجھا ہے تاکہ جو کوئی بھی معبود آسمان پر رہتا ہو وہ ہم سے اور اُن سب سے جو ہمارے زیرِ نگین رکھے گئے ہیں خوش و رضامند رہے پس ہم اس امر کو ایک ایسا مسلک سمجھ کر جو مقتضائے عقل ہے نافذ و مشتہر کرتے ہیں کہ کوئی شخص کسی حیلے یا بہانے سے اُس آزادی و اختیار سے محروم نہ کیا جاوے جو اسکو کسی مذہب کے قبول و اختیار کرنے کا حاصل ہے خواہ وہ مذہب عیسائی مذہب ہو یا کوئی

۱۰۸ اور جسکو وہ اپنے حق میں سب سے بہتر سمجھا ہو تاکہ وہ معبودِ برتر جس کے حکموں کو ہم بطیبِ خاطر مانتے ہیں ہمکو ہماری ہر بات میں اپنی برکت اور اپنا فیض پہنچاتا رہے۔

"پس آں حاکمِ عالی قدر کے لئے ہماری اس تجویز کا جاننا ضروری ہے کہ تمام

[1] مرگ جفاکاران۔ باب ۴۸۔

ایسے احکام و شرائط جو عیسائیوں کے متعلق فرامینِ سابقہ میں درج ہوئے ہیں
اور جو فرامین اُس کی طرف ارسال ہو چکے ہیں اس بنیاد پر منسوخ و کالعدم سمجھے
جاویں کہ اب وہ ہم کو عدل و انصاف کے خلاف اور ہمارے التفاتِ خسروانی
سے بعید معلوم ہوتے ہیں ؛

"آیندہ سے کامل اور قطعی آزادی کے ساتھ ہر ایک شخص جو عیسائی
مذہب میں شامل اور اُس کا پابند ہونا پسند کرتا ہے عیسائی مذہب میں شامل
اور اُس کا پابند قطعی آزادی کے ساتھ ہو سکتا ہے بلا مزاحمت کے جو کسی شکل
و صورت میں ہو ؛

"ہم نے مناسب سمجھا کہ اِس معاملے کی توجیہ حتی الامکان صراحت
کے ساتھ آں حاکمِ عالی قدر کے سامنے کر دیں تا کہ اُس کو علم ہو کہ ہم نے
عیسائیوں کو بلا قید و شرط اپنے دین پر قائم رہنے کا اختیار عطا کر دیا ہے ؛

"اور آں حاکمِ عالی قدر کو یہ دیکھتے ہی کہ ہم نے عیسائیوں کے ساتھ
رعایت منظور فرمائی ہے معلوم ہو جائے گا کہ ایسا ہی بلا قید و شرط اختیار جو
ہمارے زمانے کے امن و عافیت کے مطابقِ حال ہو باقی ماندہ لوگوں کو بھی
اپنی پسند کے دین پر قائم رہنے کا دیا گیا ہے۔ ہم نے یہ طریقہ اِس لیے
اختیار کیا ہے کہ کوئی شخص اور کوئی دین اُس عزت سے جس کا وہ مستحق ہے
محروم نہ رہنے پاوے" ؛

اِس کے بعد نہایت صریح ہدایتیں عیسائیوں کے بارے میں
اُن کی جائداد و مال و اسباب کی واپسی کے متعلق درج ہوئی ہیں جو ظلم و تعدی
کے زمانے میں اُن سے چھین لیا گیا تھا اور یہ لوٹ شہنشاہی حکم سے عمل
میں آئی تھی۔ اب حکم ہوا کہ ہر قسم کی جائداد اور مال و اسباب جو محض ضبطی میں
ہو یا فروخت کر دیا گیا ہو یا کسی کو دے دیا گیا ہو ہر صورت میں وہ بلا کسی قسم ۱۰۹
کے صرفے کے اصلی مالک کو واپس کر دیا جاوے اور اِس واپسی میں نہ کسی
قسم کا التوا ہو اور نہ مبہم شرائط لگا کر کسی قسم کی مشکلات پیدا کی جاویں۔ جن خریداروں
نے نیک نیتی سے ایسی جائداد یا مال و اسباب کو خرید لیا ہے اُن کو بحرِ احمر شاہی

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سرکاری خزانے سے قیمت ادا کردی جاوے؛

لیکن اس مشہور فرمان کا مستقل فائدہ اُن عام اصولوں میں نظر آتا ہے جو اس فرمان میں بہت صراحت سے بے کم وکاست بیان کردئے گئے ہیں۔ ہر کس و ناکس کو بلا امتیاز درجہ و قومیت کے اس بات کا حق حاصل ہوگیا کہ جس دین کو چاہے اور اپنی ضرورتوں کے مناسب سمجھے قبول کرے اور اُس پر قائم رہے۔ اس مضمون کو فرمان میں بار بار بیان کیا ہے۔ اور یہ مضمون اس زمانے میں درحقیقت ایک انوکھا اور عجیب مضمون تھا۔ غور کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ فرمان کے تحریر کرنے والوں کو اس کی احتیاط بدرجۂ غایت منظور تھی کہ عبارت میں کسی قسم کی غلط فہمی کی گنجائش نہ رہے۔ اپنی پسند کا مذہب اختیار کرنے میں ہر شخص کو آزاد رکھا گیا۔ سابق کے جس قدر آئین وقوانین عیسائیوں کے برخلاف جاری ہوئے تھے وہ منسوخ کردیئے گئے اور اذنِ عام ہوگیا کہ عیسائیوں پر ظلم ہونا تو چیزِ دیگر ہے کوئی اُن کو تھوڑی سی تکلیف بھی نہ دے اور نہ کسی بات پر اُن کو تنگ کرے۔ اس فرمان میں جو بات نئی تھی وہ یہ نہ تھی کہ عیسائیوں کو اذیتیں پہنچانی بند کی گئی تھیں کیونکہ اس سے دو برس پہلے خود گیلی ریوس اس قسم کے ظلم بند کرنے کا فرمان جاری کرچکا تھا بلکہ جو بات نئی تھی وہ یہ تھی کہ سلطنت نے باضابطہ طور پر دینِ عیسوی کو اپنی رعایا کا ایک مذہب جائز تسلیم کرکے خود بھی اُس کی دعاؤں سے فائدہ اُٹھانا منظور کرلیا۔

اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ مصلحتِ ملکی میں اس غیر معمولی تبدیلی کی جو وجوہ شہنشاہوں نے بیان کی ہیں وہ کیا ہیں۔ یہ وجہ کہ محض بہ تقاضائے ہمدردیِ انسانی مذہبی آزادی دی گئی ہے کہیں مذکور نہیں ہے۔ اور نہ اُن ظلموں اور سخت عذابوں کا کہیں ذکر ہے جو عیسائیوں کو اُٹھانے پڑے تھے۔ فرامین سابقہ کی طرف صرف اتنا اشارہ ہے کہ دونوں شہنشاہوں کے نزدیک اب اُن کے احکام عدل و انصاف کے خلاف اور التفاتِ خسروانی سے بعید ثابت ہوچکے ہیں۔ کسی ملکی ضرورت کو ۱۱۰
بھی اس تبدیلی کی وجہ قرار نہیں دیا ہے مثلاً یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ دنیا اب مصیبتیں اور عذاب اُٹھاتے اُٹھاتے ہار گئی ہے اس لئے اب کوئی دن اُسکو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آرام دینا چاہیئے۔ اِس قسم کی کوئی وجہ بیان نہیں ہوئی ہے۔ پس غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلی و حقیقی وجہ اس فرمان کی خالص طور پر مذہبی تھی۔ یعنی مذہبی رعایت کا حکم صرف اِس نیت سے دیا گیا تھا کہ دونوں شہنشاہوں اور اُن کی رعایا کو اس فرمان کے صلے میں آسمانی برکتوں سے حصہ ملتا رہے۔ ایک شہنشاہ کو تو اِن برکتوں کی قدر ابھی معلوم ہو چکی تھی کہ اطالیہ کی خطرناک مہم سے صحیح و سلامت نکل آیا تھا۔ چنانچہ فرمان میں بھی ایک جگہ آیا ہے کہ "آسمانی مہربانیاں جن کا تجربہ ہم کو سلطنت کے بڑے بڑے کاموں میں ہو چکا ہے"۔ اِس عبارت سے صاف اشارہ جنگِ ملویائی اور باکسین تیوس کی شکست کی طرف نکلتا ہے۔ غرض کہ آسمانی برکتوں کی قدر سب کو تھی اور دونوں شہنشاہ اِس فرمان سے جو کچھ نفع حاصل کرنے کی امید رکھتے تھے وہ یہی تھا کہ معبودِ برتر کی مہربانیاں اور فیاضیاں اُن کے حال پر جاری رہینگی اور وہ تمام خدا جو آسمان پر خدائی کرتے ہیں اُن کے ہمیشہ مربی اور سرپرست رہیں گے۔ فرمان کی عبارت میں جو اصطلاحات مذہبی استعمال کی گئی ہیں وہ غور کے قابل ہیں کہیں خدا کا نام نہیں لیا۔ بلکہ ایک مبہم لفظ یعنی "معبودِ برتر" یا "افضل معبودی" لکھا ہے۔ بلکہ اِس سے بھی عجیب تر جملہ جس سے کوئی پابندی خاص عیسائیوں کے خدا کا نام لینے کی نہ ہو یہ لکھا گیا ہے کہ "کوئی معبود جو تختِ افلاک پر متمکن ہو"۔ غرض ایسا کوئی لفظ جس سے صاف صاف مراد عیسائیوں کا خدا ہو نہیں تحریر ہوا۔ ایک بُت پرست فلسفی جس کو ایک خدائے علیم و حکیم میں شک ہو اِس قسم کے الفاظ یا جملے لکھے تو بے جا نہیں لیکن ایک شاہی فرمان میں ایسے الفاظ یا جملوں کا استعمال ضرور قابلِ غور ہے۔

مگر مشکل یہ تھی کہ اِس فرمان پر قسطنطین اور لائی سی نیوس دونوں کے دستخطوں کی ضرورت تھی۔ ممکن ہے کہ قسطنطین دل میں عیسائی ہو چکا ہو۔ لیکن لائی سی نیوس بہرکیف اب تک بُت پرست تھا۔ وہ قسطنطین کا
ماتحت نہ تھا بلکہ برابر کا درجہ رکھتا تھا اور یقینی ایسے فرمان پر دستخط کرنے ۱۱۱
گوارا نہ کرسکتا تھا جس کی رُو سے دینِ مسیحی کا جواز اُس کو ماننا پڑتا۔ یہ ممکن تھا کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فتح کی خوشی میں قسطنطین اس بات پر مصر ہوتا کہ عیسائیوں پر سختیاں بند کر دی جاویں۔ اور عیسائی مذہب سرکاری طور پر تسلیم کر لیا جاوے۔ یہ بھی ممکن تھا کہ لائی سی نیوس اس پر کوئی اعتراض نہ اُٹھاتا۔ لیکن جب فرمان تحریر کئے جانیکا موقع آیا تو دونوں سمجھ گئے کہ اُن کی طبیعتوں میں جو امورِ دینی مشترک ہیں وہ بہت ہی کم ہیں۔ مگر ایک ظاہری اتحاد رکھنا بھی ضروری ہے اس لئے دونوں نے فرمان کی عبارت میں ایسی مبہم یا وسیع المعنی اصطلاحات مذہبی سے کام لیا کہ ہر ایک اپنے عقائد کے مطابق اُس سے معنی پیدا کر لے۔ اگر پوپ اور خلیفۂ اسلام کو مل کر کسی موقع پر کُل بنی نوع انسان سے کسی بات کے کہنے کا موقع آئے اور اُسمیں کائنات عالم کی سب سے برتر و برگزیدہ طاقت کا ذکر کرنا ضروری ہو تو وہ مجبور ہو کر یوسی بیوس کی طرح کوئی ایسا ہی غیر واضح جملہ جیسا کہ "آسمانی جوہر یا ہستی" یا "کوئی ذات جو معبود کا درجہ رکھتی ہو" استعمال کریں گے۔ بس یہ نہ تھا کہ فرمان لکھنے کے وقت قسطنطین کی طبیعت مذہب کے اعتبار سے ابھی کسی منزل تک نہ پہنچی تھی بلکہ وہ اس تلاش میں تھا کہ اُس کے اور لائی سی نیوس کے عمل کے لئے کوئی سطحِ مشترک مل جاوے۔

لیکن قسطنطین کی یہ کامیابی بھی کچھ کم نہ تھی کہ اُس نے لائی سی نیوس سے عیسائی مذہب کی نسبت اتنا تسلیم کرا لیا کہ رومانی رعایا کے مذہبوں میں وہ بھی ایک مذہب جائز ہے۔ اور یہ کہ مذہبی رعایت سب کے ساتھ یکساں ہونی چاہئے۔ کیونکہ یہ اصول رومانی طبیعت کے لئے ایک بالکل نیا اصول تھا۔ اس سے پہلے وہ سوائے اپنے شہر اور باپ دادا کے خداؤں کے اور کسی کا ماننا جائز نہ جانتے تھے۔ موسیو گاستون بواسیئے نے اس مسئلے پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ افلاطون جیسا رعایت پسند حکیم بھی اپنی خیالی و مثالی سلطنت میں اُن لوگوں کے لئے جگہ نہ نکال سکا جو اپنے باپ دادا کے خداؤں یا اپنے جنم شہر کے خداؤں کو ماننے سے انکار کرتے تھے۔ افلاطون کے نزدیک اِن لوگوں میں سے وہ لوگ بھی جو اپنے عقیدے کو اپنے ہی تک رکھتے تھے اور دوسرے کے ایمان میں خلل نہ ڈالتے تھے اِس سزا کے مستوجب تھے کہ اُن کو کسی تادیب خانے میں ۱۱۲

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یا کسی "بیتِ حکمت" میں پانچ برس کے لئے مقید کردیا جائے اور وہاں روزانہ اصلاح عقائد کی غرض سے اُن کو ایک خطبہ سنایا جائے لیکن اگر ایسے لوگ اپنے مُضر عقیدوں کو پھیلانا چاہیں تو پھر تنگ و تاریک قید خانوں میں اُن کو بند کردیا جاوے اور جب وہ مرجاویں تو عزت کے ساتھ دفن ہونیکا حق بھی اُن کا چھین لیا جاوے۔ ایسی خیالی و مثالی سلطنت میں خدا جانے حکیم سقراط کا کیا درجہ ہوتا۔ شاید اُس سے بہتر نہ ہوتا جو خاص اُس کے وطنِ مالوف ایتھنز میں ہوا۔ بہرکیف زمانۂ سلف کے تمام واضعانِ قانون نے اِس بات کو ہمیشہ ملحوظ رکھا کہ ایک نیک اور اچھے باشندۂ شہر کے لیئے اپنے وطن کے خداؤں کا ماننا جو اُس کے باپ دادا کے خدا مانے گئے ہوں ضروریات سے تھا۔ اِس ضرورت کے ساتھ یہ بھی لازمی تھا کہ ایک شہر کا آدمی دوسرے شہر کے خداؤں کو پوجنے سے باز رکھا جاوے۔ کیونکہ اِن خداؤں کا خیال بھی اپنی نسبت وہی تھا جیسا کہ توراۃ مقدس میں خدا نے اپنی نسبت فرمایا ہے "یعنی یہ کہ میں تیرا خدا ایک خدائے غیور ہوں" اگر اشوریوں۔ مصریوں۔ یونانیوں اور رومانیوں کے خداؤں کو بھی وہی قوت گویائی ملی ہوتی جو انبیائے بنی اسرائیل کو ملی تھی تو یہ خدا بھی اسرائیل کے خدا سے کچھ کم غیور نہ ہوتے؛

اب سوال یہ ہے کہ روما کے سلطنتی مذہب کے کیا اصول تھے؟ سسرو نے اپنی کتاب "قوانین" میں ایک جگہ یہ پرانا مقولہ نقل کیا ہے کہ "کسی شخص کو جائز نہیں کہ اپنے دیوتا سب سے الگ تھلگ قائم کرکے اُن کی پرستش کرے۔ اور نہ یہ چاہیئے کہ قوم کو نئے خداؤں یا غیروں کے خداؤں کو اپنے طور پر پوجنے دے تاوقتیکہ علانیہ اُن کی پوجا منظور و تسلیم نہ کرلی گئی ہو"۔[۱] اِس مقولے کی عبارت بہت صاف ہے۔ لیکن روما میں قاعدہ اور اُس پر عمل کرنا یہ دونوں چیزیں ایسی تھیں جو رفتہ رفتہ ایک دوسرے کا ساتھ چھوڑ دیا کرتی تھیں۔ یہ مشہور بات ہے کہ جب روما کی سلطنت کو وسعت ہوئی اور اُس کے

---

۱ "قوانین"۔ ۲ - ۱۸ ؛

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لوگ دُور دراز ملکوں میں سکونت کے بعد پھر روما میں آئے تو اپنے ساتھ نئے نئے خدا بھی لیتے آئے۔ کلدانی ساحروں اور جادوگروں اور فال گیروں کا بھی ہجوم شہر میں ہوگیا۔ شہر والوں نے اُن کی بڑی آؤ بھگت کی اور اُن کو روپیہ بھی خوب پیدا کرا دیا۔ اور اگر کہیں نووارد خداؤں کے ساتھ کوئی بھولی بھٹکی دیبی بھی آ گئی اور اُس کی پُوجا سے کچھ پوشیدہ رسوم بھی متعلق ہوئیں تو پھر اُس کو روما کے شہر میں بہت ہی آرام و آسایش کا گھر مل جاتا تھا۔ غرض کوئی نیا طریقہ یا مذہب ہو وہ اِس شہر میں تھوڑے دن کے لیئے ایسا ہی مقبول اور منظورِ نظر ہو جاتا تھا جیسا کہ آج کل کے اور بڑے بڑے شہروں میں ہو رہا ہے۔ مگر روما کا کاہنِ اعظم اور دینِ بُت پرستی کے دیگر پیشوا و عمائد اِن نئے طریقوں اور مذاہب کو ہرگز تسلیم نہ کرتے تھے۔ کبھی کبھی وبا آنے کے بعد یا اگر کسی شہنشاہ کو خود کچھ خیال آیا تو یہ غیر مذہب والے ساحر و جادوگر شہر سے نکال دیئے جاتے تھے۔ لیکن پھر جہاں غل کم ہوا یہ لوگ شہر میں پھر چُپکے چُپکے پہنچ جاتے تھے۔ غرض اصول کے اعتبار سے تو روما کے خدا ضرور غیروں کے خداؤں سے رشک کرتے تھے۔ لیکن عملی طور پر ایسے نہ تھے۔ شائستہ مذاق اور تعلیم یافتہ رومانیوں میں شک کا مادہ زیادہ تھا اور اُن کو یہ شوق بھی تھا کہ مختلف مذہبی اور اخلاقی طریقوں سے عمدہ عمدہ اصول منتخب کر کے اپنے لیئے دستور العمل بنائیں۔ یہ دونوں باتیں ایسی تھیں جن سے ظاہر تھا کہ قدرتی طور پر اُن کی طبیعت مذہبی رعایت پسند کرتی ہے۔ "پرو فلاکو" میں سسرو کا مشہور فقرہ بیان ہوا ہے کہ "اے لیلیوس ہر سلطنت کا ایک مذہب ہوتا ہے۔ ہماری سلطنت کا بھی ایک مذہب ہے۔" اِس فقرے سے ظاہر ہے کہ رومانیوں میں مجنونانہ تعصبِ مذہبی کا مادہ بہت کم تھا۔ بلکہ یہ لوگ تو وہ تھے کہ اپنی مفتوحہ قوموں کے خداؤں کو سرقہ کر کے اپنا بنا لیتے تھے تاکہ اِس خوشامد سے دنیا کی قومیں روما کی مُلکی فضیلت کو تسلیم کرتی رہیں۔ رومانی اپنی خانگی زندگی میں دوسروں
۱۱۴ کے مذہبی عقائد کو ہمیشہ رعایت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ البتہ غیر مذہب والوں سے وہ اِس بات کے ضرور متوقع رہتے تھے کہ جیسا ہم تمہارے دین کا لحاظ کرتے ہیں ایسا ہی تم ہمارے دین کا لحاظ کرو۔ مگر یہی معادلہ یا لازم و ملزوم وہ تھا جسکو کوئی عیسائی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہ مانتا تھا اور نہ مان سکتا تھا۔ اگر عیسائی رومانی بتوں کی قربانگاہوں پر قربانی چڑھا دیتے تو کبھی رومانیوں کو اِس بات سے بحث نہ ہوتی کہ عیسائی اپنی تسکینِ قلب و ایمان کے لئے مسیح کی پرستش کیوں کرتے ہیں۔ غرض اِس کو عیسائیوں کا اصرار بے جا کہئے یا راسخ الایمان ہونا کہئے یہی وہ چیز تھی جس نے اُن پر ظلم کرائے۔ اور بت پرستوں کو اُن کا جانی دشمن بنا دیا ؎

قسطنطین اور **لائی سی نیوس** نے نصرانیت تسلیم کرنے اور اُس کے ساتھ رعایت کا جو فرمان جاری کیا اُس کی وجہ سے گویا رومانی عبادات میں عیسائیوں کے خدا کو بھی شامل کر لیا ؎

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ساتواں باب ۱۱۵

لائی سی نیوس کی حکومت کا خاتمہ

۳۱۳ سنہ عیسوی میں میلان والا فرمان جاری ہوا۔ اور ۳۲۴ سنہ عیسوی میں قسطنطین نے لائی سی نیوس کی حکومت کا قطعی استیصال کر دیا۔ اس باب میں ہم ۳۱۳ سنہ سے ۳۲۴ سنہ تک کے تاریخی حالات سلسلہ وار لکھتے ہیں کیونکہ اس میں زیادہ سہولت نظر آتی ہے۔ یہ ہم اوپر پڑھ چکے ہیں کہ جب قسطنطین نے ایطالیہ پر چڑھائی کی تو میکسیمین نے اپنے دوست ماکسن تیوس کی کمک پر ایک سپاہی تک نہ بھیجا۔ لیکن لائی سی نیوس کی قلمرو پر جلد حملہ کر کے ثابت کر دیا کہ جو عداوت چلی آتی تھی اُس میں کمی نہیں ہوئی ہے۔ اس حملے کا کسی کو خیال تک نہ تھا۔ لائی سی نیوس ابھی تک میلان میں مقیم تھا۔ جاڑے کا موسم آگیا تھا اور اُس کی فوجیں چھاؤنیوں میں چلی گئی تھیں جہاں جاڑا بسر کیا کرتی تھیں۔ اس حالت میں خبر آئی کہ کچھ عرصہ ہوا کہ میکسیمین نے پہلے توشام میں ایک لشکر جرار فراہم کیا اور پھر اس لشکر کو لے کر بتھی نیا میں آیا۔ راستے میں جاڑے کی شدت سے سپاہ اور سپاہ کے افسروں کو جیسی ہلاکت میں پڑنا پڑا اس کی مطلق پروا نہیں کی اور اب بتھی نیا سے چل کر کسی طرح آبنائے بوسفورس کو عبور کر لیا ہے۔ غرض معلوم ایسا ہوتا ہے کہ بوسفورس اترتے ہی وہ شہر بیزنطیہ کے محاصرے میں مصروف ہو گیا حالانکہ لائی سی نیوس اُس کے مقابلے کے لئے ابھی تک ایطالیہ سے باہر نکلنے کا بندوبست بھی نہ کرنے پایا تھا؛

گیارہ دن کے محاصرے کے بعد بیزنطیہ نے ہتھیار ڈال دیے۔

اسی طرح ہیریکلیہ کا شہر بھی محصور ہو کر زیادہ مدت تک مقابلہ نہ کر سکا۔ مگر اس ۱۱۶

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عرصے میں لائی سی نیوس اطالیہ سے چل پڑا تھا اور اب غنیم کے قریب آتا جاتا تھا۔ آخر کار فریقین نے کھلے میدان میں جم کر مقابلے کی تیاریاں کیں۔ لائی سی نیوس کا لشکر میک سیمن کے لشکر سے نصف تھا۔ مگر پھر بھی اور یہ نوبل کے قریب سیری نوس کے میدان میں لائی سی نیوس کے لشکر سے شکست کھا گیا۔ میک سیمن لشکر کو اُس کے حال پر چھوڑ کر اپنی جان بچا کر بھاگا۔ لکٹن ٹیوس نے اِس لڑائی کا ذکر اس طرح کیا ہے[۵] کہ یہ ملکی لڑائی نہ تھی بلکہ نصرانیت اور بُت پرستی اپنی اپنی جان پر بازی لگا کر میدان میں اتری تھیں کہ آج یہ نہیں یا وہ نہیں۔ میک سیمن نے اِس بات کا بیڑا اُٹھایا تھا کہ اگر جوپیٹر کی نظرِ لطف شاملِ حال رہی تو دنیا سے عیسائیوں کا نام مٹا دوں گا۔ لائی سی نیوس کے پاس بھی خواب میں خدا کا فرشتہ پیغام لے کر آیا کہ اگر لڑائی میں جیتنا منظور ہے تو لائی سی نیوس اور اُس کا تمام لشکر خدا کی حضور میں ایک دعا پڑھے۔ وہ دعا مجھ کو یاد ہے اگر لکھوانا چاہتے ہو تو لکھوانے کو موجود ہوں۔ لائی سی نیوس نے اتنا سنتے ہی اپنے کاتب کو بلوایا۔ فرشتے نے دعا پڑھنی شروع کی اور کاتب اُس کو بجنسہ لکھتا گیا۔ وہ دعا یہ تھی:-

"اے سب سے برتر خدا ہم تیرا ہی نام پکارتے ہیں! اے پاک خدا ہم تجھی کو پکارتے ہیں! ہم اپنا انصاف تیرے ہاتھ پر رکھتے ہیں، اور تجھ ہی سے پناہ مانگتے ہیں، اور اپنی سلطنت بھی تجھی کو سونپتے ہیں! تجھ ہی سے ہم نے زندگی پائی ہے اور تیرے ہی طفیل سے ہم کو فتح اور راحت میسر ہوئی ہے! اے سب سے بالاتر اور پاک خدا۔ ہماری دعا کو سُن لے! ہم تیری طرف ہاتھ پھیلاتے ہیں! ہماری التجا سُن لے! اے سب سے برتر اور پاک خدا۔"

یہ دُعا گویا دفع بلا کے لئے ایک طلسم تھی۔ کاتب نے اُس کی بہت سی نقلیں جلد تیار کیں اور اِس حکم کے ساتھ فوج کے سپاہیوں اور افسروں میں تقسیم کرا دیں کہ ہر شخص اُس کو برزبان کرلے۔ چنانچہ جب لڑائی کا وقت آیا ۱۱۷

[۵] "مرگ جفاکاران" باب ۴۶ ÷

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور فریقین کے لشکر آراستہ ہو کر مقابلے پر آنے کو ہوئے تو لائی سی نیوس کی فوجوں نے اپنی سپریں زمین پر ڈالدیں اور سروں سے ٹوپیاں اتار کر آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھائے اور سب نے آواز ملا کر اِس دعا کو پڑھا جس کے قوافی اور جملوں کی تکرار اور پھر صدہا آوازوں کا مل کر کبھی بڑھنا اور کبھی گھٹنا ایک عجیب کیفیت دلوں پر پیدا کرتا تھا۔ لکٹن تیوس لکھتا ہے کہ اِس دُعا کی گُونج دشمنِ اجل رسیدہ کے کانوں تک بھی پہنچ گئی۔ دعا ختم ہونے کے بعد فریقین میں کچھ گفتگو ہونے لگی۔ میک سیمن کو امید تھی کہ لائی سی نیوس کی تمام فوج اپنے بادشاہ سے منحرف ہو کر اُس کے ساتھ ہو جائے گی۔ اِس لیئے اُس نے نہ کسی مصالحت کو سنا اور نہ کسی رعایت کو منظور کیا۔ اور اب دونوں لشکر آپس میں بھڑ گئے۔ مگر انجامِ کار میک سیمن کے عَلَم کو نیچا دیکھنا پڑا؛

یہ قصہ دعا کے متعلق لکٹن تیوس نے واقعی عجیب لکھا ہے لائی سی نیوس حال میں قسطنطین سے مل کر آیا تھا اور اُس کی زبانی سن چکا تھا کہ کس طرح "معبود اکبر" نے ماکسن تیوس کے مقابلے میں اُس کی مدد کی تھی۔ قوت و سطوتِ معبود کا خیال اِس وقت اُس کے دل و دماغ میں بسا ہوا تھا۔ پس اِس قصے کو پڑھ کر سمجھ میں آسکتا ہے کہ لائی سی نیوس کی طبیعت اِس وقت کسی فوق العادت خبر کو کسی فوق العادت وسیلے سے سن کر یقین کر لینے پر کس درجہ آمادہ ہو گی۔ مگر یہاں اِس کا خیال بھی رہنا چاہیئے کہ اِس دُعا میں جس خدا سے خطاب تھا اُس کی نسبت یہ امر یقینی نہیں ہے کہ وہ عیسائیوں کا خدا تھا یا بت پرستوں کا۔ لکٹن تیوس کو دعوے ہے کہ خدائے برتر اور پاک سے مراد سوائے عیسائیونکے خدا کے اور کسی خدا سے نہیں ہو سکتی۔ لیکن ہماری رائے میں تو جوپیٹر یا اپولو یا متھرا یا بعل یا بعلینوس کا ماننے والا بھی اِس دُعا کو پڑھ کر کہہ سکتا ہے کہ میں اپنے ہی خدا کو پکارتا ہوں؛

میک سیمن لڑائی کے خونی منظر سے ایسا بدحواس ہو کر بھاگا کہ گویا اُس کی روح قبض کرنے کے لیئے پلا اسیجیون کے کل خدا اُس کے پیچھے دوڑ پڑے ہیں۔ بت پرستوں سے لکٹن تیوس کی عداوت کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کیا پوچھنا ہے۔ لکھتا ہے کہ میک سیمن نے اپنا شاہی لباس اُتار پھینکا۔ اور غلاموں کے موٹے جھوٹے کپڑے پہن لئے۔ اور اس بھیس میں کسی طرح آبنائے باسفورس ۱۱۸
اتر کر چوبیس گھنٹے میں میدانِ جنگ سے نیکومیدیا کے ایوانِ شاہی میں پہنچ گیا۔ یہ فاصلہ ۱۶۰ میل کا تھا۔ یہاں سے اہل وعیال کو ساتھ لیا اور کوہستانِ طارس (جبال سلیسیہ) کے دروں سے نکل کر شام اور مصر میں جس لشکر کو چھوڑا تھا اُس کو اپنے پاس طلب کر لیا۔ اور یہاں وہ لائی سی نیوس کا منتظر ہو گیا جو اُس کا کھوج لگاتا ہوا آہستہ آہستہ پیچھے آ رہا تھا۔ میک سیمن کا آخری وقت اب قریب آن پہنچا تھا۔ اُس کی سپاہ کو اب اِس کا یقین نہ تھا کہ لڑائی میں کامیابی ہو سکتی ہے۔ پس میک سیمن نے اِس خیال سے کہ اب کسی کو اُس کے حال پر رحم نہ آئے گا طرسوس کے مقام پر خودکشی کر لی۔ جو ملک اُس کے قبضے میں تھے اب وہ بلاشور و شر لائی سی نیوس کے قبضے میں چلے گئے۔ لائی سی نیوس نے اب میک سیمن کے خاندان کے جس قدر لوگ زندہ تھے سب کو قتل کروا دیا۔

فاتح کی سنگ دلی دیکھئے کہ شاہی خاندان کی دو مستورات پر بھی اُسکو رحم نہ آیا۔ یہ وہ بیگمات تھیں جن کی بدقسمتیوں اور مصیبتوں کی داستان پر اس سنگدل زمانے میں بھی لوگوں کے دل موم ہو جاتے تھے۔ اِن بیگمات میں ایک شہنشاہ دائیوکلیشن کی بیوی پرسکہ تھی اور دوسری اُس کی لڑکی ویلیریہ یعنی شہنشاہ گیلی ریوس کی بیوہ تھی۔ گیلی ریوس نے اس خیال سے کہ میک سیمن اُس کے پچھلے احسانات کبھی نہ بھولیگا کہ کس طرح حالتِ گمنامی سے نکال کر اُس کو فرمانروائی کے درجے تک پہنچایا تھا اپنی بیوی کو اُس کے سپرد کر دیا تھا۔ میک سیمن نے اِس اعتبار کا انعام یہ دیا کہ ویلیریہ سے شادی کا پیغام دیا اور منظوری کی صورت میں وعدہ کیا کہ اپنی موجودہ بیوی کو طلاق دیدیگا۔ ویلیریہ نے اِس درخواست کو بہت برہم ہو کر نامنظور کیا اور کہا کہ جس خاوند کی موت پر اب تک ماتمی لباس پہنے ہوں اور جس کی راکھ بھی ابھی ٹھنڈی نہیں ہوئی ہے ایسی حالت میں شادی کا خیال میرے ذہن میں کیونکر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آسکتا ہے۔[1] میک سیمن کے لیئے اِس سے زیادہ کوئی مذموم حرکت نہیں ہو سکتی کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے۔ اگر میں نے اِس پیغام کو منظور بھی کر لیا تو کیا اِس سے یہ خبر نہیں نکلے گی کہ جو درجہ پہلی بیوی کا ہوا وہی میرا بھی ہوگا۔ اور اِس سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ میں شہنشاہ دائیوک لیشن کی بیٹی اور شہنشاہ گیلی ریوس کی بیوہ ہوں۔ میرے 119
شایانِ عزت نہیں کہ دوسرا عقد کر کے اپنے ناموس کو بٹا لگاؤں۔ میک سیمن نے اِس جواب کا بُری طرح بدلہ نکالا۔ ویلیریہ کو بالکل محتاج اور تنگ دست کر کے اُس کے ہوا خواہوں کا بھی کام تمام کر دیا۔ اور آخر کار اُس کو اُس کی ماں کے ساتھ جلاوطنی کا حکم دیا۔ ماں بیچاری خود محتاج تھی۔ بیٹی کے لیئے سوائے اِس کے کچھ نہ کر سکی کہ سخت سے سخت مصیبتوں میں بھی اُس کا ساتھ نہ چھوڑا۔ لکتن تیوس لکھتا ہے کہ یہ دونوں بیگمات شاہی صحرائے شام میں اِدھر کی اُدھر ماری ماری پھرتی تھیں۔ دائیوک لیشن اِس عالمِ ضعیفی میں میک سیمن کی خوشامدیں کرتا تھا اور بار بار لکھتا تھا کہ اُس کی لڑکی کو سلونہ میں اُس کے پاس رہنے کی اجازت دیدی جاوے۔ لیکن میک سیمن کو اِس گوشہ نشین بادشاہ کی درخواستوں کو نامنظور کرنے میں ایک لطف آتا تھا۔ دائیوک لیشن نے ایک بار مجبور ہو کر اپنے ایک عزیز کو بھیجا اور میک سیمن کو یاد دلایا کہ اُس کے ساتھ کیسے کیسے احسانات اُس نے کیئے تھے۔ کیا اُن کا صلہ یہی ہے کہ اُس کی بیوی اور بیٹی پر سختیاں کیجاتی ہیں۔ بہر کیف کسی تدبیر سے بھی اِن بیگمات کی مصیبتوں میں کمی نہ ہوئی۔ جب میک سیمن کی قوت کو زوال ہوا اور اُس نے خودکشی کر لی تو اِن بیگمات کو خیال ہوا کہ شاید میک سیمن کے ظلم و ستم اب ہمارے حق میں لائی سی نیوس کے لطف و کرم کا باعث ہو جاویں۔ چنانچہ وہ ہمت کر کے دارالحکومت نیکومیدیا میں چلی آئیں۔ مگر یہاں بھی اُن کی تقدیر میں مایوسی لکھی تھی۔ لائی سی نیوس نے اِس حاسدانہ اضطراب میں کہ شاہانِ سابق کے خاندان سے کوئی متنفس زندہ نہ رہ جاوے گیلی ریوس کے غیر صحیح النسب فرزند کو جس کا نام کاندی دیانس تھا اور جس کو

---

[1] "مرگ جفاکاراں" باب ۳۹ ؔ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

ویلیریہ نے بیٹا بنا کر پالا تھا قتل کروا دیا۔ یہ واقعہ پیش آتے ہی یہ دونوں عورتیں نیکومیدیا سے بھاگ گئیں۔ اور معمولی غریب آدمیوں کا بھیس بدل کر پندرہ برس تک بے یار و مددگار ایک شہر سے دوسرے شہر میں دربدر پڑی پھریں[۱]۔ بدقسمتی سے تھسالونیکا (سلانیک) ۱۲۰
میں وہ شناخت کر لی گئیں۔ اور وہیں اُن کو فوراً قتل کر دیا گیا۔ اور اُن کی لاشیں سمندر میں پھینک دی گئیں۔ ہزارہا آدمی اس ظلم کو نہایت افسوس اور رنج کے ساتھ دیکھ رہے تھے مگر کسی میں اتنی جرأت نہ تھی کہ مظلوموں کے بچانے کے لئے ہاتھ اُٹھاتا ؎

اب رومانی سلطنت کو قسطنطین اور لائی سی نیوس نے باہمی تقسیم کر لیا۔ ابتدا میں ان دونوں شہنشاہوں میں اتحاد رہا مگر ملک و مال جاہ و منزلت کے دونوں یکساں شائق تھے اس لئے اُن میں مدت تک اتحاد قائم نہ رہ سکا۔ ہر ایک نے اپنے اپنے دشمن پر آسانی سے فتح پائی تھی۔ اور ہر ایک سمجھتا تھا کہ میرا لشکر ایسا زبردست ہے کہ ایک نہ ایک دن اُس کو کل سلطنت کا مالک بنا دیگا۔ آخرکار باہمی نزاع شروع ہوئی جس کا بڑھتے بڑھتے یہ انجام ہوا کہ سنہ ۳۱۶ عیسوی میں مستقل جنگ چھڑ گئی۔ جن حیلے حوالوں سے یہ نزاع شروع کی گئی تھی اُن کا حال بخوبی معلوم نہیں۔ زوسیموس نے فساد کی ابتدا قسطنطین سے لکھی ہے کہ اُس نے اپنے قول و قرار کی پابندی نہیں کی۔ اور لائی سی نیوس کے بعض علاقے دبا لئے۔ لیکن زوسیموس کا بیان تسلیم کرنے میں احتیاط شرط ہے۔ وہ خود بُت پرست تھا اور بُت پرستوں کی ہمدردی اُس پر فرض تھی۔ اور یہاں وہ نیت کی خرابی قسطنطین سے منسوب کرتا ہے جو عیسائیوں کا دوست تھا۔ بہرکیف اندازاً یہ سمجھنا چاہیئے کہ دونوں شہنشاہوں میں تقسیم سلطنت پر جھگڑا ہوا اور یہی باعث لڑائی کا ہو گیا۔ قسطنطین نے اپنی سوتیلی بہن اناس ٹاسیہ کا عقد اپنے ایک فوجی افسر باسیانوس سے کر دیا تھا۔ اور اس رشتے کے بعد اُس کو قیصر بھی کر دیا تھا۔ کچھ عرصے کے بعد باسیانوس کو قسطنطین سے رنجش ہو گئی۔

---

[۱] مرگ جفاکاراں - باب ۵۱ -

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اِس کا سبب ٹھیک ٹھیک نہیں معلوم۔ ممکن ہے کہ باسیانوس کو قیصر کے خطاب کے ساتھ کوئی اور چیز یعنی کوئی لشکر یا علاقہ نہ دیا گیا ہو اور اس پر وہ قسطنطین سے برا مان گیا ہو۔ بہر حال اُس نے لائی سی نیوس سے سازش کر لی۔ قسطنطین کو جب یہ حال کھلا تو اُس نے باسیانوس کو قتل کرا دیا۔ اور لائی سی نیوس کو لکھا کہ
۱۲۱ مقتول کے بھائی سینیکیو کو جو لائی سی نیوس کا بھی عزیز ہوتا تھا ہمارے حوالے کر دیا جاوے۔ لائی سی نیوس نے اِس درخواست کو قطعی نامنظور کیا اور ایمونا (لا ے باک) کے مقام پر قسطنطین کے بعض مجسموں کو منہدم کرنے کا حکم دیا اور اِس پر جنگ شروع ہو گئی؛

۳۱۶ کے موسمِ خریف میں علاقہ پانونیہ میں مقام سبالِس کے قریب دریائے دراوی اور سادی کے مابین دونوں فریقوں کے لشکر جمع ہوئے۔ مگر کوئی فریق بھی اِس لڑائی کے لئے اپنا پورا لشکر ساتھ نہ لایا تھا۔ لائی سی نیوس کے پاس صرف ۳۵۰۰۰ اور قسطنطین کے پاس ۲۰۰۰۰ فوج تھی۔ زوسیموس نے اِس لڑائی کے حال میں بڑی فصاحت و بلاغت صرف کی ہے[۱]۔ اُس کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ قسطنطین نے اپنے لشکر کے لئے ایک ایسا مقام تجویز کیا تھا جس کے ایک طرف ایک اونچی پہاڑی تھی اور ایک طرف ایک وسیع قطعہ ریگ و دلدل کا تھا جس میں سے گذرنا ممکن نہ تھا۔ اِس مقام سے اُس نے دشمن کے دھاوے کو روک کر خود دشمن کی فوج کا پیچھا کیا یہاں تک کہ کھلے میدان میں پہنچ گیا۔ اِس عرصے میں لائی سی نیوس کے پاس ایک نئی فوج اور آ گئی تھی۔ جب یہ فوج مقابلے پر آئی تو قسطنطین نے پہلی فوج کا تعاقب چھوڑ دیا اور اب جانبین کی فوجوں نے جم کر لڑنا شروع کیا یہاں تک کہ دن چھپ کر اندھیرا ہو گیا۔ اِس حالت میں قسطنطین نے بڑی جوانمردی سے یک لخت دشمن پر یلغار کر کے لڑائی کا فیصلہ کر دیا۔ بیان ہوا ہے کہ لائی سی نیوس کے بیس ہزار آدمی اِس معرکے میں مارے گئے یعنی پچاس فی صدی سے زیادہ لشکر غارت ہو گیا۔

[۱] زوسیموس۔ ۲۔ ۱۹؛

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لائی سی نیوس لشکر کو بحال خود چھوڑ کر میدان سے بھاگا۔ قسطنطین کی فوج نے
اُس کا لشکر گاہ لوٹ لیا۔ مگر قسطنطین کا نقصان بھی اِس لڑائی میں بہت ہوا تو
چند ہفتے کے بعد علاقہ تھریس میں ماردیا کے میدان میں پھر لڑائی ہوئی
اِس وقت لائی سی نیوس کے پاس ایشیا سے فوجیں آ گئی تھیں۔ یہاں بھی
ایک سخت معرکے کے بعد اُس کو شکست ہو گئی۔ مگر ابتری نہیں پڑنے پائی۔
لائی سی نیوس بہت خوش ترتیبی سے اپنی منہزم فوج کو پیچھے ہٹا لایا۔ رومانی
لڑائیوں میں ایسا بہت کم دیکھنے میں آیا ہے کہ شکست کے بعد کوئی انتظام باقی
رہا ہو۔ اُن کے ہاں شکست کے معنی قطعی انہدام کے تھے۔ قسطنطین کی ۱۲۲
نسبت لکھا گیا ہے کہ اِس لڑائی کو سر کرنا محض اُس کے کمالِ فن کا نتیجہ تھا۔
موقع پاتے ہی اُس نے پانچ ہزار سپاہ سے دشمن کے عقب پر چھاپا مارا۔ یہ
حملہ ایسا سخت تھا کہ دشمن کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ لیکن ہم کو اِس کا یقین نہیں آتا
کہ اِس معرکے میں قسطنطین کو قطعی کامیابی ہوئی۔ کیونکہ اگر اِس لڑائی میں
بدرجۂ آخر اُس کو فتح کا یقین ہو جاتا تو وہ دشمن کی پیش کردہ صلح کو ہرگز منظور نہ کرتا۔ بہر کیف
اِن دونوں معرکوں یعنی سبالس اور ماردیا کی لڑائیوں میں جس حد تک کامیابی
ہوئی تھی وہ ایسی نہ تھی کہ دشمن سے شرائطِ صلح جس طرح چاہتا لکھوا لیتا مگر پھر بھی
جب لائی سی نیوس کی طرف سے سفارت آئی تو اُس کو قسطنطین کا کہنا ماننا پڑا۔
اِس سفارت کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ والنس جس کو حال میں لائی سی نیوس نے اپنا
قیصر مقرر کیا تھا اُس کے دن پورے ہو گئے۔ جس وقت لائی سی نیوس کے سفیر
نے کہا کہ اُس کے دو آقا ہیں ایک شہنشاہِ لائی سی نیوس اور دوسرا قیصر والنس
تو قسطنطین نے برہم ہو کر کہا کہ ہم صرف ایک کو مانتے ہیں۔ اور خریطے کے مضمون میں
لکھا کہ میں نے یہ دُور دراز کا سفر اختیار کر کے متعدد لڑائیاں اِس لیئے سر نہیں
کی تھیں کہ جو کچھ حاصل کیا ہے اُس میں ایک ذلیل غلام کو شریک کیا جاوے۔
لائی سی نیوس نے اتنا سنتے ہی بلا کسی افسوس یا ندامت کے والنس کی
حکومت اور جان دونوں کو غارت کرا دیا۔ اور اِلیریہ کا علاقہ قسطنطین اور اُسکے
لشکر کے حوالے کر دیا۔ اسی بڑے علاقے میں پانونیہ دلماطیہ میسیا اور ولیسیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے علاقے شامل تھے ۔ یورپ کے جس قدر مُلک مشرقی حصۂ سلطنت میں شامل تھے
اُن میں بجز تھریس کے اور سب لائی سی نیوس کے قبضے سے نکل گئے ؛

اِس صلح کے ساتھ ہی دونوں شہنشاہوں نے بہ اتفاقِ رائے تجویز
کیا کہ اپنے اپنے فرزندوں کو قیصری کا درجہ دیں ۔ قسطنطین نے اپنے لڑکے
کرسپوس کو جو اُس کی پہلی بیوی منروینا سے تھا قیصر بنایا ۔ کرسپوس اِس وقت
۱۲۳ پورا جوان تھا اور حال کی لڑائیوں میں بڑے بڑے کام کر چکا تھا ۔ لائی سی نیوس نے
اپنے لڑکے لائی سی نیانس کو جس کی عمر صرف ایک برس آٹھ مہینے کی تھی قیصر مقرر
کیا ۔ یہ تقررات قابلِ غور ہیں ۔ اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ڈائیوک لیشن نے جو طرزِ حکومت
پیدا کیا تھا اب وہ بالکل حرفِ غلط ہو گیا ۔ اسی طرزِ حکومت کا لحاظ کر کے شہنشاہوں
نے قیصر مقرر کرنا اختیار کیا تھا ۔ لیکن جب انھوں نے اپنے ہی لڑکوں کو قیصر بنانا
شروع کیا تو اِس طرزِ حکومت کے خلافِ منشاء کارروائی کی ۔ اور جب لڑکے بھی شیرخوار
مقرر ہونے لگے تو قدیم طریقۂ حکومت کو توہین کے ساتھ نقصان بھی پہنچایا ۔ اِس نے
دنیا پر روشن کر دیا کہ قسطنطین اور لائی سی نیوس کل قوت اور اختیارات اپنے
قبضے میں رکھنے چاہتے ہیں ۔ اِس کے بعد جب قسطنطین کے ہاں فاستہ کے
بطن سے چند سال کے اندر تین لڑکے پے در پے پیدا ہوئے تو بڑے لڑکے کو
جس کا نام باپ کے نام پر قسطنطین تھا قیصر کا لقب دیا گیا ۔ ملکہ فاستہ کو یہ دعوےٰ
ہوا کہ جب منروینا کا لڑکا قیصر ہو گیا تو میرا لڑکا قیصر کیوں نہ ہو ؟ منروینا تو ایک کم اصل
عورت تھی میں بڑے گھرانے کی اور شہنشاہ میک سیمیان کی بیٹی ہوں ۔ غرض کہ
ملکہ فاستہ کا شیرخوار بچہ بھی قیصر ہو گیا ۔ مورخوں نے یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے کہ قسطنطین
نے اپنے لڑکوں کو بڑی بڑی میراثیں اُن علاقوں سے دینی چاہیں جس کو لائی سی نیوس
کے قبضے سے نکالا تھا ۔ بہرکیف ۳۲۳ء عیسوی تک اِن دونوں بادشاہوں میں کوئی
نیا فساد نہیں اُٹھا گو تعلقات میں کشیدگی مدت سے چلی آتی تھی ؛

۳۱۶ء اور ۳۲۳ء عیسوی کے درمیانی حالات کی نسبت ہمارا علم کم ہے ۔
لیکن یہ زمانہ ایسا نہ تھا جس میں ہمیشہ امن رہا ہو ۔ ڈانیوب اور رائن کے کنارے
لڑائیاں ہوتی رہیں ۔ قوط اور سرماتی قوموں کی سرکوبی گو شاہان کلاڈیوس اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

اور پلیاں ایسی کر گئے تھے کہ پچاس برس تک انھوں نے سر نہ اٹھایا لیکن اب
پھر تر و تازہ ہو کر وہ میسیا اور پانونیہ کے علاقوں پر سیلاب کی طرح اُمنڈ آئیں۔
دریائے دانیوب کے کنارے کنارے اُن سے سخت معرکے ہوئے۔
۱۲۴ قسطنطین خود اپنا لشکر اُن کے مقابلے پر لے گیا اور اِن علاقوں سے اُن کو
نکال کر دانیوب پار تک اُن کا پیچھا نہ چھوڑا اور وہاں بھی ایک لڑائی میں اِن
وحشیوں کو شکست دی اور اُن کو ایسا زچ کیا کہ آخر کار انھوں نے اِس شرط پر
امان مانگی کہ جب ضرورت ہوگی ہم اپنی قوموں سے چالیس ہزار آدمی رومانی
لشکر میں بھرتی ہونے کے لیئے دیں گے۔ اِس لڑائی کے تفصیلی حالات
بہت تاریکی میں ہیں اور اس قابل نہیں کہ اُن کا یقین کیا جاوے۔ قسطنطین
کے خوشامدی مورخوں نے لکھا ہے کہ ہمارے شہنشاہ نے اِس کارزار میں
وہ وہ جوہر شجاعت دکھائے کہ تراجن کے نام کو پھر زندہ کر دیا۔ جولیان جسے دوسروں کو
احمق بنانے میں ید طولیٰ حاصل ہے لکھتا ہے کہ قسطنطین فخریہ کہا کرتا تھا کہ میں نے
تراجن جیسے زبردست امیر لشکر کو مات کیا ہے اور اُن ملکوں پر فتح پائی ہے جو قبضے سے
نکل چکے تھے اور یہ کام وہ ہے جو نئے ملک فتح کرنے سے بدرجہا دشوار ہے۔ لیکن واقعہ صرف
اتنا سمجھنا چاہیئے کہ وحشی قوموں کے سیلاب جو ہمیشہ آیا کرتے تھے اور جن سے رومانی سلطنت
کو کبھی نجات نہیں ہوئی اُن ہی میں سے یہ بھی ایک سیلاب تھا۔ قسطنطین نے اسکو بڑی دلیری
و جوانمردی سے روکا۔ اور وحشیوں پر ایسی فتوحات حاصل کیں جو رومانی سلطنت کی سلامتی کیلئے
سر دست کافی تھیں۔ مگر یہ فتوحات ایسی نہ تھیں جن سے وحشیوں کا قصہ ہی ختم ہو جاتا کیونکہ
یہ قصہ وہ نہ تھا جس کا ختم ہونا ممکن تھا۔ غالباً اِن ہی قوطی اور سرمائی ہنگاموں کی وجہ
سے کئی برس تک قسطنطین اور لائی سی نیوس میں صلح رہی اور جب تک وحشی قوموں
کے حملوں سے مہلت نہ ملی قسطنطین مجبور تھا کہ شہنشاہِ مشرق سے صلح قائم رکھے۔

اِدھر قسطنطین تو دانیوب کے علاقے میں وحشیوں سے لڑتا تھا
اُدھر اُس کا لڑکا کرسپوس رائن کی سرحد پر مصروفِ جنگ تھا۔ نوجوان قیصر کرسپوس
اِس وقت گال اور برطانیہ کا حاکم تھا اور رائن کا لشکر بھی اُسی کی ماتحتی میں تھا۔
سوسم سرما کی ایک جنگ میں قومِ الیمانی پر فتح حاصل کی اور بڑا نام اِس بات میں

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۱۲۵ پایا کہ باوجود جاڑے کی سختی کے بڑی ہوشیاری اور پھرتی سے اپنی فوجیں دشمن کے سر پر لے آیا۔ نازاریوس نے اپنی تقریر میں نوجوان شہزادے کے اس کار نمایاں کو بڑی آب و تاب سے بیان کیا ہے[1]۔ اور کہا ہے کہ شہزادے نے جوانی اور جوانمردی کے زور میں ایسے جوہر دکھائے جن کا یقین کرنا مشکل تھا۔ نازاریوس نے تعریف میں اپنے ممدوح کو آسمان پر چڑھایا ہے۔ اور کہا ہے کہ ایک زبردست شہنشاہ کا بیٹا ایسا ہی شریف و شجاع قیصر ہونا چاہیئے۔ قیاصرہ کے پانزدہ سالہ جشن کے موقعے پر ۳۲۱ عیسوی میں نازاریوس نے یہ تقریر کی تھی۔ اس دن بیٹے کی تعریف پر قسطنطین کو کسی قسم کا رشک نہیں ہوا۔

نازاریوس کی اس تقریر میں ایک بات کی کمی بہت معنی خیز ہے۔ وہ یہ کہ کل تقریر میں کہیں لائی سی نیوس کا ذکر نہیں ہے۔ کوئی شخص اس تقریر کو پڑھ کر یہ نہیں سمجھ سکتا کہ اس وقت سلطنت منقسم تھی اور اس میں دو شہنشاہ موجود تھے۔ اس میں شبہ نہیں کہ ان دونوں شہنشاہوں میں اب اتحاد باقی نہ تھا۔ اس تقریر سے دو برس پہلے ہی لائی سی نیوس اور اس کے لڑکے لائی سی نیانوس قیصر کا نام حکام اعلیٰ کی فہرست میں نہیں دکھایا جاتا تھا۔ یہ ایک خفیف سی بات تھی۔ لیکن یہی وہ پیڑ کا پتا تھا جس کی حرکت سے پہچاننے والے پہچان گئے کہ ہوا کس رخ چل رہی ہے۔ اور پھر درباری قصیدہ خوانوں سے بہتر اس بات کا کون جاننے والا ہو سکتا تھا کہ جب لفظ سے جبین شاہی پر بل آئے اس کو تحریر و تقریر سے کیونکر اڑا دیتے ہیں۔

زوسیموس ان دونوں شہنشاہوں میں لڑائی کی وجہ قسطنطین کی
۱۲۶ حرص و آز کو قرار دیتا ہے۔ یوتروپیوس نے بھی قسطنطین ہی کو الزام دیا ہے[2] کہ اس نے تمام دنیا پر سلطنت حاصل کرنے پر اپنا دل لگا رکھا تھا۔ برعکس اسکے یوسی بیوس اسقف قیساریہ نے قسطنطین کو ایک بڑا فیاض اور حوصلہ مند شہنشاہ لکھا ہے[3] اور لکھا ہے کہ وہ انسانیت کا نمونۂ کامل تھا۔ مدت تک باوجود

[1] قدیم قصائد۔ ۱۰، ۳۶ ؛ [2] یوترپیوس۔ ۱۰، ۵ ؛ [3] یوسی بیوس، حیات قسطنطین ۱، ۵۰ ؛

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نقصان اُٹھانے کے اِس کوردِل لائی سی نیوس کی ناشکر گذاریوں کو سات اوپر ستر دفعہ معاف کر چکا تھا۔ مگر اُس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اسقفِ قیساریہ کے خیال میں قسطنطین لائی سی نیوس کا کسی زمانے میں بڑا محسن تھا۔ مگر لائی سی نیوس نے اس شرمندگی میں کہ اُس سے کمتر ہے پہلے تو قسطنطین کے خلاف سازشیں کیں اور پھر علانیہ دشمنی اختیار کر لی۔ لیکن یہ بات سب پر روشن ہے کہ قیساریہ کے پادری نے لائی سی نیوس پر یہ جس قدر زہر اُگلا ہے اُس کی وجہ محض اتنی ہے کہ جب دونوں شہنشاہوں میں رنجش ہو گئی تو لائی سی نیوس نے عیسائیوں کی مخالفت پر کمر باندھ لی۔ لائی سی نیوس کی مذہبی پالیسی کا ذکر اور یہ کہ اُس کی عملداری میں عیسائیوں پر کس طرح ظلم شروع ہوئے کسی اور باب میں لکھیں گے۔ یہاں اُسقفِ یوسی بیوس نے لڑائی کا جو سبب بہت یقین اور اصرار سے لکھا ہے یعنی یہ کہ دونوں شہنشاہوں میں اختلافِ مذہب کی بنیاد پر لڑائی ہوئی صرف اُسی سے بحث کریں گے۔ وہ لکھتا ہے[1] کہ لائی سی نیوس اُن لوگوں کو اپنا اور اپنی حکومت کا بدخواہ اور دشمن جانتا تھا جو قسطنطین کے دوست تھے۔ اُس نے اُسقفوں پر بڑی سفاکی سے حملہ کیا اور اپنے نزدیک یہ بات طے کر لی کہ اساقفہ اُس کے سخت مخالف اور دشمن ہیں۔ اور اسی بنیاد پر یہ قیاس کیا اور یہ قیاس کچھ بلا وجہ نہ تھا کہ بلادِ مشرق کے تمام اُسقف ملکی ناراضی اور بغاوت کے مرکز ہیں۔ لائی سی نیوس کو اس کا پورا یقین تھا کہ یہ لوگ اُس کی عملداری میں بغاوت اور شورش کا مادہ پھیلا رہے ہیں اور سب قسطنطین کے خفیہ جاسوس اور گماشتے ہیں۔ ہمارے پاس ایسے واقعات موجود نہیں ہیں کہ اِس بارے میں ہم کسی قطعی نتیجے پر پہنچ سکیں۔ لیکن یہ سچ ہے کہ کلیسا کے ساتھ قسطنطین کی فیاضیاں بڑھتی جاتی تھیں اور اب وہ ہر جگہ عیسائی مذہب کا بڑا حامی اور خیر طلب مانا جاتا تھا۔ اکثر اساقفہ
اُس کی فراخ دستی و سخاوت کا مقابلہ لائی سی نیوس کے طریقوں سے کیا کرتے ١٢٧
تھے جس نے اب عیسائیوں کی مخالفت اختیار کر لی تھی۔ اور اسی مخالفت کا رفتہ رفتہ یہ نتیجہ ہوا کہ عیسائیوں پر فی الواقع پھر ظلم و ستم شروع ہو گئے ۔

---

[1] یوسی بیوس؛ حیات قسطنطین ۱-۵۶ ؛

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لیکن دراصل دونوں شہنشاہوں میں لڑائی کی قوی تر وجہ کوئی مذہبی رنجش نہ تھی بلکہ محض ملک گیری کا شوق تھا۔ اور اگر ہم کو یہ فیصلہ کرنا پڑے کہ دونوں میں زیادتی کس کی تھی تو قسطنطین زیادتی کے الزام سے بچ نہیں سکتا۔ لائی سی نیوس کی عمر اب زیادہ ہو گئی تھی۔ دنیا طلبی کا شوق شاید کم نہ ہوا ہو مگر اپنی طرف سے ایسی لڑائی اٹھانے کی ہمت کرنی اب مشکل تھی جس میں جان و مال عزت و آبرو سب ہی کچھ کھپا دینے کی ضرورت ہو۔ برعکس اس کے قسطنطین خوب توانا و تندرست اور ایک بڑے قواعد داں اور آزمودہ کار لشکر کا مالک تھا۔ لڑائی میں جیتنے کی امید بھی اگر ہو سکتی تھی تو اسی کی نسبت ہو سکتی تھی۔ شام اور مصر کی فوجوں کے مقابلے میں اس کے پاس رائن اور ڈانیوب کی فوجیں تھیں۔ پانونیہ اور ایبیریہ کی فوجیں بھی اس کی مدد کے لیے ہر وقت موجود تھیں۔ اس کے علاوہ یہ دونوں علاقے تمام یورپ میں مشہور تھے کہ وہاں سے بہتر سپاہی کہیں بھرتی کے لیے نہیں ملتے۔ لیکن اساقفہ کی چشم تقدس بیں کو یہی نظر آتا تھا کہ قسطنطین کلیسائے مسیحی کا حامی و سرپرست بن کر میدان کارزار میں اترنے والا ہے۔ گر قسطنطین جس ارادہ اور نیت سے آمادۂ جنگ ہوا تھا وہ دنیا پر حکومت کرنے کا شوق تھا (نہ کہ کسی مذہب کی حمایت)۔

اب دونوں شہنشاہوں نے نہایت اہتمام و سرگرمی سے لڑائی کی تیاریاں شروع کیں۔ زوسیموس لکھتا ہے کہ تھسالونیکا (سلانیک) میں قسطنطین نے ایک بندرگاہ بنوانا شروع کیا جس میں دو سو جنگی جہاز اور ایک ہزار بار برداری کی کشتیاں قیام کر سکیں۔ ان کشتیوں کی تیاری کے لیے اس نے اپنے جہازی کارخانوں میں حکم بھجوا دیا تھا۔ اگر زوسیموس کا بیان قابل اعتبار ہو تو سمجھنا چاہیے کہ قسطنطین نے ایک لاکھ بیس ہزار پیدل۔ دس ہزار بحری سپاہی اور سوار فراہم کر لیے تھے۔ لائی سی نیوس
نے ڈیڑھ لاکھ پیدل اور پندرہ ہزار سوار جمع کیے تھے۔ یہ تعداد صحیح ہو یا غلط مگر اس میں کلام ۱۲۸
نہیں کہ ہر ایک شہنشاہ کی یہی کوشش تھی کہ جس قدر فوج بہم پہنچ سکے فراہم کی جاوے ایک سپاہی بھی بیکار نہ چھوڑا جاوے۔ اور تمام فوجیں ادریہ نوپل کے میدان میں جمع ہوں جو لڑائی کا مقام قرار پایا تھا۔ دریائے ہبرس کے ایک طرف قسطنطین کا لشکر تھا اور دوسرے طرف لائی سی نیوس کا۔ کچھ دن موقع کی دیکھ بھال اور ادھر ادھر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خفیف لڑائیوں میں گذرے۔ پھر تیسری جولائی ۳۲۳ سنہ عیسوی کو ایک سخت لڑائی شروع ہوئی جس کا انجام یہ ہوا کہ لائی سی نیوس کا کل لشکر میدان سے بھاگ نکلا۔ قسطنطین نے جس کی فوجی ترتیب اور حربی انتظام لائی سی نیوس سے بہتر تھا پانچ ہزار تیر اندازوں کی ایک جمعیت پہلے سے دشمن کے عقب میں ایک مقام پر بٹھادی تھی کہ موقع پاتے ہی تیر برسانے شروع کردے۔ جب ہراول پر لڑائی سخت ہونے لگی تو عقب سے تیر اندازوں نے دشمن میں ایک تہلکہ ڈال دیا۔ اسی اثنا میں قسطنطین نے ایک دستہ فوج کی مدد سے دشمن کو ہٹا کر دریا اترنے کا راستہ نکال لیا۔ اس معرکے میں قسطنطین کی ران میں خفیف سا زخم آیا۔ مگر یہ دیکھ کر اسکو اطمینان ہو گیا کہ دشمن جواب تک اپنے متحصن لشکرگاہ میں محفوظ تھا اُس کو باہر نکلنا پڑا اور بھاگ کر بیزنطیہ کی شہر پناہ میں پناہ لینے سے پہلے ۳۴۰۰۰ مجروح و مقتول میدان میں چھوڑنے پڑے۔

بیزنطیہ کا شہر جس کے گرد شہر پناہ تھی میک سیمین کے زمانے میں گیارہ دن کے محاصرے کے بعد فتح ہو گیا تھا۔ اس کے بعد لائی سی نیوس نے غالباً اس خیال سے کہ شاید پھر کوئی بُرا وقت شہر پر آوے اُس کی شہر پناہ کی مضبوطی کردی تھی۔ اتفاق سے اب موقع آیا کہ اُس کی فوجوں کو اس شہر میں پناہ لینی پڑی۔ مگر لائی سی نیوس نے زیادہ تر بھروسا اپنے جہازی بیڑے پر رکھا جس کی تعداد قسطنطین کے جہازوں سے قریب دو چند تھی۔ لائی سی نیوس نے ۳۵۰ جنگی جہاز جمع کرلئے تھے یعنی پرانے دستور کے مطابق ایشیا اور مصر کے بحری مقامات سے جہاز طلب کرلئے تھے۔ ان میں ۱۳۰ جہاز مصر اور لبیہ کے
۱۲۹ تھے۔ ۱۱۰ جہاز فینیشیا اور قبرس کے اور اسی قدر سلیسیہ اور آئی اونیا اور بتھی نیا کے تھے۔ سامان کے لحاظ سے یہ جہاز لڑائی کے لئے بالکل درست تھے لیکن جو لوگ اُن پر کام کرتے تھے وہ خوش نہ تھے۔ اور نہ وہ مقام جہاں جہاز کھڑے کیئے گئے تھے ٹھیک تھا۔ اور نہ جہاز رانی کا کام درستی سے ہوتا تھا۔ لائی سی نیوس کا امیر البحر اماندوس تھا۔ اس نے تمام جہازوں کو دردانیال کے تنگ سمندر میں ڈال رکھا تھا۔ اور بجائے اس کے کہ خود دشمن پر حملہ کرتا خود دشمن کے وار سہتا رہا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قسطنطین نے اپنے جہازوں کی افسری کرسپوس کو دی تھی جس کو بحری لڑائی کا تجربہ اگر کچھ تھا تو دریائے رائن کی جنگی کشتیوں کا تھا۔ لیکن ایک رومانی سپہ سالار سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ خشکی اور تری دونوں پر لڑ سکتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ اس بحری معرکے میں بھی کرسپوس نے وہ کام کیا کہ قسطنطین کا انتخاب بہت قابل قدر سمجھا گیا۔ کرسپوس کو حکم ملا تھا کہ اماندوس پر حملہ کر کے اس کے بیڑے کو غارت کر دے۔ اس حکم کی ضرورت اس لیے پیش آئی تھی کہ قسطنطین کا لشکر بہت بڑا تھا اور اتنے بڑے لشکر کے لیے خشکی کے رستے سے سامان رسد کافی طور پر نہیں آ سکتا تھا۔ اس لیے سمندر کا راستہ صاف کرنے کی ضرورت فوراً پیدا ہوئی۔ غرض ایک دن لڑائی ہونے کے بعد دوسرے دن پھر لڑائی ہوئی۔ پہلے دن کی لڑائی میں ہوا اور موج دونوں اماندوس کے موافق رہیں اور لڑائی برابر کی چھوٹی۔ دوسرے دن ہوا کا رُخ کسی قدر جنوب کو پھر گیا اور کرسپوس نے دست بدست لڑائی لڑ کر اماندوس کے ۱۳۰ جہازوں اور پانچ ہزار کی بحری جمعیت کو بالکل فنا کر دیا۔ اور وردانیال میں داخل ہوا۔ اماندوس اپنے بچے ہوئے جہازوں کو لے کر بیزنطیہ کے سامنے کے سمندر پر پناہ لینے کیلئے واپس آیا۔ اور اب وردانیال قسطنطین کے جہازوں کے لیئے بالکل صاف ہو گیا؛

قسطنطین نے اب بیزنطیہ کے محاصرے پر زور لگایا اور دیواروں کے توڑنے کے لیئے بڑے بڑے منجنیق لگائے۔ لائی سی نیوس کو یقین ۱۴۰ ہو گیا کہ اب شہر میں محاصرے کو روکنے کا زیادہ دم نہیں ہے۔ وہ خود سمندر اتر کر ایشیا میں چلا آیا کہ شہر کے ساتھ کہیں اپنی جان بھی نہ دینی پڑے۔ مگر اس وقت تک اُس کو یہ خیال نہ تھا کہ قسطنطین کے مقابلے میں کامیابی مطلق نہ ہو گی۔ چالسیڈن میں اُس نے ایک شخص مارٹی نیانس کو اپنا قیصر یا اغسطس مقرر کیا تھا۔ والنس کی چند روزہ قیصری کا انجام آنکھوں سے دیکھنے کے بعد قیصر کو یہ جگہ بہت ہی مخدوش معلوم ہوتی ہو گی۔ غرضیکہ ایشیا پہنچ کر جس قدر لشکر بچا تھا اُس کو جمع کیا اور جب قسطنطین نے بیزنطیہ کو فتح کر لیا اور ایشیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

میں قدم رکھنا چاہا تو لائی سی نیوس نے بری اور بحری دونوں طاقتوں سے اُس کو روکنا چاہا۔ مگر سمندر پر قسطنطین کی طاقت بہت بڑھی ہوئی تھی۔ اور جب ایشیا کے ساحلی شہر کرائی سوپولس پر اُس نے اترنا چاہا تو لائی سی نیوس کچھ نہ کر سکا اور اب خشکی پر لائی سی نیوس نے اخیر مقابلہ کیا مگر نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے ۲۵۰۰۰ آدمی مارے گئے۔ اور باقی لشکر کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ یوسی بیوس نے اپنی کتاب کے ایک حصے میں جس میں معمول سے زیادہ حماقت بھری ہے لکھا ہے کہ لائی سی نیوس نے لڑائی شروع کرنے سے پہلے اپنے لشکر کو تاکید کر دی تھی کہ جہاں تک ہو پاک لیبارم (نشانِ صلیب) کے سایے سے بچ کر نکلیں کیونکہ قسطنطین اس نشان کو آگے رکھ کر لڑتا ہے اور ہمیشہ اُس کو فتح ہوتی ہے۔ اگر کہیں لڑائی کی ریل پیل میں اس نشان کے قریب پہنچ جاؤ تو اُس پر نگاہ نہ ڈالنا۔ اِس بیان سے ظاہر ہے کہ فتح کا باعث نہ تو ترتیب فوج میں قسطنطین کا کمال تھا اور نہ اُس کی سپاہ کی دلیری و دلاوری تھی بلکہ اصل باعث یہ تھا کہ اُس نے دینِ مسیحی کو اپنی سپر بنایا تھا اور صلیب مقدس کے مفید و جاں بخش نشان کو آگے آگے رکھتا تھا کہ دشمنِ بے دین کے دل پر ہیبت طاری ہو جاوے اور اپنی فوج بلاؤں سے محفوظ رہے[1]۔ یہ خیال قسطنطین کی دادِ شجاعت میں بہت کمی پیدا کر دیتا ہے۔ مگر سچ یہ ہے کہ اس معرکے میں اُس نے ایک ایسے شہنشاہ کے مقابلے میں لڑائی کامیابی کے ساتھ ختم کی
۱۳۱ جس کی شجاعت اور قوتِ مدافعت ایسی تھی کہ شکست کی صورت میں بھی اُس کو ایک دشمن صعب کی شکل میں ظاہر کرتی رہی۔

لائی سی نیوس پیچھے ہٹا اور ہٹتے ہٹتے نیکومیدیا تک پہنچ گیا۔ مگر اب اُس کا لشکر ختم ہو چکا تھا۔ اتنی مہلت نہ تھی کہ نئی فوجیں بھرتی کرتا کیونکہ فاتح اُس کے تعاقب میں تھا۔ پس اُس کو سوائے اس کے چارہ نہ تھا کہ یا تو خودکشی کرے یا اطاعت قبول کرے یا کہیں فرار ہو جاوے۔ اگر پاسِ ناموس

[1] "حیاتِ قسطنطین"۔ ۲، ۱۲۔

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

غالب ہوتا تو آئندہ کی لا علاج مصیبتوں سے نجات پانے کا پرانا رومانی طریقہ اختیار کر لیتا اور خودکشی کر کے تمام مشکلوں کا خاتمہ کر دیتا۔ لیکن اس طرح جان دینے کی جگہ اُس نے قسطنطین سے جان بخشی کی درخواست کی۔ اگر آج کو اُس کی بیوی قسطنطین کی بہن نہ ہوتی تو نہ ایسی کوئی درخواست پیش کی جاتی اور نہ اُس کے منظور ہونے کی امید ہوتی۔ اب اس درخواست پر اس کی بیوی قسطنطیہ بھائی کی خدمت میں اپنے شوہر کی سفارشی ہوئی۔ بہن کی منت و سماجت نے بھائی کے دل پر اثر کیا اور مغلوب دشمن کو سامنے حاضر ہونے کی اجازت دی گئی۔ لائی سی نیوس بہت ادب و تعظیم سے سامنے آیا اور اپنا لباس شاہی اتار کر قسطنطین کے قدموں پر رکھ دیا اور مراحم خسروانی سے متوقع جان بخشی کا ہو گیا۔ یہ منظر ایک رومانی شریف و نجیب کی شان سے بعید نہایت تحقیر و تذلیل کا مقام تھا۔ قسطنطین نے اُس کو معافی دی۔ اور اپنے ساتھ شاہی دسترخوان پر بٹھایا۔ اور پھر وہاں سے تھسالونیکا میں بھیج دیا کہ تنہائی اور گمنامی میں زندگی کے باقی دن کاٹ دے۔ لیکن لائی سی نیوس اس واقعے کے بہت دن بعد تک نہ جیا۔ مورخوں نے قسطنطین کے دامن کو ایک عزیز کے خون سے پاک رکھنے کی نیت سے لکھا ہے کہ لائی سی نیوس نے اپنے شہنشاہ محسن کے ہلاک کرنے کی تدبیر کی اور اس جرم کی سزا میں وہ قتل کر دیا گیا۔ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ کہیں فوجیوں میں تلوار چلی اور اس ہنگامے میں لائی سی نیوس جان سے مارا گیا۔ ایک مورخ نے لکھا ہے کہ سیاسی مجلس (سینات) نے اُس کی موت کا حکم جاری کیا تھا۔ بہرحال قیاس یہ چاہتا ہے کہ قسطنطین نے شروع میں تو ضرور اتنی مہربانی کی کہ اُس کی جان نہ لی۔ مگر اس مہربانی کا اُس کو ہمیشہ قلق رہا۔ کیونکہ تاریخ سے یہ امر ثابت ہے کہ کوئی رومانی شہنشاہ ایسے حریف کا جس کے سر سے تاج اتر گیا ہو زیادہ زندہ رہنا نہیں چاہتا تھا
خواہ وہ کیسا ہی کمزور اور بے شر ہو گیا ہو۔ یوتروپیوس نے اس بات پر زور دیا ۱۴۲
ہے کہ قسطنطین نے عہد شکنی کر کے لائی سی نیوس کو قتل کیا[1]۔ یوسی بیوس

[1] "حیاتِ قسطنطین"۔ ۱۰، ۶، ۲

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

نے اس کا ذکر ہی اڑا دیا ہے کہ قسطنطین نے کبھی اُس کی جان سلامت رکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ ملتِ مسیحی کے اس شیدائی نے محض اتنا تحریر فرمایا ہے کہ "پھر قسطنطین نے خدا کے ملعون کافر اور اُس کے ہمراہیوں کے ساتھ قوانین جنگ کے مطابق عمل کیا اور ان کو وہ سزائیں دیں جن کے وہ مستوجب تھے"[1]۔ یہ عبارت بھی حُسن تحریر کی اچھی مثال ہے کہ قتل انسان کے ارتکاب پر پاکیزہ الفاظ کی نقاب ڈال کر کس طرح مطلب گول کر دیا ہے۔

غرض لائی سی نیوس بھی اُسی شہر میں قتل کیا گیا جہاں اُس نے خاندان شاہی کی دو مصیبت زدہ بیگمات یعنی پرسیکہ اور ویلیریہ کو قتل کرایا تھا۔ اُس کی موت پر حامیان بُت پرستی کے سوا اور کسی کو افسوس نہ ہوا۔ اُس کی سیرت اور خصائل کا حال اوریلیوس وکٹر نے سب سے بہتر طریقے پر لکھا ہے کہ لائی سی نیوس بڑا طامع و جاہ پرست تھا۔ مزاج کا بہت تیز اور بات چیت میں بالکل اُجڈ گنوار تھا۔ علوم و فنون کا جانی دشمن تھا۔ قانون کی تعلیم اور پیشے کو کہا کرتا تھا کہ وہ عامۂ خلائق کے حق میں زہر اور وبا کا حکم رکھتے ہیں۔ چونکہ خود مفلس ماں باپ کا لڑکا تھا اس لئے تنگ دست کاشتکاروں کے ادنیٰ سے ادنےٰ حقوق کا بھی بڑا دردمند محافظ تھا۔ فنون جنگ کے متعلق وہ ایک زبردست ماہر مانا جاتا تھا۔ درباروں کے جاہ و حشم سے جس کا قسطنطین دل سے فریفتہ تھا سخت نفرت رکھتا تھا۔ اوریلیوس وکٹر لکھتا ہے کہ ایوان شاہی میں قدم رکھتے ہی جس قدر خواجہ سرا اور محل کے خُدّام تھے سب کو یکلخت برطرف کر دیا۔ کہا کرتا تھا کہ یہ لوگ محل کی سڑی چھچھوندریں اور کیڑے مکوڑے ہیں۔ اُس کی مذہبی پالیسی کا حال ہم آگے کہیں لکھیں گے۔ اُس کا عہد حکومت ایسا نہ تھا جس کی نسبت زیادہ لکھنے کی ضرورت ہو۔ تاریخ میں اُس نے اپنا کوئی کار نمایاں نہیں چھوڑا ۱۳۴
اُس کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہی بتائی گئی ہے کہ وہ قسطنطین کے شوقِ جہانبانی میں مخل ہوا۔ قسطنطین نے اُس کے مجسموں کو گروا دیا اور اُس کے نافذہ فرامین کو

[1] "حیاتِ قسطنطین"۔ ۱۸،۱۱ +

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مسترد کر دیا۔ اُس کے نوعمر لڑکے لائی سی نیانوس کے قتل سے پرہیز کیا۔ کچھ
اِس وجہ سے نہیں کہ اِس بچے پر رحم آیا بلکہ بہن کی محبت اس کے قتل کی مانع ہوئی۔
مارتی نیانس جس کو لائی سی نیوس نے اغسطس بنایا تھا چند روز شہنشاہی
کر کے کرائی سو پولس کی شکست کے بعد قتل کر دیا گیا اور اب قسطنطین
اپنے لڑکوں کے ساتھ جملہ اقالیم رومانی کا مطلقاً مالک ہوگیا اور اِس طرح
سلطنت میں پھر اجتماع قوت ہوگیا +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آٹھواں باب ۱۲۴

عیسائیوں پر جور و عقوبت کا آخری دور

اِس سے پہلے ایک باب میں اُن مصیبتوں اور سختیوں کا ذکر ہو چکا ہے جو ڈائیوک لیشن کے دورِ عقوبت میں عیسائیوں کو اُٹھانی پڑیں۔ یہ دور اِس شہنشاہ کے ظالمانہ فرامین کے جاری ہوتے ہی شروع ہو گیا تھا۔ اور اُس کے شروع ہونے پر عیسائیوں کی تکلیفیں سالہا سال تک جاری رہیں گو کبھی اُن میں تخفیف ہو گئی اور کبھی شدت۔ مثلاً ایک مرتبہ جشن بست سالہ کی خوشی میں معافیٔ عام کا ایک حکم نافذ ہوا جس کی وجہ سے ہزارہا عیسائی قیدخانوں سے رہا کر دیئے گئے۔ یوسی بیوس بہت وثوق سے لکھتا ہے کہ یہ معافی تمام دنیا کے قیدیوں کے لئے تھی۔ اُس میں کہیں یہ شرط نہ تھی کہ عیسائیوں کو مذہب چھوڑنے پر قید سے رہائی ملے گی۔ مگر باوجود اِس کے بعض حاکموں نے جن کو عیسائی مذہب سے خاص عداوت تھی بہت سے عیسائیوں کو قید سے یہ حیلہ نکال کر نہ چھوڑا کہ وہ حکومت کے حق میں خطرناک ہیں۔ غرض اس چندروزہ معافی کے بعد پھر عقوبت کی تلوار نیام سے نکل پڑی اور جب تک ڈائیوک لیشن اور میک سیمیان سلطنت سے دست بردار ہوں عیسائیوں پر ظلم و ستم ہوتے رہے۔

پھر ایک زمانہ اقاقے کا آیا جب وقت قسطنطیوس سلطنت کا اوغسطس کبیر قرار پایا تو بلادِ مغرب میں عیسائیوں پر ظلم ہونے بند ہو گئے۔ مشرق میں بھی تھوڑے دن تک امن رہا۔ میک سیمن نے مصر، سیلیسیہ، فلسطین و شام کے عیسائیوں کو کچھ دنوں تک چین سے رہنے دیا۔ مگر اس کے بعد وہ عیسائیوں کا دشمن ہو گیا۔ سنت جروم نے جہاں اس بادشاہ کا مقابلہ شہنشاہان دیسیوس ۱۲۵

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دوائیوک لیشن سے کیا ہے وہاں لکھا ہے کہ میک سیمین نے بہت جلد ایک خونریز متعصب اور جفاکار دشمنِ دین کی شکل اختیار کر لی۔ شروع زمانے میں البتہ اُس نے مشرق کے عیسائیوں کو چند روزہ آسائش دی جس کا حال خود اُس کی ایک تحریر سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ تحریر اُس نے اپنے قیصر ہونے کے سال میں تخت نشینی سے چند سال بعد لکھی تھی۔ اور اُس کی عبارت یہ ہے:[1]

"جب میں نے چوتھی مرتبہ مشرق کا دورہ کیا تو دیکھا کہ بہت سے مقامات پر وہاں کے حاکموں نے ایسے لوگوں کو جلاوطن کر دیا ہے جو حکومت کے حق میں بہت بکار آمد ہو سکتے تھے۔ میں نے اِن حاکموں کو حکم دیا کہ صوبہ جات کی عیسائی رعایا پر سختی ہرگز نہ کریں۔ بلکہ ان کو شیریں کلامی سے بتوں کی پرستش کی طرف رجوع کریں۔ جب تک حاکموں نے میرے اس حکم کی تعمیل کی مشرق کا ایک آدمی بھی جلاوطن نہیں کیا گیا اور نہ اُس پر کسی قسم کی سختی ہوئی بلکہ مہربانی کی باتوں سے لوگ مسیحی دین چھوڑ کر پھر اپنے باپ دادا کے خداؤں کو پوجنے لگے۔"

لیکن یہ دعوے کہ کثرت سے عیسائیوں نے اپنا مذہب چھوڑ دیا اور بُت پرستی اختیار کر لی بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اِس حکم سے ایک سال کے اندر ہی میک سیمین کی طبیعت بدل گئی اور یہ خیال اُس کا جاتا رہا کہ میٹھی باتوں سے عیسائی مذہب دنیا سے اُٹھ جائے گا۔ چنانچہ اس حکم کو اُس نے جلد منسوخ کر دیا اور پھر فی الحقیقت وہ تعصب و دشمنی کا ایک غضبناک پُتلا بن گیا۔ بڑے بڑے متعصب کاہنوں نے اُس کی طبیعت میں دخل پا لیا۔ اور اُس نے بہت جلد ہر قسم کے سحر اور جادو و کہانت کو اپنا دین و ایمان بنا لیا۔ لکتن تیوس لکھتا ہے کہ اُس کی میز پر سوائے ایسے جانوروں کے گوشت کے جس کو کسی بُت پر صدقہ اُتارنے کے لیئے کسی کاہن نے مارا ہو اَور کسی قسم کا گوشت نہ ہوتا تھا۔ اور یہ صدقے کا گوشت بھی ایسی شراب میں تر کر دیا جاتا تھا جو کسی بُت پر سے صدقہ ہو چکی تھی۔ اب میک سیمین نے

[1] یوسی بیوس: "تاریخ کلیسا" ۹،۹۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

عیسائیوں پر سخت گیری کے لیے حکم پر حکم جاری کرنے شروع کیئے۔ یہاں تک کہ سنہ ۳۰۶ عیسوی کے وسط میں ایک فرمان جس کو یوسی بیوس "دوسرا اشتہار جنگ" لکھتا ہے ہر ایک مجسٹریٹ کے نام اِس مضمون کا جاری کیا کہ اُس کے علاقے میں ۱۳۶
جس قدر لوگ آباد ہوں وہ یا تو بتوں پر قربانی چڑھائیں ورنہ زندہ جلا دیئے جاویں۔ اِس حکم کے آتے ہی مجسٹریٹوں کے اہلکار گھر گھر پھرنے لگے تاکہ حکم کی تعمیل سے کوئی بچنے نہ پاوے۔ جاسوسوں اور مخبروں کے لیئے بڑے بڑے انعام مقرر ہوئے کہ وہ اپنی قابلِ نفرین خدمت میں حتی الامکان کوشش کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ میک سیمین کے ماتحت علاقوں میں عیسائیوں کو جس قدر اذیتیں اُٹھانی پڑیں کسی اور شہنشاہ کی عیسائی رعایا اس نوبت کو نہیں پہنچی۔ قطع اعضاء کی سزائیں نہایت ہولناک طریقے سے دی جاتی تھیں۔ پہلے عیسائیوں کو گرفتار کیا جاتا تھا۔ پھر ران کی رگ کاٹ کر اُن کو لنگڑا کر دیتے تھے۔ اور داہنی آنکھ گرم لوہے سے جلا دی جاتی تھی اور اسی مجروح حالت میں اُن کے گروہ کے گروہ مصر میں سنگِ سماق کی کانوں پر یا فیلوس واقع فلسطین میں تانبے کی کانوں پر مشقت کے لیئے بھیج دیئے جاتے تھے۔ لکتن تیوس کا یہ بیان کہ عیسائیت کا اقرار کرتے ہی آنکھوں کے ڈیلے بالکل نکلوا دیئے جاتے تھے اور اُن کے ہاتھ پاؤں یا ناک کان کاٹ دیئے جاتے تھے یوسی بیوس کی تحریر اور مسیحی شہداء کے اذیت ناموں سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

فلسطین میں دو حاکم نہایت ہی مُوذی تھے۔ ایک کا نام اربانوس تھا اور دوسرے کا فرمی لیانس۔ فرمی لیانس کی نسبت بیان ہوا ہے کہ اُس نے ایک دن میں بارہ عیسائیوں کو سزائے موت دی۔ یہ مصر کے عیسائی تھے اور ان کا قصہ یہ ہے کہ جب فلسطین کی کانوں میں عیسائیوں کی حالت بہت ہی مظلومی کی ہو گئی تو مشرق کے عیسائیوں کو اُن سے خاص ہمدردی ہوئی۔ اور مصر کے عیسائی اکثر اُن کی خدمت و زیارت کے لیئے فلسطین جانے لگے۔ راستے میں قیساریہ سے گذرنا پڑتا تھا۔ یہاں فرمی لیانس کے اہلکار تاک میں بیٹھے رہتے تھے۔ جس مسافر پر شبہ ہوتا تھا اُس کو پکڑ لیتے تھے۔

اگر اُس نے اپنے عیسائی ہونے کا اقرار کر لیا تو فوراً عدالت کے سامنے لاتے تھے
جہاں سے قتل کی سزا ملنی ایک لازمی امر تھا۔ یہ بارہ عیسائی بھی اسی نیت سے
کہ اپنے ہم مذہب بھائیوں کی مدد کریں گے فلسطین کو جا رہے تھے کہ قیساریہ
میں گرفتار ہو گئے اور جب اُنہوں نے اپنا عیسائی ہونا بیان کیا تو فرمی لیانس
کے حکم سے بارہ کے بارہ ایک ہی دن میں قتل کر دیئے گئے۔ میک سیمن کے
ممالکِ محروسہ میں جو ظلم ہوتے تھے اُن میں ایک خصوصیت یہ تھی کہ عیسائی عورتوں
کی عصمت و عفت پر اکثر حملہ کیا جاتا تھا۔ اور یہ عورتیں بڑے صبر کے ساتھ اپنی آبرو ۱۳۷
بچانے کے لئے خودکشی کر لیتی تھیں۔ انطاکیہ میں پندرہ برس کی ایک لڑکی پلاجیہ
کا قصہ مشہور ہے جو شہید ہو کر سَینٹ پلاجیہ کے لقب سے مشہور ہوئی۔ اِس غریب کو
بُلانے کے لئے میک سیمن نے چند سپاہی اُس کے گھر بھیجے۔ جس وقت
سپاہی پہنچے تو وہ گھر میں اکیلی بیٹھی تھی۔ بادشاہ کا پیغام سنتے ہی بہت اطمینان و ضبط
سے معمولی لہجے میں کہنے لگی کہ بہت اچھا میں ذرا کپڑے بدل آؤں تو آپ کے ساتھ
چلوں۔ یہ کہکر وہ بالاخانے پر گئی اور وہاں سے نیچے سڑک پر گر کر اپنے تئیں
ہلاک کر دیا۔ یوسی بیوس نے یہ واقعہ بچشم خود دیکھا تھا۔ اِس پادری نے اور
بہت سے قصے میک سیمن اور اُس کے اہل کاروں کے کہ کس طرح بے گناہوں کو
وہ قانون کے جال میں پھانسا کرتے تھے لکھے ہیں ۳۰۸ء میں اس شہنشاہ نے
ایک حکم اِس مضمون کا جاری کیا کہ ہر شہر اور گاؤں میں جو بت خانہ کسی وجہ سے
خراب یا مرمت طلب ہو گیا ہو اُس کی بہت جلد درستی کی جاوے۔ کاہنوں کی
تعداد پہلے سے دس گنی کر دی۔ اور روزانہ قربانی کرنے کی سخت تاکید کی۔ مجسٹریٹوں
کے نام تاکیدی حکم جاری ہوئے کہ ہر ایک مرد۔ عورت اور بچے کو قربانی کرنے
اور قربانی کا کھانا کھانے پر مجبور کیا جائے۔ بازاروں میں جس قدر مال اور اسباب
فروخت کا رکھا ہوتا تھا اُس پر بھی صدقے کا پانی چھڑک دیا جاتا تھا۔
لوگوں کے نہانے کے واسطے جو حوض و حمام بنے تھے اُن کے دروازوں
پر سرکاری اہلکار بیٹھے رہتے تھے۔ جو شخص اندر جانا چاہتا تھا اُس سے
دو چار دانے دھونی کے آگ پر ڈلوا دیتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ میک سیمن میں

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تعصب کا مادہ ایسا بڑھا کہ بُت پرستی سے الفت اور عیسائی مذہب سے جانی
دشمنی اوس کی طبیعت کا خمیر بن گئی۔
اب سوال یہ ہے کہ جس زمانے میں میک سیمن نے شام و مصر کے عیسائیوں
پر یہ ہیبت طاری کر رکھی تھی اوس وقت گیلی ریوس کی قلمرو میں عیسائیوں
کا کیا حال تھا۔ مگر اس سوال کے پورے جواب کے لیئے واقعات کافی طور پر دستیاب
نہیں ہوتے۔ اتنا البتہ ظاہر ہوتا ہے کہ شہنشاہ گیلی ریوس کو اب اس بات
کا احساس ضرور ہو چلا تھا کہ تشدد و سخت گیری میں گو بہت اہتمام کیا جاتا ہے ۱۳۶
مگر اوس کا کوئی نتیجہ مفید مطلب نکلتا معلوم نہیں ہوتا۔ ۳۱۰ء سنہ عیسوی میں جب
وہ ایک سخت مرض میں مبتلا ہوا تو غالباً اُس کا یہ خیال اور بھی پختہ ہو گیا ہو گا کہ عیسائیت
کے جہاں اور بڑے بڑے تاریخی دشمن مثلاً اینٹی اوکس۔ اپی فائیڈس۔
ہیرود اعظم ہیرود اگریپا نہایت خبیث و مکروہ امراض میں مبتلا ہو کر مرے تھے
اسی طرح گیلی ریوس بھی گلنا سڑنا شروع ہوا۔ حکیم و طبیب کچھ نہ کر سکے
اپولو اور ایسکیولاپیس کے مندروں کو آدمی بھیجے گئے کہ مرض کی
کوئی دوا لائیں۔ اپولو کے مندر سے ایک دوا ملی تھی مگر اس کے لیپ سے
تکلیف اور زیادہ ہو گئی۔ لکتن تیوس نے گیلی ریوس کی تکلیف مرض کے
بیان میں بڑے جوش و مسرت سے شاعر ورجل کے اشعار نقل کیئے ہیں
جنکا مضمون ہے کہ "سانپ اور اژدہے سر سے پاؤں تک اُن کو لپٹے
تھے۔ اور اس کرب میں اُن کی چیخیں آسمان تک پہنچتی تھیں۔ اور بہ شدت درد
کی آوازیں ایسی ہوتی تھیں جیسے کسی زبردست بیل کی ڈکاریں جو قربان گاہ سے
زخم کھا کر بھاگا ہو"۔ گیلی ریوس پر ایکسال اسی شدت تکلیف کا گذرا۔ اب
سوال یہ ہے کہ کیا واقعی مرض کی بے قراری میں اُسنے یہ قصد کیا کہ خدا کے
جن گھروں کو برباد کیا تھا ان کو درست کر کے اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔
اور کیا لکتن تیوس کا یہ قول صحیح ہے کہ اُسنے مجبور ہو کر "خدا کا اقرار کیا"؟
یہ واقعات صحیح ہوں یا غلط مگر وہ فرمان جو بیمار شہنشاہ نے حالت تکلیف
و ناتوانی میں لکھوایا تھا اب تک موجود ہے اور اُسکو ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

"سلطنت کے نفع وسلامتی کے لیئے جن تدبیروں کو ہم نے اختیار کیا تھا اُن میں ہمیشہ یہ امر ملحوظ رکھا گیا تھا کہ ہر ایک بات رومانیوں کے قدیم مذہب اور رسم ورواج کے مطابق ہوا کرے اور خاص طور پر انتظام کیا جاوے کہ عیسائی جنہوں نے اپنے بزرگوں کا دین چھوڑ دیا ہے اُن کی طبیعتیں پھر درستی پر آجاویں۔

"کیونکہ وجہ جو کچھ بھی ہو اِن عیسائیوں نے اپنی حماقت وخودسری سے مغلوب ہو کر پُرانے طریقے اور رسوم کی پابندی سے جو اُن ہی کے باپ دادا کے طریقے اور رسوم تھے ہاتھ کھینچ لیا تھا۔ اور اپنی رائے اور خیال کے مطابق اپنے لیئے ایک نیا دین اور قانون جاری کیا تھا اور مختلف مقامات پر ہر قسم کے لوگوں کا مجمع کرتے تھے۔ ۱۳۹

"انجام کار ہم نے فرمان جاری کیئے اس مراد سے کہ اِن لوگوں کو اُن طریقوں اور رسموں کا پابند رکھا جاوے جو پرانے وقتوں سے چلی آتی ہیں۔ جب ہمارا فرمان مشتہر ہوا تو اُن میں سے بہت لوگوں نے خوف سے اور بہت لوگوں نے سزا کے لازمی ہونے سے ہمارے حکموں کی تعمیل کی۔

"لیکن چونکہ اُن میں پھر بھی کثرت ایسے ہی لوگوں کی رہی جنہوں نے ہمارے حکموں کو نہیں مانا۔ اور اب اُن کا یہ حال ہے کہ نہ وہ بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور نہ اُن کو نیاز ونذر چڑھاتے ہیں۔ اور نہ عیسائیوں ہی کے خدا کی پرستش ہمارے حکم کے خوف سے کر سکتے ہیں۔ تو ہم نے اپنے ترحم اور التفات بے مثال پر غور کیا جو ہم کل رعایا پر ظاہر کرتے رہتے ہیں۔

"پس ہم نے بہتر سمجھا کہ ہم اِن لوگوں کے ساتھ بھی پوری رعایت برتیں اور اون کو پھر عیسائی دین پر آنے اور اپنے گرجاؤں کی جو منہدم کر دیئے گئے ہیں درستی کرنے کی اجازت اس شرط کے ساتھ عطا کریں کہ قواعد اور قوانین مروجہ کے خلاف کوئی بات اون سے عمل میں نہ آوے۔

"ایک دوسرے خط میں ہم نے مجسٹریٹوں کو ہدایت کی ہے کہ اب اُن کا طریقۂ کار کیا ہونا چاہیئے۔

"پس ہماری اِس رعایت کے صلے میں عیسائیوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فرض منصب کا خیال کرکے اپنے خدا سے ہماری اور اپنی اور سلطنت کی سلامتی کے لیئے دعا کریں تاکہ سلطنت کو ہر جگہ ترقی اور کامیابی نصیب رہے اور وہ خود بھی اپنے گھروں میں امن و عافیت کے ساتھ آباد رہیں"۔

یہہ غیر معمولی فرمان اپریل ۳۱۱ عیسوی کے آخری روز نیکومیدیا میں جاری ہوا۔ مضمون سے ظاہر ہے کہ اس سے بڑھکر ناکامیابی کا اقرار کسی شہنشاہ کی زبان سے نہیں ہوسکتا تھا۔ اس میں گیلی ریوس نے اِس امر کا
قطعی اقبال کرلیا ہے کہ عیسائیوں میں زیادہ تر لوگ باوجود سخت جبر و تعدی ۱۴۰
کے اپنے دین پر ثابت قدم رہے۔ اور چونکہ وہ ترک عصیان سے انکار کرکے اپنے ہی طریقے پر رہنا چاہتے ہیں اسلیئے شہنشاہ غصے سے نہیں بلکہ افسوس کے ساتھ اُن کی اِس حیثیت کو کہ وہ عیسائی مذہب رکھتے ہیں تسلیم کرتا ہے۔ اور اُن کو مجمع کرنے کی اجازت دیتا ہے بشرطیکہ کوئی امر خلاف قانون ان سے عمل میں نہ آوے۔ لیکن اِس فرمان کے مضمون میں جو بات عجیب ہے وہ یہہ ہے کہ شہنشاہ حالت مایوسی میں عیسائیوں سے اپنی صحت کے لیئے دعا کرنے کی درخواست کرتا ہے۔ اور گویا اسکو امید ہے کہ جہاں اپولو کو اُس کے مرض کی دوا نہیں ملی ممکن ہے کہ مسیح سے اس کے درد کا درماں ملجائے۔ گیلی ریوس کی حالت اِس وقت اُس ڈوبتے ہوئے آدمی کی تھی جو سہارے کی امید میں تنکا پکڑنے کے لیئے بھی ہاتھ بڑھا دیتا ہے

یہ فرمان گیلی ریوس۔ قسطنطین اور لائی سی نیوس کے نام سے جاری ہوا تھا۔ ماکسن تیوس کی حکومت کو جو اُس وقت ایطالیہ پر فرماں روائی کرتا تھا گیلی ریوس نے تسلیم نہیں کیا تھا۔ اِس لیئے فرمان پر اُس کا نام نہ ہونا موجب تعجب نہیں۔ ماکسن تیوس کے علاوہ میکسیمن کا نام بھی اس فرمان پر نہ تھا۔ لیکن اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ میکسیمن کے ایک نائب (پریفکٹ) سابی نوس نے فرمان کے نافذ ہونے کے کچھ عرصے بعد ایک گشتی خط اس مضمون کا والیان سسلیہ و شام و مصر کے پاس روانہ کیا کہ عیسائیوں پر ظلم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

بند کر دیئے جاویں۔ اس کے علاوہ اس گشتی خط میں گیلی ریوس کی طرح میک سیمن نے بھی اس امر کا اعلان کیا کہ شہنشاہوں کی اصلی مراد یہی تھی کہ رعایا جس طرح ہوتا عمدے اور نیکی سے زندگی بسر کرسکے۔ اور جن لوگوں نے رومانی مذہب کے برخلاف دوسرا دین اختیار کر لیا ہے وہ پھر اپنے قدیم خداؤں کی پرستش پہ آمادہ ہوں۔ اس مضمون کے بعد اس خط میں حسب ذیل عبارت آئی ہے۔

"لیکن چونکہ بعض لوگوں کا تمرد اس درجہ بڑھا ہے کہ وہ کسی طرح اپنے ارادے سے باز نہیں آتے۔ نہ ان کو اس کا یقین ہے کہ شہنشاہوں کے احکام عدل و انصاف پہ مبنی ہیں اور نہ ان کو سزائیں پانے کا خوف ہے۔ اور چونکہ اس خودسری نے اُن کی حالت بہت خراب و خطرناک کر رکھی ہے اس لئے شاہانِ معظم نے اپنے لطف و کرم پر نظر کر کے یہ خط آپ کو لکھا ہے۔ ۱۴۱

"پس شاہان معظم کی ہدایتیں یہ ہیں کہ اگر کوئی عیسائی اپنے مذہب کی پابندی میں مصروف رہتے ہوئے گرفتار ہو گیا ہو تو آپ کو چاہیئے کہ اُس کو فوراً رہا کر دیں۔ اور کسی قسم کی سزا یا تکلیف اُس کو نہ دیں کیونکہ مدت کے غور کے بعد شہنشاہوں کو اِس کا یقین ہو گیا ہے کہ کوئی شخص اِن عیسائیوں کو اُن کے جنون سے باز نہیں رکھ سکتا۔

"اب آپ کو چاہیئے کہ فوراً شہروں کے حاکموں اور ہر شہر کے جملہ مجسٹریٹوں اور فوجی افسروں کو ان امور سے تحریری آگاہی دیں تاکہ ان کو اس حکم کی اطلاع رہے کہ آئندہ سے عیسائیوں کے دینی معاملات میں مطلق مزاحمت نہ کی جاوے"

خلاصۂ کلام یہ کہ اب قیدخانوں کو خالی کرنے اور دین مسیحی کے مجانین کو رہا کرنے کا فرمان جاری ہو گیا۔ متعصب و بت پرست میک سیمن کو بھی بادل ناخواستہ اگسٹس اعظم گیلی ریوس کے حکم کے سامنے جھکنا پڑا گو اگسٹس کا اِس وقت دم واپسیں تھا۔

مگر باوجود ان سب باتوں کے چھ مہینے نہ گذرنے پائے تھے
کہ میکسیمن نے عیسائیوں کو تکلیفیں پہونچانے کے لئے نئی نئی
ترکیبیں نکالنی شروع کیں۔ یوسی بیئس لکھتا ہے کہ جس وقت مذہبی
رعایت اور آزادی کا فرمان جاری ہوا تو عیسائیوں میں مبارک باد کی
صدائیں بلند ہوئیں اور ہزارہا عیسائی خوش ہو کر قید خانوں سے نکلے اور
جب مصر و فلسطین کی کانوں سے عیسائیوں کے گروہ کے گروہ رہا
ہو کر اپنے گھروں کو واپس جانے لگے تو جس شہر سے ان کا گذر ہوا وہاں
کے عیسائی اُن کی خاطر و مدارت میں فرش راہ بن گئے۔ ایسے عیسائی جو
ظلموں کی وجہ سے اپنے دین میں استوار نہ رہ سکے تھے یا جنھوں نے
ایذا رسانی کے آلوں اور شکنجوں کے سایہ میں ڈراونی موت کی صورت
دیکھکر بتوں کے سامنے سر جھکا دیئے تھے اب اپنے قوی دل بھائیوں
کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ اُن کی وساطت سے پھر ملت مسیحی میں جگہ
پائیں۔ کلیسائے مقدس پھر ایک بار ظلم و ستم سہکر خاک مذلت سے اوٹھا۔ ۱۴۲
توکل و ایمان کی قوت سے پھر اپنا سر اونچا کیا اور جلد دینی خدمتوں کو از سرنو
اختیار کر کے اپنے درہم رفتہ انتظام کو اسلوب پر لایا۔ کچھ عرصے
سے عیسائیوں کا یہ طریقہ ہو گیا تھا کہ رات کے وقت مسیحی شہیدوں کی قبروں
پر جمع ہوتے تھے۔ اور اس عبرت کے لئے کہ یہ شہدا ان ہیبت موت کی
تکلیفوں پر کس درجہ قادر رہے تھے اُن کے مزاروں پر خاص خاص رسوم
ادا کرتے تھے۔ میکسیمن کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اُس نے
قبرستانوں پر رات کے وقت مجمع کرنے کی ممانعت کر دی اور وجہ یہ بیان
کی کہ رات کے وقت اس قسم کے مجمع کرنے مخرب اخلاق ہیں۔ اس حکم نے
عیسائیوں کو ہوشیار کر دیا کہ میکسیمن کے قول و اقرار کا کچھ بھروسا
نہیں ہے۔ اس کے کچھ عرصے کے بعد پھر ایک واقعہ ایسا پیش آیا جس سے اُن
کے اس خیال کو اور زیادہ قوت ہو گئی۔ وہ واقعہ یہ تھا کہ میکسیمن نے
اپنے علاقوں کا دورہ کیا۔ بعض شہروں کی رعایا نے اُس کے پہنچتے ہی

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عرضیاں اس مضمون کی پیش کیں کہ عیسائیوں کو ان کے شہر سے بالکل نکال دیا جاوے۔ اس میں مطلق شبہ نہیں کہ میک سیمن کو خوش کرنے کے لیئے اس قسم کی عرضیاں پیش ہوئی تھیں۔ لیکن اس سے یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ بت پرستوں کا ایک فریق مخالف عیسائیوں کے خلاف اکثر شہروں میں موجود تھا۔ یوسی بیوس لکھتا ہے کہ انڈلاکیہ میں جس کا حاکم تھیوٹکنوس تھا سائلوں نے اپنی عرضداشت میں لکھا کہ سب سے بڑی مہربانی جو شہنشاہ ہمارے حال پر کرسکتا ہے وہ یہی ہے کہ عیسائیوں کو تمام علاقوں سے نکال دیا جاوے علاقۂ لائی سیا کے موضع اریکاندہ کے ویرانے سے ایک سنگین لوح نکلی ہے جس پر اسی قسم کی عرضی کا مضمون کندہ ہے۔ وہ مضمون یہ ہے:۔

"کرم گستران بنی آدم۔ قیاصرہ داغاسطہ گیلی ریوس ویلیریوس میک سیمنوس۔ فلاویوس ویلیریوس قسطنطیوس۔ ویلیریوس لائی سیانوس لائی سی نوس کی خدمت میں لائی سیا اور پمفالیہ کے باشندے حسب ذیل گذارش کرتے ہیں:۔

۱۴۳ "اے شہنشاہ ربانی۔ چونکہ ہمارے خداؤں نے جو آپ کے مورث ہیں اپنا لطف وکرم ہمیشہ ایسے لوگوں پر رکھا ہے جنہوں نے اپنے مذہب کی سچے دل سے عظمت کی ہے اور شہنشاہوں کی سلامتی کے لیئے ہر وقت دست بدعا رہے ہیں۔ اس لیئے ہم نے مناسب سمجھا کہ آپ کی بارگاہ عالی میں جس کی بزرگی غیر فانی ہے اس التماس کو لے کر حاضر ہوں کہ عیسائی جو برسوں سے اپنے آبائی دین کے خلاف چل رہے ہیں اور کسی طرح اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے اُن کی سرکوبی اس طرح کی جاوے کہ وہ اپنے طریقۂ فاسدہ سے ہمارے خداؤں کے خلاف عمل کرکے اُن کی بے ادبی اور گستاخی کا موجب نہ ہوں۔

"یہ مدعا اُسی وقت حاصل ہوسکتا ہے کہ اُن کو اُن کے نئے مذہب پر رہنے کی ممانعت کردی جاوے اور آپ کے ارشاد ربانی اور حکم جاودانی سے اُن کے کل طریقے بند کردیئے جاویں۔ اور وہ مجبور کئے جائیں کہ ہمارے خداؤں یعنی آپ کے مورثوں کی حضور آپ کے حق میں دعا گو رہیں۔ ایسا حکم آپ کے لیئے اور آپ کی رعایا کے لیئے نہایت مفید اور سودمند ہوگا۔"

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس قسم کی عرضیوں پر میکسیمن نے جو احکام لکھے اُن میں سے دو حکموں کا ذکر یوسی بیوس نے کیا ہے۔ ایک کا ذکر اپنے ایک خط میں لکھا ہے جو سابائی نوس کو نیکومیدیا کی بابت بھیجا تھا۔ اور دوسرا حکم پیتل کی ایک تختی سے نقل کیا ہے جو شہر صور میں ایک ستون پر نصب تھی۔ اِن حکموں میں میکسیمن نے بطوالت اِس مضمون کی تفسیر کی ہے کہ خداؤں میں سے بالخصوص جوپیٹر نے جو شہر صور کا خاص طور پر نگہبان ہے انسان پر بڑے بڑے احسانات کیئے ہیں۔ مثلاً موسموں کی ترتیب اور مقررہ اوقات پر اُنکا ظہور۔ قدرت کی زبردست قوتوں کو اُن کی معینہ حدود سے تجاوز نہ کرنے دینا یہ سب جوپیٹر کے فیض و کرم کا نتیجہ ہیں" اگر اِس حالت میں بھی آفاتِ ارضی و سماوی سے نجات نہو تو اُس کا سبب بجز اِن خبیث عیسائیوں کی گمراہی اور ناپاک اور متعدی خطاؤں کے اور کیا ہو سکتا ہے جن لوگوں نے عیسائی مذہب چھوڑ دیا ہے حقیقت میں ایک بڑی تیرہ بختی سے اُن کا پیچھا چھوٹ گیا ہے۔ بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ ایک غارت کن طوفان کی مہلک موجوں سے صحیح و سلامت نکل آئے ہیں یا یہ کہ کسی مرض صعب سے صحت یاب ہو گئے ہیں۔ اِن لوگوں کی زندگی پھر اپنی برکتیں اور نعمتیں ۱۴۴
فیاضی کے ساتھ ان کے سامنے پیش کرے گی"۔ اس کے بعد شہنشاہ لکھتا ہے۔

"لیکن اگر اب بھی یہ عیسائی اپنی گمراہی سے نہ نکلنا چاہیں تو سائلوں کی درخواست کے بموجب اُن کو اُن کے شہر اور علاقے سے نکال دیا جاوے۔ تاکہ صور کا شہر ایسا پاک ہو جاوے جیسا کہ سائل چاہتے ہیں اور پھر اُس کے باشندے یکسو ہو کر اپنے خداؤں کی پرستش میں مصروف ہوں۔

"مگر تم کو جاننا چاہیئے کہ ہم نے نہایت مسرور ہو کر تمہاری عرضی کو پڑھا اور ہم تم پر بلا تمہارے مانگے اپنی نعمتوں کی کثرت کرنی چاہتے ہیں اور تم جس چیز کو خواہ وہ کیسی ہی قیمتی ہو ہم سے مانگو گے وہ ہم تمہاری نیکی اور سعادت کے صلہ میں پہلے ہی سے تمہارے لیئے منظور کرتے ہیں۔

"پس مانگو اور پاؤ۔ اور بلا تامل مانگو۔ جو فائدہ تم اپنے شہر کو پہنچاؤ گے وہ شاہد رہیگا کہ تم نے اپنے خداؤں کی بندگی کی ہے۔"

اس حکم کے پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ عیسائیوں کی تکلیفیں ابھی ختم نہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوئی تھیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ خط شہر شہر گشت کرایا گیا تھا۔ جس شہر میں عیسائیوں نے اُس کو سنا ہو گا اِس فکر میں پڑ گئے ہوں گے کہ دیکھیئے اب ظلم وستم پھر کب سے شروع ہوتے ہیں۔ یہ تحقیق نہیں ہوتا کہ اس حکم کی تعمیل کس حد تک ہوئی۔ اگر اُس کی تعمیل پوری پوری ہر جگہ کی جاتی تو اُس کا ذکر کہیں بھی سننے میں آتا۔ کیونکہ اس حکم کی وجہ سے میکسیمین کے محروسہ ملکوں سے ہزارہا آدمیوں کو نکلنا پڑتا اور اِس کا غُل تمام دنیا میں پڑ جاتا۔ لیکن کوئی شہادت ایسی نہیں ملتی جس سے معلوم ہو کہ ایسا ہوا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ حکم جاری کرنے کی نیت سے نہ تھا بلکہ محض عیسائیوں کا دم فنا کرنے کے لئے گویا چھری تیز کی گئی تھی۔

بہر کیف میکسیمین نے عیسائیوں پر پھر سخت گیری کی اور اِس مرتبہ پہلے سے بھی ۱۴۸۵ زیادہ سوچ سمجھ کر اور قاعدہ کے ساتھ ظلم شروع کیے۔ انطاکیہ میں اس شہنشاہ کا دربار تمام مشرق کے ساحروں افسوں گروں اور کاہنوں کا مرجع عام بنا ہوا تھا۔ یہ لوگ شہنشاہ کو اپنا بڑا فیاض مربی اور سرپرست جانتے تھے۔ اِسی زمانے میں تھیوٹکنوس نے ایک نیا خدا ایجاد کیا تھا۔ یا یہ سمجھیئے کہ کسی پُرانے خدا میں نئے اوصاف دکھا کر قوم کو ایک نیا تحفہ پیش کیا تھا۔ اِس خدا کا نام زیوس فیلی یوس تھا یعنی "جوپیٹر مُحِب" انطاکیہ میں اِس کا ایک عالیشان بُت تیار کیا گیا۔ اور جس بُت خانے میں یہ بُت رکھا گیا اُس کے لیئے ایک نئی جماعت کاہنوں کی مقرر کی گئی۔ اور اُس کے متعلق ایک "اوریکل" (محکمہ کہانت) بھی قائم کیا گیا یعنی ایک کاہنہ آئندہ کی خبریں اور سوالوں کا جواب پردۂ غیب سے دینے کے لئے مقرر کی گئی۔ چنانچہ پہلے ہی سوال کے جواب میں اُس نے حکم دیا کہ عیسائیوں کو شہر سے نکال دیا جاوے۔ لیکن سب سے زیادہ قابلِ غور واقعہ اِس زمانہ کا یہ ہے کہ عیسوی مذہب کی تردید میں تصنیف وتالیف کا سلسلہ بڑے زور شور سے چھڑ گیا۔ میکسیمین نے اپنے دربار کے بڑے بڑے انشاپردازوں کو حکم دیا کہ عیسائی مذہب کے عقائد کو تمسخر واستہزا کی صورت میں تحریر کریں۔ اور جو علماء بُت پرست مجادلہ ومناظرہ میں مشاق تھے اُن کو حکم ہوا کہ دینِ مسیحی کو جہاں سے کمزور پاویں وہیں اُس پر چوٹ کریں۔ اِس زمانے کی تصانیف میں "اعمالِ پیلاطُس" سب سے مشہور کتاب ہے۔ موضوعِ کتاب یہ ہے کہ گویا پیلاطُس خود جناب مسیح کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

سیرت بیان کرتا ہے۔ درحقیقت یہ ایک پرانی کتاب تھی۔ لیکن اب اُس میں کچھ ترمیم کر کے
اور موجودہ زمانے تک کے حالات اضافہ کر کے اُس کو ایک نئی کتاب کی شکل میں
پیش کیا تھا۔ یوسی بیوس لکھتا ہے کہ اس کتاب میں حضرت مسیح کی جس قدر توہین کرنی
ممکن تھی وہ کی گئی تھی۔ اور آپ کو نعوذ باللہ ایک معمولی بدکار مُجرم کے درجہ تک پہنچا یا گیا تھا۔
میک سیمن اس کتاب کو دیکھتے ہی باغ باغ ہو گیا۔ ہزار ہا نقلیں اُس کی تیار کرا کے تقسیم
کرائیں۔ اُس کی بعض عبارتیں پیتل اور پتھر کی لوحوں پر کندہ کرا کے ممتاز مقامات پر نصب
کرائیں۔ اور حکم دیا کہ عام جلسوں اور انجمنوں میں سب لوگوں کے سامنے اس کتاب کو
پڑھا جاوے۔ کتاب کے مضمون کو اس طرح شہرت دینے میں جو بات سب سے زیادہ دشمنی
۱۴۶ اور چالاکی کی معلوم ہوتی ہے وہ یہ تھی کہ افریقہ اور ایشیا کے تمام مدارس میں اس کتاب کو
درسی کتابوں میں شامل کیا گیا۔ اس سے زیادہ کارگر طریقہ تعصب کی تعلیم اور نوعمروں کو
عیسائی مذہب سے متنفر کرنے کا اور کیا ہو سکتا تھا۔ عیسائیوں کو بدنام کرنے کے لیے میک سیمن
کی بعض حرکتیں نہایت ہی مذموم تھیں۔ مثلاً دمشق کے افسر فوج نے چند فاحشہ عورتوں کو گرفتار
کیا اور اُن سے کہا کہ وہ اپنا عیسائی ہونا بیان کریں اور اس بات کا بھی اقرار کریں کہ عیسائیوں
کے مجمع میں ناشائستہ رسمیں اور ناپاک حرکتیں کی جاتی ہیں اور اُن میں وہ خود بھی شریک
رہ چکی ہیں۔ ان عورتوں سے ان باتوں کا اقبال بجبر کرایا گیا اُن کا بیان لکھا گیا اور اُسکی
نقلیں میک سیمن کے حکم سے ہر شہر میں کسی صدر مقام پر چسپاں کی گئیں۔

میک سیمن عیسائی مذہب کا سخت کینہ ور دشمن ہی نہ تھا بلکہ اس بات کی شہادت
بھی موجود ہے کہ وہ عیسائیوں کے مستحکم کلیسائی انتظام کی قوت کا بھی قائل تھا۔ اور اس استحکام
کا مقابلہ بُت پرستوں کے مذہبی انتظام کی کمزوریوں سے کیا کرتا تھا۔ اس معاملے میں شہنشاہ
جولیان کی اُس نے پیش قدمی کی تھی۔ مذہب کے متعلق بُت پرستوں میں جو انتظام تھا
اُس کی صورت کلیسا کے انتظام سے بالکل نہ ملتی تھی۔ اُن کے انتظام دینی کا ڈھچر بالکل
ڈھیلا اور کمزور تھا۔ کاہنوں کی مختلف و متعدد جماعتیں ضرور موجود تھیں۔ بعض اِن میں بہت
صاحب قوت تھیں اور اُن کی شاخیں تمام سلطنت میں پھیلی ہوئی تھیں لیکن باوجود اسکے
اُن میں کوئی تعلق باہمی سوائے اس کے نہ تھا کہ مذہبی رسمیں سب کی یکساں تھیں۔
اصولِ مذہب کی تعلیم اُن میں بہت کم تھی۔ اگر یہ تعلیم کچھ تھی تو اُن فرقوں میں تھی جو اپنی

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عبادات اور رسمیات خفیہ طور پر ادا کرتے تھے۔ اور ان فرقوں میں غیر کی شرکت اُسی وقت ممکن تھی جبکہ پہلے اُس کا باضابطہ داخلہ ہو چکا ہو۔ میک سیمین نے چاہا کہ جیسے عیسائیوں میں مذہبی تعلیم و تربیت و نگرانی وغیرہ کے لیئے درجہ بدرجہ پادریوں کی جماعتیں ہوتی ہیں اسیطرح بُت پرستی کی تعلیم و تربیت و نگرانی کے لیئے بھی کاہنوں کی جماعتیں ہوں۔ اور ان میں اعلیٰ سے لے کر ادنیٰ تک کے اختیارات اور حدود ارضی جن میں وہ اختیارات حاصل ہوں جدا جدا منضبط کیئے جاویں۔ ابتک سلطنت کے بڑے بڑے صوبوں میں کاہن اعظم ہوا کرتے تھے جن کا لقب مدت سے ایشی آرک۔ پُنٹ آرک۔ گالِت آرک اور سیلیسی آرک چلا آتا تھا۔ مگر یہ انتظام کوئی انتظام نہ تھا میک سیمین نے اِن کاہنوں کے ۱۴۷
اختیارات عیسائی اسقفوں کے اختیارات کے نمونے پر وضع کیئے۔ اُن کو اُن کے ماتحتوں پر خاص خاص اختیارات دیئے۔ اور اُن کے ذمے نگرانی کی خدمت رکھی کہ قربانیاں درستی کے ساتھ ٹھیک وقت پر ہوا کریں۔ منصب کاہن کی قدر اِس وجہ سے اور بڑھ گئی کہ ملک کے بہترین خاندانوں کے لوگ اُس پر مقرر ہونے لگے۔ یہ کاہن ایک ڈھیلا ڈھالا سپید لباس پہنا کرتے تھے اور اُن کے ساتھ چند سپاہی بطور محافظ کے رہا کرتے تھے۔ اور اُنکو خانہ تلاشی اور گرفتاری کے متعلق پورے اختیارات حاصل ہوتے تھے۔

پس ظاہر ہوا کہ میک سیمین ایک حاکم جفاکار عیسائیوں کے خون کا پیاسا ہوا و حرص کا بندہ ہی نہ تھا بلکہ جیسے کہ لکتن تیوس اور یوسی بیوس مورخانِ کلیسا کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے اُس کا درجہ اِن تمام اوصاف سے بھی بالاتر تھا۔ اِس شہنشاہ کی محض ذہانت اور فتنہ پردازی سے جس قدر صدمہ کلیسا کو پہنچا وہ اُس کے ہم جلوس شہنشاہوں کے جور و عقوبت سے بھی نہ پہنچا تھا۔ اور یہ صدمہ عیسائیوں کے لیئے کچھ کم باعث نقصان نہ تھا۔ جب شہنشاہ ایسا ہو تو پھر عیسائی رعایا کے لیئے سوائے ہیزم اور تلوار کے کہ یا تو لکڑیوں میں رکھ کر زندہ پھونکدیئے جاویں یا تن سے سر جدا کیا جاوے اور کیا رکھا تھا۔ ظلموں کی تجدید کے لیئے گیلی ریوس کی موت ایک اشارہ ہو گئی۔ اور میک سیمین نے اِس مرتبہ کلیسا کے اکابر و عمائد پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا۔ اور جن لوگوں کو جان سے مارا اُن میں مصر کے تین اسقفوں کے علاوہ پطرس بطریقِ اسکندریہ میتھودوس اسقفِ صور۔ باسیلس کوس اسقفِ کموتہ واقع بتھنیا اور سلویستر اسقفِ حمص واقع فینیشیا شامل تھے۔ مصر میں عیسائیوں پر اِس قدر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شدائد ہوئے کہ سَنت انطونی بیابان مصر سے اپنا زاویہ چھوڑ کر اسکندریہ میں بھائیوں کی مدد کو آیا۔
مگر خود کسی طرح اس تہلکہ سے زندہ نکل آیا۔ یا تو اس وجہ سے کہ کسی کی اُس پر نظر نہیں پڑی یا
اُس کو حقیر سمجھا یا یہ سبب ہوا کہ جو قوی اثر اُس کی ذات سے مسیحی کلیسا پر پہنچنے والا تھا وہ ابھی تک
ظاہر نہیں ہوا تھا۔ اب اِن ظلموں اور جفاکاریوں کے بعد کشش باران۔ قحط اور وبائیں ۱۴۸
نمودار ہوئیں۔ یوسی بیوس اپنی کتاب کے ایک نہایت پُر اثر حصے میں لکھتا ہے[1] کہ زمانہ
قحط میں فاقہ کشی سے مجبور ہو کر لوگوں نے اپنی زمینیں ہی فروخت نہیں کیں بلکہ اپنے بچوں کو بھی
بیچ ڈالا۔ گھر کے گھر بے چراغ ہو گئے۔ وبا آئی تو اُس نے بڑے بڑے لوگوں کو چُن چُن کر ہلاک
کیا۔ بعض شہروں میں لوگوں نے کُتّوں کو مار مار کر اس لیے کھانا شروع کیا کہ جو مُردے
بے گور و کفن پڑے تھے کہیں اُن کو کھانے کی نوبت نہ آجاوے۔ لیکن ان تمام مصائب
و آلام میں صرف عیسائی ہی تھے جو ثابت قدم رہے۔ جنھوں نے سچی فیاضی و سخاوت سے
کام لیا۔ بیماروں کی تیمارداری کی اور جو لوگ جاں بلب تھے اُن کی آخری خدمات
انجام دیں۔ یوسی بیوس لکھتا ہے کہ بُت پرست بھی مجبور ہو کر کہتے تھے کہ مصیبت کی
ایسی سخت آزمائش میں سوائے عیسائیوں کے اور کسی سے سچی خداترسی اور پارسائی ظاہر
نہیں ہوئی۔

لیکن میکسیمن کا دورِ حکومت اب جلد خاتمے کے قریب آرہا تھا۔ تِری داتیز
بادشاہ آرمینیہ سے لڑائی میں مصروف ہونے کے بعد جس میں اُس کو کچھ کامیابی نہیں
ہوئی اُس نے ماکسن تیوس بادشاہ ایطالیہ سے قسطنطین اور لائی سنی نیوس کے
مقابلے میں دوستی کا عہد کیا۔ لیکن لائی سنی نیوس کی قلمرو پر اُس وقت تک حملہ نہیں کیا
جب تک کہ اپنے دوست ماکسن تیوس کی قوت کا قطعی استیصال نہ دیکھ لیا۔ ہم یہ
پڑھ چکے ہیں کہ کرائی سوپولس کے معرکے میں میکسیمن کو بالکل ہزیمت ہو گئی اور
وہ بھاگ کر کوہستان طارس کے دروں سے نکل کر باہر آیا۔ یہاں آتے ہی
اُس نے اپنے پرانے معتمد کاہنوں اور افسوں گروں کو طلب کیا اور یک قلم سب کی
گردنیں اس جرم میں اُڑوا دیں کہ جس قدر غیب کی خبریں اُنھوں نے سنائی تھیں
وہ سب جھوٹ اور غلط نکلیں۔ اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کام کیا کہ جب جان بچنے کا ۱۴۹

[1] "تاریخ کلیسا" ۹، ۸۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یقین نہ رہا تو ایک آخری فرمان مذہب کے متعلق اِس امید لاحاصل سے جاری کیا کہ شاید عیسائیوں کی ناراضگی اور عیسائیوں کے خدا کا قہر جو اس وقت نازل ہے جاتا رہے یہ فرمان اِس قابل ہے کہ یہاں از اوّل تا آخر نقل کر دیا جاوے۔

"اوغسطس قیصر کائیس ویلیریوس میکسیمن فاتح جرمانیہ و سرماتی دین دار و فرخندہ نہاد۔ اجیت و والاشان کا فرمان رعایا کے نام:۔

"ہم نے جملہ وسائل سے تا بمقدور کوشش کی کہ جو لوگ ہماری عملداری میں رہتے ہیں اُن کو نفع پہنچے اور ہمارے عطیات سے سلطنت اور اُس کی رعیت کو ترقی و آسودگی حاصل رہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کو ہماری اس کوشش کا علم نہ ہو اور ہم کو یقین ہے کہ جو شخص ذرا بھی اپنے حافظہ پر زور ڈالیگا وہ اِس امر کے سچ ہونے کو فوراً یقین کر لے گا۔

"لیکن کچھ عرصے سے ہم کو معلوم ہے کہ ہمارے بزرگانِ پاک دائیوکلیشن و میکسیمیان کے نافذہ فرامین کے بموجب جب ایسے مکانات کا انہدام شروع ہوا جن میں عیسائی جمع ہوا کرتے تھے تو ہمارے سرکاری اہل کاروں سے بہت سختیاں عمل میں آئیں اور ہماری رعایا کو یہ سختیاں روز بروز زیادہ محسوس ہوتی گئیں کیونکہ اِس بہانے سے ان کا مال واسباب بھی اُن سے چھین لیا جاتا تھا۔

"پس ہم نے گذشتہ سال اپنے علاقوں کے حاکموں کو خطوط روانہ کر کے حکم دیا تھا کہ اگر کوئی شخص عیسائی مذہب اختیار کرے اور اُس کا پابند رہنا چاہے تو اُس کو اختیار دیا جاوے کہ وہ خوشی سے بلا مزاحمت غیرے اپنے مذہب پر قائم رہے۔ کوئی شخص اُس کو اُس کے دین سے نہ روکے۔ اور کل عیسائیوں کو مذہبی آزادی حاصل رہے۔ اُن کو نہ کسی قسم کا خوف دلایا جائے اور نہ اُن کی نسبت بدگمانی کی جاوے۔

"لیکن ہم اِس امر کو قطعاً نظر انداز نہیں کر سکتے کہ بعض مجسٹریٹوں نے ہماری ہدایتوں کو غلط طور پر سمجھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رعایا کے دل سے ہمارا اعتبار اُٹھ گیا۔ اور وہ ایسے مذہب کو قبول کرنے سے جس کو وہ پسند کرتے تھے ڈر گئے۔ ۱۵۰
پس اِس غرض سے کہ یہ پریشانی و بدگمانی آئندہ رفع ہو جاوے ہم نے اِس فرمان کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جاری و مشتہر کرنے کا قصد کیا جس کے ذریعے سے سب کو آگاہی ہو جائے کہ جو لوگ عیسائی دین میں شامل رہنا چاہتے ہیں وہ بالکل آزاد ہیں کہ اُس میں شامل رہیں اور ہم اپنے مراحم شاہی پر نظر کر کے اجازت دیتے ہیں کہ ہر ایک شخص جس مذہب کو دوسرے مذہب پر ترجیح دے کر اختیار کرنا چاہے وہ خوشی سے اختیار کرے۔ یا جس مذہب کا وہ عادی ہو چکا ہو اُس پر قائم رہے۔

"اس کی اجازت بھی عیسائیوں کو دی جاتی ہے کہ وہ اپنے خداوند کے گھروں کو پھر بنا لیں۔ علاوہ بریں اس مدعا سے کہ ہمارے مراحم اور التفات کے سمجھنے میں کوئی غلطی نہ ہو۔ ہم نے حکم دیا ہے کہ تمام عمارات و مقامات جو پہلے عیسائیوں کے تھے اور جو ہمارے پاک بزرگوں کے حکم سے ضبطی میں آ گئے تھے یا جن میں سرکاری دفاتر آ گئے ہیں یا جو فروخت یا ہبہ کر دئے گئے ہیں وہ اصلی مالکوں کو واپس دے دیئے جاویں تاکہ سب کو ہماری نیک نیتی اور مہربانی کا علم ہو جائے۔"

معلوم نہیں ندامت و مایوسی کے کس درجۂ اسفلین میں یہ متعصب دشمن دین حق پہنچ گیا ہو گا جو اُس نے ایسے فرمان پر اپنی مہر لگائی۔ مضمون سے ظاہر ہے کہ جس وقت یہ فرمان لکھا جاتا ہو گا تو اُس وقت میلان والے فرمان کی کوئی نقل ضرور میک سیمن کے سامنے موجود ہو گی۔ اور یہ امید رکھی ہو گی کہ مذہبی آزادی کے شریفانہ اصول کو ایسے بھدّے اور بے ڈھنگے طریقے پر ظاہر کر کے وہ عیسائیوں کے دل سے پچھلے ظلموں کو بھلا دیگا۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ سیلیسیہ اور شام کے عیسائیوں کی نگاہِ شوق قسطنطین کی طرف لگی تھی جو سلطنت کے اس حصے سے بہت دور گال کے علاقے کا حاکم تھا۔ کُل شہنشاہوں میں وہی ایک نمونہ عدل و انصاف کا سمجھا جاتا تھا۔ جس وقت عیسائیوں نے سُنا ہو گا کہ اُس کا دوست لائی سی نیوس فتح کرتا ہوا ایشیا کی طرف آ رہا ہے تو وہ دل میں بہت خوش ہوئے ہونگے اور سمجھے ہونگے کہ مصیبتوں سے نجات دینے کے لئے رحمت کا فرشتہ ان کے قریب آتا جاتا ہے۔ کیا عجب ہے کہ اسی خیال سے بلادِ شرق کے گرجاؤں میں لائی سی نیوس کی کامیابی کے لئے ہر وقت دعائیں مانگی جاتی ہوں۔ میک سیمن نے بالکل اخیر وقت میں عیسائیوں کو
اپنا خیر خواہ بنانا چاہا۔ مگر موقع ہاتھ سے جا چکا تھا۔ میک سیمن کا یہ بیان کہ حکام ماتحت ۱۵۱
نے اُس کے حکم کا مطلب غلط طور پر سمجھا ایسا عذر ہے جس کو کوئی باور کر کے دھوکے میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

نہیں پڑ سکتا۔ سب جانتے تھے کہ ملتِ مسیحی کے دشمنوں میں سب سے زیادہ موذی اور ہوشیار دشمن میکسیمن ہے۔ چنانچہ عیسائیوں نے اِس آخری فرمانِ آزادی کو بہت شبہ اور نظرِ تحقیر سے دیکھا۔ اور جب خبر آئی کہ اِس جابر و ظالم شہنشاہ نے زہر کھا کر خودکشی کرلی اور نہایت کرب و تکلیف سے مرا اور لائی سی نیوس فاتح نے اُس کی ملکہ کو دریائے اورنٹیز میں ڈبو کر اُس کے آٹھ برس کے ایک لڑکے اور سات برس کی ایک لڑکی کو قتل کردیا تو فرطِ انبساط سے ہر ایک گرجا میں سرودِ مقدس کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ جو غریب دس برس سے ہر قسم کی تکلیفوں اور اذیتوں کا نشانہ بنے ہوئے تھے اُن کو اِس خوشی اور شادمانی پر کہ میکسیمن کی نسل غارت ہوئی اور ظالموں کے نام کو زندہ رکھنے والا اب دنیا میں کوئی نہیں رہا معافی کے قابل سمجھنا چاہیئے[1]۔

اِس کُل زمانے میں مغربی حصۂ سلطنت کے عیسائی ظلموں اور سختیوں سے بہت کچھ محفوظ رہے۔ یہاں تک کہ ماکسن تیوس جیسے ظالم و جفاکار نے اپنے ابتدائی عہد میں عیسائیوں کو خوش رکھنا چاہا۔ یوسی بیوس نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ رومانی رعایا کا دل رکھنے کے لیئے اُس نے اپنا عیسائی ہونا ظاہر کیا۔ اور جھوٹی پارسائی کا جامہ پہن لیا[2]۔ اس قدر یقین کرنا تو مشکل ہے البتہ اتنا ضرور ہوا کہ روما کے عیسائیوں کے مذہبی امور میں اُس نے مطلق دخل نہیں دیا۔ اسقف روما۔ مارسیلی نوس کے مرنے کے بعد چار برس تک روما میں کوئی اسقف مقرر نہیں ہوا۔ اور پطرس حواری کی کرسی خالی پڑی رہی۔ آخر کار سنہ ۳۰۸ عیسوی میں مارسیلس منتخب ہو کر اِس جگہ پر مقرر ہوا۔ اور کلیسائے روما کا انتظام پھر اسلوب پر آگیا۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ کلیسا اب خود خانہ جنگیوں میں مبتلا ہوا۔ بہت سے عیسائی مُصر تھے کہ جن بھائیوں نے گذشتہ دورِ عقوبت میں عیسائی مذہب چھوڑ کر اپنی کمزوری دکھائی تھی وہ بلا ملامت و سزا پھر کلیسا میں داخل کیے جاویں۔ لیکن مارسیلس نے اِس کو منظور نہیں کیا اور آئین کلیسا ۱۵۲
کی سخت پابندی ہونے پر اڑا رہا۔ اِس طرح اب عیسائیوں میں دو فریق ہوگئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جھگڑے بڑھے۔ اور ماکسن تیوس نے مارسیلس کو جلاوطن کردیا۔ اِس

[1] "مرگ جفاکاراں" باب ۹۴ - [2] "تاریخ کلیسا" ۸، ۱۴ -

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جلاوطنی کے تھوڑے دن بعد وہ مر گیا۔ مارسیلس کے بعد ایک قسیس جس کا نام یوسی بیوس تھا روما کا اسقف ہوا۔ لیکن فریقِ ثانی نے اس تقرر کو نہ مانا۔ اور ایک دوسرے شخص کو جس کا نام ہیریک لیوس تھا اپنا اسقف بنایا۔ اور اب دونوں فریقوں میں نزاع اتنا بڑھا کہ گلی کوچوں میں مُشت و مُشت پر نوبت پہنچنے لگی۔ ماکسن تیوس نے کسی کی طرفداری نہ کی۔ اور دونوں اسقفوں کو شہر بدر کر دیا۔ یوسی بیوس اسقف روما جب شہر بدر ہونے کے بعد مر گیا تو اس کی قبر پر پاپائے روما داماسوس نے ایک کتبہ نصب کرایا۔ اِس کتبہ کی عبارت سے اِس زمانے میں جو تفریقِ ملت ہوئی تھی اُس کا حال بخوبی دریافت ہوتا ہے۔ وہ عبارت حسب ذیل تھی:۔

"ہیریک لیوس نے اُن لوگوں سے جنھوں نے ظلموں سے مجبور ہو کر دین چھوڑا تھا کہا کہ اب رونا اور گڑگڑانا بے سود ہے۔ لیکن یوسی بیوس نے کہا نہیں۔ ترکِ مذہب کے سخت گناہ پر آہ و زاری توبہ و استغفار کرتے رہو۔ پس عیسائیوں میں دو فریق ہو گئے جو ہر وقت غیظ و غضب کی حالت میں رہنے لگے۔ اور پھر کلیسا میں بغاوتیں وفساد۔ خونریزیاں اور لڑائیاں شروع ہو گئیں۔ لیکن حاکمِ جابر و جفاکار کے ظلم سے دونوں اسقف جلاوطن کر دیے گئے۔ یوسی بیوس نے اس خیال سے کہ صُلح و امن کی شرائط میں فرق نہ آئے خوشی سے جلاوطنی قبول کر لی۔ اور روما سے نکل کر صقلیہ کے ساحلوں کو چلا گیا۔ اور دل میں اس بات کو سمجھے رہا کہ خدا اُس کا انصاف کرنے والا ہے۔ اور اسی بھروسے کے ساتھ دنیا اور اس زندگی سے رخصت ہوا۔"

داماسوس کا بیان خود ثابت کرتا ہے کہ اگر حقیقت میں رومانی کلیسا کی یہی حالت تھی کہ اس میں بغاوتیں اور فساد خونریزیاں اور لڑائیاں رہتی تھیں تو ماکسن تیوس کی دست اندازی بالکل واجبی تھی۔ پھر یہ کہنا کہ حاکمِ جابر و جفاکار نے ظلم کیا کسی طرح درست نہیں ہے۔ سنہ [illegible] عیسوی میں یوسی بیوس اسقف روما کا انتقال صقلیہ میں ہو گیا۔ اُس کے دوسرے برس روما کی اسقفی پر ملتی ایڈیز منتخب ہوا۔ اور ماکسن تیوس نے عیسائیوں کو اُن کے گرجا اور قبرستان جو آٹھ برس سے اہل کارانِ سلطنت کے قبضے میں تھے کل واگذاشت کر دیئے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

قسطنطین کے ہاتھوں ماکسن تیوس کا زوال اور لائی سی نیوس کے ذریعہ ۱۵۳
سے میکسیمن کی تباہی۔ میلان کا فرمانِ آزادی اور دونوں شہنشاہوں یعنی قسطنطین اور لائی سی نیوس کا ظاہر اخلوص کہ سلطنت میں امن قائم رکھنے کے وہ یکساں خواہشمند ہیں یہ سب باتیں وہ تھیں جنھوں نے مملکتِ رومانی کے عیسائیوں میں شادیانے بجوا دیئے۔ ہر طرف شاندار گرجا تعمیر ہونے شروع ہو گئے۔ اور چونکہ بُت پرستی پر اب عیسویت کی فتح میں کسی کو کلام نہ رہا تھا اس لیئے ہزارہا بت پرست کلیسا پر ہجوم کر آئے کہ مسیحی دین قبول کریں یا جیسا کہ یوسی بیوس قیساروی لکھتا ہے کہ "مسیح مصلوب یعنی معطیِ نجات کی تکلیف و اذیت کے اشارات معنوی سے فیضیاب ہوں"۔ اب کلیسا کے ستانے والے بُت پرست نہ تھے بلکہ خود ارکانِ کلیسا تھے۔ جیسے کہ افریقیہ میں دوناتسی (ڈونے ٹِسٹ) فرقہ تھا کہ جب تک زندہ رہا ایک دن چین سے نہ بیٹھا۔ میکسیمن جب مرگیا تو انقیرا (انکایرا) میں عیسائیوں کی ایک مجلس قرار پائی۔ اس مجلس کی تجاویز سے معلوم ہوتا ہے کہ عمائد کلیسا نے کیسے کیسے سخت کفارے اُن لوگوں کے لیئے مقرر کیئے جو گذشتہ ظلموں کے زمانے میں مسیح کے مردانِ باوفا ہو کر ادائے خدمات سے قاصر رہے تھے۔ یہ کفارے اُسی نسبت سے سخت تھے جس نسبت سے مذہب پر قائم رہنے میں قصور ظاہر ہوا تھا۔ اِن میں بعض لوگ ایسے تھے جنھوں نے عیسائی مذہب چھوڑ کر خود عیسائیوں پر ظلم کیئے تھے۔ بعض نے پہلے ہی حکم پر بتوں پر نیاز نذر چڑھا دی تھی۔ بعض نے قید میں جانا گوارا کیا تھا لیکن جسمانی اذیتوں کو دیکھ کر کانپ اُٹھے تھے۔ بعض نے ایذا رسانوں کو رشوت پہنچائی تھی کہ محض ظاہرا طور پر اذیت دیں۔ بعض عیسائی قربانی کی ضیافتوں میں شریک تو ہوئے مگر صدقے کے گوشت کی جگہ چپکے سے معمولی گوشت رکھ کر کھانے لگے۔ اِن لوگوں کے لیئے جو سزائیں مقرر ہوئیں وہ دس برس کی آزمائشوں اور امتحانوں اور طرح طرح سے توبہ و استغفار اور کفاروں سے لے کر چند مہینوں تک کلیسا کی برکتوں اور عشاءِ ربانی سے محروم کیئے جانے کی تھیں۔

لیکن پھر بہت جلد عیسائی رعایا نئے خطروں میں پڑ گئی۔ قسطنطین اور لائی سی نیوس
میں باہمی نزاع ہو گئی۔ اور دو سخت معرکوں کے بعد صلح ہو کر سلطنت کی تقسیم بطرزِ نو کی گئی ۱۵۴
یہ جدید تقسیم سنہ ۳۱۵ عیسوی سے لے کر سنہ ۳۲۳ عیسوی تک یعنی آٹھ برس تک بدستور قائم رہی۔

مگر پھر دونوں شہنشاہوں میں بگاڑ ہوا اور جس قدر یہ بگاڑ بڑھتا گیا لائی سی نیوس عیسائیوں کے برخلاف ہوتا گیا۔ لائی سی نیوس کی طبیعت میں یہ انقلاب قسطنطین کی رقابت سے پیدا ہوا تھا۔ لائی سی نیوس کو تو یہ شبہ ہوا کہ اُس کی عملداری کے عیسائی قسطنطین سے سازش رکھتے ہیں اور قسطنطین اس خیال میں رہا کہ اُس کی عملداری میں جو بُت پرست سربرآوردہ ہیں وہ رعایا کو اُس کے خلاف برانگیختہ کرتے ہیں۔ لائی سی نیوس کے مذہبی عقائد صاف طور پر عیسائیوں کے سے عقائد نہ تھے۔ وہ شہنشاہ گیلی ریوس کا دوست رہ چکا تھا جس نے اُس کو قیصر و اغسطس بنایا تھا۔ پس گیلی ریوس کی طرح لائی سی نیوس بھی اپنی اس بدگمانی کو رفع نہ کر سکا کہ عیسائیوں کی جماعتیں امن خلائق کے حق میں ایک خطرہ ہیں۔ عیسائیوں نے میک سیمن کے مقابلے میں لائی سی نیوس کی مدد کی تھی۔ اور وہ سمجھتا تھا کہ میرے مقابلے میں اب عیسائی رعایا قسطنطین کو مدد پہنچائیگی۔ یوسی بیوس[لہ] نے لائی سی نیوس کو ایک رینگتے ہوئے سانپ سے مشابہ لکھا ہے کہ اپنے دانت اور زہر کے چھالے چھپائے ہوئے زمین پر بل کھا کھا کر چل رہا ہے قسطنطین سے ڈر کر کلیسا پر علانیہ حملہ کرنے کی ہمت نہیں ہے لیکن آنکھ بچا کر عیسائیوں پر چوٹ کرنے سے بھی باز نہیں آتا۔

یہ تشبیہ واقعی ٹھیک تھی۔ لائی سی نیوس نے عیسائیوں سے بگاڑ اس طرح نکالا کہ جس قدر اسقف اُس کی عملداری میں رہتے تھے اُن کو حکم دیا کہ اپنے اپنے علاقے سے باہر قدم نہ نکالیں۔ اور عام جلسوں اور مجلسوں میں بھی شریک نہ ہوں۔ گھروں میں بیٹھ کر اپنے اپنے کام سے مطلب رکھیں۔ اُن کا یہ کام نہیں ہے کہ کلیسا کی ترقی کا بہانہ کر کے دوسرے کو اُٹھیں اور شہنشاہ کے خلاف چاروں طرف مغویانہ خیالات پھیلائیں ایک اور حکم یہ ہوا کہ عیسائی مرد اور عیسائی عورتیں مل کر گرجا میں نہ بیٹھیں۔ مرد علٰحدہ عبادت کریں۔ عورتیں علٰحدہ۔ تاکہ اُن کے اخلاق پر کوئی برا اثر پیدا نہ ہو سکے۔ اس قسم کا حکم ایسے شخص کے قلم سے نکلنا جو خود اپنی بُری حرکتوں سے بدنام رہ چکا ہو کیونکر بھلا معلوم ہو سکتا تھا۔ مگر اسی اخلاقی حیلے کی بنیاد پر قسیسوں اور اسقفوں کو حکم دیا گیا کہ وہ صرف ۱۵۵

لہ "حیات قسطنطین"۔ ۲، ۱ ۔

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

مردوں کی ایمانی تسلی وتشفی کیا کریں اور عیسائی عورتوں کو چاہئے کہ وہ دینی تعلیم وتربیت کے لئے محض عورتوں سے استفادہ کریں۔ یوسی بیوس لکھتا ہے[1] کہ ان حکموں کی تمام دنیا نے ہنسی اڑائی۔ کیونکہ اب وہ زمانہ نہیں رہا تھا کہ مسیحی عشاء کے موقع پر عورتوں اور مردوں کی شرکت سے جو جھوٹے قصے پہلے مشہور کیے جاتے تھے اب پھر اُن کو شہرت ہو سکتی۔ اس حکم کے بعد ایک دوسرا حکم اس مضمون کا جاری ہوا کہ عیسائی شہر کے اندر کسی گرجا میں جمع نہ ہونے پاویں بلکہ ضرورت ہو تو شہر کے باہر کھلے میدان میں جمع ہو کر اپنی نماز ادا کریں۔ اس حکم پر عیسائیوں کو ہنسی بھی آئی اور غصہ بھی بڑھا۔ وجہ اس حکم کی یہ بتائی گئی کہ ایسے مجموں سے شہر کی حفظان صحت میں فرق آنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اور شہر کے باہر چونکہ ہوا صاف ہوتی ہے ایسا اندیشہ کم رہتا ہے۔ لائی سی نیوس کا خیال حفظان صحت کے متعلق تو ضرور درست تھا لیکن ایسے خیال کو بحالات موجودہ کوئی عملی صورت بخشنی سراسر حماقت تھی۔

اِن حکموں سے عیسائی بخوبی سمجھ گئے تھے کہ یہ مقدمہ کسی نئے جور وستم کا آئین چنانچہ اُن کا خیال ٹھیک نکلا۔ تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ لائی سی نیوس نے میلان والے فرمان کو بالائے طاق رکھ کر پرانے طریقے کے مطابق لشکر اور دربار سے عیسائیوں کے نام خارج کرنے شروع کیے۔ بتوں کی نیاز و نذر کو ملازمت کی ضروری شرط قرار دیا۔ اور اکثر برطرفی کے ساتھ ضبطی جائداد کا حکم بھی کسی نہ کسی بہانے سے جاری ہونے لگا۔ یوسی بیوس لکھتا ہے کہ لائی سی نیوس کو دولت کی پیاس اس بلا کی تھی کہ کسی طرح بجھنا ہی نہ جانتی تھی۔ اور بلیوس وکٹر لکھتا ہے کہ اُس کو روپے کی محبت ایسی ہو گئی تھی جیسے کسی گاؤں کے لالچی کسان کو ہو۔ اور اس لالچ میں سیری کے لئے عیسائیوں سے بہتر شکار کہاں ملتا۔ عیسائیوں کے گرجاؤں کا اور خود اُن کا ذاتی مال و اسباب لوٹنا شروع کیا۔ عیسائیوں کو جلاوطنی یا کانوں پر مشقت کی سزائیں دی گئیں۔ اور مجسٹریٹ مقرر کر کے اُن کو اور زیادہ تنگ کیا۔ خونریزی شروع کر کے لائی سی نیوس نے اسقفوں پر سب سے زیادہ سختیاں ۱۵۶
کیں۔ ایک الزام اُن کے ذمے یہ رکھا کہ شہنشاہ اور سلطنت کی سلامتی کے لئے جب

---

[1] "حیات قسطنطین"۔ ۱/ ۵۳۔

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دعا مانگتے ہیں تو اُس میں قسطنطین کا نام لیتے ہیں مگر لائی سی نیوس کا نام چھوڑ جاتے ہیں۔ اسقفوں میں گو کسی کو موت کی سزا نہیں دی گئی لیکن اکثر کو قید خانہ بھیجا گیا جسمانی اذیتوں اور قطع اعضاء کی سخت سزائیں دیں۔ غرض کہ ڈائیوکلیشن اور میکسیمیان کے زمانے میں جو ظلم و ستم کے قصے شہیدوں اور عیسائیت کے اقرار کرنے والوں کو پیش آئے ایسے ہی لائی سی نیوس کے زمانے میں پیش آنے لگے۔ اِن میں ایک قصہ چالیس عیسائی سپاہیوں کا کہ وہ کس طرح شہید ہوئے بیان کرنے کے قابل ہے۔ ان سپاہیوں کو بارھویں رومانی فوج (رومن لیجن) سے تعلق تھا۔ ایک دن ان کو حکم ہوا کہ قربانی کرو۔ انھوں نے اس بُت پرستی کی رسم سے قطعی انکار کیا۔ انکار سنتے ہی اُن کے افسر نے حکم دیا کہ اُن کے سب کپڑے اتار لیئے جاویں۔ اور وہ بالکل برہنہ ایک تالاب کے کنارے جس کا پانی جم کر برف ہو گیا تھا سردی اور ہوائیں جاڑے کی پوری رات بسر کریں۔ اِس تالاب سے ملا ہوا ایک مکان تھا جہاں شہر کے حاموں کے لیئے پانی گرم ہوا کرتا تھا۔ بظاہر اِس مکان پر کوئی پہرا چوکی نہ تھا۔ اور ان سپاہیوں کی مرضی پر موقوف تھا کہ اگر چاہتے تو اِس گرم مکان میں جاڑے سے پناہ لے لیتے۔ مگر شرط یہ تھی کہ اگر ایسا کیا تو عیسائی دین چھوڑنا پڑے گا۔ اِن میں ایک سپاہی پہلے تو ہمت کر کے تالاب کے کنارے جاڑے پالے کی برداشت کئی گھنٹے تک کرتا رہا۔ مگر پھر ہمت ٹوٹ گئی اور گھسٹتا ہوا حمام کی طرف چلا۔ مگر حالت بگڑ چلی تھی۔ جونہیں دہلیز میں قدم رکھا فوراً دم نکل گیا۔ محافظِ مکان جو بُت پرست تھا یہ کیفیت دیکھتے ہی اس درجہ متاثر ہوا کہ اپنے سب کپڑے اتار کر پھینک دیئے اور یہ چلاتا ہوا کہ "میں مسیحی ہوں" اُس کمزور بھائی کی جگہ تالاب کے کنارے پڑ رہا جو شہادت کی عزت سے ابھی ابھی محروم ہو گیا تھا۔ جب صبح ہوئی تو چالیس کے چالیس آدمی تالاب کے کنارے مرے ہوئے نظر آئے۔ کچھ دیر بعد چند جلاد آئے اور ان کی لاشوں کو اٹھا کر لے گئے تاکہ ستونوں سے باندھ کر اُن کو جلا دیں۔ اِس موقع پر بیان ہوا ہے کہ اِن چالیس لاشوں میں ایک ایسی لاش تھی جس میں ابھی کچھ دم باقی تھا۔ جلادوں نے اُس کو نہ اٹھایا۔ مگر
۱۵۷ جس کی یہ لاش تھی اُس کی ماں وہاں موجود تھی۔ اُس کو یہ خیال ہوا کہ اور بہادر ساتھی تو سب برکتیں لینے آسمان کو سدھارتے ہیں کہیں یہ لختِ جگر اس نعمت سے محروم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہ رہ جائے۔ فوراً لاش کے پاس آئی اور خود اُس کو اُٹھا کر چھکڑے میں رکھا کہ جہاں اور لاشیں چلنے کو جا رہی ہیں وہاں یہ بھی پہنچ جاوے۔

ایک اور قصہ لائی سی نیوس کے ظلموں کا یہ ہے کہ قیساریہ واقع کپادوسیہ میں ایک شخص گوردیوس نامی رہا کرتا تھا۔ کچھ عرصے سے وہ گھر بار چھوڑ کہیں دُور پہاڑوں میں فقیر بن بیٹھا تھا۔ ایک دن یکایک خیال آیا کہ یہ رہبانیت ٹھیک نہیں۔ بہتر ہے کہ شہر واپس جاوے اور وہاں مسیحی دین کی سچائی پر سب کے سامنے گواہی دے۔ چنانچہ وہ اپنا تکیہ چھوڑ کر قیساریہ میں آیا۔ اس وقت شہر کے لوگ تماشا گاہ میں بیٹھے کسی تماشے کے منتظر تھے کہ سنگ مرمر کی سیڑھیوں سے ایک عجیب و غریب بھیانک صورت کا فقیر نیچے اترا اور جس صحن میں تماشا ہوتا تھا اُس کے بیچ میں جا کھڑا ہوا۔ اس صورت کو دیکھتے ہی تماشائی خاموش ہو گئے۔ سپاہی دوڑے اور فقیر کو پہچان کر کہ وہ گوردیوس ہے گھسیٹتے ہوئے عدالت کو لے چلے۔ گوردیوس نے اسی حالت میں بہ آواز بلند کہا کہ "میں یہاں اس لیئے آیا تھا کہ تم پر ثابت کر دوں کہ میں تمہارے حکموں کو کس قدر ہیچ سمجھتا ہوں۔ اور تمہارے روبرو اقرار کروں کہ میں یسوع مسیح پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور حاکمِ شہر تو بھی سُن لے کہ میں تیرے ظلموں سے واقف ہوں کہ وہ سب سے بڑھے ہوئے ہیں اور اسی لئے یہی موقع اور وقت میں نے اپنے مرنے کے لیئے پسند کیا ہے"۔ اِس تقریر کے بعد گوردیوس کو شکنجے میں کھینچا گیا۔ لیکن جس قدر زیادہ تکلیف پہنچائی جاتی تھی اُسی قدر وہ زیادہ خوش ہوتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ "جہاں تک ممکن ہو ایذا پہنچاؤ کیونکہ جس قدر زیادہ اذیت یہاں اٹھاؤنگا اُسی قدر زیادہ صلہ آسمان پر پاؤنگا۔ ہم میں اور ہمارے خدا میں یہ امر طے ہو گیا ہے۔ ہر ایک درد اور اذیت جو ہم یہاں اُٹھائیں گے اُس کی مزد ہم کو عرشِ بریں پر مسرت اور جلال میں ملیگی"۔

خلاصۂ کلام یہ کہ لائی سی نیوس بھی میک سیمن کی طرح بُت پرستی کا حامی اور ایسے لوگوں کا سرپرست بن گیا جو عیسائی مذہب چھوڑ کر پھر بُت پرست ہو گئے تھے۔ سنہ ۳۲۳ عیسوی میں جب قسطنطین سے پھر لڑائی ہوئی تو لائی سی نیوس عیسائی مذہب اور عیسائیوں کے خدا کا دشمن بن کر میدانِ جنگ میں اترا۔ گو اس لڑائی کی اصلی غرض جانبین کی دنیا طلبی تھی مگر ایک اعتبار سے اُس کو دو مذہبوں کا باہمی معرکہ بھی سمجھنا چاہیئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

۱۵۸ ہم کہیں ذکر کر چکے ہیں کہ اس لڑائی سے پہلے **لائی سی نیوس** نے وعدہ کیا تھا کہ اگر بتوں نے اُس کو فتحیاب کرا دیا تو عیسائیوں کا تخم دنیا سے مٹا دے گا۔ لیکن تقدیر نے موقع نہ دیا کہ یہ وعدہ ایفا ہوتا۔ اور یہ **نوپل** اور **گرائی سوپولس** پر شکست کھائی۔ اور پھر **تھسالونیکا** کو جلاوطن کر دیا گیا۔ اِن واقعات کے بعد وہ تھوڑے دن زندہ رہا لیکن مرنے سے پہلے حالت جلاوطنی میں سُن لیا کہ اُس کے بُت پرست مشیروں اور صلاح کاروں نے اپنی کوتاہ اندیشیوں کی کیسی کیسی سزائیں پائیں۔ یہاں تک کہ سب ہلاک ہو گئے۔ اور یہ بھی اُس کو اپنی زندگی میں دیکھنا پڑا کہ مشرق کے عیسائیوں نے اپنے آخری دشمن دین اور ظالم و ریاکار کی موت پر کیسی کیسی خوشیاں منائیں۔ کلیسا نے آخر کار پوری آزادی حاصل کر لی۔ اور پھر حکومت کی طرف سے اُس کو کسی قسم کی تکلیف اُٹھانی نہ پڑی۔ **قسطنطین** نے لائی سی نیوس پر فتح پانے کے بعد فلسطین کے باشندوں کی بابت ایک فرمان جاری کیا جس کو یوسی بیوس نے بجنسہٖ محفوظ رکھا ہے۔ اِس فرمان کے بموجب جس قدر عیسائی عالم میں جلاوطن کیے گئے تھے۔ یا کانوں پر مشقت کے لیے بھیجے گئے تھے یا قید خانوں میں قید تھے وہ سب رہا ہو کر اپنے اپنے گھروں کو واپس آئے۔ جن کا مال و اسباب ضبط کیا گیا تھا اُن کو جو کچھ اُن کا تھا واپس کیا گیا۔ عیسائی سپاہی جن کو فوجوں سے بے عزتی کے ساتھ خارج کیا گیا تھا وہ اپنی اپنی جگہ پر بحال کیے گئے۔ اور جنھوں نے پھر فوج میں نوکری کرنی نہیں چاہی اُن کو اس مضمون کی سند دیدی گئی کہ اُن کا تعلق فوج سے عزت کے ساتھ قطع ہوا۔ گرجاؤں کا جو سامان ضبط ہوا تھا وہ واپس ہو کر متولیوں کے قبضے میں دیا گیا۔ **قسطنطین** نے **لائی سی نیوس** کی زیادتیوں کی تلافی محض لفظی طور پر نہیں کی بلکہ بڑے بڑے وظائف اُن اسقفوں کو دیے جنھوں نے اِس "بارِ شیطانی" کے ہاتھوں طرح طرح کے عذاب اُٹھائے تھے۔ **قسطنطین** نے **یوسی بیوس** اُسقف قیصاریہ کو ایک خط اِس القاب سے لکھا کہ "اے میرے پیارے اور عزیز بھائی۔ ذرا اپنے قرب و جوار کے اسقفوں اور قسیسوں پر نگاہ رکھنا کہ وہ کلیسا کی خدمت پوری توجہ اور شوق سے ادا کریں" [1]

---

[1] "حیاتِ قسطنطین" ۲، ۴۶۔

١٥٩

نواں باب

قسطنطین اور مسیحی فرقہ دوناتسی

فرمانِ میلان کے جاری کرنے سے اگر قسطنطین کی یہ مراد تھی کہ مذہبی اختلافات و مناظرے بند ہو جائیں گے تو یہ ایک دھوکا تھا جس کا حال اس پر جلد روشن ہو گیا۔ بت پرستی پر جب عیسائی مذہب کو غلبہ ہو گیا تو اب خود عیسائیوں کے مختلف العقائد فرقوں نے کلیسا کے امن و عافیت میں خلل ڈالنا شروع کیا اور جس طرح پہلے بت پرستوں اور عیسائیوں کی باہمی خصومت سے سلطنت کے حفظ و امن میں نقصان آنے کا اندیشہ رہا کرتا تھا اب وہی اندیشہ عیسائیوں کے باہمی اختلافات سے پیدا ہو گیا۔ چنانچہ جس سال یعنی ۳۱۳ عیسوی میں یہ فرمان جاری ہوا تو افریقہ کے چند اسقفوں نے شہنشاہ کی خدمت میں ایک عرضداشت اس مضمون کی بھیجی کہ ہمارے ملک میں مذہب کے متعلق چند مشکلات پیدا ہو گئی ہیں اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ علاقہ گال کے چند اسقف یہاں بھیجے جاویں تاکہ وہ ایک مجلس قائم کر کے ہماری مشکلوں کو حل کریں۔ غرض اس عرضداشت سے یہ سمجھنا چاہئے کہ افریقہ میں عیسائیوں کا وہ مشہور فرقہ پیدا ہو گیا جس کو فرقہ دوناتسی کہا جاتا ہے اور جس کے معرکے ایک صدی سے زیادہ شمالی افریقہ میں برپا ہوتے رہے ہیں۔

فرقہ دوناتسی کے حالات کا خلاصہ یہ ہے کہ شمالی افریقہ ایک عرصۂ دراز سے مذہبی تعصبات و نزاعات کا گھر بنا ہوا تھا۔ اسی خطے سے فرقہ منتانسی اور نواشانی کے غالی پیرو پیدا ہوئے۔ جو دوسرے فرقوں کے عقائد میں ذرا سی ڈھیل یا آزادی دیکھتے ہی

سختی سے معترض ہونے کا بے حد شوق رکھتے تھے - اور بہت وثوق سے کہہ اٹھتے
تھے کہ نجاتِ اُخروی کی راہیں نہایت تنگ و دشوار ہیں - شمالی افریقہ ہی وہ خطہ
تھا جہاں ایسے واعظوں کا کلام بہت ذوق وشوق سے سنا جاتا تھا جو حصولِ بخشش
١٦٠ کے لئے اعمال میں اس درجہ احتیاط بتائیں جس کا پابند رہنا ممکن نہ ہو - جو عیسائیوں کی
زندگی کو گناہوں کی آلائش سے بالکل پاک وصاف دیکھنا چاہیں - جو انسان کی
خطاکاری پر جلتی دوزخ دکھانے کو تیار ہو جائیں مگر اُس کی کمزوریوں کا مطلق پاس و
لحاظ نہ کریں - ڈائیوک لیشن اور میکسیمیان کے دورِ تعدی میں اکثر عیسائیوں
نے بڑے شوق اور نمود سے درجہ شہادت حاصل کیا تھا چنانچہ علمائے جانشیق (کیتھولک)
لکھتے ہیں کہ شہادت کی عزت دیندار لوگوں ہی کو نصیب نہیں ہوتی تھی بلکہ بدکار و
مبتذل لوگوں نے بھی اس خیال سے شہید ہونا شروع کیا کہ ایسی اچھی موت سے
اُن کے گناہ دھل جائیں گے - بہت سے عیسائی ایسے تھے کہ مذہب کے لئے
جان دینے کی ہمت تو ان کو نہ ہوئی مگر قیدخانہ جانے میں تامل نہ کیا جہاں اُن کی ضروریات
مہیا کرنے کا عیسائی بھائیوں کو بہت خیال رہتا تھا - منسوریوس اسقف قرطاجنہ
کو جو کل افریقہ کا مطران بھی تھا یہ امر سخت ناگوار تھا کہ عیسائی مفت میں تکلیفیں اٹھانے
اور اپنی جانیں کھونے پر آمادہ ہو گئے ہیں - چنانچہ اُس نے عیسائیوں کے اس
بیجا تعصب و ذوق جاں فروشی کو ایک قسم کی کم عقلی اور دماغی کمزوری سمجھ کر
رد کرنا چاہا - اور جن لوگوں نے اس طرح قصداً اپنی جانیں تلف کی تھیں اُن کو
شہدائے ملت تسلیم کرنے سے انکار کیا - اور جہاں تک ممکن ہوا عیسائیوں کو مذہب
کے لئے ایسی بے دریغ فیاضیوں سے باز رکھنے کی کوشش کی - منسوریوس کے
معترضوں نے اُس کی نسبت ایک قصہ مشہور کر رکھا ہے کہ جب عیسائیوں کی اشیائے متبرکہ
کی ضبطی کا حکم سلطنت کی طرف سے نافذ ہوا اور سرکاری اہلکار اُس کے پاس آئے اور اُس سے
گرجا کی کتبِ مقدسہ طلب کیں کہ اُن کو لیکر جلا دیں تو منسوریوس نے اصلی انجیلوں
کو تو چھپا دیا اور اُن کی جگہ چند کتابیں اہل بدعت کی لکھی ہوئی حوالے کر دیں جن کو اہلکاروں
نے انجیلیں سمجھ کر فوراً جلا دیا - اگر یہ قصہ سچ ہے تو گویا منسوریوس نے اس خیال سے کہ
اگر انجیلیں کفار کے حوالے کرتا ہوں تو "خائن ملت" (ترڈیٹور) کہلاؤں گا اور اگر

حوالے نہیں کرتا تو جسمانی اذیتیں اُٹھانی پڑیں گی ایسی چال چلی کہ ان دونوں آفتوں سے بچ گیا۔ مگر یہ جو کچھ بھی ہو منسورئیوس کا یہ فعل ایک فریب تھا جس کے مذموم ہونے میں کلام نہ تھا۔ پس جب اس قسم کے اعتراضات پیدا ہو چکے ہوں تو پھر منسوریوس پر اس
الزام کا عائد ہو جانا کچھ محل تعجب نہیں کہ اس نے ایسے عیسائیوں پر بے جا سختیاں ۱۶۱
اختیار کیں جو اپنے مذہبی فرائض کو زیادہ ذوق و پابندی سے ادا کرنا چاہتے تھے ؛

۳۰۵ سنہ عیسوی میں قرطہ کے شہر میں اساقفہ کی ایک مجلس ہوئی۔ اس مجلس میں جو حالات ظاہر ہوئے اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ دائیوکلیشن کے ظلموں نے افریقی کلیسا کے پیشواؤں کی حالت کس درجہ خوف و بیم کی کر دی تھی۔ اس مجلس کا صدر سیکنڈوس اسقف تجی سیس تھا جو علاقۂ نومیدیا کا مطران (پرائمیٹ) بھی تھا غرض اس مجلس کی یہ تھی کہ قرطہ میں اسقف کی جگہ خالی ہوئی تھی اُس کے لیے ایک اسقف منتخب کرنے کی ضرورت تھی سیکنڈوس نے مجلس میں آتے ہی تمام اساقفہ سے جو موجود تھے کہا کہ آپ سب لوگوں پر یہ الزام ہے کہ آپ نے اپنی کتب مقدسہ بے دین حاکموں کے حوالے کر دیں تاکہ وہ اُن کی بے ادبی کر سکیں۔ پس پہلا کام اس مجلس کا یہی ہے کہ اس الزام سے آپ کی صفائی کا ثبوت سُنے۔ اب صدر انجمن نے ایک ایک اسقف سے انجیلوں کے حوالے کیے جانے کا سوال کیا۔ مصقلہ کے دوناتوس نے اصلی سوال کو ٹال کر جواب دیا کہ "ہم سوائے خدا کے اور کسی کے سامنے اپنے افعال کے ذمہ دار نہیں" اس کے بعد اکثر اسقفوں نے بیان کیا کہ ہم نے انجیلوں کی جگہ دوسری کتابیں دیدی تھیں۔ روسیکاس کے اسقف نے البتہ اقبال کیا کہ میں نے چاروں انجیلیں اہل کاروں کے حوالے کر دیں۔ کیونکہ مہتمم کلیسا والنتی نیانوس نے مجھ کو مجبور کیا تھا کہ میں یہ کتابیں اہلکاروں کے پاس بھیجدوں۔ لیکن "اے صاحبو! جس طرح خدا معاف کرتا ہے تم بھی میرا یہ قصور معاف کر دو" اس کے بعد لماطہ کے اسقف پرپوریوس کی باری آئی۔ سیکنڈوس نے اُس کو نہ صرف تریدیتور (خائن ملت) ہونے کا الزام دیا بلکہ یہ بھی کہا کہ اُس نے اپنے دو بھتیجوں کو قتل کیا ہے۔ اس پر پرپوریوس نے بڑا غل مچایا اور کہا کہ کس کی مجال ہے کہ ہم کو آنکھیں دکھا سکے سیکنڈوس کچھ ہم سب سے بہتر نہیں ہے جس طرح اور سب موت سے بھاگے اسی طرح اُس نے بھی کافروں کو

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انجیلیوں ویکر اپنی جان بچائی۔ رہا بیتھیوں کا قتل تو بے شک میں نے اُن کا خون کیا اور
ان ہی کا خون نہیں کیا بلکہ اگر اور کوئی میری راہ میں مخل ہوا تو اُس کا بھی خون کر دونگا۔" قتل
کے اس صریحاً اقبال پر مجلس کے کسی شخص کو کچھ حیرت نہیں ہوئی۔ اِس وقت سب کو
سیکندوس پر غصہ آرہا تھا کہ اُس نے ایسے مکلف سوالات کیوں کیے اور اپنے ۱۶۲
ساتھیوں سے بڑھ کر زہد و پارسائی کا دعوے کس وجہ سے کیا۔ اتفاق سے مجلس
میں سیکندوس کا ایک برادر زادہ بھی موجود تھا۔ اُس نے کھڑے ہو کر دھمکی دی کہ
اگر حجا عان جہاں تک یہ مضمون پہنچا ہے وہیں پر بس نہ کریں گے تو سب لوگ ان سے
قطع تعلق کر کے ایک نیا فرقہ قائم کر لیں گے پھر کسی کو اُن سے کچھ سروکار نہ رہیگا۔ اور
یہ بھی کہا کہ "جس سے جو بن پڑا وہ کیا۔ تم کو اب اس سے کیا مطلب۔ خدا کے
سامنے سب کو اپنا اپنا حساب دینا ہے۔ تم بیچ میں کون ہوتے ہو۔" جب یہ گرم اور
چست فقرے سُنے تو میر مجلس کی عقل ٹھکانے آئی اور اُس نے خیانت دین کے الزام
سے تمام اساقفہ کے بری کیے جانے کا حکم سنایا۔ اس حکم کے سنتے ہی شکر حق شکر حق کی
ہلکی سی صدا سب طرف گونج اٹھی۔ اس کے بعد اراکین مجلس قرطہ کے لیے اسقف
منتخب کرنے میں مصروف ہوئے۔ کثرت رائے سلوانوس پر ہوئی مگر وہ خائن ملت
یعنی تر دیتور تھا۔ اس انتخاب پر قرطہ کے لوگ بالخصوص بگڑ اُٹھے اور شور مچا دیا کہ سلوانوس
تو خائن ہے دوسرے آدمی کا انتخاب ہونا چاہیئے۔ "ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا اسقف نہایت
نیک نفس اور پاکباز ہو۔" سلوانوس کی نسبت حقیقت میں یہ مشہور تھا کہ اُس نے
اپنے گرجا کے منبر سے چاندی کا ایک شمعدان اٹھا کر سرکاری اہلکاروں کو دے دیا
تھا حالانکہ خود اہلکاروں نے سلوانوس کو اس بات پر مجبور نہیں کیا تھا۔ اِس مجلس کے
حالات ایسی کتابوں میں مذکور ہیں جو فرقہ دوناتسی کے رد میں بالخصوص اساقفہ کی
تصنیف سے ہیں۔ ممکن ہے کہ ان میں واقعات مبالغے کے ساتھ بیان ہوئے ہوں۔
اس مجلس میں ایسے اسقف بھی موجود تھے جو چند سال کے بعد دوناتسیوں کے
بڑے پیشوا مانے گئے۔ بہرکیف اگر مبالغہ کو نکال کر بھی اِن باتوں کو دیکھیے تو معلوم
ہوتا ہے کہ کلیسائے نومیدیا کی حالت کچھ تعریف کے قابل نہ تھی ؎

منسوریوس کی زندگی میں کوئی ایسا فریق جو صریحاً اُس کا مخالف اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دشمن ہو پیدا نہیں ہوا گو قرطاجنہ کے کلیسا میں جس کا وہ اسقف تھا طرح طرح کے نزاع
پیدا ہو چلے تھے۔ دقیاتسیون پر ابھی ظلم شروع نہیں ہوئے تھے کہ عمائد کلیسا
اور قرطاجنہ کی ایک معزز عورت میں جس کا نام لوسیلہ تھا سخت بگاڑ ہو گیا۔ لوسیلہ
نے بہت خفگی کی حالت میں اپنا تعلق کلیسا سے قطع کر لیا۔ اور قرطاجنہ کے جس قدر ۱۶۳
لوگ کلیسا سے شکایتیں رکھتے تھے اب لوسیلہ اُن کی ولی و سرپرست بن بیٹھی اور
اس وقت سے جس قدر سازشیں اور گرد و بندیاں مذہب کے معاملات میں ہوئیں
اُن کی محرک اور سرغنہ یہی عورت ہوتی رہی۔ لوسیلہ کا ایک عجیب طریقہ یہ بندھا ہوا
تھا کہ عید الفصح یعنی آخری ضیافت مسیح کی یادگار میں روٹی اور شراب تقسیم ہوتی تھی تو
اِن چیزوں کے چکھنے سے پہلے وہ ایک ہڈی کو متبرک سمجھ کر بوسہ دیا کرتی تھی۔ مگر
اس میں شبہ تھا کہ واقعی یہ ہڈی کوئی متبرک شے تھی یا نہیں۔ کیونکہ کلیسا کی فہرست تبرکات
میں کہیں اُس کا ذکر نہ تھا۔ لیکن لوسیلہ کو اس ہڈی کے چومنے میں جو خیر و برکت نظر
آتی تھی وہ عشاء مسیحی میں جامِ مقدس کو ہونٹوں سے لگانے میں بھی نہ آتی تھی۔ آرکڈیکن
سیسی لیانوس نے لوسیلہ کو اس حرکت پر ملامت کی یہ ملامت کچھ تبرک پرستی پر
نہیں کی گئی تھی کیونکہ اِس زمانے میں ہر جگہ کے عیسائی تبرکات کی تاثیر کے قائل تھے
اور ہر ایک پادری نماز پڑھانے سے پہلے جس قدر تبرکات قربان گاہ پر رکھے
ہوتے تھے اُن کو بوسہ دیا کرتا تھا۔ ملامت جس بات پر کی گئی تھی وہ یہ تھی کہ جس
ہڈی کو لوسیلہ بوسہ دیتی تھی اُس کو متبرک نہیں خیال کیا جاتا تھا۔ بلکہ شبہ کیا جاتا تھا
کہ دراصل وہ ہڈی کسی مسیحی شہید کی ہے بھی یا نہیں۔ بہرکیف کلیسا نے یہ تسلیم نہیں کیا
تھا کہ وہ ہڈی کسی مستند شہید کی ہے۔ منسوریوس اسقف قرطاجنہ لوسیلہ سے
ابھی جواب طلب نہ کرنے پایا تھا کہ قیصران روما کا طوفانِ جور و ستم بڑھتے بڑھتے
افریقہ تک پہنچ گیا۔ مورخان جاثلیق (کیتھولک) نے لوسیلہ کی نسبت نہایت ہی
سخت و سست الفاظ استعمال کیے ہیں جس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ وہ
ایک قابل اور با اثر عورت تھی۔ دولتمند تھی اور سازش کا مادہ اُس کی جبلت کا
خمیر تھا۔ اور چونکہ افسران کلیسا نے اس کو ملامت کے ساتھ جماعت سے خارج
کیا تھا اور وہ اِس واقعہ کو اپنی ذاتی توہین سمجھتی تھی اس لیے انتقام کشی بھی اُسکے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نزدیک ضروریات سے ہوگئی تھی اور جن فسادوں کے اُٹھانے پر اب وہ آمادہ ہوئی
اُن کا اُٹھانا اُس کی قدرت میں بھی تھا؛

ماکسن تیوس کے زوالِ حکومت سے کچھ پہلے اسقف **منسوریوس** کے
ایک نائب (دیکن) نے شہنشاہ روما کی توہین میں کوئی تحریر شایع کی اور سزا کے
خوف سے قرطاجنہ کے کلیسا میں پناہ لی۔ شہنشاہ نے **دیکن** مذکور کو طلب کیا۔
منسوریوس نے اُس کے بھیجنے سے انکار کیا۔ اِس پر خود منسوریوس کی طلبی دارالامارت ۱۶۴
میں ہوئی۔ روانگی سے پہلے یہ خیال کر کے کہ اب شہنشاہ کا ہے کو زندہ چھوڑیگا اور
کلیسا کے قیمتی ظروف اور سامان کی ضبطی بھی شاید عمل میں آئے۔ منسوریوس نے
کل اسباب اور سامان خفیہ طور پر چند معتبر خدام کلیسا کے گھر رکھوا دیا۔ لیکن اتنی احتیاط
کی کہ اِس سامان کی ایک مکمل فہرست تیار کرا کے ایک بڑھیا عورت کو دی اور اس سے
کہدیا کہ اگر میں واپس نہ آؤں تو جو شخص میرا جانشین ہو اس کو یہ فہرست دے دینا۔
یہ سب بندوبست کر کے منسوریوس روما کو روانہ ہو گیا۔ اور وہاں پہنچ کر ماکسن تیوس
کے سامنے اپنا بے قصور ہونا ثابت کیا۔ شہنشاہ نے اس کو بری کر دیا۔ اب روما
سے **افریقہ** کو واپس آتا تھا کہ ۳۱۱ سنہ عیسوی میں راستہ میں اُس کا انتقال ہو گیا
جس وقت **قرطاجنہ** میں اس کے مرنے کی خبر آئی تو خوب زور و شور کی سازشیں
پیدا ہو گئیں۔ **اوپتا توس** کا بیان ہے کہ کلیسا کے دو کارکنوں نے جن کا نام **بوترو توس**
اور **سلیس تیوس** تھا اپنی ترقی کی امید میں انتخاب کے بندوبست میں اس قدر
جلدی کی کہ **نومیدیا** کے اسقفوں کو بھی شرکت کے لیئے نہیں بُلایا۔ اوپتا توس کا
بیان یہاں کسی قدر بے ربط ہو گیا ہے۔ کیونکہ آگے چل کر وہ لکھتا ہے کہ منسوریوس
کی جگہ پر **سیسی لیانوس** کا انتخاب و تقرر جملہ اساقفۂ افریقہ کے اتفاق رائے سے
ہوا۔ اور اس کی جانشینی کی رسم **فے لکس** اسقف ابتنجہ نے ادا کی غرض اس تقرر
کے بعد **سیسی لیانوس** کو اُس بڑھیا سے جس کے پاس **منسوریوس** سامان کی فہرست
رکھ گیا تھا فہرست ملی اُس نے فوراً اُن لوگوں سے سامان طلب کیا جن کے پاس سامان
امانت رکھا گیا تھا۔ لیکن یہ لوگ اِس عرصے میں کلیسا سے اپنا تعلق قطع کر چکے
تھے۔ جاتلیقی مورخ اوپتا توس کا خیال تو یہ ہے کہ یہ لوگ سامان کو خورد و برد کرنے کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

غرض سے کلیسا چھوڑ کر لوسیلہ سے جا ملے تھے۔ پوتروس اور سلیس تیوس بھی لوسیلہ کے گروہ میں شامل ہو گئے۔ ان کی نسبت سنٹ اغسطین لکھتا ہے کہ "یہ دونوں فاسق و فاجر بے دین و سارق تھے"۔ غرض اس طرح کلیسائے جاثلیق کے برخلاف ایک مستقل گروہ قائم ہو گیا۔ اوپتاتوس لکھتا ہے کہ اس اختلاف کی
بنیاد تو ایک سرکش اور مغلوب الغضب عورت نے ڈالی۔ اور اختلاف کو ترقی ۱۶۵
گروہ سازی سے ہوئی اور استحکام طمع و کینہ پروری سے ہوا۔

اب سیسی لیانوس کے انتخاب پر اعتراض شروع ہوئے۔ دشمنوں نے نومیدیا کے اسقفوں سے جو انتخاب میں شریک نہیں کیے گئے تھے فریاد کی کہ مجلس کے ذریعے سے اس انتخاب کے جواز یا عدم جواز کا تصفیہ کریں۔ پس شہر تجی سیس کا اسقف جو نومیدیا کا پرایمیٹ (مطران) بھی تھا یعنی سکندوس ستر اسقفوں کو ساتھ لے کر قرطاجنہ میں آیا۔ لوسیلہ کے فرق نے بڑے تپاک سے ان بزرگان دین کا استقبال کیا۔ سیسی لیانوس بھی بڑے گرجا میں اپنے تخت پر بیٹھ کر ان کی آمد کا منتظر ہوا۔ جب یہ لوگ نہ آئے تو اس نے لکھ کر بھیجا کہ اگر کسی کو میری نسبت کوئی شکایت ہے تو وہ میرے سامنے آئے اور اپنی شکایت ثابت کرے۔ نومیدیا کے اساقفہ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور ایک دوسری جگہ مکان کے دروازے بند کر کے اجلاس کیا۔ اور تجویز کیا کہ سیسی لیانوس کا انتخاب ناجائز تھا اور ناجائز ہونے کی وجہ یہ تھی کہ اس کی جانشینی کی رسم ایک ایسے اسقف نے کی تھی کہ جس کا ترید یتور (خائن ملت) ہونا ثابت ہو چکا تھا۔ اس فتوے کو سن کر سیسی لیانوس نے جواب دیا کہ اگر فے لکس اسقف ابتنجہ کو وہ خائن تصور کرتے ہیں تو خود آ کر اس کو اسقفی کے درجے پر تکریس کریں۔ اور سمجھیں کہ وہ ابھی تک ایک ڈیکن ہی کا درجہ رکھتا ہے۔ اس تحریر میں ایک طنز نکلتا تھا کیونکہ خود ارکان مجلس میں ایسے اسقف بکثرت تھے جنھوں نے خیانت کی تھی۔ غرض پرپوریوس اس جواب پر جھلا اٹھا اور کہنے لگا کہ "اس کو یہاں طلب کر کے کیوں نہ متبرک کیا جاوے کہ ہم اپنے ہاتھوں سے اس کی خبر لیں اور وہ گناہوں سے توبہ کرنے میں ہم سے اپنا سر کٹوا لے"۔ اس کے بعد نومیدیا کے اسقفوں نے سیسی لیانوس کے ایک پیشکار کو جس کا نام ماجورینوس تھا اور جو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

اس زمانے میں لوسیلہ کے گھر میں جار رہا تھا قرطاجنہ کا اسقف مقرر کیا۔ جو لوگ
سیلیسی لیانوس کے فریق میں تھے وہ اپنے کو فرقہ جاثلیقیہ کہتے تھے اور فریق ثانی ۳۱۵ء
تک یعنی جب تک ماجورینوس زندہ رہا ماجورینوس کا فریق کہلایا گیا۔ گو اس فریق کا
سب سے بڑا پیشوا اور ہادی پہلے کیسی نیگری کا اسقف دوناتوس رہا تھا اور اسکے بعد ۱۶۶
دوناتوس میگنس (کبیر) اسقف ہوا جس کے نام سے یہ فرقہ بالآخر دوناتسی کے
لقب سے دنیا میں مشہور ہوا۔

اگرچہ افریقہ کے عیسائی اس طرح دو فرقوں میں یعنی جاثلیقی اور دوناتسی میں
تقسیم ہو گئے تھے لیکن ماجورینوس کو یورپ یا مصر یا ایشیا کے کسی کلیسا نے
اسقفِ جائز تسلیم نہیں کیا تھا۔ اِن ملکوں نے ہمیشہ سیسی لیانوس ہی کو قرطاجنہ کا
اصلی اسقف سمجھا۔ چنانچہ جس وقت قسطنطین نے ماکسن تیوس پر فتح پا کر ۳۱۲ء
عیسوی میں قصد کیا کہ جملہ کنائس افریقہ کے قسیسوں اور اسقفوں کو ایک معقول رقم پیش
کرے تو اُس نے سیسی لیانوس ہی کو اس مضمون کا خط لکھا اور اُس میں اہلِ بدعت
یعنی فرقہ دوناتسی کو بہت ہی درشت الفاظ میں یاد کیا۔ وہ خط ہم یہاں نقل کرتے ہیں

قسطنطین اغسطس بنام سیسی لیانوس اسقفِ قرطاجنہ۔

"چونکہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جملہ علاقہ جات افریقہ و نومیدیا و ہر دو
موریتانیہ میں ملتِ قدسیہ جاثلیقہ کے قسیسوں کے ضروری اخراجات کے لئے
ایک رقم پیش کروں اس لیے میں نے اپنے نہایت شریف والیِ افریقہ ارسوس کو
خطوط روانہ کر کے ہدایت کی ہے کہ تین ہزار تھیلیاں روپیوں کی آپ کے پاس بھیجے۔
جس وقت یہ رقم آپ کو ملے تو آپ اُس کو ایسے طریقے سے جس کی اطلاع آپ کو
ہوسیوس نے دی ہوگی قسیسانِ متذکرہ صدر میں بہت احتیاط سے تقسیم کر دیں۔
"اگر آپ اِس رقم کو اُس قدردانی اور پایہ شناسی کے لحاظ سے جو مجھ سے آپ
سب کے لئے ہمیشہ ظاہر ہوئی ہے کسی طور پر ناکافی سمجھیں تو آپ بلا تامل ہمارے
شاہی نیب ہیرک لیوس سے جس قدر رقم کی اور ضرورت سمجھیں فوراً طلب
کر لیں۔ کیونکہ میں نے خود نیب مذکور کو ہدایت کر دی ہے کہ جس قدر روپیہ آپ ۱۶۷
طلب کریں وہ فوراً آپ کے پاس روانہ کر دیا جائے"

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور چونکہ میں نے سنا ہے کہ بعض کج فہم لوگوں نے یہ شیوہ اختیار کیا ہے کہ ملت پاک یعنی دینِ جاثلیق کے نیاز کیشوں کو اپنی شرارت آمیز و فتنہ پرداز گفتگو سے گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس لیئے آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ میں نے والی افریقہ **انولینوس** اور افسرِ عاملان پیٹیری **سیوس** کو زبانی ہدایت کردی ہے کہ منجملہ دیگر خدمات کے ایک بڑی خدمت اُن کی یہ بھی ہے کہ ایسے بدنفس اور شریر لوگوں کو اپنی نظر میں رکھیں ۔ اور اُن کی جماعت اگر قوت پکڑنی شروع کرے تو اُس سے تجاہل یا غفلت نہ کریں ۔

"پس اگر آپ دیکھیں کہ یہ لوگ اپنی مجنونانہ غلطی سے باز نہیں آتے تو فوراً حکام متذکرہ صدر سے رجوع کرکے معاملے کو اُن کے سامنے پیش کردیں تاکہ وہ ملزموں کو میری زبانی ہدایتوں کے مطابق سزا دیں ۔

"اور اب میں دعا کرتا ہوں کہ خدائے برتر (دیوی نتی) کا فضل و کرم آپ کو سالہا سال تک قائم و دائم رکھے ۔"

اِس خط کے ساتھ اب وہ خط بھی دیکھنا چاہیئے جو **قسطنطین** نے والی افریقہ (پروکونسل) **انولینوس** کو لکھا تھا ۔ وہ خط حسب ذیل ہے :-

"ہمارے محب **انولینوس** کو سلامتی پہنچے ۔ چونکہ یہ بات قطعی ثابت ہوچکی ہے کہ مذہب ہی وہ چیز ہے جو بادشاہوں کا ادب اور ان کی بزرگی سب کے دل میں قائم رکھتا ہے اور جب کبھی اُس سے غفلت کی گئی ہے سلطنت کو سخت خطرے پیش آئے ہیں دراں حالیکہ اُس کی پابندی ہمیشہ دولتِ **روما** کی نیکنامی اور اقبال کی ترقی کا باعث اور تمام فنا پذیر مخلوق کی بے انتہا مسرت کا موجب رہی ہے جس کا شکریہ خدا کی حضور میں ادا کرنا ضروری ہے ۔ پس اے محب **انولینوس**
۱۶۸ ہم نے قصد کرلیا ہے کہ وہ لوگ جو سچی پارسائی اور مسلسل پابندی سے دینِ پاک کی خدمت میں مصروف ہیں اُن کو اُن کی محنت و جانفشانی کا صلہ عطا کریں ۔

پس ہماری خواہش ہے کہ جو لوگ تمہارے صوبے کے ہیں اور کلیسائے جاثلیق میں شریک ہوکر جس کا صدر **سیسی لیانوس** ہے اس پاک دین کے خدمت گذار ہیں یعنی وہ لوگ جن کو قسیس کہا جاتا ہے ہر قسم کی مُلکی خدمات سے مستثنیٰ رکھے جاویں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تاکہ کسی غلطی یا سوءِ اتفاق سے اُن کی توجہ خدائے برتر کی خدمتوں سے نہ ہٹنے پائے اور وہ دین کے کاموں میں بلا حیرانی و پریشانی زیادہ متوجہ رہ سکیں۔

"چونکہ یہ لوگ خدا کے دین کا بے حد لحاظ و ادب رکھتے ہیں اس لیئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ صلہ جو سلطنت کسی نیک کام کا دے سکتی ہے اُن کو دیا جائے"۔

یہ دونوں خطوط بہت قابلِ غور ہیں۔ ان سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ افریقی کلیسا میں جو اختلاف شروع ہوا تھا اُس کا چرچا افریقہ سے باہر کے ملکوں میں بھی ہونے لگا تھا۔ اور شہنشاہ کو بھی اس اختلاف کے تنقیحی امور سے واقف کر دیا گیا تھا۔ اور اب قسطنطین جو نیا نیا عیسائی ہوا ہے، اپنا نہایت قوی اثر مذہب جاثلیق کی تائید میں صرف کرتا ہے۔ بادشاہوں کا قاعدہ ہے کہ وہ ایسے فرقوں سے بالعموم مخالفت اختیار کرتے ہیں جو ملتِ عامہ میں کسی قسم کی بدعت پیدا کر کے خلائق کے امن و اطمینان میں مخل ہوں۔ علاوہ ذاتی اثر کے قسطنطین اپنے سیاسی اختیارات سے بھی کام لیتا ہے تاکہ اہل بدعت اپنے عقائد کو چھوڑ کر مذہب جاثلیق کی طرف رجوع کریں۔ لیکن ہم کو تعجب ہے کہ قسطنطین کو اس وقت اپنے فرمان کا جس میں مذہب کے متعلق سب کو یکساں آزادی دی گئی تھی مطلق خیال نہیں رہا اور وہ اس بات پر آمادہ ہو گیا کہ تمام رعایا کو ایک ہی دین کا پیرو رکھنے کے لیئے جبر و اکراہ سے کام لے۔ اب وہ محض عیسائی نہیں بلکہ جاثلیقی عیسائی بن کر دنیا پر ظاہر ہوا۔ اور جس قدر فیاضیاں تھیں وہ جاثلیقی قسیسوں پر کیں۔ اور اُن ہی کو ملکی خدمتوں سے بھی مستثنےٰ کیا۔ جس کے معنی یہ تھے
کہ سلطنت کے مالیہ پر ایک کثیر بار پیدا کیا۔ مگر باوجود اِس کے ماجورینوس کے ۱۶۹
فریق نے شہنشاہ سے درخواست کی کہ گال کے اساقفہ کی ایک جماعت مقرر کیجاوے تاکہ اُن میں اور قرطاجنہ کے اسقف میں جو نزاع ہو گیا ہے اُس کے متعلق تحقیقات کر کے نتیجہ سے اطلاع دے۔ یہ درخواست حسب ذیل تھی:۔

"شہنشاہوں میں افضل ترین شہنشاہ قسطنطین چونکہ آپ ایک عادل و دادگستر خاندان سے ہیں کیونکہ آپ کے والد بزرگوار اپنے معاصرین میں ایسے فرماں روا گذرے ہیں جنھوں نے عیسائیوں پر ظلم نہ ہونے دیئے تھے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور گال کا ملک اِس جرم سے کہ بگناہوں پر تشدد ہو اُن ہی کے طفیل سے پاک رہا تھا۔ چونکہ اِس وقت ہم میں اور افریقہ کے اسقفوں میں ایک اختلاف پیدا ہو گیا ہے اس لئیے ہم مستدعی ہیں کہ آپ اپنی نیک نہادی و خدا ترسی پر نظر کرکے اِس اختلاف کو طے کرنے کے لئے ملک گال سے چند لوگوں کو بطور ثالث کے مقرر کرنا منظور فرماویں (دستخط۔ لوسیانوس۔ دگنوس۔ ناسوتیوس۔ کاپیتو۔ فیدن تیوس۔ و دیگر اساقفہ از فریق ماجورینوس)"۔

یہ درخواست جس وقت والی افریقہ اینولینوس کے پاس پہنچی تو اُسنے اپنی گذارش مورخہ ۳۱۳ء عیسوی کے ساتھ اُس کو قسطنطین کی خدمت میں روانہ کیا اور اس گذارش میں لکھا کہ اسقف سیسیلیانوس کے مخالفین اسکی عدول حکمی پر بے حد کمر بستہ رہتے ہیں۔ یہ درخواست قسطنطین کو علاقۂ گال میں ملی۔ دیکھتے ہی درخواست منظور کرلی اور کولون و اوتیس و آرل کے اسقفوں کو حکم دیا کہ روما میں مجلس کرکے اِس معاملے کا تصفیہ کریں۔ سیسیلیانوس کو بھی حکم روانہ کیا کہ وہ اپنے فریق کے اسقفوں کو ہمراہ لیکر روما میں حاضر ہو۔ ماجورینوس کے فریق سے دس اسقف بطور مستغیث کے قرار پائے۔ ملتی ایدیز اسقف روما اور گال کے تینوں اسقف جن کے نام ابھی لئیے گئے ہیں اور ایطالیہ کے پندرہ اسقف جن کو ملتی ایدیز نے محض ایطالیہ سے منتخب کیا تھا اِس مجلس کے مجوز مقرر کیئے گئے۔ اکتوبر ۳۱۳ء میں مجلس کا اجلاس لاتیران کی حدود میں ملکۂ فاستہ کے محل میں قرار پایا۔ قسطنطین نے ملتی ایدیز اسقف روما کو ایک خط اِس مضمون کا پہلے ہی سے روانہ کر دیا تھا کہ افریقہ کے کثیر الآباد علاقے وہ ہیں جو دینی خدمات کے صلے میں اور خدا کی برکت سے یک لخت میرے قبضے میں آئے تھے۔ مگر افسوس ہے کہ اب شدید مذہبی اختلافات اُن میں پیدا ہو گئے ہیں۔ پس مجھ کو اساقفہ کی ذات سے قوی امید ہے کہ وہ اِس مشکل کو کسی طرح حل کریں گے۔ ۱۷۰

پہلے ہی دن کے اجلاس پر مجلس نے سیسیلیانوس کے مستغیثوں کی اسناد ملاحظہ کیں اور ان میں سے بعض لوگوں کا نام چال چلن خراب ہونے کی وجہ سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مستغیثوں کی فہرست سے نکال دیا گیا۔ اس کے بعد جب فریقین کے گواہ طلب ہوئے تو ماجورینوس اور دوناتوس کے ہمراہ جو گواہ آئے تھے اُنھوں نے بیان کیا کہ ہم کو سیسی لیانوس کے برخلاف کچھ کہنا نہیں ہے۔ پس جب گواہان مستغیث استغاثہ کی تائید میں کچھ نہ کہہ سکے اور حکام مجوزنے ایسی گپوں کے سننے سے انکار کر دیا جنکی نسبت کوئی معقول شہادت نہ تھی تو پھر سائلوں کا دعوے کیا چل سکتا تھا۔ دوناتوس تحقیقات کے آخری زمانے میں اجلاس پر حاضر نہیں ہوا۔ اُس کو یہ خوف ہوا کہ کہیں اپنے ہی بیان پر ماخوذ نہ کر دیا جاوے۔ اِس کے چند روز بعد ایک دوسری فرد الزامات کی مجلس کے روبرو پیش ہوئی۔ لیکن اس فرد کے ساتھ کوئی فہرست گواہوں کی نہ تھی پس جب یہ الزامات بھی نہ چل سکے تو اب مجلس نے اُن ستر اسقفوں کی کارروائی پر غور کیا جنھوں نے سیسی لیانوس کے انتخاب کو ناجائز قرار دیا تھا۔ اِس تنقیح کے فیصلے میں بھی مجلس کو بہت غور کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔

غرض سیسی لیانوس کے مقابلے میں جس قدر الزام قائم کیے گئے تھے وہ سب غلط ثابت ہوئے اور ملتی ایدیز نے اپنی تجویز میں لکھا کہ "چونکہ وہ لوگ جو دوناتوس کے ہمراہ وعدہ کر کے آئے تھے کہ ہم سیسی لیانوس پر الزام ثابت کر دیں گے۔ اب ملزم کی نسبت کوئی الزام بیان نہیں کرتے اور دوناتوس بھی کوئی الزام ملزم کے مقابلے میں ثابت نہیں کر سکا ہے۔ اس لیئے میں تجویز کرتا ہوں کہ سیسی لیانوس اپنے کلیسا پر مع جملہ حقوق و اختیارات کے بدستور سابق قائم رکھا جاوے۔" قسطنطین نے ملتی ایدیز کی میانہ روی اور انصاف کی بہت تعریف کی ہے۔ کلیسا میں اتحاد پیدا ۱۷۱
کرنے کی غرض سے ملتی ایدیز نے ماجورینوس کے مقرر کردہ اساقفہ کو اِس مضمون کے خطوط بھیجے کہ اِس وقت قرطاجنہ میں دو اسقف حریف مقابل بنے ہوئے ہیں۔ لیکن ان میں جو اسقف پہلے مقرر ہوا ہے اس کو ہم مستقل کرتے ہیں اور دوسرے اسقف کو کوئی دوسرا علاقہ دیا جانا مناسب جانتے ہیں۔ لیکن دوناتسی فرقے کے لوگ اِس مصالحت کو کب ماننے والے تھے۔ انھوں نے پھر قسطنطین سے فریاد کی قسطنطین نے اِس مرتبہ بہت ہی برہم ہو کر ان مفسد افریقیوں کو اُن کی سلسل اور مجنونانہ عداوتوں پر نہایت سخت و سست کہا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جب مجلس نے فیصلہ سنا دیا تو شہنشاہ نے سیسی لیانوس اور دوناتوس کو اس خیال سے اطالیہ میں روک لیا کہ اگر اِس وقت یہ لوگ افریقہ کو واپس ہوئے تو جھگڑے بہت بڑھ جائیں گے۔ چنانچہ اُن کو روک کر اطالیہ کے دو اسقفوں کو یعنی یوفومیوس اور اولمپیوس کو اُن کی جگہ پر قرطاجنہ روانہ کیا تاکہ وہ فریقین میں مصالحت کرا دیں۔ اور افریقی عیسائیوں کو ہدایت کریں کہ دوناتسی اور جاثلیق میں سچا کلیسا جاثلیق کا ہے۔ اِن اسقفوں نے افریقیوں کو سمجھایا کہ سچا دین اور اصلی کلیسا وہی ہے جس کو تمام دنیا مانتی ہے۔ اور اُن کو یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ اُنیس اساقفہ نے جو تجویز حال میں دی ہے اُس کی ناراضی سے کوئی مرافعہ کہیں دائر نہیں ہو سکتا لیکن دوناتسیوں نے اس کا جواب یہ دیا کہ اگر ۱۹ اسقفوں کی تجویز قطعی ہے تو ۷۰ اسقفوں کی تجویز اُس سے بھی زیادہ قطعی سمجھنی چاہیئے۔ یوفومیوس اور اولمپیوس نے جس قدر گفتگو مصالحت کے بارے میں کی اُس کو دوناتسیوں نے نہیں مانا۔ اور جب دوناتوس اور سیسی لیانوس اطالیہ سے قرطاجنہ کو واپس آئے تو فریقین میں پھر عداوت کی آگ بھڑکنے کے لیئے ایندھن کی کمی نہیں ہوئی سیسی لیانوس کے ذاتی چال چلن پر اعتراض کر کے مقدمے کی دوبارہ سماعت پر زور دینا اب ممکن نہ تھا۔ کیونکہ رومانی مجلس نے دورانِ مقدمے میں مستغیثوں کو ہر قسم کے اعتراض کا موقع دیا تھا مگر انھوں نے اُس سے کوئی نفع نہ اُٹھایا تھا۔ اب اُنھوں نے اپنے دعوے کی ایک دوسری شکل پیدا کی اور وہ یہ تھی کہ اسقف ابتنجہ جس نے ۱۷۲
سیسی لیانوس کو اسقف کے درجے پر تکریس کیا تھا چونکہ خود خائن دین (ترِیدیتور) تھا۔ اِس لیئے سیسی لیانوس کا تقرر خلاف ضابطہ تھا۔

لیکن یہ سوال کہ فی لکس واقعی "تریدیتور" تھا یا نہیں ایک سیدھا سا سوال تھا جس میں مذہبی بحث کو دخل نہ تھا۔ صرف واقعات کو دیکھنا تھا۔ پس قسطنطین نے ایلیانوس کو جو انولینوس کی جگہ اِس وقت والیِ افریقہ تھا لکھا کہ فی لکس اسقف ابتنجہ کی سیرت اور چال چلن کی تحقیقات کر کے نتیجے سے اطلاع دے۔ چنانچہ والیِ افریقہ نے تحقیقات کے بعد کیفیت لکھ کر بادشاہ کی خدمت میں بھیجی افسوس ہے کہ اِس کیفیت کا صرف ایک حصہ ہمارے زمانے تک سلامت رہا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تحقیقات کے وقت گواہوں میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو دائیوکلیشن کے دورِ عقوبت میں ابتنجہ کے مجسٹریٹ (عامل) رہ چکے تھے۔ پس اِس وقت تحقیقات کرنے والوں کی اور گواہوں کی جان مشکل میں تھی۔ اگر تحقیقات کا نتیجہ یہ لکھتے ہیں کہ کلیسا کے ظروف و اناجیلِ مقدسہ اہل کارانِ سلطنت کے حوالے کردی گئی تھیں تو اِس جرم سے کہ شہنشاہ دائیوکلیشن کے احکام کی تعمیل نہیں کی فی لِکس ضرور بری ہو جاتا تھا لیکن ترِیدیتور ہونے کا جرم قطعی ثابت ہوجاتا تھا۔ اور اس جرم کے ثابت کرنے سے قسطنطین کی ناخوشی کا اندیشہ تھا۔ اگر یہ لکھتے تھے کہ فی لِکس نے کلیسا کی اشیائے متبرکہ اپنے قبضے سے نہیں نکلنے دی تھیں اور وہ ترِیدیتور نہ تھا تو پھر احکام دائیوکلیشن کے خلاف ورزی چلنے کا جرم ثابت ہوتا تھا اور مجوز اور گواہ دونوں اس جرم میں ماخوذ ہوتے تھے کہ ان کا انتظام بالکل خراب تھا کہ رعایا سے قانون کی پابندی نہ کرائی گئی۔ بہرکیف زندہ بادشاہ کو خوش کرنے کی امید میں مردہ بادشاہ کے احکام کا خیال نہیں کیا گیا۔ اور تحقیقات کا نتیجہ یہ تحریر ہوا کہ ”ابتنجہ کے گرجا سے کتبِ مقدسہ برآمد نہیں ہوئیں۔ نہ ان کی بے ادبی ہوئی اور نہ وہ جلائی گئیں“۔ اس کے ساتھ یہ بھی تحریر ہوا کہ ”اُس زمانے میں فی لِکس ابتنجہ میں موجود نہ تھا اور یہ کہ اُس نے اپنے ایمان میں کبھی کسی طرح کا خلل پیدا نہیں ہونے دیا۔
۱۷۳ اور وہ ہمیشہ سے ایک خدا ترس اسقف رہا۔“ غرضیکہ اِس تحریر سے فی لِکس کی نیک نامی پھر قائم ہوگئی۔ اور سیسی لیانوس کو اسقفی کے عہدے پر فی لِکس کا تکریس کرنا جائز قرار پایا۔

اس کے بعد ۳۱۴ء عیسوی میں آرل کے شہر میں اِسی معاملے کے متعلق پھر ایک مجلس قرار پائی۔ والیِ افریقہ کے نتیجہ تحقیقات کو سننے پر بھی دوناتسی خاموش نہ بیٹھے۔ پھر غل مچانا شروع کیا کہ ایک نئی مجلس ایطالیہ اور گال کے اساقفہ کی مجلس سے بھی زیادہ وسیع اختیارات کے ساتھ مقرر کی جائے۔ انصاف یہ ہے کہ اِس سے پہلے کبھی کسی رومانی شہنشاہ نے ایک خلاف عقل اور شدید مخالفت کی حالت میں ایسی بُردباری ظاہر نہیں کی تھی جیسے کہ اس وقت قسطنطین نے ظاہر کی۔ اُس نے دوناتسیوں کی درخواست تو منظور کرلی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اب اُس کو عیسائیوں کی نااتفاقی سے بے حد مایوسی اور نفرت ہوئی۔ چنانچہ دالی افریقہ کو ایک خط کے شروع میں لکھا کہ مجھ کو سب لوگوں سے امید تھی کہ وہ اساقفہ کی ایک ایسی جماعت کو جس میں نہایت معتبر اور قابل لوگ جمع کیئے گئے تھے بہت عظمت کی نظر سے دیکھیں گے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ عیسی الیانوس کے دشمنوں کی سرکشی و تمرد میں مطلق فرق نہیں آیا۔ وہ مجھ کو لکھتے ہیں کہ پچھلی مجلس میں اساقفہ ایک کمرے میں بند ہو کر بیٹھ گئے اور جو کچھ پہلے سے سوچ رکھا تھا اُسی کے مطابق فیصلہ کر دیا۔ اب وہ پھر شور مچا رہے ہیں کہ ایک مجلس اور کی جاوے۔ پس میں ایک اور مجلس منعقد ہونے کا حکم دیتا ہوں جس کا اجلاس آرل کے شہر میں ہوگا۔ اب الیلیانوس کو لازم ہے کہ افریقہ اور موری تانیہ میں ڈاک اور سواری وغیرہ کا انتظام سیسی لیانوس اور اس کے ہمراہیوں کے واسطے فوراً کرے۔ تاکہ ہسپانیہ سے گذر کر وہ بہت جلد آرل پہنچ جاویں۔ اس کے بعد خط کی عبارت حسب ذیل ہے:

"آپ ہر ایک اسقف کو ایک پروانہ ایسا دیں کہ زمانہ سفر میں ہر منزل پر اُس کی تمام ضروریات مہیا ہوتی رہیں تاوقتیکہ وہ ماہ اگست کی پہلی تاریخ تک آرل میں پہنچے۔ اور آپ تمام اسقفوں کو سمجھا دیں کہ اپنا اپنا علاقہ چھوڑنے سے پہلے وہ اپنی جگہ کا انتظام کرتے جائیں تاکہ اُن کی عدم موجودگی میں کوئی ۳۱۴ء
امر خلافِ قواعد یا کسی قسم کی سرکشی یا باہمی سخت کلامی عیسائیوں میں نہ ہونے پاوے۔ کیونکہ ان حرکتوں سے کلیسا کی بہت رسوائی ہوتی ہے۔

"دیگر امور تنقیح طلب کے بارے میں میری خواہش ہے کہ مکمل تحقیقات کے بعد کسی قطعی نتیجے پر پہنچنا چاہیئے۔ اور مجھ کو امید ہے کہ جس وقت تمام لوگ جو فی الحال باہمی اختلاف رکھتے ہیں مِل کر ایک جگہ بیٹھیں گے تو ایسا ہی ہوگا۔ ممکن ہے کہ یہ قصہ اپنے وقت موعود پر قدرتی طور سے خاتمے کو پہنچ جاوے۔

"چونکہ آپ خدائے قادر پر ایمان رکھنے والوں میں ہیں اس لیئے اپنی نسبت آپ سے یہ کہنا مناسب سمجھتا ہوں کہ ایسے مذہبی اختلافات سے قطع نظر کرنی میرے حق میں درست نہیں ہے جن سے خدا کا قہر نہ صرف نسل آدم پر بلکہ خاص میری ذات پر نازل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ خدا نے روئے زمین کی سب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

چیزوں کی حکومت میرے سپرد کی ہے۔ پس ممکن ہے کہ وہ ناراض ہوکر اپنے
عادلانہ عتاب میں مجھ پر کوئی عذاب نازل کرے۔

"پس میں اسی وقت اپنے تئیں محفوظ و مصئون سمجھ سکتا ہوں اور چشمۂ فیضِ باری سے جو بیش بہا نعمتیں جاری ہیں اُن کے ہمیشہ پانے کا امیدوار ہو سکتا ہوں جبکہ کل بنی نوع انسان کو دیکھ لوں کہ وہ سب سے برتر خدائے پاک کی تعظیم کرتے ہوئے برحق دین جاثلیق (کیتھولک) کے طریقے پر برادرانہ اتفاق و یکجہتی کے ساتھ ایک ہی طرز سے عبادت الٰہی میں مصروف ہیں۔"

قسطنطین نے صرف والیِ افریقیہ ہی کو نامہ نہیں لکھا جس کے مضمون سے صدق و صفائی ٹپک رہا ہے بلکہ اُس نے اُن اسقفوں کو بھی خط لکھے جن کو اس نئی مجلس میں
۱۷۵ طلب کیا تھا۔ اِن خطوط میں سے ایک خط کی عبارت جو کرستوس اسقف سرقوسہ کو لکھی گئی تھی یوسی بیوس نے نقل کی ہے۔ اس میں شہنشاہ نے اسقف مذکور کو ہدایت کی ہے کہ اگست کی پہلی تاریخ تک آرل میں ضرور پہنچ جانا چاہیئے۔ اور لکھا ہے کہ جزیرہ صقلیہ کے حاکم لترونیانوس سے سواری کا بندوبست کرالیا جائے اور درجۂ دوم کے دو پریس بیٹر (نائبین اساقفہ یا ارکانِ عدالیت دینیہ) اور تین نوکر بھی اپنے ساتھ رکھنے ضروری ہیں۔ غرض کہ شہنشاہ کے ارشاد کی تعمیل میں تمام اساقفہ جو طلب کیے گئے تھے آرل میں یوم مقررہ کو حاضر ہو گئے۔ یہ تحقیق نہیں ہوتا کہ ان کی صحیح تعداد کیا تھی۔ آرل کی مجلس میں اِن اساقفہ نے مذہب کے متعلق چند قواعد بھی تیار کیے تھے۔ اِن قواعد پر جن ارکان مجلس کے دستخط ہیں ان کے شمار کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۳۳ اسقف اور ۲۳ پریس بیٹر۔ اور ۲ پیشکار۔ اور ۷ آسیب اتارنے والے اور ۴ شخص اسقف روما کی طرف سے بطور قائم مقام کے مجلس میں موجود تھے۔ لیکن مورخین مابعد نے اِس مجلس کو بڑے پائے کا مانا ہے اِس لئے قرین قیاس ہے کہ اس تعداد سے کہیں زیادہ بزرگان کلیسا اس مجلس میں شریک ہوئے ہونگے۔ چنانچہ دوسو سے لیکر چھ سو تک اُن کی تعداد کا تخمینہ کیا جاتا ہے۔ مشرقی حصۂ مملکت کا کوئی اسقف اِس انجمن میں شریک نہ تھا۔ اُس کا تعلق صرف ممالک غربیہ سے تھا جن میں افریقیہ۔ گال۔ ہسپانیہ۔ برطانیہ۔ ایطالیہ۔ صقلیہ۔ سردانیہ شامل تھے۔

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جزیرۂ برطانیہ سے شہر یارک کا ایبوریوس اور لندن کا رستی توتوس اور ایدلفوس
جن کی نسبت خیال ہے کہ کولچسٹر یا لنکن یا کرلیون کا اسقف تھا اس انجمن میں شریک
ہوئے۔ ان کے ساتھ ایک پریس بیتر تھا جس کا نام سیکرودوس تھا اور ایک ڈیکن
ارمینی توس بھی ساتھ تھا۔ اسقف روما سل ویستر نے دو پریس بیتر اور دو ڈیکن
بھی بھیجے تھے۔

اِس مجلس نے تمام سوالات کے متعلق جو دوناتیون نے اُٹھائے تھے
بہت ہی توجہ اور احتیاط سے تحقیقات کی۔ لیکن جو کیفیت اِس تحقیقات کی مجلس کی طرف
سے اسقفِ روما کے پاس آئی اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس مجلس میں بھی دوناتستی
فرقے کے پاس شہادت کی ویسی ہی کمی تھی جیسے کہ پہلی مجلس میں تھی۔ سیسی لیانوس کی ۱۷۶
نسبت جو پہلے الزام لگائے گئے تھے وہ ہی اب لگائے گئے۔ نہ اس وقت اُن کی
نسبت کوئی شہادت تھی اور نہ اِس وقت۔ الزام یہ تھے کہ جس زمانے میں سیسی لیانوس
ڈیکن تھا اور دائیوک لیشن کے ظلم سے عیسائی قید خانوں میں بھرے جاتے تھے تو اُسوقت
اُس نے قرطاجنہ کے عیسائیوں کو اُن کے قیدی بھائیوں کو مدد پہنچانے سے روکا۔ اور یہ کہ
فی لکس اسقف ابتنجہ جس نے سیسی لیانوس کو درجۂ اسقف پر تکریس کیا تھا "خائن ملت"
تھا۔ یہ الزام وہ تھا جس کو اس سے پہلی مجلس میں بھی مستغیث ثابت نہ کر سکے تھے۔ مختصر
یہ کہ آرل کی مجلس میں بھی اُن کے دعوے بے دلیل رہے۔ اور اِس مجلس نے بھی
مجلسِ روما کی تجویز سے اپنا اتفاق ظاہر کیا اور جو نتیجۂ تحقیقات سل ویستر پاپائے روما کے
پاس آیا وہ حسب ذیل تھا:۔

"ہم لوگ جو اخلاص و اتحاد کے ایک ہی سلسلے میں بندھے ہوئے اور ام مہربان
کلیسائے جاثلیق کی برکتوں اور تعلقات سے ایک ہی رشتہ میں منسلک
اپنے شہنشاہ پاک نہاد کے حکم سے آرل کے شہر میں جمع ہوئے ہیں آپکی
خدمت میں اے مقدس پاپائے روما نہایت ادب سے اپنا سلام عرض
کرتے ہیں۔ ہم نے نہایت صبر و محنت سے ان خود سر و بے باک لوگوں
کے الزاموں کو سنا حقیقت میں اِن لوگوں نے ہمارے مذہب کے قواعد
و آئین اور اُس کی روایاتِ ماضیہ کو بہت ہی نقصان پہنچایا ہے۔ یہ لوگ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہ ہیں جن کے سر سے احکامِ الٰہی اور حکومت حق نے اپنا سایہ اُٹھا لیا ہے۔ اب اُن کی تقریر میں عقل و شعور باقی نہیں رہا ہے۔ مدعی بنکر الزام تو بے شمار لگاتے ہیں مگر نہ شہادت رکھتے ہیں نہ ثبوت۔ خدا اور خدا کے کلیسا پر اِن لوگوں کا اصلی حال روشن ہے اور خدا کا کلیسا اُن کی اصلی حالت کی تصدیق کرتا ہے۔ اس کے نزدیک یہ لوگ یا تو خود مجرم قرار پاتے ہیں یا اُن کی شکایتیں ناقابل تسلیم ٹھہرتی ہیں۔ اے برادر مہربان کیا اچھا ہوتا اگر اس مجلس میں آپ کی شرکت بھی ممکن ہوتی۔ ایسی صورت میں ہم کو پورا یقین تھا کہ حکم سزا اور بھی سخت ہوتا۔ اور اگر آپ کی تجویز ہماری تجویز سے مطابق ہو جاتی تو ہماری مجلس کو اور بھی مسرت ہوتی۔ لیکن جب آپ نے اُس پسندیدہ مقام کو چھوڑنا غیر ممکن سمجھا جو مسیح کے حواریوں اور رسولوں کا مقام ہے اور جہاں اُن کے خون نے خدا کے جلال کی شہادت دی ہے تو اے برادر مہربان ہم نے مناسب سمجھا کہ اِس موقع پر نہ صرف اُس مقدمے سے بحث رکھیں جس کے لیے ہم یہاں جمع ہوئے تھے بلکہ چند دیگر معاملات دینی پر اپنی اغراض کے لیے غور کریں اور جس طرح وہ مقامات جہاں سے ہم آئے تھے متعدد تھے اسی طرح وہ معاملات بھی جن پر بھلائی کی نیت سے ہم نے غور کرنا بہتر سمجھا متعدد نکلے"۔

اس کے بعد اِس خط میں وہ قواعد بیان ہوئے ہیں جو اس مجلس نے باتفاق رائے منظور کئے تھے۔ جہاں یہ قواعد بیان ہوئے ہیں وہاں ایک عبارت یہ بھی ہے کہ اسقف روما کا علاقہ باقی تمام اساقفہ کے علاقوں سے بڑا ہے اس لیے تمام کلیساؤں سے اِن قواعد کی منظوری اور اجرا کی کارروائی اسقف روما ہی اپنے ذمے لے۔ یہ قواعد تعداد میں ۲۲ تھے۔ ہر ایک قاعدے سے بحث کرنا اِس کتاب کا موضوع نہیں ہو سکتا۔ صرف چند اہم قواعد کا مختصر ساذکر یہاں کافی ہوگا۔ ایک قاعدہ یہ بنایا گیا تھا کہ **ایسٹر** (عید الفِسَح) یعنی مسیح کے قبر سے اُٹھنے کی خوشی تمام دنیا میں ایک ہی دن منائی جاوے۔ ایک قاعدہ یہ ہوا کہ جو فوجی لوگ زمانۂ امن میں فوج سے بھاگ جائیں اُن کو کلیسا بھی اپنی برکتوں سے محروم کردے۔ دوناتسیوں نے جو سوالات پیدا کئے تھے اُن کے متعلق بھی چند قواعد بنائے گئے۔ مثلاً ایک قاعدہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ تیار ہوا کہ جن لوگوں کو ابتدا میں ثالوثِ مقدس کے نام سے اصطباغ دیا گیا ہو اور وہ بدعتی ہو کر پھر مذہب جاثلیق کی طرف رجوع کرنا چاہیں تو دوبارہ اصطباغ دینا ممنوع سمجھا جائے۔ ایک قاعدہ یہ ہوا کہ بدعتی لوگوں نے جو اصطباغ دیا ہو اگر وہ ٹھیک طور پر دیا گیا ہے تو اُس کو جائز سمجھا جائے۔ ایک قاعدہ یہ تیار ہوا کہ کلیسا کے سررشتہ ملازمت سے تمام ایسے لوگ خارج کر دیئے جائیں جنھوں نے کلیسا کی چیزیں جو اُن کی امانت میں تھیں دشمنوں کے حوالے کر دیں اور اس طرح ''خائنِ ملت'' ثابت ہوئے۔ یا جنھوں نے اپنے کسی بھائی قسیس کو سرکاری حکام کے سامنے متہم و ماخوذ کیا۔ لیکن اگر یہ لوگ کسی دوسرے شخص کو کلیسا کی خدمت و ملازمت کے لیے مقرر و متبرک کر چکے ہوں تو ایسے
۱۷۸ شخص پر اُن کے خارج کیے جانے کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ سب سے زیادہ قابلِ غور یہ قاعدہ تھا کہ کلیسا کی برکتوں سے ایسے لوگوں کو بالکل محروم رکھا جاوے جو کسی بازیگاہ یا تماشاخانے سے تعلق رکھتے ہوں۔ مثلاً گاڑیوں کے ہانکنے والے۔ چابک سوار۔ نقال مسخرے اور ان ہی کی نسل اور لوگ جب تک کہ وہ اپنے اِن پیشوں کو جاری رکھیں کلیسا کی برکتوں سے محروم رہیں۔ کیونکہ اس قسم کے لوگ کلیسا کی نظر میں ہمیشہ مخربِ دین رہے ہیں۔ اس کے بعد ایک قاعدہ یہ مذکور تھا کہ جو قسیس سُود بکثرت لیتے ہوں وہ بھی کلیسا سے خارج سمجھے جائیں۔ ایک قاعدے میں ایسے مردوں کو جن کی بیویاں بدکار ہو گئی ہوں جب تک یہ بیویاں زندہ رہیں دوبارہ شادی کرنے سے منع کیا گیا درآں حالیکہ ایسی حالت میں اُن کو قانوناً دوسری شادی کرنے کی اجازت تھی۔

کلیسا کے حُسنِ انتظام کے لیے قواعد کی تصنیف و تدوین میں یہ مجلس بلاشبہ بہت ہی کارکن ثابت ہوئی۔ لیکن جو اُس کی اصلی غرض تھی یعنی دوناتسی اختلاف کو رفع کرنا اُس میں اُس کو مطلق کامیابی نہیں ہوئی **افریقہ** کے معتقدوں نے سیسیلیانوس کو اپنا اسقف ماننے سے قطعی انکار کر دیا اور اتنی جسارت کی کہ ایک مرتبہ اور شہنشاہ کی خدمت میں تحقیقات کی درخواست کی۔ چونکہ مغرب کے اکابر کلیسا نے ان کے خلاف رائے ظاہر کر دی تھی اس لیے اب انھوں نے یہ درخواست کی کہ خود شہنشاہ اُن کے معاملے کی تحقیقات کرے۔ اس پر **قسطنطین** کو بہت غصہ آیا۔ یہ غصہ اُس نے اپنے ایک خط میں ظاہر کیا ہے جو مجلس **آرل** کے اسقفوں کو لکھا تھا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

اِس میں پہلے اُن کی توجہ و تن دہی کا شکریہ ادا کر کے اُن کو اپنے اپنے وطن جانے کی ہدایت کی ہے اور پھر لکھا ہے کہ :-

"حقیقت میں میں اُن نعمتوں کو جو خدا نے اپنے فضل و کرم سے مجھ کو عطا فرمائی ہیں نہ بیان کر سکتا ہوں اور نہ اُن کو گنوا سکتا ہوں۔ پس مجھ کو آپ کی عادلانہ تحقیقات سے بے حد مسرت ہوئی اور بالخصوص اِس امر سے کہ آئندہ کے لیئے آپ نے ایسے
لوگوں کے لیئے بھی اچھی امیدیں ظاہر کی ہیں جن کو شیطان نے دین جاثلیق کی تیز روشنی ۱۷۹
سے نکال کر گمراہی کی تاریکی میں ڈالا ہے۔ اور دیکھیئے ہمارے مسیح کی رحمت اور کارسازی کیسی ہمہ گیر اور تمام عالموں پر چھائی ہوئی ہے کہ وہ لوگ بھی جنھوں نے کلمۂ حق کو چھوڑ کر اُس کا مقابلہ کیا اور کافروں سے جا ملے اُس کی رحمت سے محروم نہیں ہیں اور اب بھی اگر وہ مذہبِ جاثلیق پر ایمان لائیں اور مسیح پاک کے مقدس قانون کی پیروی اختیار کریں تو پھر اُن کی سمجھ میں آجائے گا کہ ہم نے خدا کے حکم سے اُن کی بھلائی کے لیئے شروع ہی سے کس نیک نیتی اور خیر اندیشی سے کام کیا ہے ؛

اور اے برادرانِ باصفا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ سخت سے سخت ستم و قلوب میں بھی امرِ حق کی طرف رجوع کرنے کی تحریک موجود ہو گی۔ کیونکہ مسیح کی شفقت و آمرزش بلا وجہ اُن لوگوں سے کنارہ نہ کرے گی جن پر اب تک وہ اپنی روشنی ڈال رہی ہے اور یہی روشنی ہم کو یہ بھی دکھا رہی ہے کہ اِس وقت خدا کی نظروں میں وہ کس درجہ مکروہ و بدنما ہو گئے ہیں۔ ان لوگوں کی عقلیں زائل ہو گئی ہیں۔ کیونکہ وہ بڑے اِدعا سے ایسے عقائد پر ایمان رکھتے ہیں جن کا خود ذکر کرنا یا دوسروں کی زبان سے ذکر سُننا جائز نہیں۔ جو انصاف اُن کے بارے میں کیا گیا ہے اُس کو وہ نہیں مانتے اُن کی عداوت مستقل اور ناقابل استیصال ہے۔ تحقیقات کے لیئے درخواست بڑی بے غیرتی سے بار بار کر چکے ہیں۔ اور ہر موقع تحقیقات پر اُن کو دندان شکن جواب مل چکے ہیں۔ مگر اُن کو اس پر بھی صبر نہیں آیا۔ اور اب پھر سوال دیا ہے کہ اِس مرتبہ میں خود اِس نزاع کا فیصلہ کروں۔ لیکن میں وہ ہوں جو مشیخ کے فیصلے کو برحق سمجھتا ہوں کیونکہ جہاں تک امرِ حق سے بحث ہے میرا قول ہے کہ جو تجویز کسی معاملے میں مسیح کے خادموں نے اپنی مجلس میں شادی ہو اُس کی نسبت سمجھنا چاہیئے کہ تجویز بنانیکے

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وقت خود مسیح اُس مجلس میں موجود تھا اور تجویز گویا خود اُسی کی سُنائی ہوئی ہے۔ کیونکہ مسیح کے جاں نثار خادم کوئی خیال یا رائے قائم نہیں کر سکتے تاوقتیکہ خود مسیح کی ندائے نصیحت آموز سے استفادہ پاکر اُن کی زبان نہ کُھلی ہو"

اب سوال یہ ہے کہ یہ مفسدہ پرداز جن کو ذریاتِ شیطانی میں نے کچھ بے جا نہیں کہا ہے اپنے دل میں کیا سوچ رہے ہیں۔ آسمانی برکتیں چھوڑ کر دنیا کی آلائشوں ۱۸۰
کو ڈھونڈ رہے ہیں۔ یہ کس غضب کا جنون اُن کے سروں پر سوار ہوا ہے کہ وہ دین کی باتوں میں بھی دنیاداری کے مقدموں کی طرح مرافعہ در مرافعہ دائر کرتے ہیں۔ ...... یہ تارکانِ آئینِ مسیحی اپنے نجات دینے والے مسیح کو کیا سمجھ رہے ہیں کہ اُسکے فیصلے کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور مجھ سے انصاف طلب کرتے ہیں۔ دینِ برحق سے اُنھوں نے اپنا خُبثِ باطن ظاہر کر دیا ہے اور خود اپنی زبان سے مجرم و گنہگار ثابت ہو چکے ہیں۔ ایسی حالت میں پھر تحقیقات کرنے کی کیا ضرورت سمجھتے ہیں ..... بہرکیف اے برادرانِ مخلص۔ اب آپ اپنے اپنے گھروں کو واپس جائیے اور مجھ کو دعائے خیر سے یاد فرماتے رہیے تاکہ مسیح کی رحمت مجھ پر ہمیشہ اپنا سایہ رکھے۔"

اِن خیالات کے ظاہر ہونے کے بعد یہ سمجھنا آسان نہیں ہے کہ جس شہنشاہ کے قلم سے اِس قسم کا خط نکلا ہو اُس نے پھر دوناتسیوں کی درخواستِ تحقیقات کو کیونکر منظور کر لیا۔ ممکن ہے کہ اِس وقت خاص دربارِ شاہی میں دوناتسیوں کے دوست و ہوا خواہ موجود ہوں جن کا حال کسی مورّخ کو معلوم نہ ہوا ہو۔ ممکن ہے کہ خاندانِ شاہی میں ایسے نفوس موجود ہوں جن کی سفارش کا اثر شہنشاہ پر پڑ گیا ہو۔ ورنہ پھر یہ سمجھنا چاہیے کہ رُوداد مقدمہ ایسی کمزور نہ تھی کہ جاثلیق مجوزہ اُس کے خلاف اِس درجہ یکطرفہ فیصلہ کر دیتے۔ بہرحال قسطنطین نے سیسی لیانوس کو روما میں اپنے اجلاس پر طلب کیا۔ اور معاملے پر خود غور کر کے تجویز دی۔ یہاں ہم اُس خط کی نقل درج کرتے ہیں جو قسطنطین نے فرقہ دوناتسی کے اساقفہ کو اپنی تجویز سے مطلع کرنے کے لئے لکھا:۔

چند روز ہوئے کہ میں نے آپ لوگوں کی درخواست منظور کر کے آپ کو حکم دیا تھا کہ افریقہ واپس چلے جائیے اور سیسی لیانوس کے مقابلے میں جو دعویٰ آپ کے نزدیک ثابت ہے اُس کی پوری تحقیقات کر کے کوئی صحیح نتیجہ عنقریب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نکالا جائے گا۔ میں نے عرصے تک غور کرنے کے بعد اس کا تصفیہ کر لیا ہے کہ
آپ کی درخواست کی سماعت کس طریقے پر کی جاوے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ آپ میں
سے بعض لوگوں کی طبیعت مفسدانہ واقع ہوئی ہے اور وہ متمرد بن کر ایک صحیح تجویز اور اسکی ۱۸۱
معقول دلائل کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ پس میں اس مقدمے کو افریقہ میں
سننا پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہاں ایسا نتیجہ جو قرین عدل و انصاف ہو
نہ نکل سکے۔ اور چونکہ آپ کی خودسری کی انتہا نہیں رہی ہے۔ ممکن ہے کہ اس
صورت میں کوئی بات وہاں ایسی پیش آجاوے جس سے خدا ناخوش ہو اور میری
نیک نامی میں جس کو میں ہمیشہ قائم رکھنا چاہتا ہوں فرق آئے۔ اس لئے میں نے
فیصلہ کیا ہے کہ سیسی لیانوس کو یہاں یعنی دارالامارت روما میں اپنے پاس طلب
کر کے مقدمے کو سنوں۔ مجھ کو امید ہے کہ اسقف مذکور بہت جلد یہاں پہنچ جائیگا۔
اب میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر سیسی لیانوس کی موجودگی میں
آپ نے اُن الزامات میں سے جو آپ نے اُس پر عائد کیے ہیں اگر ایک الزام
بھی ثابت کر دیا تو میں سمجھوں گا کہ اُس کے خلاف کُل الزامات ثابت ہو گئے اور
اب میں دعا کرتا ہوں کہ قادر سب ہمتا آپ کو ہمیشہ اپنی امان میں رکھے۔[1]
اس خط کے ساتھ ساتھ ایک خط پروبیانوس کو لکھا جو ایلیانوس کے
بعد افریقہ کا گورنر ہوا تھا۔ اس خط میں حکم دیا ہے کہ چند اشخاص کو زیر حراست کر کے
روما کو روانہ کیا جاوے۔ یہ لوگ اس وقت افریقہ میں اِس جرم میں قید
کر دیئے گئے تھے کہ انھوں نے اسقف ابتنجہ پر دینی خیانت کرنے کا جُرم ثابت
کرنے کے لیے چند جعلی دستاویزات بنائی تھیں سیسی لیانوس کسی وجہ سے
وقت مقررہ پر روما میں حاضر نہ ہو سکا۔ یہ حالات شنت اغسطین نے مختصر اور سلسلہ وار
لکھے ہیں لیکن سیسی لیانوس کے غیر حاضر ہو جانے کی کوئی وجہ نہیں لکھی۔[2] اب دوناتسیون
نے چاہا کہ سیسی لیانوس کی غیر حاضری میں اُس کے خلاف فیصلہ دیدیا جائے۔ لیکن قسطنطین نے کسی طرح
منظور نہیں کیا۔ اور چونکہ کسی ضروری کام سے اس وقت وہ میلان جاتا تھا اس لیے مدعیوں کو
حکم دیا کہ سواری کے ساتھ میلان چلیں۔ اگر شنت اغسطین کا یہ بیان صحیح ہے تو اس حکم سے سمجھنا چاہیئے

[1] "مراسلات شنت اغسطین" ۴۳

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ مدعیان گویا حراست میں لے لئے گئے تاکہ مقدمے کی پیشی کے وقت وہ غیر حاضر نہ ہو سکیں۔ غرض ١٨٢
اِس عرصے میں سیسی لیانوس بھی حاضر ہو گیا۔ قسطنطین شروع ہی سے اِس بات کے
خلاف تھا کہ جس تجویز کو اِس قدر اسقفوں نے بالکل صحیح اور درست مانا ہو اُس پر
وہ خود نظر ثانی کرنے بیٹھے۔ اور اِس خیال سے کہ اِن بزرگوں کو مقدمے کی
سہ بارہ سماعت ناگوار نہ ہو اُس نے ظاہر کیا کہ محض فریق مخالف کا مُنہ بند
کرنے کے لئے اُن کی تجویز پر ایک نظر ڈالنی چاہتا ہوں۔

کل مقدمہ سُننے کے بعد ۱۶ نومبر ۳۱۶ء کو قسطنطین نے اپنا فیصلہ سنایا۔
شفت اغسطین لکھتا ہے کہ "شہنشاہ کے خطوط سے ثابت ہے کہ اِس مقدمے کے
سُننے میں اُس نے بہت احتیاط اور دور اندیشی سے کام لیا"۔ ممکن ہے قسطنطین
اِس تعریف کا مستحق ہو مگر یہ ضرور ہے کہ مقدمہ سُننے سے پہلے اُس نے اپنا فیصلہ سوچ لیا
تھا۔ غرض اب تیسری بار کی تجویز میں بھی سیسی لیانوس کی بیگناہی اور اُس کے الزام
دینے والوں کی بے غیرتی تسلیم کی گئی۔ اِسی زمانے میں قسطنطین نے ایک خط اپنے ایک
معتمد یومالیوس کو لکھا تھا۔ اِس خط کا ایک حصہ اب تک محفوظ ہے جس میں ایک
فقرہ یہ ہے کہ "سیسی لیانوس بالکل بے گناہ اور جُرم سے پاک ہے۔ مذہب کے
فرائض کو بطریق احسن بجا لاتا ہے۔ اور دین کی جس قدر خدمت کرنی چاہیئے خدمت
کرتا ہے۔ مدعیوں نے اُس کی عدم موجودگی میں جو الزام اُس پر لگانے چاہے
اُن میں سے ایک بھی ثابت نہ ہو سکا"۔ شہنشاہ کی تجویز جب شائع ہوئی تو ایک
فرمان بھی اُس کے ساتھ جاری کیا گیا جس میں بدعتیوں کے لئے سزائیں تجویز
کی گئیں۔ شفت اغسطین لکھتا ہے کہ دوناتسی فرقے کے خلاف قانون نہایت
سخت کر دیا گیا[۱]۔ اِس مصنف کے علاوہ اور مصنفوں کی تحریروں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ
اِس فرقے کے گرجا ضبط کیے گئے اور قانون کی نافرمانی پر اُن کو جُرمانے کی سزائیں دی گئیں۔
اب ذرا غور کرنا چاہیئے کہ وہ شہنشاہ جس نے میلان والا فرمان جاری کیا تھا اور جس نے
کامل مذہبی آزادی کا وعدہ اپنی کُل رعایا سے کیا تھا اب اس درجہ مجبور رہے کہ مذہبی اختلاف

[۱] "مراسلات شفت اغسطین" ۱۰۵

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے رفع کرنے کے لیۓ دنیا کے سیاسی طریقوں سے مدد لے رہا ہے؛

۱۸۳ لیکن فرقہ دوناتسی جس کے وجود کا حصر ہی اس بات پر تھا کہ عیسائی ہو کر جو کچھ اپنا ایمان اور عقیدہ ہے اُس سے سر مو تجاوز نہ کرنا چاہیۓ اور اُس پر قائم رہنا زندگی کا سب سے بڑا فرض ہے خواہ دشمن کی تلوار کیسی ہی تیز و آبدار ہو تو پھر ایسے لوگوں کو جرمانہ یا جائداد ضبط ہونے کی سزا کیا خوف دلا سکتی تھی۔ قسطنطین کے احکام و فرامین سب بیکار ثابت ہوۓ۔ اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ سنہ ۳۲۲ عیسوی میں مذہبی امور کے انتظام میں اُس کو اپنا مسلک ہی بدلنے کی کوشش کرنی پڑی۔ اور مجبور ہو کر افریقہ کے اسقفوں کو لکھا کہ دوناتسی کے معاملے میں ایک بار پھر رعایت و نرمی سے کام لیا جاوے اور دیکھا جاۓ کہ اس نرمی سے کوئی اچھا نتیجہ پیدا ہوتا ہے یا نہیں۔ اگر اس فرقے کو دبایا جاتا ہے تو اس کے لوگ جان دیکر شہید ہونے کو تیار ہو جاتے ہیں اور جو لوگ ان میں متعصب ہیں اُن کی سب سے بڑی آرزو یہی ہوتی ہے کہ وہ کسی طرح شہید ہو جائیں۔ کلیساۓ جاثلیق کے عمائد کو اسی اندیشے سے قسطنطین نے خط لکھا تھا اس خط میں پہلے اُن تمام کوششوں کا ذکر کیا ہے جو مذہبی اتفاق و اتحاد کے لیۓ کی گئی تھیں۔ پھر اُن لوگوں کی دیدہ و دانستہ زیادتیوں اور شرارتوں کا حال ہے جنھوں نے ان کوششوں کا عدم و وجود برابر کر دیا۔ اس کے بعد لکھا ہے:۔

"پس ہم کو امید رکھنی چاہیۓ کہ خداۓ قادر اپنی مخلوق پر فضل و کرم کرے گا۔ یہ بدعت محض چند لوگوں کا کام ہے۔ ہماری کوششوں اور خیر اندیشیوں کو انھوں نے کچھ نہ سمجھا۔ اور اب خدا ہی اس مرض کی کوئی دوا پیدا کرے تو ہو۔ لیکن جب تک اس درد کا درماں خدا کی طرف سے آۓ ہم کو چاہیۓ کہ ان لوگوں کے متعلق اپنے مشوروں میں اعتدال پر نظر رکھیں۔ صبر و تحمل سے کام لیں۔ اور اگر یہ کمینے اپنی سفاہت سے ہم پر کسی قسم کا حملہ بھی کریں تو اُس کو خاموشی اور صبر کے ساتھ برداشت کرنا چاہیۓ؛ نقصان کے بدلے میں نقصان نہ دینا چاہیۓ۔ کیونکہ یہ کام کم عقلوں کا ہے کہ انتقام لینا بھی اپنے ہی اختیار کی بات سمجھ لیتے ہیں حالانکہ انتقام لینا خدا ہی کو سزاوار

۱۸۴ ہے۔ اور یہ کام اُسی کے ہاتھ چھوڑنا چاہیۓ۔ ہمارا ایمان ایسا مضبوط ہونا چاہیۓ کہ ہر وقت ہم کو خدا پر بھروسہ رہے۔ انسان کے ظلم جس قدر ہم برداشت کریں گے اُسی قدر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

خدا کی نظر میں اُس فیض و کرم کے مستحق ہوں گے جو شہیدانِ دین کے لئے مخصوص ہے۔ اگر ایسے لوگوں کے ظلم کو صبر کے ساتھ برداشت نہیں کیا جو دین کے عافیت پسند ماننے والوں کو تکلیفوں میں ڈالتے ہیں تو پھر اس دنیا میں محض خدا کے نام سے کسی چیز پر غلبہ پانے کے معنی کچھ نہیں رہتے۔

اگر آپ نے میری مرضی پر کام کرنا پسند کیا تو خدا کے حکم سے جس کی قدرت و ازلی قوت کا ہر وقت منت گزار رہنا چاہئے۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس فرقۂ بدکیش کے دعوے اور اُس کے مغرور علم برداروں کے منصوبے چند روز میں کس طرح خاک میں مل جاتے ہیں۔ سب لوگوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ معدودے چند لوگوں کی گمراہ کرنے والی باتوں کو سُن کر ہمیشہ کا عذاب اپنے اوپر نہ لیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ یہ گمراہ لوگ بھی توبہ و استغفار کے ذریعے سے اپنی غلطیوں کی اصلاح کر کے حیات جاوید حاصل کر لیں۔"

لیکن فرقۂ دوناتسی سے سربراہ ہونے میں صبر و سلوک بھی جبر و تعدی کی طرح بیکار رہا۔ اس فرقے نے شہنشاہ سے صاف صاف کہدیا کہ آپ کا آوردہ سسیلیانوس جس کی سرپرستی آپ کو بہت منظور ہے ایک "نالائق اور کمینہ آدمی" ہے۔ ہم اُس کے انتظامی حکموں کو ماننے سے قطعی انکار کرتے ہیں۔ اسقف ماجورینوس جب مر گیا تو شہر کاسے نیگرے کا اسقف دوناتوس اس فرقے کا سب سے بڑا پیشوا مانا گیا۔ اُس کو ایک دوسرے دوناتوس سے ممیز رکھنے کے لئے دوناتوس کبیر کہا گیا ہے۔ باوجود شہنشاہ کے قوی اثر اور دبدبے کے جو سسیلیانوس کی تائید و امداد میں صرف ہوتا تھا دوناتوس کبیر کو اپنے فرقے میں وہ شہرت و بزرگی حاصل ہوئی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ فی الحقیقت وہ ایک لائق اور قابل شخص تھا۔ علم و فضل میں کمال رکھتا تھا۔ اعلیٰ درجے کا فصیح و بلیغ تھا۔ زندگی اس قدر نیکی سے بسر کرتا تھا کہ کسی کو اعتراض کی مجال نہ تھی۔ بیان ہوا ہے کہ یہ اپنے ماتحت فریق پر حکومت کرنے میں سخت گیر بھی تھا اور اسقفوں کو مثل اپنے نوکروں کے سمجھتا تھا۔ اُس کے اختیارات کی انتہا نہ تھی اور اُس کے اختیارات پر حرف لانا کسی کی طاقت میں نہ تھا۔ خاص اپنے فرقے میں اُس کی توقیر و وقعت اس درجہ تھی کہ سب لوگ اُس کے نام اور "سفید سر" کی قسم کھایا کرتے تھے۔ اور جب اُس نے انتقال کیا تو اُس کا درجہ مسیحی شہدا کی برابر سمجھا گیا۔

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دوناتوس کبیر کے زمانہ پیشوائی میں دوناتسیون کی تعداد بہت بڑھی۔ یہ فرقہ
درحقیقت محض جزئیات میں ایک اختلافی فریق تھا۔ بدعتی نہ تھا۔ کیونکہ مذہب میں جو باتیں
شامل تھیں اُن میں چند باتوں پر وہ زیادہ زور دینا چاہتا تھا۔ دین میں کوئی نئی بات
پیدا نہیں کی تھی جس سے وہ بدعتی سمجھا جاتا۔ مذہب جاثلیق سے اُس کے طریق عبادت
میں بھی کوئی فرق نہ تھا۔ جس چیز پر وہ خصوصیت کے ساتھ زور دیتا تھا وہ یہ تھی کہ کلیسا میں
انتہا درجے کی پارسائی اور پاک باطنی رہے اور دنیا کے رنگ کا کوئی داغ دھبا اُس پر
نہ ہو۔ یہ ہی دوناتسیون کا سب سے بڑا خیال تھا اور یہ خیال وہ تھا جو اُن کے بعد
اور بہت سے فرقوں کا رہا۔ اُن کو دعوے تھا کہ خدا کا منشار اصلی محض اُن ہی کو الہام کے
ذریعے سے معلوم ہوتا رہتا ہے۔ جو لوگ اُن کے فریق میں شامل ہوتے تھے اُن کو دوبارہ
اصطباغ دیا جاتا تھا۔ یہاں تک احتیاط کی جاتی تھی کہ وہ کنواری عورتیں بھی جو دین کی خدمت
کے لیئے زندگی وقف کر کے ہمیشہ کا کنوار پتا اختیار کر چکی تھیں جب دوناتسی فرقے میں آنا
چاہتی تھیں تو اُن کو از سر نو اس خدمت پر حلف لینا پڑتا تھا۔ اُن کو یہ ادعا تھا کہ کلیسائے برحق
ہمارے ہی فرقے کے قبضے میں ہے۔ پھر جب یہ حال تھا تو ظاہر ہے کہ افریقہ کے غالی متعصبین
مذہب جاثلیق کے عمائد سے ذرا سی شکایت پر بگڑ کر فوراً دوناتسی فرقے میں شامل ہو جاتے ہونگے۔
اور اسطرح رفتہ رفتہ دوناتسی کلیسا مجرموں اور دیوالیوں اور ایسے لوگوں کا دارالامن بن گیا ہوگا
جو مُلک میں سیاسی انقلاب پیدا کرنا چاہتے تھے۔ اور اس طرح دوناتسی تحریک میں ایک
سیاسی تحریک بھی جس کو مذہب سے کچھ تعلق نہ تھا عقائد انارکست کی شامل ہوگئی کہ کسی طرح
مال و دولت کا فرق مٹا کر سب لوگوں کو ایک ہی سطح پہ لے آنا چاہیئے۔

جب قسطنطین کی کوششوں کا کچھ نتیجہ نہ ہوا تو اُس نے افریقی کلیسا کی طرف سے
بالکل بے اعتنائی اختیار کر لی اور یہ حالت مرتے دم تک قائم رہی۔ اُس کی اصلاح کیلیے
جس قدر کوشش ممکن تھی وہ کی لیکن جب کوئی علاج کارگر نہ ہوا تو اُس سے قطعی ہاتھ
دھو بیٹھا۔ دوناتسیون کے علاوہ ایک اور فرقہ سرکم سیلیون کا یعنی گداگروں کا پیدا ہوا۔
یہ لوگ گھر گھر اور جھونپڑی جھونپڑی بھیک مانگ کر پیٹ پالتے تھے۔ اور جو حرفہ یا پیشہ
پہلے کیا کرتے تھے وہ سب چھوڑ بیٹھے تھے۔ انھوں نے اپنا نام "خداوند کا غازی مرد"
۱۸۶ رکھا تھا۔ گاؤں گاؤں دورہ کیا کرتے تھے۔ دیہات کے لوگ ان سے ہر وقت حالتِ خوف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں رہتے تھے۔ شنت اغسطین لکھتا ہے کہ کسی گاؤں میں پہنچ کر جس وقت یہ لوگ کڑک کر صدا لگاتے تھے کہ "خدا کی تعریف ہوجیو" تو شیر کے دھاڑنے سے بھی زیادہ اس نعرہ کو سن کر لوگوں کے دل دہل جاتے تھے۔ ان فقیروں کے ہاتھوں میں ڈنڈے ہوتے تھے جن کا نام انھوں نے "اسرائیلی" رکھا تھا۔ اور ان اسرائیلیوں سے جاثلیقیوں کو ٹھونکنے پیٹنے میں ذرا تامل نہ کرتے تھے۔ اُن کے گرجاؤں میں گھس کر مال و اسباب لوٹ لیتے تھے۔ اور گو تجرد پر حلف لے چکے تھے مگر خلافِ عہد نہایت ناشایستہ حرکتیں کرتے تھے۔ مورخ گبن نے ان لوگوں کو فرانس کے کمیسرو (قمیص پوشوں) سے خوب نسبت دی ہے۔ یہ لوگ پروٹسٹنٹ مذہب کے کاشتکار تھے اور اٹھارویں صدی میں انھوں نے فرانس میں بڑے بڑے ہنگامے برپا کئے تھے۔ بعض مورخوں نے سرکم سیلیون کو حسن بن صباح کے فدائیوں سے مشابہ بتایا ہے جنھوں نے جنگہائے صلیب کے زمانے میں اپنی دکھائی تھیں بعض نے پہلی صدی عیسوی کے متعصب یہودیوں یعنی اسکاریوں سے تشبیہ دی ہے جنھوں نے رومانیوں کو فلسطین سے نکالنے کی کوشش میں قتل و غارت پر کمر باندھی تھی۔ ان گروہوں پر جب شہادت پانے کا جنون سوار ہوتا تھا تو راہ چلتوں سے کہتے تھے کہ ذرا مہربانی فرما کر ہمارا گلا کاٹتے جائیے۔ ان میں جو لوگ بہت اچھے تھے وہ پاگل خانہ بھیجنے کے قابل تھے اور جو بہت بُرے تھے اُن کیلئے جیل خانہ موزوں تھا۔ شہروں کے معزز دوناتسیوں سے اس گروہ کا کچھ تعلق نہ تھا۔ فرقہ دوناتسی کا دینی انتظام جاثلیقوں کے سررشتہ دینیات کی مثل تھا۔ اور مذہب کے متعلق اُن کی زیادہ تر کوشش صحرا کے کنارے کنارے کم آباد اضلاع میں صرف ہوتی تھی ؟

قسطنطین نے دوناتسیوں کی طرف سے گو بے اعتنائی اختیار کی تھی لیکن ایک موقع پر اُس کو مجبور ہو کر کسی قدر اُن کے معاملات میں دخل دینا پڑا۔ قرطہ دار الحکومت نومیدیا میں جس کا نام اب شہنشاہ کے نام پر قسطنطینہ رکھا گیا تھا۔ ایک بڑا گرجا جاثلیقوں کا تھا۔ یہ گرجا قسطنطین کے حکم سے تعمیر ہوا تھا۔ اب اُس پر دوناتسیوں نے قبضہ کر لیا۔ جاثلیقوں نے شہنشاہ سے فریاد کی۔ لیکن چونکہ وہ جانتے تھے کہ شہنشاہ نے اب ان معاملات میں دست اندازی کرنی چھوڑ دی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۱۸۷ اس لیے اُنھوں نے اپنی درخواست میں یہ نہیں لکھا کہ دوناتسیوں کو اس حرکت پر کچھ سزا دیجاوے یا یہ کہ جو گرجا انھوں نے چھین لیا ہے وہ ان کو واپس دلایا جاوے بلکہ انھوں نے صرف یہ درخواست کی کہ ہمکو دوسرا گرجا بنانے کے لیئے زمین اور خزانے سے روپیہ دیا جاوے۔ قسطنطین نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔ اور حکم دیا کہ زمین کی قیمت اور تعمیر کا صرف سرکاری خزانے سے دیا جاوے۔ شہر کے جاثلیقی قسیسوں کو ملکی خدمات سے بھی مستثنیٰ کر دیا۔ اِس درخواست کے جواب میں قسطنطین نے جو خط جاثلیقوں کو لکھا ہے اُس میں فرقہ دوناتسی کی نسبت کوئی بات ایسی نہیں لکھی کہ آدھی دل میں ہو اور آدھی زبان پر بلکہ خوب صاف صاف ملامت کی ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ:۔

"یہ لوگ شیطان کے مرید ہیں اور شیطان ہی ان کا باپ ہے۔ یہ باغی و مجنوں بے دین و ہلیدہ خدا سے لڑتے ہیں اور مقدس کلیسا کے دشمن بنتے ہیں"۔ اخیر میں لکھا ہے کہ "خدا ایسا کرتا کہ ان بدعت و روائت والوں کو اب بھی اپنی ایمان کی سلامتی کا خیال آتا اور وہ تاریکی سے نکلکر اپنی نظر میں خدا کے نور کی طرف جاتے اور شیطان کو چھوڑ کر گو بہت دیر کر چکے ہیں خدائے برحق کی طرف رجوع کرتے جو سب کا انصاف کرنے والا ہے۔ لیکن جبکہ وہ اپنے کفر پر قائم ہیں اور اسی حالت گمراہی میں رہنا چاہتے ہیں تو ہماری اتنی ہی تنبیہ اور اس سے پہلی متواتر ہدایتیں اور نصیحتیں جو ہم ان کو دے چکے ہیں اُن کے لیئے بالکل کافی ہیں کیونکہ اگر وہ ہمارے حکموں کی تعمیل کرتے تو تمام برائیوں سے پاک رہتے"۔

غرض انجام یہ ہوا کہ قسطنطین اس دوناتسی و جاثلیقی فساد سے بالکل بیزار اور ایک فریق کے خلافِ عقل اصرار سے بالکل متنفر ہو گیا یہ ہی خیال شنت اغسطین کے خطوط اور تحریرات سے جو ان واقعات سے ایک صدی کے بعد لکھی گئیں ظاہر ہوتا ہے۔ اغسطین شہر ہپّو کا اسقف تھا اور کلیسائے جاثلیق کا بڑا حامی و مددگار تھا۔ اور جو طوفان خیز مباحثے اور مناظرے اِن دونوں فرقوں کے متعلق ہوئے اُن میں بڑا حصہ لیتا رہا حتی کہ ۴۱۱ء کی وہی مجلس قرطاجنہ کے بعد دوناتسی اختلاف کا وجود ہی دنیا سے مٹ گیا۔ اس مجلس میں یہ تجویز ہوا تھا کہ جو اساقفہ دوناتسی عقائد کے پابند ہیں ان کو کلیسائے جاثلیق میں شامل ہونیکا حکم دیا جاوے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اگر تین مرتبہ ایسا حکم پانے پر بھی وہ انکار کریں تو ان کو جبراً جاثلیقی دین میں شامل کیا جاوے اس زمانے یعنی پانچویں صدی عیسوی میں بھی وہ ہی امور زیر بحث تھے جو قسطنطین کے زمانے میں تھے یعنی یہ کہ جو کلیسا بے ایمان اور نالائق لوگوں کو اپنا شریک بنائے یا جس کے خادموں کا تقرر ایسے اسقفوں کے ذریعے سے ہو جنھوں نے اپنے ایمان میں خلل ڈال رکھا ہے۔ اور اپنے فرائض کو انجام دینے میں کمی کرتے ہیں تو ایسے کلیسا کو مسیحی کلیسا کا لقب دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ یہ ہی سب سے بڑا سوال تھا جس پر دوناتسی فرقے کے معاملے میں مدت تک بحث رہی گو اور مذہبی بحثوں کی طرح اس بحث میں بھی جبکہ اس فرقے کی ابتدا تھی ذاتیات کا بہت کچھ اثر رہا۔ مگر اصلی سوال تمام مناظرے کی جان یہ ہی تھا جو لوسیلہ کی سازشوں اور سیسی لیانوس اور اسافقہ نوبیدیا کی عدالتوں کے گذر جانے کے بعد بھی جبکہ لوگوں کو ان قصص پارینہ سے کچھ دلچسپی نہ رہی تھی مدت تک سختی کے ساتھ معرض بحث میں رہا۔ اور سب سے لطف کی بات یہ ہے کہ شروع زمانے میں یہ ہی دوناتسی فرقہ تھا جو شہنشاہ سے کہتا تھا کہ اس میں اور سیسی لیانوس میں جو اختلاف ہے اس کا فیصلہ کرا دیا جاوے اور اب سو برس کے بعد سنٹ اغسطین کے زمانے میں وہ ہی دوناتسی فرقہ اس بات پر بحث کرتا تھا کہ امور دینی میں سلطنت کو دخل دینے کا اختیار ہے اور نہ کلیسا کے معاملات سے شہنشاہ کو کچھ مطلب ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دسواں باب

ایریوسی مناظرہ

دوناتسیون کا حال آپ دیکھ چکے ہیں کہ قسطنطین کی برابر یہی کوشش تھی کہ عیسائیوں میں اتحاد قائم رہے اور دوناتسیون کا اس کے برخلاف عمل تھا شہنشاہ نے بہت چاہا کہ مغربی کلیسا کے اساقفہ نے جو احکام جاری کئے ہیں اُن کی پابندی ہو مگر دوناتسی اُن کی پابندی سے برابر انکار کرتے رہے۔ پس اگر یہ سچ ہے کہ دوناتسیون کی یہ حرکتیں قسطنطین کے لئے صبر آزما تھیں اور اُس کو ان لوگوں کے تعصب و تمرد پر غصہ آیا کرتا تھا اور اُن کی فریق بندیوں سے وہ اِس قدر ناراض و مایوس ہو گیا تھا کہ اُن سے ہاتھ دھو کر اپنا اور اُن کا فیصلہ خدا پر چھوڑ بیٹھا تھا تو آپ خیال کر سکتے ہیں کہ جب اِس سے بھی بڑھکر مذہبی مناظرے کا ایک طوفان اُٹھنا شروع ہوا جو ایریوس اور اثاناشیوس جیسے بزرگانِ ملت کے نام نامی سے دنیا میں موسوم ہوا تو قسطنطین کی روحانی تکلیفیں کس درجے کو پہنچی ہونگی۔ ایریوسی مناظرہ دوناتسی اختلاف کی طرح کوئی فروعی اختلاف نہ تھا بلکہ ایریوس کا عقیدہ جس پر یہ مناظرہ قائم ہوا تھا مذہب عیسوی میں ایک سخت بدعت کی شکل رکھتا تھا۔ دوناتسی اختلاف کی طرح وہ سلطنت کے کسی ایک علاقے سے مخصوص نہ تھا بلکہ تمام مشرقی کلیسا پر سیلاب کی طرح پھیل گیا۔ اور بڑے بڑے معرکۃ الآرا مسائل جن پر ملت مسیحی کا دار و مدار ہے اِس مناظرے میں پیدا ہو گئے اِس مناظرے کی ابتدا اسکندریہ سے ہوئی۔ اور اسکندریہ وہ شہر تھا جس سے بہتر دوسرا مقام کسی طریقہ دینیات کے مسائل عقلی کی پیدائش و پرورش کے لئے روئے زمین پر موجود نہ تھا۔ کیونکہ یہ وہ مہتم بالشان دار العلوم رکھنے والا شہر تھا جہاں مشرق و مغرب کا اتصال ہوتا تھا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور افلاطونی فلسفہ جدیدہ کی اصل بھی اسی شہر سے ہو چکی تھی اور یہ فلسفہ وہ تھا جس میں جملہ علوم حکمیہ یونان کا عکس ایسی شکل وصورت میں جو یونانیوں میں مروج و مسلم تھی نظر آتا تھا اور یہ یونانی وہ تھے جن کی طبیعت میں مشرقی خیالات صدہا سال سے 190
ایک انقلاب پیدا کرتے چلے آئے تھے۔

اِس مناظرے کی ابتدا کیونکر ہوئی اِس کا مختصر سا حال یہاں لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ایریوس تیسری صدی عیسوی کے تیسرے چہارم میں پیدا ہوا۔ بعض نے اُس کا مولد لبیہ لکھا ہے اور بعض نے اسکندریہ۔ بطریق اسکندریہ بطرس نے اُس کو ڈیکن کی جگہ پر مقرر کیا۔ پھر بطریق اکیلاس نے اُس کو پریس بیٹر مقرر کر کے بوکالس کے گرجا میں جگہ دی۔ بوکالس کا گرجا اسکندریہ کے تمام گرجاؤں میں سب سے زیادہ پرانا اور متبرک خیال کیا جاتا تھا۔ ابتدائے عمر میں ایریوس ایک اختلافی فرقے میں شامل ہو گیا تھا یعنی ملی تیوس اسقف لائی کوپولس کے فرقے کا ایک رکن ہو گیا تھا۔ اس فرقے پر اساقفہ مصر کی ایک مجلس نے جس میں ۳۰۲ اسقف و قسیس حاضر تھے نافرمانی اور آئینِ مذہب کے خلاف عمل کرنے کا الزام ثابت کر دیا۔ ایریوس نے بطریق اکیلاس سے معذرت چاہکر اپنی صفائی کر لی اور اکیلاس اُس پر مہربان ہو گیا۔ اور اُسی کے زمانہ بطریقی میں ایریوس رفتہ رفتہ بہت با رسوخ اور صاحب اختیار ہو گیا بلکہ یہاں تک پڑھنے میں آتا ہے کہ ۳۱۲ یا ۳۱۳ ۳۱۴ عیسوی میں جب اکیلاس کا انتقال ہوا تو ایریوس تختِ بطریقی کے لئے امیدوار ہو گیا۔ تھیوڈوریتوس لکھتا ہے کہ جب اس جگہ پر اسکندروس مقرر ہو گیا تو ایریوس کو بہت مایوسی ہوئی۔ لیکن اس واقعے کے پانچ یا چھ برس بعد تک اسکندروس اور ایریوس میں کسی قسم کی ناچاقی کا پتا نہیں چلتا۔ بلکہ اس کے برعکس یہ بیان ہوا ہے کہ اسکندروس ایریوس کی بہت قدر کرتا تھا اور تمام شہر میں یہ بات مشہور تھی کہ ایریوس بڑی تن دہی سے دین کی خدمت میں مصروف رہتا ہے اور بہت سادگی اور پرہیزگاری سے اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔ اِن خوبیوں کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک بڑا ذی اثر خطیب و واعظ بھی تھا جو بڑی جسارت اور صفائی سے مذہب کے بڑے بڑے مسائل پر بحث کیا کرتا تھا۔ صورت کا بہت وجیہ دراز قد اور بارعب تھا۔ ایک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لمبی اور چست عبا بغیر آستینوں کے پہنا کرتا تھا۔ اور یہ ہی لباس دور سے اُس کی بڑی
پہچان تھا۔ خوش بیان اور خوش اخلاق تھا۔ حرکات و سکنات میں نہایت
شائستہ تھا اور بڑا کمال یہ رکھتا تھا کہ جو جوش و سرگرمی کسی معاملے میں خود رکھتا ۱۹۱
تھا وہ ہی دوسروں میں پیدا کر دیتا تھا۔ ایریوس کے جس قدر حالات معلوم ہوتے
ہیں وہ سب اُس کے مخالفوں کے لکھے ہوئے ہیں جو اُس کو دشمنِ دین اور
دشمنِ مسیح جانتے تھے۔ اور سمجھتے تھے کہ اُس کو شیطان سے خاص طور پر ارادت
ہے اور شیطان ہی سے ہمیشہ مدد پہنچ کر اُس کو حیرت انگیز کامیابیاں حاصل
ہوئی ہیں۔ لیکن ہمارا خیال یہ ہے کہ جہاں اور بڑے بڑے ہادیانِ مذہب
گذرے ہیں اُن ہی میں ایریوس بھی ایک بڑا آدمی تھا۔ گو وہ مبتدع تھا لیکن
مشاہیرِ ملت کے دربار میں اُس کو بھی کرسی ملی تھی۔ گو اُس کے عقائد بدعت پر
مشمول ہوں لیکن باوجود شدید تعصب کے خلوصِ نیت ضرور رکھتا تھا۔ جن
مسائل پر وہ بحث کرتا تھا وہ مذہب کی جان ہی نہ تھے بلکہ بکثرت عقائد آفریں تھے
گو اُن مسائل کی حقیقت اور عقائد آفرینی ایک غلطی ہی پر مبنی کیوں نہ ہو ؛

سنہ ۳۱۹ عیسوی تک اسکندریہ کے مسیحی حلقوں میں کوئی سخت نزاع پیدا
نہیں ہوا۔ شروع میں کسی قدر سرگوشیاں ہوتی رہیں کہ ایریوس عجیب و غریب
مسائل پر وعظ کہتا ہے اور بڑی بے باکی و خودداری سے رموزِ دینی کا پردہ فاش
کرتا ہے۔ بہت لوگوں نے اس امر سے قطع نظر کرکے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے صحیح ہے
یا غلط اُس کی صاف گوئی کو خلافِ مصلحت سمجھا۔ بعض لوگوں نے جیسا کہ عام قاعدہ
ہے کہ مذہب میں کسی طرح کی جدّت یا نو آئینی کو شبہ کی نظر سے دیکھا جاتا ہے
ایریوس کو بھی اسی نظر سے دیکھا۔ بعض مباحثہ و مناظرہ کے شایق ایسے بھی تھے
جو دل میں خوش ہوئے کہ نتیجہ چاہے کچھ ہو مذہبی معاملات میں تموّج پیدا ہو کر ایک
دلچسپی کا سامان تو خوب نکل آیا۔ لیکن شروع زمانے میں کوئی شخص ایریوس
سمیت ایسا نہ تھا جو سمجھا ہو کہ اُس کے وعظ سے کیسے غیر معمولی اور افسوسناک
نتیجے نکلنے والے ہیں۔ بعد کو اسکندروس پر یہ اعتراض ہوا کہ اُس نے شروع ہی
سے اس بدعت کو کیوں نہ دبا دیا۔ بحث بڑھنے سے پہلے ہی ایریوس کی زبان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کیوں نہ بند کردی۔ مگر یہ مشتے بعد از جنگ یاد آنے کا مضمون تھا۔ جب کوئی بات نقصان کی ہو جاتی ہے تو پھر سب عقل بتانے کو تیار ہو جاتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ جب ایریوس کے وعظوں کا چرچا ہوا تو اُس وقت یا تو اسکندروس کو کسی خطرے کا گمان پیدا نہیں ہوا یا وہ اس انتظار میں رہا کہ یہ تحریک خود بخود دب جائے گی۔ شاید یہ خیال بھی آیا ہو کہ آج کو ایریوس کی طرف لوگ جھکے ہیں ۱۹۲
ممکن ہے کل کوئی دوسرا واعظ پیدا ہو جائے اور لوگ ایریوس کو چھوڑ کر اُسکی طرف مائل ہوں اور جو کچھ باتیں ایریوس نے سکھائی اور پڑھائی ہیں وہ جلد اُنکے ذہن سے نکل جاویں پھر یہ خیال بھی ضرور تھا کہ ایریوس ایک بڑے پایے کا قسیس ہے اپنے طریقے پر نہایت خلوص سے خلق کی حاجت روائی میں مصروف رہتا ہے اور تجربے سے یہ بات بھی معلوم ہو چکی تھی کہ خاص لیاقت کے واعظوں کو جن کے کلام میں اصلیت کا جوہر موجود ہو ادائے مطالب کے لئے جہاں تک ممکن ہو آزادی دینا افسران کلیسا کا فرض ہے۔

لیکن کچھ مدت گذرنے کے بعد اسکندروس کو دست اندازی کرنی ضروری ہو گئی کیونکہ اب ایریوس نے چند عقائد کو خاص طور پر بیان کرنے میں بہت زور دینا شروع کیا تھا اور مسیح کی الوہیت سے جو لازمۂ عیسائیت ہے قطعاً انکار ظاہر کیا تھا۔ اب معاملے کی صورت یہ نہیں رہی تھی کہ ایک واعظِ خوش خیال محض مشق استدلال کے لئے ایسے عقائد کی طرف اشارہ کرتا ہو جو قرار دادہ اصول مذہب کے مطابق نہ ہوں۔ ایریوس نے خصوصیت کے ساتھ وقت بے وقت اُن ہی عقائد پر زور دینا شروع کیا جن میں اُس کو دیگر معلمین سے اختلاف تھا۔ اور اُن ہی عقائد کو جن میں اختلاف رکھتا تھا عیسائی مذہب کی اصل حقیقت بتانے لگا۔ آخر الامر ایریوس نے اپنا دعویٰ پیش کر دیا اور اب اسکندروس کو مجبور ہو کر جواب کی فکر ہوئی۔ پہلے اُس نے ایریوس کو ملاقات کے لئے بلایا جس سے یہ مطلب تھا کہ یا تو ایریوس کو اُس کی غلطی پر قائل کر دے گا یا یہ کہ اُس کو خاموش رہنے پر رضامند کرے گا۔ لیکن ملاقات کا نتیجہ کچھ نہ ہوا۔ اور ایریوس نے اب اور بھی گرمجوشی سے اپنا وعظ شروع کیا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس پر اسکندروس نے اسکندریہ کے تمام قسیسوں کو طلب کرکے ایک مجلس
کی اور ثالوث مقدس کے مسلمہ عقیدے کو جسکے خلاف ایریوس نے دعوے کیا تھا
بحث کے لیئے پیش کیا۔ ایریوس اور اُس کے عقیدت مند بھی اس مجلس میں
شریک ہوے۔ بحث نے اتنا طول پکڑا کہ جلسہ کسی آیندہ تاریخ کے لئے ملتوی کرنا پڑا
جب پھر مجلس ہوئی تو اسکندروس نے مسئلہ ثالوث کو ایسی عبارت میں لکھ کر سنایا جو
اُس کے خیال میں سب کو تسلیم کرلینی چاہئے تھی۔ اور سمجھا کہ اس طرح بحث کا خاتمہ ۱۹۳
ہوجائے گا۔ لیکن اِس کارروائی نے اختلاف کو اور تیز کردیا۔ اور ایریوس نے کھڑے
ہوکر کہا کہ بطریق نے جس عبارت میں عقیدۂ ثالوث کی تعریف بیان فرمائی ہے اُس سے
ظاہر ہوتا ہے کہ اُنھوں نے ثالوث کی تین افراد میں سے فردِ ثانی کو فرد اول کا مظہر
مان لیا ہے اور یہ بدعت سابیلی ہے جو کسی طرح جائز نہیں ۃ

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ عقیدۂ ثالوث جس کو اب صدہا برس کے بعد بھی ایسے الفاظ
میں بیان کرنا دشوار ہے جو شبہ وابہام سے پاک ہوں تو اُس زمانے میں تو اُس کا
بیان کرنا اور بھی دشوار ہوگا کیونکہ ایریوسی مناظرے میں آکر ابھی تک اسکی اصطلاحات کے معنی
ومفہوم پوری صحت وجامعیت کے ساتھ معین نہیں ہونے پائے تھے۔ لیکن مجلس میں
اس بحث کے چھڑتے ہی اتنا ضرور معلوم ہوگیا اور آگے چل کر بالکل ہی ثابت ہوگیا کہ
منطقی موشگافیوں میں ایریوس کے مقابلے میں اسکندروس کچھ حقیقت نہ رکھتا تھا۔
اور ایریوس کے لیئے کچھ مشکل نہ تھا کہ اپنے افسر کی کمزور دلائل اور الفاظ کے معنی بگاڑ کر
اس طرح بیان کرجائے جو اسکندروس کا واقعی مفہوم نہو + بہرکیف اس مجلس کا نتیجہ
یہ نکلا کہ دونوں فریق ناراض ہوکر باہر نکل آئے۔ اور ایریوس بدستورِ سابق اس عقیدے پر
وعظ کرتا رہا کہ خدا کا فرزند حادث ومخلوق ہے + ایریوسی بدعت کی اصلی بنیاد اور ایریوس
کا سب سے بڑا عقیدہ یہی تھا کہ ابن اللہ حادث ومخلوق ہے گو یہ سچ ہے کہ مخلوقات میں
وہ مخلوق اول ہے اور فرشتوں وملائکہ سے بھی پہلے خلق ہوا ہے اور درجہ میں بھی کل مخلوقات
سے افضل ہے مگر بہرکیف مخلوق وحادث ہے اور اس اعتبار سے یقیناً کم درجہ رکھتا ہے
خالق سے یعنی خدا سے جو بدرِ ازلی ہے ۃ

یہ اس کتاب کا موضوع نہیں ہے کہ ایریوس کے تمام دینی عقائد یا ثالوث مقدس ۱۹۴

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے اسرار و رموز سے بحث کی جاوے لیکن ایسے نئے عقیدے کی نسبت جو دنیا کو زیر و زبر کرنے والا تھا چند الفاظ کہنے کہ وہ کس طرح وجود میں آیا ضروری معلوم ہوتے ہیں۔ ایریوس نے مسیح کی بنوت یعنی فرزندی سے مقدمہ شروع کر کے اس طور پر استدلال کیا کہ اگر مسیح استعارے یا تشبیہ کے اعتبار سے نہیں بلکہ فی الحقیقت ابن اللہ یعنی خدا کا فرزند ہے اور اگر اس کی اس الٰہی بنوت یعنی ربانی فرزندی سے مراد وہ تعلق ہے جو انسانی پدر و فرزند میں ہوتا ہے تو لازم آتا ہے کہ پدر ربانی فرزند ربانی سے پہلے موجود تھا۔ پس ایک زمانہ ضرور ایسا رہا ہے جبکہ فرزند ربانی موجود نہ تھا۔ پس فرزند ایک مخلوق ہوا جو ایسے جوہر یا روح سے بنا تھا جس کا پہلے وجود نہ تھا۔ اور چونکہ پدر جس جوہر سے ہے وہ ازلی یعنے ہمیشہ سے موجود ہے پس فرزند اُس جوہر سے نہ ہوا جس سے پدر ہے + ایریوسی عقیدے کی یہ صورت ہم نے بہت ہی مختصر الفاظ میں بیان کی ہے۔ کینن برائٹ نے اس عقیدے کے دو بڑے اجزاء قرار دیے ہیں؎۔ ایک یہ کہ فرزند پہلے سے موجود نہ تھا دوسرے یہ کہ وہ دیگر مخلوقات سے جنس کا نہیں بلکہ محض درجے کا فرق رکھتا ہے۔ ہمارے خیال میں بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ ایریوسی مناظرہ ایک فضول نزاع لفظی تھا۔ جیسے کہ مورخ گبن نے اپنی ایک مشہور عبارت میں لکھا ہے کسی طرح درست نہیں۔ درحقیقت وہ مسیحی مذہب کے ایک نہایت مشکل عقیدے کے متعلق ایک نہایت اہم مناظرہ تھا؎

دو برس تک بطریق اسکندریہ کچھ نہ بولا۔ لیکن جب دیکھا کہ ایریوس مخالفت میں بہت ہی دلیر و بے باک ہو چلا ہے تو اُس نے اپنے ماتحت علاقے میں آئین مذہب کی سختی سے پابندی چاہی۔ یہ پہلے آچکا ہے کہ بوکالس کے نافرمان قسیس نے اپنے بطریق کی زبانی
۱۹۵ نصیحت کو نہیں مانا تھا۔ اور اسکندریہ کے زیادہ تر قسیس ایسے تھے جن کی رائے اور مرضی کے خلاف وہ چل رہا تھا۔ پس یہ قرین عقل ہے کہ جس قدر فریقین میں مغایرت بڑھتی گئی ایریوس کی تقریریں زیادہ سختی ہوتی گئی اور اُس نے اپنے برائے نام افسروں کے طرز استدلال پر اور بھی تیر طعن کی بھرمار کر دی۔ کیونکہ ایریوس جو کچھ کہتا تھا وہ معقول و منطق پر

؎ "دور آباء یسوعیین" باب ۵ ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

بھروسا کرکے کہتا تھا۔ جس منطقی شکل میں اُس نے اپنا دعوےٰ پیش کیا تھا اُس کی نسبت کہتا تھا کہ کبریٰ یہ ہے اور صغریٰ یہ ہے۔ اور یہ اُن دونوں کا نتیجہ ہے۔ اب فرمایئے کہ نتیجہ میں کہاں غلطی ہے۔ اور یہ شکل جو میں نے بیان کی ہے کہاں ٹوٹتی ہے۔ غرض یہ بحثیں ہوتی رہیں یہاں تک کہ سنہ ۳۲۱ عیسوی میں ایریوس سب کو ایک پکا باغی پادری نظر آنے لگا جو چاروں طرف سب پر چوٹ کرتا تھا۔ اور اپنے معتقد و مرید پیدا کرنے کے لئے سب تدبیریں ممکن تھیں اختیار کرتا تھا اور عوام کی تسخیر قلوب کے لئے آمادہ ہوگیا تھا کہ اپنے اصولوں کو ایسا سریع الفہم اور عامیانہ کردے کہ معمولی سے معمولی آدمی بھی اُن کو سمجھ سکے۔

اسکندروس نے یہ حالت دیکھ کر اپنے وسیع علاقے کے اسقفوں اور قسیسوں کی ایک مجلس کی جس میں مصر اور لیبیہ کے ایک سَو اسقف جمع ہوئے تاکہ ایریوس کی ذات اور اُس کے عقائد کے بارے میں اپنا فیصلہ سنائیں۔ ایریوس بھی اپنے مریدوں کو لے کر مجلس میں پہنچا اور مورچوں پر توپیں چڑھا مقابلے کو تیار ہوگیا۔ بحث میں اس کا بڑا پہلو یہ تھا کہ خدا ہمیشہ سے باپ نہ تھا اور کلمہ کو خدا نے پیدا کیا تھا۔ جوہر کے اعتبار سے بیٹا مثل باپ کے نہ تھا۔ اور نہ وہ اصلی کلمہ تھا نہ اصلی عقل بلکہ اُس کو کلمے اور عقل نے جن کا وجود خدا کی ذات میں تھا پیدا کیا تھا۔ بیٹا اپنی فطرت کے اعتبار سے دیگر صاحبِ عقل مخلوق کی طرح تابع تغیر ہے اور بیٹے کو باپ یا اپنے جوہر کا علم بدرجہ کمال حاصل نہ تھا اور یسوع مسیح اصلی خدا نہیں ہے۔ ایریوس
۱۹۷ کی اِس بحث کو اکثر اساقفہ نے جو حاضر مجلس تھے نہایت حیرت و خوف سے سنا اور بہت لوگوں کو اُس کی تقریر کلمہ کفر معلوم ہوئی۔ اِن میں سے ایک شخص نے ایریوس کو زیادہ ٹٹولنے کے لئے سوال کیا کہ "اگر خدا کا کلمہ تابع تغیر ہے تو کیا کلمہ کے لئے ایسی تبدیلی کو قبول کرنا ممکن ہے جیسے کہ شیطان میں پیدا ہوئی کہ وہ نیکی سے بدی کی طرف مائل ہوگیا؟" ایریوس نے کہا "ہاں ممکن ہے"۔ اتنا سنتے ہی مجلس نے ایریوس اور اس کے ساتھیوں کو کلیسا سے یکلخت خارج کردیا۔ اِن ساتھیوں میں دو اسقف بھی تھے۔ ایک صوبۂ انطابلس (پنٹاپولس) کے شہر تولمیس کا اور دوسرا صوبۂ مارمریہ میں شہر تھیوناس کا اسقف تھا۔ مجلس نے ایریوس کو کلیسا ہی سے خارج نہیں کیا بلکہ اُس کے عقائد کی بھی باضابطہ تکفیر کردی۔ اور اب بدعتِ ایریوسی مستقل

طریقے پر شروع ہو گئی۔

ایریوس اسکندریہ چھوڑ کر فلسطین میں چلا آیا۔ یہاں قیساریہ کے اسقف
یوسی بیوس اور صور کے اسقف پالی نیوس نے ایریوس اور اُس کے ہمراہیوں کی
بہت خاطر و مدارات کی۔ اور اب ایریوس نے صبر و انکسار کا رنگ اختیار کیا۔ اُس کے
بشرے سے اب یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ کلیسا کا کوئی باغی اور سرکش آدمی ہے بلکہ
یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ مظلوم ہے۔ جو کچھ اُس نے کہا تھا اُس کو لوگ سمجھے نہیں اور اُسکے
ساتھ بے انصافی کر بیٹھے۔ اب وہ کوئی شوریدہ سر یا متمرد قسیس ظاہر نہ ہوتا تھا جس کو
فضل و کمال میں اپنے بطریق پر فضیلت کا دعوے ہو۔ بلکہ کلیسا کا ایک ادنیٰ خادم
معلوم ہوتا تھا جس کو ایمان والوں کی جماعت سے خارج کر دیا گیا تھا۔ اور اس کی
بڑی آرزو اس وقت یہ ہی تھی کہ پھر کلیسا میں داخل کر لیا جاوے۔ اُس نے اپنے
مہربان مہربانوں سے اس بات کی خواہش نہیں کی کہ اُس کے عقائد کی پیروی کر کے
اُس کا ساتھ دیں بلکہ صرف یہ چاہا کہ وہ اسکندروس سے اُس کی سفارش کر دیں
تاکہ فریقین میں مصالحت ہو جاوے۔ اور کلیسا کا رکن جائز ہونے میں اُس کی نسبت کسی کو
کلام نہ رہے بعض اسقفوں نے جیسے کہ یروشلم کا مکاریوس تھا ایریوس کی گفتگو
سننے سے انکار کیا لیکن صوبہ انطاکیہ کے اکثر اسقفوں نے ایریوس کی سفارش کرنی منظور 197
کر لی۔ یہ ضرور ہے کہ ایریوس نے جب کلیسا میں پھر داخل ہونے کی کوشش کی تو
اُس نے اپنے عقیدے کو اُس شکل میں بیان نہیں کیا جس شکل میں بوکالس کے
گرجا میں بیٹھ کر زور شور سے بیان کیا کرتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایریوس دنیاداری کے
طریقوں میں بھی مناظرے اور منطق کی مثل دستگاہ رکھتا تھا۔ مگر باوجود اس کے یہ ممکن نہ تھا
کہ جس عقیدے پر برسوں وعظ کر چکا تھا اُس کو بالکل ہی تبدیل کر دیتا۔ وہ عقیدہ یہ ہی
تھا کہ بیٹا باپ سے درجے میں کم ہے۔ اور باپ نے اُس کو ایسے جوہر سے پیدا کیا ہے
جو باپ کا جوہر نہیں ہے۔ یہ امر کہ جس شخص کا عقیدہ ایسا ہو اور پھر بھی بعض اساقفہ اُس کی
خاطر و مدارات کریں ظاہر کرتا ہے کہ کلیسائے جاثلیق نے خود ابھی تک ثالوث مقدس کے
مخفی اسرار کو پوری صحت کے ساتھ کہیں بیان نہیں کیا تھا۔ اور یہ کہ مشرقی ملکوں میں
ایریوس کے عقیدے کی مثل اور بہت سے عقائد پیدا ہو چلے تھے اور جو خیالات

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

مذہب کے متعلق عام طور پر اُس وقت رائج تھے وہ اِس قسم کے عقائد سے کچھ زیادہ اختلاف نہ رکھتے تھے ؛

ایریوسی عقیدے نے فی الواقع مختلف طبیعت و قابلیت کے لوگوں کو قدرتی طور پر اپنی طرف متوجہ کیا۔ مثلاً ایسے لوگوں کو جو عیسائی تو ہو گئے تھے مگر ابھی تک بُت پرستوں کی خو بُو اُن میں باقی تھی۔ ایسے لوگ بکثرت تھے اور اُن میں وہ تعلیم یافتہ گروہ بھی شامل تھا جس پر جدید فلسفہ افلاطونی کا جو ایک مذہبی فلسفہ تھا بہت اثر تھا۔ یا مثلاً جاہل اور ناخواندہ لوگ تھے جو بہت سے خداؤں کو یا تو دل سے یا محض زبان سے مانا کرتے تھے پس ایسی طبیعتوں کے لیے جو اب تک ایسے مذہب کے خیالات اور اصطلاحات کی مدد سے عیسوی مذہب کی باتوں پر غور کیا کرتی تھیں جس میں بہت سے خدا مانے جاتے تھے۔ ایریوسی عقیدہ بہت دلکش ثابت ہوا ہوگا ؛ ۱۹۸
اِس عقیدے میں ایک خدا تو ایسا مانا جاتا تھا جو درجے میں سب سے افضل۔ ازلی اور مالکِ مطلق تھا یعنی باپ کی حیثیت کا خدا تھا۔ اور دوسرا خدا ایسا مانا جاتا تھا۔ جو دوسرے درجے کا خدا بیٹے کی حیثیت کا تھا۔ یعنی خدا اور خدا کا مولود ایک ہی ذات میں شریک تھے۔ اور اِس شرکت کی وجہ سے خدا کا بیٹا اِس بات کا اہل تھا کہ خطاکار انسان اور خدائے قادر میں جس تک انسان کی رسائی ممکن نہیں ایک واسطہ ہو جاوے۔ صدہا برس سے دنیا میں دو طرح کے خدا سمجھے چلے آئے تھے۔ ایک وہ جو پورے خدا تھے اور ایک وہ جو ادھورے خدا تھے یعنی جن میں انسانیت اور الوہیت دونوں شامل سمجھی گئی تھیں۔ پس ایک لحاظ سے ایریوسی مذہب نے لوگوں کی نظرِ شوق پھر اُس بوسیدہ و پارینہ بُت پرستی کی طرف جھکا دی جو نہ تو بالکل ہی باطل تھی اور نہ جس میں انسانی کمزوریوں کا لحاظ کرتے ہوئے زیادہ سختی تھی۔ علاوہ اس کے کتبِ مقدسہ میں بھی ایسی آیات موجود تھیں جو بہت روشن طریقے پر ایریوسی عقیدے کی صحت کا ثبوت دے رہی تھیں۔ مثلاً مسیح کا یہ فرمانا کہ "میرا باپ مجھ سے بزرگی میں زیادہ ہے"۔ اِن الفاظ کے ظاہری یا پوشیدہ معنی ہرگز ایسے عقیدے سے مطابقت نہ رکھتے تھے جس میں باپ۔ بیٹے اور جوہر کو درجے میں ایک سا مانا جاتا تھا۔ گو فریق مخالف (جاثلیق) نے اس عبارت کے ایک پوشیدہ معنی بھی نکال

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رکھے تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہی ہے اور ادیانِ عالم کی تاریخ بھی اس کی شاہد ہے کہ اکثر مذہبی فرقوں کی ابتدا ایسے لوگوں سے ہوئی ہے جنھوں نے کتب مقدسہ کی خاص خاص عبارتوں پر اپنا ایمان قائم کرکے چھوٹے اور بڑے ہر قسم کے عقائد دنیا میں شایع کردیے ہیں۔

علاوہ ان باتوں کے ایریوس کا عقیدہ انسان سے فریاد کرتا تھا کہ ذرا اپنی عقل رسا سے جس پر اُس کو ناز ہے اور جس کو وہ اپنے خیالات کی صحت کے لئے کافی سمجھتا ہے کام لے۔ یہ ہی شرط کہ عقل سے کام لیا جاوے ایریوسی مذہب کی سب سے مضبوط بنیاد تھی۔ انسان کی ہمیشہ سے یہ خواہش رہی ہے کہ کوئی مذہب ایسا ملے جس کی بنیاد بھی عقل پر رکھی گئی ہو اور جس کو استحکام بھی عقل ہی کے ذریعے سے پہنچتا ہو اور جو معترضوں کی نکتہ چینیوں سے محفوظ اور اس درجہ صحیح اور استوار ہو کہ کسی کے حملے کا اثر اُس پر نہ ہو۔ ایریوسی مذہب کو ایسی ہی حفاظت واستواری کا دعویٰ تھا۔ اور اس میں شبہ بھی نہیں کہ کم از کم اُس کا ظاہر بادی النظر میں ایسا ہی

۱۹۹ تھا۔ یعنی یہ کہ ایسی مستحکم دلائل عقلی پر اُس کی تعمیر اٹھائی گئی تھی جن کا توڑنا غیر ممکن تھا۔ اسی مضمون کو کیننن برائٹ نے ایک جگہ خوب بیان کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ[۱]

"ایریوسی عقیدے نے کچھ کم طبیعتوں کو اپنی طرف متوجہ نہیں کیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ عقل کے اعتبار سے جو پہلو اُس نے اختیار کیا تھا وہ بہت مضبوط تھا۔ اور اس سے ایک ایسے دین مسیحی کے پیدا ہونے کی خبر نکلتی تھی جو فلسفیانہ اعتراضات کا مطلق آماجگاہ نہ بن سکے لیکن جاثلیقی عیسائی اِس پر مصر تھے کہ جو حقائق ذات الٰہی سے تعلق رکھتے ہیں وہ خالص طور پر ایمانی معاملات ہیں اور ایمانی معاملات میں جس حد تک وحی والہام اجازت دے اُس سے تجاوز کرنا ہرگز درست نہیں اور یہ کہ ایریوس نے جو پہلو اختیار کیا ہے وہ خود عقل کی رُو سے قابل اعتراض ہے۔ اس کے جواب میں جاثلیقیوں سے ایریوسی کہتے تھے کہ ہمیشہ قواعد استدلال کی پابندی کرو اور اس بات کو

[۱] "دور آبار یسوعیین" باب ۶۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تسلیم کرو کہ خدا کی اُبوّت میں یہ خیال شامل ہے کہ باپ کا وجود بیٹے سے پہلے ہے۔ جب یہ دونوں شکلیں موجود ہیں تو جو نتیجہ اُن سے نکلتا ہو اُس کے نکالنے میں دریغ نہ کرو۔ ایک ذہنی اور خیالی عقیدے کے بدلے ایسا عقیدہ اختیار کرو جس کی دلیل مضبوط ہے۔ جاثلیقی اس کے جواب میں ایریوسیوں سے کہتے تھے کہ جہاں تک اسرارِ الٰہی سے بحث ہے وہاں تک انسانی منطق کا دائرہ بہت تنگ ہے اور وہ تعلق الٰہی جس کو اُبوّت کہتے ہیں وہ ایک ایسی عجوبہ شے ہے جس کی دوسری مثال کہیں موجود نہیں۔"

ایریوسی مذہب کے حالات پر جو بعد کو پیش آئے جب غور کیا جاتا ہے کہ کس طرح وہ بار بار زندہ ہوا اور کس طرح اپنے خاص خاص پہلو دکھا کر خاص خاص طرح کی عقل والوں کو اُس نے اپنا گرویدہ کر لیا جن میں بعض بڑے بڑے طبّاع اور عالی خیال شامل تھے تو پھر اِس بات پر تعجب کی ضرورت نہیں رہتی کہ ایسے لوگوں کو بھی اُس کی صحت کا یقین اور اُس کے ساتھ ہمدردی پیدا ہو گئی جنھوں نے عملی طور پر اُس کی تائید میں کوئی حصہ نہیں لینا چاہا تھا۔
۲۰۰ اسکندروس یہ دیکھ کر گھبرایا جاتا تھا کہ مشرق کے اِس قدر اساقفہ نے کیوں ایریوس کا ساتھ دینا شروع کیا ہے۔ چنانچہ اُس نے ایک گشتی خط اعتراض و تنبیہ کا اِن لوگوں کے نام جاری کیا۔ بعض اسقفوں نے جو جھگڑوں سے دُور رہنا چاہتے تھے اُن خطروں کو پہچان لیا جو ایریوسی عقیدے میں پوشیدہ تھے لیکن اِسی زمانے میں ایریوس کو بہت جلد (یوسی بیوس قیساروی کے علاوہ) ایک دوسرا یوسی بیوس جو بِتھی نیا میں نیکومیدیا کا اسقف تھا حامی و ہمدرد مل گیا۔ نیکومیدیا میں مقرر ہونے سے پہلے وہ بیروتس (بیروت) کا اسقف تھا۔ بیان ہوا ہے کہ بیروت سے اُس کی تبدیلی دار الحکومت نیکومیدیا میں شہنشاہ قسطنطین کی بہن قسطنطیہ کی سفارش سے ہوئی تھی۔ قسطنطیہ شہنشاہ لِی کی نیوس کی بیوہ تھی جب اُس کے اقتدار کو زوال ہوا تو یوسی بیوس نے شہنشاہ قسطنطین کو اپنے حال پر مہربان کر لیا۔ اور وہ درباریوں کے حلقے میں بڑا صاحب عزت ہو گیا۔

یوسی بیوس اسقف نیکومیدیا ایریوس کا پرانا ملنے والا تھا۔ کیونکہ یہ دونوں ایک ہی اوستاد لوسیان کے شاگرد تھے جس کا حلقہ درس انطاکیہ میں رہ چکا تھا۔ بعض لوگوں نے خیال ظاہر کیا ہے کہ یوسی بیوس ایریوس کا شاگرد نہیں بلکہ اُستاد تھا حقیقت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ ہے کہ جو لفظ یہاں شاگردی و استادی کے معنی میں استعمال ہوا ہے اُس سے ان دونوں شخصوں کے تعلق کا صحیح اندازہ کرنا ممکن نہیں۔ بہرکیف یہ دونوں پُرانے دوست و ہمخیال تھے۔ اِس زمانے کی تاریخی اسناد میں ایک خط جو ایریوس نے یوسی بیوس کو مدد کے واسطے لکھا ہے وہ بہت دلچسپ ہے۔ ایریوس نے اِس خط میں اسکندروس کی زیادتی کا واجبی غصے کے لہجے میں ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اُس نے مجھ کو کلیسا سے اور میرے دوستوں کو اسکندریہ سے یہ الزام دیکر نکالا ہے کہ ہم سب ملحد ہیں اور ہمارے الحاد کی وجہ یہ قرار دی ہے کہ جو عقائد اُس نے اپنے بیان کئے تھے اُن کو ماننے سے ہم نے انکار کر دیا تھا۔ اِس کے بعد ایریوس نے اسکندروس کے عقائد کو جس طرح ایریوس کی سمجھ میں آئے تھے اور اپنے عقیدے کو مختصر لفظوں میں بیان کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ یوسی بیوس قیساری و دیگر اساقفۂ مشرق کا بہ استثنائے چندیہ ہی عقیدہ ہے جو میرا ہے۔ "مگر ہم پر سختیاں اس لئے کی جاتی ہیں کہ ہمارے خیال کے مطابق خدا کی ۲۰۱
ابتدا نہیں ہے اور بیٹے کی ابتدا ہے اور بیٹا مصنوع ہے اُس سے جو نہیں ہے۔ اور بیٹا نہ خدا کا جزو ہے اور نہ وہ کسی جوہر سے ہے۔" خط کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ لکھنے والا غصے میں بھرا ہے اور سمجھتا ہے کہ واقعی اُس کے ساتھ ظلم و بے انصافی ہوئی ہے۔ اُس کے الفاظ سے ایمانداری ظاہر ہے۔ گو اُس کے بیان میں اسکندروس کے عقائد اپنی اصلی صورت میں ظاہر نہیں ہو سکے ہیں لیکن پھر بھی مخالف کے مقدمے کو اُسی شکل میں جس میں خود مخالف اُس کو پیش کرتا جس قدر ایریوس نے بیان کر دیا ہے کسی دوسرے قسیس سے جو اپنے عقائد میں پختہ ہوتا بیان ہونا ممکن نہ تھا۔

اس خط کا اخیر جملہ یہ تھا کہ "لوسیان کے تم بھی شاگرد ہو اور میں بھی۔ ہم مکتبی کا حق ادا کرنا۔" افسوس ہے کہ اِس خط کا جواب جو یوسی بیوس نے دیا دستیاب نہیں۔ لیکن اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایریوس کی موافقت میں تھا۔ کیونکہ اس کے کچھ عرصے کے بعد ایریوس نیکومیدیا میں اسطرح نظر آتا ہے کہ اُس کا پرانا دوست یوسی بیوس نیکومیدیسی اُس کو اپنے دامنِ عاطفت میں لئے ہے۔ اور بڑی حوصلہ مندی سے دوست کی حمایت و تائید میں سرگرم ہے۔ اور کئی مرتبہ اسکندروس کو خط لکھ کر جلا وطن قسیس ایریوس کی سفارش کر چکا ہے۔ ایریوس بھی اپنے پرانے بطریق کو خط لکھتا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور خط میں اپنے عقائد بیان کر کے پھر کُل مقدمے کو کسی قدر نرم عبارت میں پیش کرتا ہے۔ ایریوس کا انداز تحریر نہایت شائستہ ہے۔ برعکس اس کے اسکندروس کی تحریر ہے جو خط کی شکل میں اُس نے اپنے ہم نام اسقفِ بزنطیہ کو اس تاکید سے لکھی تھی کہ ایریوس اور اُس کے ساتھیوں کے ملحدانہ خیالات سے ہوشیار رہنا۔ اس تحریر میں اسکندروس نے ایریوس کی نسبت سخت سے سخت الفاظ لکھے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو بھی کافی نہیں سمجھا۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ "ایریوس اور اُس کے ساتھیوں پر شیطان کا دخل ہے۔ شیطان اُن میں حلول کر گیا ہے۔ اور ہر وقت اُن کو کفر پر تحریک کرتا رہتا ہے۔ یہ لوگ بڑے حیلہ ساز و شعبدہ باز ہیں اِن کی میٹھی باتوں میں زہر ملا ہوا ہے۔ یہ رہزن و قزاق ہیں جنھوں نے کمین گاہیں بنا رکھی ہیں اور وہاں بیٹھے رات دن مسیح اور مسیح پر ایمان رکھنے والوں کو گالیاں دیتے ہیں۔ وہ ہرگز یہود دیوں ۳۰۳
یا یونانیوں یا بت پرستوں سے کم نہیں ہیں۔ اِن کافروں کی باتوں کو وہ بڑے شوق سے قبول کر لیتے ہیں اور جب یہ کافر وثنیت پرست مذہب جاثلیق پر اعتراض کرتے ہیں تو وہ اُن کے شریک ہو جاتے ہیں اور عیسائیوں میں نفاق ڈلوا کر اُن پر جور و ستم برپا کرا دیتے ہیں۔" اس کے بعد اسکندروس بہت ہی غصے سے لکھتا ہے کہ "ایریوسی ہم کو دھمکیاں دیتے ہیں کہ چند آوارہ عورتوں سے جن کو اُنھوں نے اپنے جال میں پھنسایا ہے وہ کلیسا پر عدالت میں دعوے دائر کرائیں گے۔" ایک الزام یہ بھی ایریوسیوں کے سر دھر گیا کہ جوان جوان بدکار عورتوں کے ذریعے سے شہر کے لوگوں کو اپنے دین میں شامل کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ "مسیح کا پیرہن جو ابھی تک سالم تھا اب اِن بے دینوں کے ہاتھوں اُس کی دھجیاں اُڑ رہی ہیں۔" یہ اور ایسے ہی اور فقرے اسکندروس کے خط میں بھرے پڑے ہیں۔

اسکندروس کی اس بدزبانی کو کلیسا کے جن مورخوں نے چھپایا ہے یا اُس کو اور بھی جلا دیکر بیان کیا ہے انھوں نے عدل و انصاف کی خدمت نہیں کی ہے بلکہ اُن کا خون کیا ہے۔ بطریق اسکندریہ کی اس زشت کلامی سے ضرور قیاس ہوتا ہے کہ مناظرہ اور استدلال کا شعور تو اُس کو ہے نہیں محض بہتان بندی سے فریق ثانی کو بدنام کر کے بحث کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ اور مدعیوں کو عدالت سے اِس طرح نکلوانا چاہتا ہے کہ گویا وہ مجانین کا کوئی گروہ ہے۔ اسکندروس ایک جگہ لکھتا ہے "غور کیجیے کہ یہ کیسا ملحدانہ غرور اور نخس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

درجہ دیوانگی اور خود ستائی کی مالیخولیا ہے۔ وہ شیطانی اثر کس بلا کا ہوگا جس نے ان کی روحوں
کو بے حس کر کے پتھر کا بنا دیا۔" ان فقروں کو پڑھ کر ہر طرح کی رعایت کے بعد بھی یہی کہنا پڑتا ہے
کہ مناظرے میں یہ طرز گفتگو اسی کے حق میں مضر و باعث بدنامی ہوتا ہے جو اُس کو اختیار کرتا ہے
پھر جب اس اندازِ تحریر کا ایریوس کی تحریر سے مقابلہ کیجئے یا یوسی بیوس نیکومیدی کے خط کو
ملاحظہ کیجئے جو اُس نے پالی نوس اسقفِ صور کے نام لکھا تھا تو اسکندروس کی تحریر اور بھی
بدنما معلوم ہوتی ہے۔ یوسی بیوس نے جہاں اسقفِ صور سے اسکندروس کو خط لکھنے
کی درخواست کی ہے وہاں اسکندروس کو "سیر اخداد ند اسکندروس" لکھا ہے۔ ایک جانب
تو یہ پاس ادب ہے اور دوسری جانب یہ شدت کی سخت کلامی۔ بطریق اسکندریہ کا خط جو اسقف بیزنطیہ
کو لکھا گیا تھا جس وقت یوسی بیوس کی نظر سے گذرا تو غصے سے لال ہو گیا اور اسی وقت
علاقہ بتھی نیا کے تمام اساقفہ کی ایک مجلس کی اور اس معاملے کو بحث کے لئے اُن کے سامنے
پیش کر دیا۔ ان اسقفوں کو ایریوس سے ہمدردی ہوئی اور انھوں نے ایک گشتی خط کل سلطنت ۲۰۳
کے اسقفوں کو لکھا اور اُس میں درخواست کی کہ ایریوس کو کسی کلیسا سے خارج نہ کیا جاوے۔
اور سب لوگ اس بات کی کوشش کریں کہ بطریق اسکندریہ ایریوس کو پھر کلیسا میں شریک
ہونے کی اجازت دے۔ مگر اسکندروس ہر حال میں اسی پر قائم رہا کہ جب تک ایریوس
اپنے کل عقیدے سے توبہ نہ کریگا کلیسا میں اُس کو داخل نہ کیا جائے گا۔

ایریوس نیکومیدیا سے فلسطین واپس آیا اور یہاں کے تین اسقفوں نے
اس کو اجازت دے دی کہ وہ اپنے عقیدے کے مطابق اپنے ساتھیوں کو لیکر گرجا کیا کرے۔
مگر مباحثوں کا طوفان بدستور جاری رہا۔ اسکندروس نے ایک طول طویل خط "عمومی
کلیسائے جاثلیقیہ کے ہمخدمت کارکنوں" کے نام لکھا۔ اس خط کی عبارت ایسی سخت
نہ تھی جیسے کہ اسقف بیزنطیہ کے نام والے خط کی تھی۔ پھر بھی ایریوسیوں کو سخت و سست کہنے
میں کمی نہیں کی چنانچہ ایک جگہ لکھا ہے کہ "یہ لوگ پابند قانون نہیں ہیں۔ یہ مسیح سے لڑتے
ہیں اور ترکِ مذہب کی تعلیم دینے میں مسیح کے دشمنوں کے لئے راستہ تیار کرتے ہیں"۔ اس خط
میں نیکومیدیا کے اسقف کا نام لیکر اُس پر اعتراض کئے ہیں اور لکھا ہے کہ "یہ پادری اس
زعم میں ہے کہ کلیسا کی سلامتی اور غیر سلامتی اُسی کے اشارے پر موقوف ہے"۔ اسکے ساتھ یہ بھی
لکھا کہ ایریوس کے عقیدے کی تائید وہ اس وجہ سے نہیں کرتا کہ اس عقیدے کو دل سے

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مانتا ہے بلکہ محض اپنا فائدہ اور مطلب نکالنے کے لئے یہ شیوہ اختیار کیا ہے۔ حالات کے دیکھنے سے
معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہلا ہی موقع نہ تھا کہ اِن دونوں بزرگوں یعنی یوسی بیوس اور اسکندروس
میں نا چاقی ہوئی بلکہ اُن میں ذاتی عداوت مدت سے چلی آتی تھی۔ اور اِس ذاتی خصومت نے
مذہبی مسائل میں بھی اِن دونوں کے اختلاف کو ترقی دی۔ پرانی کتابوں میں ایریوس اور
یوسی بیوس کے حالات جس قدر درج ہیں اُن کو پڑھ کر یہی نصیحت نکلتی ہے کہ اُن کو یقین کرنے میں غایت
درجہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ اسکندروس ایک جگہ لکھتا ہے "کہ ایریوس اور اُس کے دوست اِمرتِ کا
علم حاصل کرنے پر بھی جب اُس سے منکر ہوئے تو ہمیشہ کی ضلالت میں مبتلا ہو گئے۔ اُن کے اس طرح
گمراہ ہونے کا اسکو دلی صدمہ ہے۔" اس کے بعد لکھتا ہے "مگر مجھ کو اس پر تعجب نہیں کیونکہ یہوداہ نے
۲۰۴ مسیح سے ارادت حاصل کرنے پر بھی دشمنوں کو مسیح کا سراغ بتا دیا تھا۔" ہم کو اسکندروس کے دلی
صدمے کی بابت بہت شبہ ہے۔ کیونکہ اُس نے اپنے خط کو اس فیصلہ پر ختم کیا ہے کہ ایریوسی عقیدے کے
جس قدر پیرو ہیں اُن کو کلیسا سے خارج کر دیا جائے۔ سچے ایمان والے عیسائیوں کو اِن مسیح کے دشمنوں
اور ارواح کے غارت کرنے والوں سے کچھ مطلب نہ رکھنا چاہئے۔ یہاں تک کہ نہ اُن کو کوئی عیسائی
سلام کرے اور نہ اُن کا سلام لے۔ اور اگر کوئی جاثلیقی کسی ایریوسی کو صبح کے سلام میں "صباح الخیر"
کہتے سنے تو سمجھ لو کہ ملحدوں سے اُس کو واسطہ ہے۔ اس خط نے جلتی آگ میں اور سوکھی لکڑیاں جھونک دیں
اور دونوں فریقوں میں اب روز بروز عداوت بڑھتی گئی۔

ایریوس بھی غافل نہ تھا۔ غالباً یہی زمانہ تھا کہ اُس نے ایک نظم تھالیہ کے نام سے لکھی
جس کو شہرت تو ہوئی مگر بہت بُرائی کے ساتھ اس نظم میں اُس نے اپنے عقائد بیان کئے ہیں بحر
اور وزن سب ایک بت پرست شاعر کی عامیانہ نظم سے اختیار کیا ہے۔ اِس شاعر کا نام سوتادوس
تھا اور جزیرہ اقریطش کا رہنے والا تھا۔ اس سے زیادہ اِس شاعر کا حال نہیں معلوم کہ اُسکے
اشعار ہوائے نفسانی کی طرف طبیعت کو مائل کرتے تھے۔ ایریوس نے ایک بت پرست شاعر کے عامیانہ
انداز پر اپنی نظم کیوں لکھی اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ عام درجے کے لوگوں کو بکثرت اپنے عقائد کا پابند
کرنا چاہتا تھا۔ ایک بازاری طرز کی نظم میں عقائد مذہب کو لکھنا ایسی ہی بات تھی جیسے آج کل
مکتی فوج والے مناجات کے گیت کسی چلتی ہوئی دھن میں گاتے ہوئے نکلتے ہیں تاکہ ادنیٰ
درجے کے لوگوں کو اسی طرح دین کی ہدایت ہو۔ اِس وقت ایسے لوگ موجود ہیں جو
شروع میں مکتی فوج کو نہایت ناپسند کرتے تھے مگر اب اُس کی تعریف کرتے ہیں کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حقیقت میں مذہب کی اشاعت کے لئے وہ ایک مفید طریقہ ہے۔ غرض ایریوس نے بھی اپنے اشعار اُسی بازاری نے میں گوانے شروع کئے جس میں سوتا دس کے رکیک اور فحش اشعار گائے جاتے تھے۔ فیلس تورجیوس جو مذہب ایریوسی کا پیرو تھا اور ایریوسی مصنفوں میں صرف یہ ہی ایک مصنف ہے جس کی تصانیف ہمارے زمانے تک محفوظ رہی ہیں لکھتا ہے کہ ایریوس نے فال نکالنے والوں اور چکی چلانے والوں اور ملاحوں کے لئے گیت بنائے۔ اثنا ناشیوس نے اپنی کتاب "ردِّ ایریوس" کے پہلے مقالے میں ان گیتوں ۲۰۵
کے کچھ حصے نقل کئے ہیں مگر ان کے دیکھنے سے یہ نہیں سمجھ میں آتا کہ اُس کے عقائد کی اشاعت میں اُن سے کیونکر ترقی ہو سکتی تھی۔ اثنا ناشیوس کی تحریر کے مطابق ایریوس کی نظم تھالیہ کے تمہیدی اشعار کا ترجمہ یہاں لکھا جاتا ہے۔

"خدا کے چیدہ و برگزیدہ لوگوں کے ایمان کے مطابق جو پارسا و پرہیزگار ہیں
اور خدا کے ایسے بندے ہیں جنھوں نے گمراہوں سے علیحدہ ہو کر خدا کی پاک
ذات کو پہچانا ہے میں نے اس عقیدے کو حاصل کیا ہے اور حاصل کیا ہے
اُن لوگوں سے جو عقل و دانش سے حصہ رکھتے ہیں اور ان ہی لوگوں کے
نیک طریقے اور اجتہاد پر میں بھی چلتا ہوں۔ اور خدا کی بزرگی پکارنے کے لئے
میں نے ایسی تکلیفیں اُٹھائی ہیں کہ جن سے میرے نام کو شہرت ہو گئی
اور خدا سے تعلیم پا کر میں نے عقل و علم سیکھا ہے۔"

اس تمہید میں آج کل کے مذاق کے مطابق جو خودستائی اور بے ادبی اُس سے ظاہر ہے وہ زیادہ قابل توجہ نہیں۔ البتہ کلام کی کرختگی اور بے جا طوالت ضرور بے لطف کرتی ہے۔ اس تمہید کے بعد ایریوس کے وہ اقوال جو اثنا ناشیوس کے نزدیک نہایت بے ادبی بلکہ کفر پر دلالت کرتے تھے اور جن سے مذہب کی توہین ہوتی تھی نقل ہوئے ہیں۔ ان میں چند مقولے یہ ہیں۔ "خدا ہمیشہ سے باپ نہ تھا۔" "ایک زمانہ ایسا تھا کہ خدا تنہا تھا اور ابھی تک باپ نہ ہوا تھا۔ مگر پھر وہ باپ ہو گیا۔" "بیٹا ہمیشہ سے نہ تھا۔" "وہ کلمہ اصلی خدا نہیں ہے۔ بلکہ توفیق الٰہی سے فیض یاب ہو کر مثل اوروں کے صرف نام کا خدا ہے۔" اگر اثنا ناشیوس کے نزدیک ایریوس کی بے ادبیوں اور استہزا کے نمونے یہ ہی فقرے ہیں تو اُس زمانے میں بے ادبی یا استہزا کے معنی آجکل کے معنوں سے بہت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

مختلف ہوں گے۔ یہ دریافت نہیں ہوتا کہ ایریوس نے اس نظم کا نام تھالیہ کیوں رکھا تھا کیونکہ تھالیہ کے معنی خوشی منانے کے ہیں۔ اور اس نظم میں کوئی چیز خوشی منانے کی نہیں معلوم ہوتی۔ گو یہ سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ اسکندریہ کے بازاری لوگوں نے اس بدشگون مناظرہ کے خاص خاص جملوں اور اصطلاحوں کو تکرار کرتمسخر کے لئے زبان پر چڑھا لیا ہو۔ تھیسیا کے ۲۰۶
جوجنیس نے اسی مضمون میں ایک عبارت لکھی ہے جو اکثر نقل کی گئی ہے اور وہ یہ ہے:۔

"قسطنطنیہ کے ہر گوشے میں اسی بحث کا چرچا ہے۔ کوچے اور بازاروں میں صرافوں اور کبابیوں کی دکانوں پر جہاں جائیے کوئی نہ کوئی بات اسی مضمون کی سننے میں آتی ہے۔ اگر کسی سوداگر کی دکان میں کسی چیز کو دیکھ کر آپ نے دام پوچھے ہیں تو دام بتانے سے پہلے دکاندار ایک تقریر مولود و غیر مولود کی شروع کرتا ہے۔ اگر روٹی کی قیمت نان بائی سے دریافت کی ہے تو کہتا ہے کہ بیٹا باپ کا تابع ہے۔ اگر گھر کے نوکر سے پوچھیے کہ نہانے کو پانی تیار ہے تو جواب دیتا ہے کہ بیٹا نیست سے ہست ہوا ہے۔" جاثلیقی کہتے ہیں کہ "خدا کا اکلوتا مولود بزرگ ہے۔ ایریوسی جواب دیتے ہیں کہ جس کے ذریعے سے مولود ہوا وہ اس سے بھی بزرگ ہے۔"

غرض یہ مضمون ایسا تھا جس کی اکثر ہنسی اڑائی جاتی تھی اور بے ادبی کے جملے آسانی سے لوگوں کی زبان پر آجاتے تھے۔ ادنیٰ طبقے کے جو لوگ ایریوسی مذہب میں شامل ہوئے تھے وہ لڑکوں سے پوچھتے تھے کہ تم باپ اور ماں دونوں سے پیدا ہوئے ہو یا فقط باپ یا فقط ماں سے۔ عورتوں سے سوال ہوتا تھا کہ بیٹا پیدا ہونے سے پہلے موجود ہو سکتا ہے یا نہیں۔ عام لوگوں کی یہ حالت کچھ اسی زمانے کے لئے مخصوص نہ تھی۔ اس زمانے میں بھی یہی کیفیت ہے کہ جب کسی مذہبی مسئلے پر زور شور کی بحث ہوتی ہے تو جاہلوں میں اس کی یونہی خاک اڑا کرتی ہے۔ اور جانبین جب جاہل ہوتے ہیں تو ہزل گوئی پر اتر آتے ہیں ایریوسیوں کو تو مجانین کا خطاب ملتا تھا مگر ان بیہودگیوں میں اگر وہ جاثلیقیوں سے کم نہ تھے تو زیادہ بھی نہ تھے۔ مگر نتیجہ بہرکیف یہ تھا کہ ہمیشہ ایک شور و غل بدعملی کا سازمانہ رہا کرتا تھا۔ قیساریہ کے یوسی بیوس نے ایک جگہ لکھا ہے کہ:۔

"ہر ایک شہر میں یہ حال تھا کہ پادری سے اور معمولی آدمی سے

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اسی بحث میں مصروف رہتا تھا اور گفتگو اتنی بڑھتی تھی کہ ہشت مُشت پر نوبت ۲۰۷
آجاتی تھی۔ بلکہ بعض عقل کے دشمن تو اس سے بھی بڑھ کر سخت حرکتوں اور جرائم کے مرتکب ہو جاتے تھے اور شہنشاہ کے مجسموں کی بے ادبی کرنے پر تُل پڑتے تھے۔"

جب نوبت یہاں تک پہنچی تو پھر قسطنطین کو دست اندازی کرنی پڑی۔ اور اُس نے ایک بڑا لمبا چوڑا خط اسکندروس اور اریوس کو لکھا اور اُس کو قرطبہ کے اسقف ہوسیوس کے حوالے کر کے حکم دیا کہ خود اسکندریہ جائے اور جس طرح مناسب سمجھے فریقین میں مصالحت کرا دے۔ یہاں پورے خط کو نقل کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ خط کی تمہید معمولی ہے اور اپنا اصلی خیال ظاہر کیا ہے کہ ملک میں امن قائم رکھنے کے لئے یہ امر لازمی ہے کہ سب کا مذہب ایک ہی ہو۔ افریقہ میں دوناتسی اختلاف سے مایوسی ہونے کے بعد اُس کو مصر و فلسطین سے جس کو نافِ شرق سمجھنا چاہیے اور جہاں سے خدا کا نور طلوع ہوا تھا بہتری کی امید تھی۔ اس کے بعد لکھا ہے:-

"مگر مشیت الٰہی کو دیکھئے کہ نہ صرف میرے کانوں کے پردے زخمی ہوئے بلکہ دل پر بھی ایک تیر لگا جب سنا کہ خود آپ لوگوں میں افریقہ سے بھی بڑھ کر قبیح و زبون اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ آپ سے امید تھی کہ دوسروں کے مرض کی دوا ہوں گے لیکن اب آپ کے لئے افریقہ والوں سے بھی زیادہ سخت علاج کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ اور پھر حیرت یہ ہے کہ جب اِن مناظروں کا سبب تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ وہ فی الواقع نہایت خفیف ہے اور جو نزاع پیدا ہو گیا ہے اُس کو اُس کے سبب سے کچھ مناسبت نہیں۔ ... میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ مناظرے
کی ابتدا اس طرح ہوئی ہے کہ اے اسکندروس۔ آپ نے ہر ایک پریسبٹر ۲۰۸
سے دریافت کیا کہ انجیل میں ایک خاص عبارت کے کیا معنی ہیں یا ایک مسئلے کی ایک خاص مہمل شکل کی نسبت اُن کا کیا خیال ہے۔ اور اے اریوس جب آپ نے بغیر کافی غور کے ایسی مشکلات پیش کیں جن کو عرصۂ خیال میں لانا ہی نہیں چاہیے تھا یا اگر وہ لائی گئی تھیں تو فوراً خاموشی کی خاک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں اُن کو دفن کر دینا چاہیے تھا تو پھر نتیجہ اِن دونوں باتوں کا یہ ہوا کہ آپ
صاحبوں میں شدت سے مناظرہ و مجادلہ شروع ہو گیا اور لوگوں کو کلیسا
کی برکتوں سے محروم کیے جانے کی نوبت آئی۔ اور خدا کے پاک ترین بندے
متفرق ہو گئے اور وہ اتفاق جو ایک تنِ واحد میں ہوتا ہے اُن میں نہ رہا۔"

اس کے بعد شہنشاہ نصیحت کرتا ہے کہ جو سوال بلا احتیاط کیا گیا اور جو جواب
اُس کا بلا غور دیا گیا اُس سے درگذر کر کے تمام شکایتوں کو یکقلم بھول جانا اور معاف کر دینا
چاہیے۔ یہ مضمون وہ تھا جس کو معرض بحث میں لانا ہی نہیں چاہیے تھا۔ لیکن جن لوگوں
کے سامنے نہ تو کوئی نیک کام کرنے کے لئے اور نہ کوئی اچھی بات سوچنے کے لئے ہوتی ہے
تو پھر انھیں خالی بیٹھ کر ایسی ہی شرارت کی باتیں سوجھا کرتی ہیں۔ آپ صاحبوں میں جو
اختلاف پیدا ہوا ہے وہ کسی ایسے اہم عقیدے کی نسبت نہیں ہے جس کا ذکر کتبِ مقدسہ
میں آیا ہو اور نہ آپ لوگوں نے کوئی نیا عقیدہ پیدا کیا ہے جس پر جھگڑا ہو۔ آپ دونوں صاحبوں
کا اصول ایک ہی ہے۔ اس لئے باہمی اتفاق پیدا کرنا آسان ہے۔" قسطنطین ایریوسی
مسئلے کے امور بحث طلب کو اس قدر کم سمجھے ہوئے تھا کہ عبرت کے لئے اُس نے
بُت پرست فلسفیوں کی ایک مثال نقل کی ہے جن میں دونوں فریقوں کا اصول تو ایک ہی
ہے مگر اُس کے تفصیلی امور میں انھوں نے خواہ مخواہ اختلاف پیدا کر لیا ہے۔ اِس کے بعد
قسطنطین پوچھتا ہے کہ جو لوگ بھائی بھائی ہوں اُن میں کب درست ہے کہ محض ایک
نزاعِ لفظی پر دشمنوں کی طرح حجت ہونے لگے۔ یہ حرکت ناشائستہ اور طفلانہ ہی نہیں ہے
بلکہ سفاہت اور بدخوئی پر دلالت کرتی ہے۔ اور خدا کے قسیسوں اور عقل و دانش کے
رکھنے والوں کو یہ باتیں ہرگز زیب نہیں دیتیں۔ یہ سب شیطانی وسوسے ہیں۔ بس اب اِن
باتوں سے ہاتھ کھینچنا چاہیے۔ اگر تمام ضروری مسائل پر سب لوگ ایک ہی طرح سے غور نہیں ۲۰۹
کر سکتے تو کم سے کم ایسے عقائد پر جو لوازمہ مذہب ہیں سب کو اتفاق رکھنا چاہیے۔ اور خدا کے
بارے میں سب کو ایک ہی طرح کا ایمان اور ایک ہی طرح کی سمجھ اور ایک ہی طرح کی رائے
رکھنی لازمی ہے۔ اتنا لکھ کر شہنشاہ یک لخت بیتاب ہو جاتا ہے اور اسی حالت میں یہ
پر جوش فقرے لکھتا ہے۔

"لوگو۔ مجھ کو میرے چین کے دن اور آرام کی راتیں پھر دیدو۔ تاکہ جتنے دن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور جینا ہے خالص نورِ ایمان کی برکتوں سے تسکین و اطمینان پاکر زندگی بسر کرنے کی خوشی حاصل رہے۔ ورنہ دردسے آہیں زبان پر ہوں گی اور آنسوؤں سے چشم تر ہوگا۔ اور جب تک مر نہ جاؤں گا چین نصیب نہ ہوگا۔ کیونکہ جب خدا کے بندے جو میری طرح خدا کی مخلوق ہیں ایسے خطرناک مذہبی اختلافات پیدا کرکے ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے تو پھر میرے دل کو کیونکر اطمینان میسر رہ سکتا ہے۔"

بعض لوگوں نے اس خط میں بادشاہ کی دانائی و ذہانت کا ثبوت پایا ہے اور اُس کی عبارت کو عقل خداداد کا بہترین نمونہ سمجھ کر آب زر سے لکھنے کے قابل سمجھا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک تو اس خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس مشکل مضمون میں اس وقت قسطنطین نے ہاتھ ڈالا تھا اُس کے رموز و نکات سے وہ قطعی ناواقف تھا۔ یہ کہہ دینا تو بہت آسان تھا کہ اس مسئلے کو اٹھایا ہی نہ ہوتا کیونکہ دینیات و سیاسیات میں یہ اصول سب سے بہتر مانا گیا ہے کہ جو چیز ساکن ہو اُس کو متحرک نہ کرنا چاہیے۔ لیکن اس پر بھی تو غور کرنا لازم تھا کہ یہ مسئلہ اون مسائل میں سے تھا جن کو ایک بار اُٹھا کر کسی قطعی نتیجے تک اُس کو پہنچانا ضروری تھا اور وقت بھی اُس کا مساعد تھا کیونکہ جس زمانے میں لوگوں میں یہ مسئلہ پیدا ہوا اُن کا مذاقِ طبیعت اُس سے مناسبت رکھتا تھا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ مناظرے کا جو طوفان آسانی سے اُٹھا وہ آسانی سے فرو ہونا غیر ممکن ہوگیا اسکندروس اور ایریوس سے شہنشاہ کا یہ ارشاد کہ آپ دونوں میں ایک خفیف اور غیر ضروری مضمون پر محض
نزاع لفظی پیدا ہوگیا ہے اور آپ دونوں دراصل ایک ہی خیال اور رائے کے پابند ہیں ۲۱۰
اور تمام ضروری جزئیات میں بھی ہم خیال ہیں قطعی لغو اور مہمل تھا۔ کیونکہ اس بحث میں جو امر متنازع فیہ تھا وہ یہ تھا کہ ابن اللہ کی فطرتِ الٰہی کے متعلق تحقیقات کرکے کوئی بات یقین کے ساتھ طے کی جاوے۔ اگر مسیحی دینیات کی کچھ وقعت کسی کے دل میں ہے تو اس سے زیادہ اہم اور ضروری مسئلہ حل کرنے کے لئے پیدا کرنا غیر ممکن تھا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

گیارھواں باب ۲۱۱

مجمع نیقیہ (نیقیا کی کونسل)

ایریوس اور اسکندروس کے نام قسطنطین نے جو خط لکھا تھا اُس کا کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ مصالحت کے لئے ہوسیوس کی کوششیں بیکار ثابت ہوئیں۔ کیونکہ مصالحت کے لئے فریقین میں سے کسی ایک فریق کو اپنا عقیدہ چھوڑنا ضروری تھا اور اُس پر کوئی راضی نہ تھا۔ ہوسیوس نے یہ حال دیکھ کر اسکندریہ میں زیادہ قیام نہیں کیا اور جلد واپس آکر قسطنطین کو صلاح دی کہ کلیسا کی ایک مجلس کر کے اس نزاع کا فیصلہ کیا جاوے تو بہتر ہو۔ شہنشاہ اِس رائے کو سن کر خوش ہوا۔ اور فوراً اِس مضمون کے خطوط جاری کئے گئے کہ ۳۲۵ عیسوی کے ماہ جون میں کل اساقفہ علاقہ بتھی نیا کے شہر نیقیہ میں جمع ہوں۔ اسقفوں نے بہت خوشی سے اس شرکت کو منظور کیا۔ قسطنطین نے تمام ملک میں ڈاک وغیرہ کے انتظام کے لئے بھی پہلے سے تاکیدی احکام جاری کر دئے تھے۔ پس اساقفہ بغیر اپنے صرفہ کے آسائش سے منزلیں طے کر کے بہت جلد نیقیہ میں جمع ہو گئے۔ یوسی بیوس لکھتا ہے[1] کہ :-

"اسقفوں کو اس مجلس میں شرکت کا شوق کئی وجوہ سے تھا۔ ایک تو یہ کہ انکے خیال میں اس مجلس سے نہایت اچھے نتیجے پیدا ہونے والے تھے۔ دوسرے یہ کہ اس وقت ملک میں ہر طرف امن و امان ہے سیر و سفر کا لطف خوب حاصل ہو گا۔ تیسرے یہ کہ شہنشاہ معظم قسطنطین کا دیدار نصیب ہو گا۔ جو ایک نیا اور عجیب منظر ہو گا۔ چنانچہ جب یہ لوگ نیقیہ میں جمع ہو گئے تو یہ ۲۱۲

---

[1] "حیات قسطنطین" ص ۳، ۶۔

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عجیب مجمع اُن کو خدا کی کارسازی کا ایک کرشمہ معلوم ہوتا تھا کہ مختلف رنگ اور طبیعت کے لوگ جو نہ صرف خیالات میں بلکہ مُلک۔ وطن اور قومیت کے لحاظ سے باہمی فرق رکھتے ہیں اس وقت ایک ہی شہر کی چار دیواری میں موجود ہیں۔ غرض ان کی نظروں میں یہ مجمع ایک گلدستہ تھا جس میں مختلف رنگ و بو کے پھول آراستہ تھے"+

کلیسا کی مجالسِ عمومیہ سے نیقیہ کی مجلس سب سے پہلی مجلس تھی۔ اس سے پہلے اس سے بڑھ کر کوئی مجمع نہیں ہوا تھا۔ اور نہ ہو سکتا تھا کیونکہ شہنشاہ بُت پرست ہوتے تھے اور وہ عیسائیوں کے ایسے ہجوم کو کبھی گوارا نہ کر سکتے تھے + اس مجمع میں شریک ہونے والوں کی تعداد ٹھیک ٹھیک نہیں دریافت ہوتی۔ یوسی بیوس لکھتا ہے کہ "اسقف ڈھائی سو سے زیادہ تھے اور اُن کے ہمراہ جو پریسبیٹر اور ڈیکن اور اکولیت (یعنی اسقفوں کے نائب و معتمد و ملازمین جن کا کام کلیسا میں شراب و شمع برداری تھا) اور بچے کے نوکر تھے ان سب کا شمار بے حساب تھا۔" یہ مجمل و بے سرو پا بیان اُن بیانات کی قسم سے ہے جو کسی امر کی تحقیق میں ہمیشہ پریشان کیا کرتے ہیں۔ کلیسا کے بعض مورخوں نے حاضرین کے ناموں کی فہرستیں لکھی ہیں مگر وہ سب نامکمل ہیں۔ بہر کیف انعقادِ مجلس سے پچاس برس کے اندر کسی طرح یہ مشہور ہوا کہ اسقفوں کی تعداد ۳۱۸ تھی۔ اور چونکہ مجلس کا نام بھی "تین سو اٹھارہ کی مجلس" مشہور ہو گیا۔ اس لئے ہم بھی اس تعداد کو بے چون و چرا تسلیم کئے لیتے ہیں۔ اضلاعِ مغرب کے بہت کم اسقف اس مجمع میں شریک ہوئے۔ ہسپانیہ سے صرف ہوسیوس قرطبہ کا اسقف اور علاقہ گال سے صرف نکاسیوس جو ڈیو کا اسقف تھا شریک ہوئے آرل۔ ایپٹس۔ لائنز (یا لیون) ٹرلوز۔ نربونہ۔ مارسیلس۔ طلوشہ جو فرانس اور ہسپانیہ کے مشہور و معروف مقامات تھے اُن کا ایک پادری بھی مجلس میں موجود نہ تھا۔ ایطالیہ میں میلان سے یو تورشیوس اور علاقہ کیلی بریا سے مارکوس اور صقلیہ سے کا پیتو شریک ہوئے۔ روما کا اسقف سِلوِیسٹر ضرور آتا مگر پیری نے معذور رکھا۔ اپنی جگہ دو پریسبیٹر یعنی وِیتو اور وِنسنٹیوس کو قائم مقام بنا کر مجلس میں بھیجا۔ علاقہ پانونیہ کی طرف سے شہر استریدون کا اسقف دومنوس اور شمال کی ۲۱۳

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وحشی قوموں کا نمائندہ تھیوفیلس قوطی تھا جو غالباً بحث کرنے کے لئے نہیں بلکہ محض بحث سننے کے لئے شریک ہوا تھا۔ پس ظاہر ہوتا ہے کہ مجلسِ نیقیہ کے ارکان و جلیس زیادہ تر شرق کے پادری تھے۔ تقریریں بھی یونانی زبان ہی میں ہوئیں۔ لاطینی زبان استعمال نہیں کی گئی۔ اور سچ پوچھئے تو جس بدعت پر یہ مناظرہ قائم ہوا تھا وہ بھی یونانی الاصل تھی۔ لاطینی نہ تھی۔ ایریوس بانیِ بدعت خود اسکندریہ کا رہنے والا تھا جو مدت سے دوسرا خطۂ یونان بنا ہوا تھا۔ لاطینی زبان اور لاطینی مذاق مغربی حصۂ سلطنت کی خصوصیات سے تھا۔ پس مغربی بلاد میں ایریوسی مناظرے کی ابتدا ممکن نہ تھی۔ مجمع نیقیہ فی الحقیقت شامی و مصری کلیساؤں کا ایک عظیم الشان مجمع تھا۔ اور شام و مصر ہی کے اساقفہ اُس میں بکثرت شریک ہوئے تھے۔ اور جن عقائد پر اُس میں مباحثہ ہوا وہ بھی خاصکر انطاکیہ اور اسکندریہ والوں کے عقائد تھے؛

نیقیہ کے بڑے دروازے سے اساقفہ شہر میں داخل ہو رہے ہیں۔ ہر ایک کے ساتھ دو دو پرسبیٹر اور تین تین غلام ہیں کوئی گاڑی میں اور کوئی گھوڑے پر سوار ہے۔ پیچھے پیچھے باربرداری کے جانوروں کی قطار ہے۔ آئیے۔ اب اِن بڑے بڑے آدمیوں میں سے چند کے نام آپ کو بتائیں۔ دیکھئے یہ اسکندروس ہے جس کے ہمراہ وادیِ نیل کے چودہ اور لبیہ کے پانچ اسقف ہیں۔ اِن میں زیادہ مشہور پوتامن ہے جو شہر ہیریک لیوپولس کا اسقف ہے۔ پفنوتیوس علاقۂ تھیبایاد سے آیا ہے۔ یہ دونوں یک چشم ہیں بُت پرست بادشاہوں نے جو آخر مرتبہ ظلم کئے تھے اُن میں اِن غریبوں کی ایک ایک آنکھ نکلوا ڈالی تھی۔ پفنوتیوس علاوہ ایک آنکھ نہ رکھنے کے لنگڑاتا ہوا بھی چلتا ہے۔ بت پرست ظالموں نے اِس کی ران کی ایک رگ بھی کٹوا دی تھی۔ شامی و فلسطینی اسقفوں کے آگے آگے یوستاتھیوس انطاکیہ کا بطریق ہے۔ اِسی گروہ میں قیساریہ کا اسقف بھی ہے جس کی نسبت مشہور ہو رہا ہے کہ اُس کا ایمان اب سلامت نہیں ہے۔ ایریوس کے اغوا سے اُس کے ذہن میں خلل آ گیا ہے۔ اسی طبقے کا دوسرا بڑا آدمی یروشلم کا اسقف میکاریوس ہے۔ یہ اسکندروس کے بڑے معاونوں میں ہے۔ اب ایک دوسرے گروہ کو ملاحظہ کیجئے یہ دور دراز ملک آرمینیا اور رود فرات ۲۱۴
کے ساحلوں سے آ رہا ہے۔ اسمیں ایران کا یوحنا اور جزیرے کے شہر نصیبس کا یعقوب اور الرہا کا ایطلحہ اور قیساریۂ جدیدہ کا پولوس بھی موجود ہے جسکی کلائیوں پر بُت پرستوں نے جلتے ہوئے لوہے سے داغ لگائے تھے۔ یہ دوسرا گروہ جو نظر آتا ہے یہ دُور کا نہیں بلکہ قریب کا ہے۔ اِس میں اُس ملک کے اسقف ہیں جسکو آجکل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہم الیشیا کو چک کہتے ہیں۔ یہ سب نیکومیدیا کے اسقف یوسی بیوس کے پیرو اور مقلد ہیں۔ یوسی بیوس بھی اس گروہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ موجود ہے۔ اس گروہ میں ایک تو تھیوجی نوس اسقف نیقیہ ہے۔ دوسرا شہر ایفی سوس کا اسقف مینو فانتوس ہے اور تیسرا کیلسیدون کا ماریوس ہے۔ یہ سب ایریوس کے ہواخواہ اور عقائد ایریوسی کے پیرو و مددگار ہیں۔ ان کے بعد ایک گروہ تھریس، مقدونیہ اور یونان کے اساقفہ کا ہے۔ جزیروں سے بھی چند اسقف شرکت کے لئے آئے ہیں اور قرطاجنہ سے سیسی لیانوس فرقۂ دوناتسی کا مشہور مخالف بھی موجود ہے۔

ایریوس بھی اپنے چند وفادار خادموں کے ساتھ جنھوں نے مصر سے آکر اس کا ساتھ دیا ہے مجلس میں حاضر ہے۔ چہرے پر تمکنت اور خودداری کی شان جو ہمیشہ رہتی تھی وہ اس وقت بھی موجود ہے۔ اور دل کو ایک تقویت سی ہے کہ یوسی بیوس اسقف نیکومیدیا کی کوشش اور اعتدالی جماعت کا اثر جس میں قیساریہ کا یوسی بیوس بڑا آدمی تھا اس موقع پر اس کی مدد کریں گے۔ اسکندروس تو ایریوس کا دشمن چلا ہی آتا تھا اب اس سے بھی سخت تر دشمن ایک اور پیدا ہو گیا۔ یہ دشمن اسکندریہ میں ایریوس کی غیر حاضری کے زمانے میں پیدا ہوا تھا اور اس کا قصہ اس طرح بیان ہوا ہے کہ ایک دن اسکندروس نے اپنے گھر کی کھڑکی سے دیکھا کہ باہر چند لڑکے کھیل رہے ہیں اور کھیل میں گرجا کی نقل اتارتے رہیں۔ چونکہ یہ نقل اصل سے بہت ہی مطابق تھی اسکندروس نے باہر نکل کر ایسے کھیل سے منع کیا جس میں مذہب کی بے ادبی ہوتی ہو۔ اس پر ایک جوان لڑکا جو سب کا سرگروہ معلوم ہوتا تھا اسکندروس سے تقریر کرنے لگا۔ اس تقریر میں اس درجہ خلوص تھا کہ اسکندروس اس لڑکے کو اپنے گھر لے آیا اور پادری بنانے کی نیت سے اس کو تعلیم و تربیت دینی شروع کی۔ اس لڑکے کا نام اثناناشیوس تھا۔ اور اب پچیس برس کے سن کو پہنچ کر دیکن کی حیثیت سے اسکندروس کے ساتھ نیقیہ کی مجلس میں آیا تھا۔
ذہانت و ریاضت سے اپنے افسر کی طبیعت پر بہت قابو پا گیا تھا۔ بہت ہی کم رو پستہ ۲۱۵
قد۔ دبلا سوکھا آدمی تھا۔ مگر اسی مشت استخوان کی قسمت میں اترا تھا کہ نیقیہ میں حاضر ہو کر اس عجیب و غریب و بے مثل شہرت کی بنیاد ڈالے جو ملت جاثلیقیہ کی حمایت و تائید میں بالآخر اس کو حاصل ہوئی؛

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

ماہ جون ۳۲۵ء عیسوی میں نیقیہ کے خوش منظر شہر میں جو جھیل اسکانیہ کے
کنارے واقع تھا مجلس کے اجلاس شروع ہوئے۔ اِس مجلس کے ساتھ اُن ہی لوگوں کو
دلچسپی نہ تھی جو اُس کے ارکان بنکر آئے تھے یا شہر کے رہنے والے عیسائی تھے بلکہ اُن لوگوں
کو بھی جو ابھی تک بُت پرست تھے ایسی مجلس کو دیکھنے کا شوق تھا جہاں الٰہیات کے
مسائل پر بحث ہو۔ کیونکہ خدا کی اُبوّت اور مسیح کی بنوّت کے دقیق مسائل پر مناظرہ کرنا
ایک فلسفۂ اشراق کے عالم کے لئے بھی ایسا ہی دلکش تھا جیسا کہ ایک عیسائی اسقف
کے لئے۔ بلکہ اِس عالم فلسفی کے لئے ایسی دماغی معرکہ آرائیوں میں اس کا خوف نہ تھا کہ
بحث کے کسی ایسے نتیجہ کو تسلیم کرنا لازمی ہو جائیگا جس سے اُس کے موجودہ مذہب میں فرق
آجائے۔ اُس کے لئے تو عقل و استدلال کی یہ زور آزمائیاں محض ایک مسرت کا سامان
تھیں۔ غرض بہت جلد بحث و تکرار کا بازار گرم ہو گیا۔ مثل ہے کہ یونانی کو یونانی سے
ملتے دیر نہیں ہوتی کہ حجت شروع ہو جاتی ہے۔ یہ ہی کیفیت اِس مجلس کی ہوئی کہ ابھی باضابطہ
افتتاح بھی نہیں ہوا تھا کہ جو لوگ پہلے سے آگئے تھے انھوں نے ہر نوع اور ہر قسم کے مسائلِ
حل طلب پر مباحثہ شروع کر دیا۔

اِن ہی بے ضابطہ مباحثوں میں سے ایک مباحثے کا ذکر اکثر مصنفوں کے
قلم سے نکلا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک دن ایک بُت پرست فلسفی بڑی خوش بیانی سے
لوگوں کے سامنے تقریر کر رہا تھا اور بیچ بیچ میں مذہب عیسوی کے اسرار اور رموز کی ہنسیاں بھی
اُڑاتا جاتا تھا جس پر سننے والے خوب قہقہے لگاتے تھے۔ بار بار کہتا تھا کہ جس کسی کو میرے
دلائل کے باطل کرنے کا دعوے ہو وہ سامنے آئے۔ اتنا سن کر ایک بڑا سیدھا سادا سا
بڈھا عیسائی جو باوجود بُت پرستوں کے ظلم کے اپنے دین کے اقرار سے نہ پھرا تھا
سامنے آیا۔ یہ غریب نہ منطق جانتا تھا اور نہ مناظرے کے فن سے واقف تھا۔ مگر
ہمت کر کے معترض کے مقابلے پر جو ہیں بڑھا تو حاضرین میں سے بعض نے قہقہہ لگایا۔ ۲۱۶
عیسائیوں کے یہ ہوش اڑے کہ فلسفی بولنے میں بڑا مشاق ہے اور یہ بڈھا عیسائی کچھ
جانتا نہیں ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ مفت میں ہنسی اُڑے اور شرمندگی اُٹھانی پڑے۔ لیکن
عیسائیوں کا یہ تردد جلد رفع ہو گیا۔ اِس پیر کہن سال نے مقابلے پر آتے ہی للکار کر کہا
"بحق یسوع مسیح" اے فلسفی۔ ذرا سُن لے۔" اور اتنی تمہید کے بعد نہایت خالص

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایمان اور بے ریا اعتقاد سے دین مسیحی کے ضروری عقائد ٹوٹے پھوٹے بے ربط الفاظ میں بار بار بیان کرنے لگا۔ اور اصل بحث سے بالکل بے تعلق ہو کر فلسفی سے بہ آواز بلند کہا کہ "اگر ان باتوں پر تیرا ایمان گواہی دیتا ہو تو کہدے کہ ہاں میں اُن کو مانتا ہوں" فلسفی یہ فقرہ سن کر نہایت متاثر ہوا اور یکلخت بول اٹھا کہ "ہاں مجکو ان باتوں پر ایمان ہے"۔ اتنا سنتے ہی تمام مجمع حیرت سے بت بن گیا۔ اس واقعے کے بعد کہا جاتا ہے کہ فلسفی نے اپنے دوستوں میں بیان کیا کہ جس وقت وہ بڈھا عیسائی گفتگو کرنے لگا تو اُس وقت معلوم ہوتا تھا کہ کوئی پر ہیبت و ناپدید قوت ہے جو عیسائی مذہب قبول کرنے پر مجکو مجبور کرتی ہے۔ مورخ سوزومین نے اس قصے کو اسی طرح بیان کیا ہے لیکن سقراطیس لکھتا ہے کہ بڈھے عیسائی نے فلسفی سے کہا تھا کہ "ہم کو مسیح اور مسیح کے رسولوں نے مناظرے کا علم اور دھوکا دینے کا فن نہیں سکھایا تھا۔ بلکہ وہ صاف اور پاک عقیدہ بتایا تھا جس کا سہارا صرف ایمان اور اعمال نیک ہیں"۔[1] مگر ہم جس وقت اُن منطقی موشگافیوں کی کثرت پر نظر کرتے ہیں جن میں ایریوسی عقیدہ پر بحث کرنے والے نیقیہ کے اجلاسوں کے وقت یا اُس کے بعد مصروف ہوئے تو پھر یہ واقعہ کسی قدر بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے کہ ایک بت پرست فلسفی بلا مزاحمت چھوڑ کر عالم نور میں اس طرح آسانی سے چلا آیا ہو۔

بہر کیف یہ امر یقینی ہے کہ نیقیہ میں جو لوگ جمع ہوئے تھے اُن میں اکثر اسی بڈھے عیسائی کی قماش کے لوگ تھے۔ یعنے معمولی گاؤں گوپں کے آدمی تھے جن کو دینیات کی تعلیم مطلق نہ تھی۔ اُن کے علاقوں کے سیدھے سادے عیسائیوں نے اُن کو اسقفی کے درجہ پر منتخب کر لیا تھا اور محض اُن کی نیک بختی اور ایمانداری اس انتخاب کا باعث ہوئی تھی۔ ان ہی خوبیوں کا ایک شخص قبرس کا اسقف اسپی ریڈیون تھا جس کے ظاہر و باطن۔ گفتگو اور لباس سب چیزوں سے معلوم ہوتا تھا کہ بھیڑ بکریوں کا چرانے والا ہے۔ اس کے ساتھ
۲۱۷ طبیعت میں کچھ گنوار و مذاق بھی تھا۔ اُس کی نسبت بہت سے قصے مشہور ہیں۔ اُنمیں سب سے زیادہ دلچسپ قصہ یہ ہے کہ شہنشاہ کا نوید سنتے ہی اسپی ریڈیون اور اس کا ڈیکن (نائب) دو خچروں پر سوار ہو نیقیہ کے قصد سے چل پڑے۔ ایک خچر سرنگ تھا

[1] سقراطیس۔ ا ۸۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

دوسرا نقرہ۔ چلتے چلتے راستے میں ایک سرائے آئی۔ یہاں اور بہت سے پادری نیقیہ کے
جانے والے اُترے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے جب اسپی ریدیون اور اُس کے ڈیکن
کو دیکھا تو دل میں سوچنے لگے کہ یہ گنوار نیقیہ پہنچ کر سب کو ذلیل کرائیں گے۔ جس وقت شہنشاہِ معظم
کے دربارِ عالیشان میں یہ لوگ اِس رُخ سے پہنچیں گے تو کچھ عجیب شکل پیدا کریں گے۔ بہتر ہو کہ
یہ نیقیہ تک پہنچنے ہی نہ پائیں۔ چنانچہ جب رات ہوئی تو ان پادریوں نے دونوں خچروں کے
سر کاٹ ڈالے اور سمجھے کہ اب اُن کے سوار آگے نہ بڑھ سکیں گے۔ جب دن نکلنے کو ہوا
تو سب سے پہلے ڈیکن کی نظر خچروں پر پڑی۔ اُس نے دوڑ کر اسپی ریدیون کو جگایا
اور کہا کہ خچروں کا تو کسی نے سر کاٹ ڈالا ہے۔ اسپی ریدیون جو ابھی چارپائی سے اُٹھا بھی
نہ تھا کروٹ بدل کر بولا "تو پھر اس میں گیا کیا ہے۔ جاؤ اور خچروں کے سر اُن کے
دھڑوں پر لگا دو"۔ ڈیکن نے یہی کیا۔ جونہی دھڑوں پر سر لگائے گئے خچر فوراً اُٹھ کھڑے
ہو گئے گویا اُن کو کچھ ہوا ہی نہ تھا۔ جب دن زیادہ روشن ہوا تو معلوم ہوا کہ ڈیکن نے
گھبراہٹ میں ایک خچر کا سر دوسرے خچر کے دھڑ پر لگا دیا ہے۔ نقرے کا سر سرنگ پر اور
سرنگ کا سر نقرے پر لگ گیا ہے لیکن اسپی ریدیون نے اس غلطی کی تصحیح کے لئے پھر کوئی
کرامات دکھانے کی ضرورت نہ سمجھی اور خچروں نے بھی اس الٹا پلٹی سے کچھ بے چینی یا تکلیف
محسوس نہیں کی؛

مجلس کے ابتدائی جلسے نیقیہ کے بڑے گرجا میں شروع ہوئے اور قسطنطین کی
آمد تک وہیں بدستور جاری رہے۔ ۳ جولائی ۳۲۵ء کے بعد یعنی لائی سی نیوس پر فتح
پانے کی سالگرہ کے بعد شہنشاہ بھی نیقیہ میں وارد ہوا۔ اُس کے آتے ہی مجلس کا باضابطہ
افتتاح شاہی محل کے بڑے ایوان میں ہوا۔ یوسی بیوس نے اس موقع کی کیفیت خوب
لکھی ہے۔[1] جن لوگوں کو خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا وہ کرسی صدر کے چپ و راست ایک ایک ۲۱۸
صف میں اپنی اپنی جگہ پر مودب بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر میں سب پر انتظار کا سکوت چھا گیا۔ جب
شہنشاہ کی آمد کا وقت قریب آیا تو وہ لوگ جو مقربین خاص سے تھے آنے شروع ہوئے۔
یوسی بیوس لکھتا ہے کہ اس مجمع میں کوئی بت پرست سپاہی یا فوجی افسر ہتیار لگائے ہوئے

[1] "حیاتِ قسطنطین" ۳، ۱۰ ؛

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہ تھا۔ "صرف وہ محبان باصفا جمع تھے جو مسیح پر ایمان لا چکے تھے"+ جس وقت اشارہ ہوا کہ شہنشاہ آتا ہے تو تمام مجمع سرو قد کھڑا ہو گیا۔ قسطنطین ایوان میں داخل ہوا۔ لباس از ترپایا طلاکار و قیمتی جواہرات سے مرصع تھا۔ روشنی کی شعاعیں جواہرات پر لوٹتی تھیں۔ اور ہر جنبش پر نئی آب و تاب سے اپنی جھلک دکھلاتی تھیں۔ شہنشاہ حاضرین کی صفوں میں سے اسطرح گذرا جیسے خدا کا نورانی فرشتہ آسمان سے اتر کر انسانوں میں سے گذرے۔ یوسی بوس جس کو غالباً شاہی تقرب کی وجہ سے اِن باتوں میں بہت ہی دقیق نظر حاصل ہو گئی تھی لکھتا ہے کہ شہنشاہ اپنی ظاہری صورت ہی میں ایک نُور کا پتلا نہ معلوم ہوتا تھا بلکہ اُس کا باطن بھی دین کی غمخواری اور خدا ترسی سے حُسن و خوبی کا معدن بنا ہوا تھا۔ اور یہ کیفیت اُس کی نیچی نظروں، شرمسار چہرے کی سرخی اور رفتار کی متانت سے ثابت ہوتی تھی+ صفوں سے گذر کر شہ نشین پر آیا اور حاضرین کے سامنے منہ کر کے کچھ دیر کھڑا رہا۔ اتنے میں سونے کی ایک نیچی کرسی اُس کے لئے رکھی گئی۔ اور جب اسقفوں نے اشارہ کیا تو کرسی پر بیٹھ گیا۔ شہنشاہ کے بیٹھتے ہی کل حاضرین اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ اس میں شبہ نہیں کہ اس مجمع میں بہت سے پادری اور اسقف ایسے تھے جنھوں نے اس سے پہلے کبھی قسطنطین کی صورت نہیں دیکھی تھی اور وہ بانتہا شوق سے اُس شہنشاہ کو دیکھتے تھے جس نے اُن پر اور اُن کے کلیسا پر بے شمار احسان کئے تھے+ قسطنطین بھی آج اپنی اس تعظیم و تکریم کو دیکھ کر دل میں خوش ہوتا ہے اور خدا کا شکر بجا لاتا ہے۔ کسی قدر اُس کی طبیعت پر خوف بھی ہے کہ جن لوگوں میں اس وقت
219 بیٹھا ہوں یہ ہی اُس خدا کے بتانے اور ظاہر کرنے والے ہیں جس کی بندگی میں اُسنے قبول کی ہے۔ اگر یہ ہی مجمع بت پرستوں کے کاہنوں اور فال گیروں کا ہوتا تو نہ نظریں اسطرح نیچی ہوتیں اور نہ چہرے پر شرمساری کی سرخی دوڑی ہوتی اور نہ حرکات و سکنات سے نرمی و حلم کا اظہار ہوتا۔ بلکہ ایسی صورت میں جس وقت شہنشاہ صدر انجمن بنکر بیٹھتا تو بجز اس کے کچھ نہ سمجھتا کہ جس قدر مرشدان بُت پرستی حاضر ہیں اُن کا بڑا پیر میں ہی ہوں اور محض بندہ ہی نہیں ہوں بلکہ بندوں کا معبود بھی ہوں ۔ +

یوسی بیس لکھتا ہے کہ جب شہنشاہ کرسی پر بیٹھ لیا اور حاضرین نے اُس کی تشریف آوری پر اظہار فخر و مباہات کر لیا تو شہنشاہ اُٹھا اور اُس نے لاطینی زبان میں ایک مختصر سی تقریر کی جس کا ترجمہ یونانی زبان میں سب کو اُسی وقت سنا دیا گیا+ اس تقریر میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شہنشاہ نے بیان کیا کہ مجکو ایسی مجلس میں شریک ہونے سے نہایت مسرت ہے جو ایک ہی رشتہ خیال میں منسلک ہونے سے تن واحد کا حکم رکھتی ہے۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ کوئی بدخواہ آپ کے اِس اتحاد میں فرق پیدا نہ کرے۔ کیونکہ خدا کے کلیسا میں نفاق کا ہونا تیر و تلوار کی لڑائی سے بھی زیادہ خوفناک ہے۔ پھر نہایت چیدہ و موثر الفاظ میں اُس نے اتفاق رکھنے کی نصیحت کی اور حاضرین سے درخواست کی کہ "اے عزیز دوستو۔ اِس حیثیت سے کہ خدا کی باتیں سنانے والے لوگ ہو اور ہمارے خداوند پاک مسیح کی نجات کے وفادار بندے ہو۔ پس اسی وقت سے نفاق کی جس قدر باتیں ہوں اُن کو چھوڑ دو اور آئین دوستی کو پیش نظر رکھکر اِس مناظرے کی مشکلات کو حل کرو۔ سامعین پر اِس تقریر کا بہت اثر ہوا۔ اور اُس کے بعد جو کچھ شہنشاہ سے عملاً ظہور میں آیا اُس نے اِس اثر کو اور بھی دوبالا کر دیا۔ قسطنطین جس وقت نیقیہ میں وارد ہوا تھا تو بہت سی عرضیاں اُسکے
۲۲۰ سامنے پیش ہوئی تھیں۔ ان میں ایک اسقف نے دوسرے اسقف کو کہیں تو کسی بدعت سے متہم کیا تھا اور کہیں بغاوت اور لائی سی نیوس سے سازش رکھنے کا الزام دیا تھا۔ جو قسطنطین کا حریف مقابل تھا اور حال میں اُس کی قوت کا قطعی استیصال ہو گیا تھا۔ سقراطیس لکھتا ہے کہ اساقفہ میں زیادہ تر لوگ ایسے تھے جنھوں نے آپس میں ایک دوسرے کو کسی نہ کسی جرم کے ساتھ متہم کیا تھا۔ مگر قسطنطین نے کسی کی شکایت نہ سنی اور بھرے مجمع میں اپنی عبا کی جیب سے ایک مٹھا عرضیوں کا نکالا اور ایک انگیٹھی منگواکر اُس کو دہکتی آگ میں ڈال دیا۔ اور قسم کھا کر کہا کہ اِن میں سے ایک عرضی بھی نہ میں نے کھولی ہے اور نہ پڑھی ہے۔ اُس کے بعد کہا کہ "مسیح اِس بندۂ ناچیز کو جو خود امیدوار معافی ہے حکم دیتا ہے کہ جو بھائی غلطی پر ہو اُس کو معاف کرنا چاہیئے"۔ یہ ہدایت حقیقت میں نہایت شریفانہ تھی اور حاضرین کو اُس سے نصیحت پکڑنی چاہیئے تھی۔ یہ نصیحت اِسی صورت میں اچھی معلوم ہوتی تھی لیکن تھیوڈوریتوس نے اُس کو کسی قدر بڑھا کر بیان کیا ہے اور شہنشاہ کی زبان سے اِس خطرناک اصول کو ادا کیا ہے کہ اگر اساقفہ گناہ کے مرتکب کبھی ہوں تو اُن کے گناہوں کو چھپا دینا چاہیئے۔ تاکہ جن لوگوں کو اُن سے ارادت ہو وہ ندامت و ذلت سے بچے رہیں اور خطاکاری کی طرف مائل نہ ہوں۔ شہنشاہ کا قول تھا کہ اگر میں کسی اسقف کو کسی بری بات میں دیکھوں گا تو بھی اپنے کندھے سے چادر اتار کر اُس پر ڈال دوں گا تاکہ بُرے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

افعال کی شہرت سے جو برائیاں عوام میں پھیلتی ہیں وہ نہ پھیلنے پاویں +

غرض کہ مجلس نیقیہ کا افتتاح اِس طریقے پر ہوا جو اوپر بیان کیا گیا شہنشاہ نے اپنی تقریر سے خاص اپنی ذات کے متعلق اچھا اثر پیدا کیا۔ اور اپنے خیالات کے اظہار سے اپنی حوصلہ مندی اور کرم گستری کی بہتر سے بہتر مثال پیش کی۔ مگر افسوس ہے کہ بادشاہ کی نصیحت پر کوئی نہ چلا جونہی مجلس کی باضابطہ کارروائی شروع ہوئی مناظرے میں جوش و خروش کی وہ طغیانی ہوئی جیسے کہ کسی جھیل کا بند ٹوٹ کر سیلاب آتا ہو۔ یوسی بیوس لکھتا ہے کہ جب تک بحث جاری رہتی تھی شہنشاہ برابر مجلس میں حاضر رہ کر فریقین کی گفتگو کو بغور سنتا تھا اور جہاں تک ممکن ہوتا تھا اگر بحث میں ذرا سا پہلو بھی مل جاتا تھا تو مصالحت کی طرف سب کو لانے کی کوشش کرتا تھا + افسوس ہے کہ اِس مجلس کی جس قدر کیفیتیں دستیاب ہوتی ہیں وہ ناتمام ہیں۔ یہاں تک کہ یہ بھی کہیں صاف بیان نہیں ہے کہ صدر انجمن ٢٢١
کون کون لوگ ہوئے تھے شہنشاہ کی صدارت محض اعزازی تھی۔ اصلی صدر غالباً پوپ سِلوِسِٹر کے معتمدین تھے۔ یعنی ایک ہوسیوس قرطبی اور دو پریسبیٹر یعنے ویٹو اور وِنسنٹیوس۔ صدر انجمن کے معاملے ہیں کہ فی الحقیقت کون لوگ اس عہدے پر ممتاز ہوئے ایک علٰحدہ بحث ہوئی ہے جس کا لکھنا ہم یہاں ضروری نہیں سمجھتے۔

جس مسئلے پر مناظرہ قائم ہوا تھا اُس کے متعلق مجلس کا عام خیال جلد ظاہر ہو گیا + اریوس نے جس کو مجلس نے ملزم کی حیثیت دے رکھی تھی کہ گویا اُس کو اپنی صفائی کا ثبوت دینا ہے اپنے دعوے کو نہایت صاف اور روشن الفاظ میں بیان کیا + اگر چاہتا تو وہ بھی فلسفۂ الٰہیات کے دَل بادل میں اپنے عقیدے کو اس طرح لپیٹ کر بیان کرتا کہ اُس کا سمجھنا سب کو دشوار ہو جاتا۔ مگر اُس نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ ایک خلاصہ اپنے عقائد کا پہلے سے تیار کر لایا اور اس طرح بہت اطمینان سے اصلی مسئلہ اور اُس سے جو فروعی مسائل پیدا ہوئے ان سب کی تائید کے لئے مستعد ہو گیا + مجلس میں فوراً فریق قائم ہو گئے۔ ایک فریق وہ تھا جو بالکل اریوسی عقیدے کا پیرو تھا۔ یہ جس قدر تعداد میں کم تھا اُسی قدر قوت میں زیادہ تھا۔ دوسرا فرقہ مطلقاً ثالوثی تھا جس کی سرگروہی کا حق نوجوان اتھاناشیوس بڑی لیاقت سے ادا کر رہا تھا۔ جس قدر زمانہ گذرتا گیا اس کام میں اُس کی شہرت کو ترقی ہوتی گئی۔ تیسرا فریق ان دونوں فریقین

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

کے بین بین تھا۔ اس کا سرگروہ یوسی بیوس اسقف نیکومیدیا تھا جس کو نہ صرف دیرینہ تعلقات کے خیال سے بلکہ عقلاً و معناً اریوس سے بہ نسبت اَتھاناشیوس کے زیادہ ہمدردی تھی ۔ گو اُس پر یہ بات بخوبی ظاہر تھی کہ مجلس میں اریوس کے مخالف کثرت سے ہیں اور یہ امر بھی یقینی ہے کہ اُس کے عقیدے کی بہت جلد تکفیر کر دی جائیگی۔ مگر یوسی بیوس نیکومیدی کے فریق کا خیال ضرور تھا جیسا کہ اب تک اس مسئلے پر بحث کرنے والوں کا خیال ہے کہ یہ مقدمہ وہ ہے کہ اگر ایک مرتبہ عقل کی عدالت سے اُس کا فیصلہ ہو گیا تو
پھر ایمان کے دربار میں اُس کا اپیل دائر نہیں ہو سکتا جو لوگ اس معاملے میں عقل ۲۲۲
سے انصاف کے طلبگار ہوتے تھے اُن سے پھر یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ قائل و معقول ہونے کی حالت میں بگڑ کر اپنا دعوے اُٹھا لیں اور عقل کو معزول قرار دیکر اُس کے فیصلے کو تسلیم نہ کریں ۔ یوسی بیوس اسقف نیکومیدیا کو اُس کے دشمنوں نے بدنفس خودغرض اور طالب دنیا تصور کیا۔ لیکن ہمارے نزدیک وہ ایسا آدمی نہ تھا۔ بلکہ وہ ہمیشہ افسوس کرتا رہا کہ اریوسی مسئلہ پیدا ہی کیوں ہوا۔ کیونکہ اُس کو شروع ہی سے یقین تھا کہ یہ بحث کلیسا میں نفاق پیدا کر کے اُس کے دو ٹکڑے کر دے گی۔ وہ ہرگز اس بات کو پسند نہ کرتا تھا کہ بنوّت مسیح کی اصلی فطرت کی کوئی منطقی تعریف قائم کر کے اُس کو اس درجہ وقعت دی جائے کہ محض اُس کے ماننے پر نجات کا حصر ہو اور اُس تعریف کو عقیدہ مذہب کا اصلی جزو قرار دیا جاوے۔ بلکہ اس بحث کو ہر شخص کی سمجھ یا ایمان پر چھوڑ دینا چاہیئے کہ جسطرح چاہے اُس کو سمجھے اور مانے۔ لیکن جب یہ مشکل مسئلہ ایک مرتبہ معرض بحث میں آ گیا تو پھر اُس نے اریوس کا ساتھ دینا مقتضائے ایمان سمجھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس بات پر بھی غور کیا کہ مسیح کے پیراہن سالم کے پرزے اُڑانا ایسا سخت گناہ ہے جس سے بچنا بھی ضروریات سے ہے ۔ پس یوسی بیوس کی دلی خواہش تھی کہ فریقین میں مصالحت ہو جاوے اریوس اُس کا پرانا ملنے والا تھا۔ اور قسطنطین جو یوسی بیوس کا سرپرست تھا چاہتا تھا کہ عیسائیوں میں اتفاق رہے۔ یوسی بیوس کو اس معاملے میں اپنا مسلک اختیار کرنے میں اریوس کی دوستی کے ساتھ شہنشاہ کی مرضی کا خیال رکھنا بھی ضروری تھا گو یہ نہیں معلوم کہ یہ ضرورت کس درجہ اور قوت کی تھی ؛

مجلس کے بعض جلسوں میں بڑا طوفان بے تمیزی اُٹھا ۔ اَتھاناشیوس لکھتا ہے

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ جب ایریوس کی مصنفہ نظم "نشاط" (تھالیا) کے اشعار پادریوں نے سنے تو ہر طرف سے لعنت و تکفیر کی بوچھار ہونے لگی۔ بہت لوگوں نے آنکھیں بند کر کے کانوں میں انگلیاں دے لیں کہ ایسے کفر کے کلمے نہ سنائی دیں۔ قصہ مشہور ہے کہ اس موقع پر مایرا کے اسقف سنٹ نکولس کو ایسا غصہ آیا کہ اُس نے ۲۲۳ ایریوس کے منہ پر زور سے ایک طمانچہ اس لئے مارا کہ ایسی بے دینی کی باتیں کیوں زبان سے نکالیں۔ تھیوڈوریٹوس لکھتا ہے کہ ایریوسیوں نے ایک خلاصہ مذہب یا متفقہ عقیدے کا مسودہ تیار کیا جس کو اختیار کرنے پر وہ سب آمادہ تھے لیکن جب وہ مسودہ مجلس کے سامنے پڑھا گیا تو فریق مخالف نے اُس کو بالکل بے اصل و باطل سمجھا۔ اور جس کاغذ پر وہ لکھا تھا اُس کو وہیں پھاڑ کر پرزے پرزے کر دیا + اس کے بعد البتہ ایک قابل تعریف کارروائی یہ ہوئی کہ مسئلہ بنوت مسیح پر بالکل شروع سے بحث کی گئی۔ اور مشکل اول یہ پیش ہوئی کہ بیٹا خدا سے ہے۔ ثالوثیوں نے کہا۔ "ہم نے مانا۔" ایریوسیوں نے بھی کہا کہ "ہم نے مانا۔" انجیل کی اِس سند پر کہ "خدا سے ہے مگر ایک۔ وہی باپ ہے جس سے سب چیزیں ہیں" اتنا کہکر ایریوسی خاموش ہو گئے۔ اب ثالوثیوں کی طرف سے سوال ہوا "کیا تم اتفاق کرتے ہو کہ بیٹا باپ کی اصلی قوت و شبیہ ہے۔ اُس سے علیحدہ نہیں ہے اور ناقابل تغیر ہے؟" ایریوسیوں نے کچھ دیر آپس میں گفتگو کرنے کے بعد جواب دیا "ہاں ہم کو اس سے بھی اتفاق ہے کیونکہ انجیل میں آیا ہے کہ "انسان خدا کا جلال اور اُس کی شبیہ ہے" "کیونکہ ہم جو زندہ ہیں مسیح کی خاطر موت کے حوالے ہوتے ہیں +" یہ جواب سنکر ثالوثیوں نے پھر سوال کیا کہ کیا تم تسلیم کرتے ہو کہ "بیٹا اصلی خدا ہے۔" اِس پر ایریوسیوں نے جواب دیا "ہاں وہ اصلی خدا ہے بشرطیکہ وہ ایسا مصنوع ہوا ہو" + اثاناشیوس لکھتا ہے کہ جو وقت یہ عجیب و غریب سوالات ہو رہے تھے تو میں دیکھتا تھا کہ "ایریوسی آپس میں سرگوشیاں اور ایک دوسرے کی طرف آنکھوں سے اشارے کرتے تھے" + ہمکو افسوس ہے کہ اِن حالات کے متعلق کسی ایسے شخص کی تحریر دستیاب نہیں ہوتی جو طرفداری کے عیب سے پاک ہو۔ اثاناشیوس نے ایک خط افریقہ کے اسقفوں کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

۲۲۴ لکھا تھا۔ اِس تحریر میں ایریوسیوں کا ذکر جس قدر وحشیانہ سخت کلامی سے کیا ہے اُس سے قیاس ہوتا ہے کہ مجلس کے جس قدر حالات اُس کے قلم سے نکلے ہیں وہ یقین کرنیکے قابل نہیں ہیں۔ بخیال خود ایریوسیوں کے مکروفریب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "وہ خود نجاست میں آلودہ ہیں اِس لئے اُن کی دلائل بھی نجس ہیں"۔ اِس میں شبہ نہیں کہ اِس مناظرے کے ابتدائی زمانے میں جس قدر دریدہ دہنی و زشت گوئی نظر سے گذرتی ہے وہ زیادہ تر تالوثیوں کی جانب سے پائی جاتی ہے۔

مناظرہ خوب زور و شور سے چل رہا تھا کہ اتفاق سے کسی نے ہوموا وسیون کا لفظ استعمال کیا۔ (یہ لفظ دو یونانی لفظوں سے مرکب تھا۔ ایک ہومو جس کے معنی ہیں "ایک ہی" اور دوسرا اوسیا جس سے مراد "جوہر" یا "اصل مادہ" ہے) کہا جاتا ہے کہ یہ عجیب لفظ سب سے پہلے یوسی بیوس اسقف نیکومیڈیا کی زبان سے نکلا تھا۔ اور حیرت یہ ہے کہ فریق مخالف کا وہ بہت جلد تکیہ کلام ہوگیا۔ یوسی بیوس نے اِس لفظ کو اِس غرض سے استعمال کیا تھا کہ تالوثیوں کے خلاف جو دلیل رکھتا تھا اُس میں ادائے مطلب کے لئے یہ لفظ ایسا مختصر اور پُرمعنی تھا کہ اُس کے استعمال سے تقریر کی بندش چُست ہو جاتی تھی۔ تالوثیوں کے خلاف جو دلیل تھی وہ یہ تھی کہ اگر تالوثی بیٹے کو اصلی خدا مانتے ہیں تو اُس کے معنی یہ ہوئے کہ انھوں نے بیٹے کو اسی جوہر سے مان لیا جس جوہر سے باپ ہے۔ اِس پورے خیال کو محض ایک لفظ ہوموا وسیون ادا کر دیتا تھا۔ اور اِسی اختصار کی غرض سے یوسی بیوس نے اُس کو استعمال کیا تھا۔ فریق مقابل نے جب اِس لفظ کو سنا تو فوراً انھوں نے اُس کو اختیار کر لیا کیونکہ اِس ایک لفظ سے اُن کا پورا عقیدہ بیان میں آجاتا تھا۔ اور اُن اعتراضات کے ادا کرنے میں بھی مدد ملتی تھی جو وہ ایریوسیوں کے خلاف لاتے تھے۔ لیکن بیشتر اس سے کہ اِس لفظ پر بڑی بڑی معرکہ آرائیاں ہوں اُس فریق نے جو بحث میں اعتدال کو مدنظر رکھنا چاہتا تھا ایک نئی صورت مصالحت کی پیش کی۔ یعنی یوسی بیوس قیساروی نے ایک عقیدۂ متفقہ (کریڈ) جو اُس کے علاقے کے عیسائیوں میں مروج تھا۔ سب کو پڑھ کر سنایا۔ قسطنطین نے بھی اس عقیدے کو غور سے پڑھا اور پڑھ کر پسند کیا اور غالباً یہ لفظ کہے کہ جس طرح میں نے اُس کو

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پسند کیا ہے اُسی طرح مجلس کے جملہ فریق بھی اُس کو پسند کریں گے + یہ عقیدہ متفقہ حسب ذیل تھا :-

۲۲۵ "میں ایمان لاتا ہوں ایک خدا پر جو باپ اور مالک سب چیزوں کا ہے اور پیدا کرنے والا ہے تمام چیزوں کا جو نظر آتی ہیں اور جو نظر نہیں آتیں۔ اور ایمان رکھتا ہوں ایک یسوع مسیح پر جو کلمہ ہے خدا کا۔ خدا ہے خدا کا۔ نور ہے نور کا۔ اور زندگی ہے زندگی کی۔ وہ خدا کا پسر وحید ہے اور پہلے پیدا ہوا ہے ہر ایک مخلوق سے۔ پیدا ہوا ہے باپ سے تمام عالموں کے پیدا ہونے سے پہلے اور تمام چیزیں بھی اُسی نے بنائی ہیں۔ وہ مجسم کیا گیا ہماری نجات کے لئے اور زندہ رہا آدمیوں میں اور صلیب پر چڑھایا گیا اور پھر اٹھا تیسرے دن اور چڑھ گیا آسمان پر باپ کے پاس اور وہ آئیگا جلال کے ساتھ زندوں اور مُردوں میں عدل کرنیکے لئے۔ اور میں ایمان رکھتا ہوں روح القدس پر"+

اس واقعے کے کچھ عرصے کے بعد یوسی بیوس قیساروی نے اپنے کلیسا کے لوگوں کو لکھا کہ۔

"جب ہمارا عقیدہ پڑھا گیا تو کسی کو اُس سے انکار کرنے کی گنجائش نظر نہیں آئی۔ ہمارے نیک نہاد شہنشاہ نے سب سے پہلے اس امر کی تصدیق کی کہ اُسمیں ملت جاثلیقیہ کے تقریباً کل عقائد موجود ہیں۔ شہنشاہ نے اقرار کیا کہ یہ ہی عقائد اُس کے بھی ہیں۔ اور حاضرین کو نصیحت کی کہ ہمارے متفقہ عقیدے سے وہ بھی اتفاق کریں اور اُس کے کل مضمون کو محض ایک جملے کے اضافے سے کہ "خدا اور مسیح ایک ہی جوہر ہیں" تسلیم کرلیں"+

حقیقت میں یوسی بیوس قیساروی کا خلاصۂ مذہب یا متفقہ عقیدہ ایسا تھا جس میں کسی کو اعتراض کا موقع نہ تھا۔ اور ایریوس اور اسکندروس دونوں اُسکو بخلوص نیت و ایمان قبول کرسکتے تھے مگر وہ اصلی مسئلہ جس کے لیے مجلس قائم ہوئی تھی بغیر تصفیے کے رہا جاتا تھا + علاوہ بریں یہ خلاصۂ مذہب ایسا نہ تھا جو قطعی طور پر جامع و مانع ہو۔ اُس میں طرح طرح کی بدعتیں پیدا ہونے کی گنجائش نکلتی تھی پس اثاناسیوس نے اصرار کیا کہ اُس میں چند الفاظ ایسے اور بڑھنے چاہئیں جن سے باپ اور بیٹے کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

تعلق اور ان دونوں کی فطرت اور جوہر کی تعریف اس طرح ہو کہ بیٹے کی شان اور الوہیت بے کم و کاست قائم رہے۔ پس انھوں نے بیٹے کی نسبت یہ جملہ کہ ”مولود ہوا نہ کہ مصنوع“ بطور معارضے کے اور بڑھانا چاہا تاکہ ایریوسیوں کے اس اعتقاد کی کہ بیٹا مخلوق و حادث ہے نفی ہو جاوے۔ غرض اس طرح ہوموا وسیون کے لفظ کو جو پہلے مخالف کی زبان سے نکلا تھا اثانوثیوں نے خاص اپنی اصطلاح بنا لیا۔ یہ لفظ وہ ہے جس سے مجلس نیقیہ کی شہرت نہ صرف ایمان رکھنے والوں میں ہوئی بلکہ جو لوگ اہل شک تھے اُن میں بھی یہ مجلس مشہور و معروف ہو گئی۔ ۲۲۶

ڈین اسٹینلی اپنی کتاب ”کلیسائے مشرق کی تاریخ“ میں خوب لکھتا ہے[1] کہ ”یہ لفظ اُن حیرت انگیز الفاظ میں سے ہے جو فلسفہ اور دینیات کے میدان میں جھگڑے سے پہنچ گئے۔ اور پھر انسان کی طبیعت پر اُن کا ایک قابو حاصل ہو گیا“۔ لفظ ہوموا وسیون کی تاریخی سرگذشت جو زیادہ پرانی نہیں ہے عجیب ہے۔ کبھی اُس نے آرتھوڈکس (صحیح ایمان رکھنے والوں) کا ساتھ دیا اور کبھی اہل بدعت کا۔ مگر اس پر تعجب کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس لفظ کا ایک جزو یعنی ”اوسیا“ کے معنی بہت مشتبہ ہیں اور فلاسفہ نے اُس کو اکثر نہایت مبہم معنوں میں استعمال کیا ہے“۔

ڈین اسٹینلی لکھتا ہے کہ ”اس لفظ کو پہلی مرتبہ بہت واضح صورت میں ایری نیوس نے والن تنوس کے عقائد کو بیان کرنے میں استعمال کیا تھا پھر پانیوفیسیوس اور تھیوگ نوستس اسکندرانی کی تحریروں میں اُس کے معنی کچھ مدت کے لیے جاثلیقی مذہب کے مطابق سمجھے گئے۔ پھر اُس کے مفہوم کا کسی قدر تعلق مذہب مانویہ کی تعلیم سے سمجھا گیا۔ پھر جب وقت انطاکیہ میں ایک مذہبی کونسل پولوس ساموساتی کے خلاف قائم ہوئی تو جاثلیقی اور غیر جاثلیقی میں تمیز اسی لفظ کے استعمال سے کی جاتی تھی۔ پھر اسی کونسل نے اس لفظ کے استعمال کو سابلی مذہب سے منسوب کر دیا“۔

پس ظاہر ہے کہ یہ لفظ ایسا نہ تھا جس کو سُنتے ہی اُس پر اعتقاد قائم کر لیا جاتا۔ گذشتہ زمانے میں اس لفظ کو ایسے اجنبی ادیان و عقائد سے تعلق رہا تھا کہ اب

---

[1] خطبہ ۳۴۔

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُس کے استعمال پر ایریوسیوں کا یہ اعتراض کچھ بے جا نہ تھا کہ ثالوثی فرقہ یونانی فلسفہ
کی عجیب و غریب باریکیوں کو مذہب میں داخل کر رہا ہے اور ایک سیدھے سادے ۲۲۷
دین اور مسیح اور اُس کے رسولوں کے پاک و صاف کلام میں اغیار کے خیالات
وعقائد جاری کرتا ہے۔ اتھاناشیوس اِس کا جواب یہ دیتا تھا کہ ایریوسی خود یہی کر رہے
ہیں۔ اور وہ سامنے آکر بتائیں کہ ایریوس نے جو جملے اور اصطلاحیں استعمال کی ہیں
اُن کا وجود انجیلوں میں کہاں ہے۔ ہمارے خیال میں آج کل کے علمائے مذہب عیسوی
نے بہت وثوق کے ساتھ اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ عیسائی مذہب میں یونانی فلسفہ
کا داخل کرنا ضروریات سے تھا؛

کینن برائٹ لکھتا ہے کہ[1] "کلیسا کو اب کھلے میدان میں قدم رکھنا پڑا تھا۔ اِس وقت
نوسٹک۔ فلاسفی یعنی فلسفۂ ادریت کا دور دورہ تھا جس کا اعتقاد تھا کہ جملہ مخلوق جو نظر آتی ہے یا
نظر نہیں آتی سب خدا کا ظہور ہے۔ اِس فلسفے کے حملوں سے بچنے کے لئے کلیسا کو مجبوری
تھی کہ دینیات کا ایک علم مدون کرے۔ بہت سے شہر ایسے تھے جو یونانی علوم کے لئے
مشہور و معروف تھے۔ اِن میں بڑے بڑے تعلیم یافتہ شائقین تحقیق رہتے تھے۔
کلیسا کو اِن لوگوں کے خیال سے ایک ایسا سرمایہ بہم پہنچانے کی ضرورت تھی جس سے
فلسفہ کے مقابلے میں دین کی حمایت ہو سکے۔ پس حکمائے سلف کے احسانات
کا علم کلیسا کو پہلے ہی سے ہو چلا تھا۔"

کینن برائٹ اسی سلسلے میں ایک اور مقام پر لکھتا ہے کہ یہ خیال
بچوں کی سی بات تھی کہ الٰہیات کو دینیات سے جدا رکھا جاوے۔ کوئی مذہب
جس کا عقیدہ خدا یا انسان سے تعلق رکھتا ہے اُس کا تعلق الٰہیات سے ضروری
ہے۔ اور ایریوسیوں کا یہ اعتراض کہ اُن کے مخالفوں نے فلسفے کی اصطلاحات اختیار
کر لی ہیں ایک مہمل اعتراض تھا۔ ایریوسی تحریک کا وجود ہی اس بات پر تھا کہ دلائل عقلیہ
سے کام لیا جاوے اور وہ ہمیشہ معقول و منطق سے کام لیتے رہے گویا حکمائے سلف
کے احسانات کے قائل تھے۔ پس ہوموا وسیون جیسی اصطلاح کو اختیار کرنا

[1] "دور آبائے یسوعین"۔ باب ۶ ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بالخصوص جبکہ اُس کی تعریف بہت احتیاط سے کردی گئی ہو مناظرے کی سہولت کیلئے ضروری تھا۔ ہوموا وسیون کا لفظ جس کا مفہوم تھا کہ کلمہ یا فرزند اُسی جوہر یا اصل ۲۲۸
سے ہے جس سے باپ ہے فی الحقیقت ابن اللہ کی الوہیت کو بلا کسی قسم کی کمی کے قائم رکھتا تھا۔ اور ابن اللہ وہ تھا جس نے نجات کا دروازہ بنی آدم پر کھولا تھا۔

اس متن پر حاشیہ چڑھانا علماء دینیات کا کام ہے لیکن اس امر حق کے ظاہر کرنے میں کہ ابن اللہ کے درجے میں کمی کرنے سے عیسوی مذہب کی قوت ترویج میں ضرور کمی ہو جاتی ہوگی عالم دینیات ہونے کی ضرورت نہیں۔ پس ہوموا وسیون کی اصطلاح کو ایک ایسی جماعت نے بہت جلد اختیار کرلیا جو ایک خلاصۂ مذہب یا عقیدۂ متفقہ تحریر کرنے کے لئے جمع ہوئی تھی۔ اور چاہتی تھی کہ یہ عقیدہ اراکین مجلس میں سے جو لوگ جاثلیق ہیں اُن کے خیال کے مطابق ہو۔ اور تعداد کے اعتبار سے بھی یہی لوگ مجلس میں کثرت رکھتے تھے۔ آخر کار مجلس نے ایک عقیدۂ متفقہ تیار کیا اور ہوسیوس قرطبی نے اُس کی تکمیل کی اطلاع دی۔ اور ہر موجے نیز نے اُس کو پہلی مرتبہ مجلس کے سامنے پڑھا۔ دوسری بار اُسقف قیساریہ (واقع گیا دوسیہ) نے اُس کو پڑھا۔ اُس کی عبارت حسب ذیل تھی :-

"ہم ایمان رکھتے ہیں ایک خدا پر جو باپ ہے اور مالک ہے سب کا بنانے والا ہے اُن چیزوں کا جو دیکھی جاتی ہیں اور اُن کا جو نہیں دیکھی جاتیں اور ایمان رکھتے ہیں خداوند یسوع مسیح خدا کے فرزند پر جو پیدا ہوا ہے باپ سے اکیلا مولود یعنی پیدا ہوا ہے جوہر سے جو باپ کا ہے۔ خدا ہے خدا کا۔ نور ہے نور کا۔ اصلی خدا ہے اصلی خدا کا۔ مولود ہے مصنوع نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اور باپ ایک جوہر سے ہیں۔ اُسی نے بنایا ہے تمام اشیاء کو جو آسمان پر ہیں یا زمین پر۔ جس نے ہم آدمیوں کے لئے اور ہماری نجات کے لئے نزول کیا آسمان سے اور وہ مجسم کیا گیا اور بنایا گیا انسان۔ صلیب پر چڑھایا گیا اور اُٹھا تیسرے دن اور چڑھ گیا آسمان پر اور وہ آئے گا پھر مُردوں اور زندوں کے درمیان عدل کے لئے۔ اور ایمان رکھتے ہیں ہم روح القدس پر۔"

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ عبارت اُس مشہور تحریر کی ہے جو اُس وقت سے آج تک عقیدۂ متفقۂ نیقیہ
۲۲۹ کے نام سے مشہور ہے۔ بعد کی صدیوں میں اُس پر اضافے بھی ہوتے رہے اور چند فقرے جو محض صراحت مضمون کے لئے تھے حذف بھی کر دئے گئے۔ لیکن ان تحریفوں نے اُس کے اصلی مطلب میں کچھ فرق پیدا نہیں کیا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہوموا وسیون یعنے باپ اور بیٹے کے ایک جوہر سے ہونے میں کسی قسم کا ردو بدل نہیں ہوا۔

اس خیال سے کہ مطلب بالکل واضح رہے اور کوئی باریک بین سے باریک بین بھی اس عبارت کے کسی لفظ کو اہل بدعت کے خیال سے مطابق نہ کر سکے چند فقرے جن سے ایریوسی عقیدے کی تردید ہوئی تھی اور اضافہ کئے گئے اور وہ یہ تھے:۔

"لیکن جو کہتے ہیں کہ ایک وقت ایسا تھا کہ وہ نہ تھا۔ اور کہتے ہیں کہ مولود ہونے سے پہلے وہ نہ تھا اور اُس کا وجود ایسی چیز سے ہوا جو پہلے نہ تھی۔ یا جو لوگ مانتے ہیں کہ "خدا کے فرزند کی ذات یا اُس کا جوہر خدا کی ذات اور جوہر سے جدا ہے" یا یہ کہ "وہ مصنوع تھا یا تابع تغیر و تبدل ہے" تو کلیسا ایسے تمام لوگوں کی تکفیر کرتا ہے"۔

یہ ہی وہ جامع و مانع حکم تھا جو ایریوسی عقیدے کی ہر ممکن صورت میں تکفیر کرتا تھا۔ اور اراکینِ مجلس نے بہت خوشی سے اِس حکم کو پسند کیا۔

اب یہ دیکھنا چاہئے کہ ایریوس اور اُس کے دوستوں اور بالخصوص یوسی بیوس قیساروی اور اُس کے فرقے کا کیا حال ہوا؟ عقیدے کی منظوری کے وقت سب کی نظریں یوسی بیوس کے فریق کی طرف لگی تھیں کہ آیا یہ فریق اِس عقیدے پر دستخط کرتا ہے یا اُن عقائد پر قائم رہتا ہے جن کی تکفیر ہو چکی ہے۔ اول اِس فریق نے بہت شد و مد کے ساتھ فتوۂ تکفیر کی مخالفت کی اور جو ہوموا وسیون (وحدت جوہریت) متفقہ عقیدے میں قائم کی گئی تھی اُس کو عقلی طور پر وہ نہ مان سکتے تھے۔ یوسی بیوس قیساروی نے فیصلۂ آخر کے لئے ایک دن کی مہلت مانگی۔ اور ایک دن گذرنے کے بعد اُس نے عقیدے پر دستخط کر دئے۔ اور قیساریہ میں اپنے لوگوں کو ایک خط میں معذرت کے طور پر لکھا کہ عقیدے پر میں نے دستخط اس لئے کر دئے کہ
۲۳۰ ایسا ہی مناسب تھا۔ جن معنی میں ہوموا وسیون کو اُس نے سمجھا تھا وہ بھی اِس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خط میں بیان کیا حقیقت یہ ہے کہ اُس نے کثرت رائے اور شہنشاہ کے حکم کے سامنے گردن
جھکا دی ۔ کیونکہ قسطنطین کو اصرار تھا کہ جس عقیدے پر بکثرت رائے اتفاق ہو گیا ہے اُسی کو
جاثلیقی مذہب کا عقیدہ مان لیا جاوے ۔ گو اِس سے پہلے وہ یوسی بیوس والے عقیدے کو
بھی جو شروع میں مجلس کو سنایا گیا تھا ماننے کو تیار ہو گیا تھا ۔ ہوموا وسیون کا عدم وجود اُسکے
نزدیک برابر تھا ۔ جو کچھ اُسکی غرض تھی وہ یہ تھی کہ تمام عیسائیوں میں اتفاق رہے اور اُس نے قطعی
ارادہ کر لیا تھا کہ جو کچھ بھی ہو عیسائیوں میں اتحاد قائم رکھا جائیگا ۔ کیونکہ منافقوں کو جلاوطن کرنے کی
دھمکی اُس نے پہلے ہی سے دینی شروع کر دی تھی ۔ خلاصہ یہ کہ یوسی بیوس قیساردی نے عقیدے
پر دستخط کر دئے ۔ یعنی یہ کہ کلیسا نے باجلاس کونسل جو کچھ حکم دیا تھا اُس کو اُس نے تسلیم کر لیا ۔
فلسطین اور شام کے اسقفوں نے بھی جو بحث کے وقت یوسی بیوس کی تائید کرتے تھے
یوسی بیوس کی طرح دستخط کر دئے ۔

لیکن یوسی بیوس اسقفِ نیکومیدیا اور تھیوگنس اسقفِ نیقیہ اور مارکوس
اسقفِ کیلسیدون نے مقابلے میں زیادہ جرأت اور ہمت سے کام لیا ۔ ایک بیان یہ ہے
کہ انھوں نے قسطنطیہ ہمشیرۂ شہنشاہ سے مشورہ کیا ۔ اور اِس شہزادی نے اُن کو سمجھایا کہ
دستخط کر دینے چاہئیں ۔ کیونکہ جب ایک بات کا فیصلہ کثرت رائے سے ہو گیا تو پھر اپنی
ذاتی رائے کا خیال نہ کرنا چاہئے ۔ کہیں اِس اختلاف کا نتیجہ یہ نہ ہو کہ شہنشاہ عیسائیوں کے
جھگڑوں سے بیزار ہو کر عیسائی مذہب ترک کر دے ۔ دوسرا بیان یہ ہے کہ قسطنطیہ نے صلاح
دی کہ ہوموا وسیون میں ایک حرف آئی کا اور بڑھا کر اُس کو ہوموآئی اوسیون کر دو ۔
پھر عقیدۂ نیقیہ کو تسلیم کر لینے میں تمہارے ایمان میں ذرا فرق نہ آئیگا ۔ یعنی یہ کہ اگر تم یہ
نہیں مان سکتے کہ باپ اور بیٹے کا جوہر ایک ہی ہے یعنی ہوموا وسیون سے انکار
کرتے ہو تو اتنا تو مان سکتے ہو کہ بیٹے کا جوہر باپ کی مثل تھا یعنی ہوموآئی اوسیون ۔ اگر
ایسا مان سکتے ہو تو پھر ایک حرف کے اضافے سے کام نکل آتا ہے ۔ مگر ہمارے نزدیک ۲۳۱
یہ قصہ بالکل گڑھت ہے اور یہ ایجاد بھی اُس وقت ہوا ہے جبکہ یوسی بیوس نیکومیدی
پر لعنت وملامت کی بھرمار شروع ہو گئی تھی ۔ مختصر یہ کہ یوسی بیوس نیکومیدی اور اُسکے
دوستوں نے بھی عقیدے پر دستخط کر دئے ۔ فریب سے یا دل میں کوئی بات رکھ کر
نہیں بلکہ اُن ہی وجوہ سے مجبور ہو کر جو یوسی بیوس قیساردی کو پیدا ہوئی تھیں انھوں نے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عقیدۂ متفقہ کو تسلیم کرلیا۔ اور چونکہ شہنشاہ کو اصرار تھا کہ مجلس کے فیصلے کو سب لوگ تسلیم
کریں اس لئے یہ لوگ بھی راضی ہو گئے لیکن ایریوسیوں کے خلاف جو تکفیر کا فتوے
دیا گیا تھا اُس پر دستخط کرنے سے انھوں نے قطعی انکار کیا۔ اس قصور میں انمیں
سے دو شخص یعنی یوسی بیوس اور تھیوگ نیز اپنے اپنے کلیسائی عہدوں سے برخاست
کئے گئے۔ اور اس کے ساتھ اُن کو جلاوطنی کا حکم بھی دیا گیا۔ لیکن یہ خبر کہ نجموۂ تکفیر
پر دستخط نہ کرنے سے یہ دونوں اسقف معزدل وجلاوطن کئے گئے مشتبہ ہے گو
بطور مثال کے یہاں اتنا ضرور بتا دینا چاہئے کہ جس وقت میلان کی تیسری کونسل میں
یوسی بیوس اسقف ورسیلی اور دائیونی سیوس اسقفِ میلان نے اتھاناشیوس
کی تکفیر پر اتفاق کرنے سے انکار کیا تو وہ ۳۵۵ء میں شہنشاہ والنس کے حکم سے
جلاوطن کئے گئے۔ غرضیکہ ایریوس اور اُس کے دو بڑے مددگار کلیسا سے خارج اور
جلاوطن کردئے گئے۔ اور اُن کی تصنیفات جن میں ایریوس کی نظم "تھالیہ" خصوصیت
کے ساتھ شامل تھی نہایت بے عزتی کے ساتھ سر بازار جلادی گئی۔

مجلس نیقیہ کے کُل کام ابھی ختم نہیں ہوئے تھے۔ چند امور اور بھی ایسے تھے
جن کا فیصلہ کرنا تھا۔ چنانچہ ایسٹر یعنی عید الفشر کے بارے میں یہ فیصلہ ہوا کہ تمام
کلیساؤں میں ایک ہی دن وہ منائی جاوے۔ اور یہودیوں کے سنین کی جگہ مسیحی سنین
مروج ہوں۔ اسکے بعد چند قوانین وضع کئے گئے جن کو قوانینِ نیقیہ کہتے ہیں۔ ان میں سے
بعض کی کیفیت لکھنی مناسب معلوم ہوتی ہے۔ بالخصوص پانچویں قانون کی جس کا
مضمون یہ تھا کہ کلیسا سے کسی شخص کو خارج کرنے کے متعلق جس قدر معاملات ہوں وہ
ہر ایک صوبے کی مذہبی کونسل میں جو سال میں دو مرتبہ ہوا کرے پیش کئے جاویں۔ چوتھا
قانون یہ تھا کہ کسی اسقف کی تکریس کے وقت تین اسقفوں سے کم موجود نہوں۔ پندرھویں ۲۳۲
قانون کے بموجب کسی اسقف یا پریس بیٹر یا ڈیکن کا ایک علاقے سے دوسرے
علاقے کو تبدیل کیا جانا قطعی ممنوع قرار پایا۔ ان میں سے بعض قوانین محض اس
وجہ سے دلچسپی رکھتے ہیں کہ اب وہ بہت پرانے ہو گئے ہیں۔ مثلاً بیسویں قانون
میں محکوم ہوا کہ اتوار کے دن اور ایسٹر (عید الفشر) سے لیکر پنتی کوسٹ (عید الخمسین)
کے درمیانی زمانے میں جس وقت گرجا میں عبادت ہوتی ہو تو کوئی گھٹنے ٹیک کر نہ جھکے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(عیدالخمسین اُس عید کو کہتے ہیں جو رسولان مسیح پر روح اترنے کی خوشی میں ہوا کرتی ہے)
اٹھارھویں قانون میں ڈیکن لوگوں کے غرور کی مذمت کی گئی تھی۔ سترھویں قانون میں قسیسوں اور اسقفوں کو سود خواری سے منع کیا گیا تھا۔ تیسرے قانون میں محکوم تھا کہ کلیسا کے کسی عہدہ دار کے گھر میں خواہ وہ کسی درجے کا ہو کوئی عورت بجز ماں بہن۔ خالہ یا پھوپی یا کسی اور عورت کے جس کے متعلق مطلق شبہ نہ ہو سکے موجود نہیں ہونی چاہئے۔ جس وقت اس قاعدے پر بحث ہو رہی تھی تو ایک اور مضمون پر بھی بہت زور شور سے تقریر ہوئی۔ کسی شخص نے تحریک کی کہ جملہ عہدہ داران کلیسا جن کی شادیاں ہو چکی ہیں اپنی بیویوں سے علٰحدہ رہیں۔ اس تحریک کی تائید بہت جوش و خروش کے ساتھ کی گئی۔ لیکن اس بحث میں فریق مخالف کا سرگروہ پفنوتیوس ہو گیا۔ چونکہ وہ خود ہمیشہ کے لئے "تجرد" اختیار کر چکا تھا اس لئے تاہل کی خوبیوں پر اُس کی پُر زور تقریر نے سب کے دل پر اثر کیا۔ پفنوتیوس نے اپنی آواز کو جو قدرتی طور پر تیز تھی اور بھی تیز کر کے کہا کہ "مرد کا جورو کر کے رہنا بہت عزت کے قابل چیز ہے اور وہ بستر جس پر میاں بی بی سوتے ہیں نجس نہیں ہے۔" غرض پفنوتیوس نے اس تقریر سے کثرت رائے اپنی طرف کر لی۔
آخر کار وہ وقت آیا کہ مجلس نیقیہ برخاست کی جاوے۔ لیکن اساقفہ کو رخصت کرنے سے
۲۳۳ پہلے شہنشاہ نے جشن بست سالہ کی خوشی میں اُن کو ایک بڑی ضیافت دی۔ یوسی بیس
اِس ضیافت کے ذکر میں لکھتا ہے کہ[1]

"یہ بڑی پر تکلف ضیافت تھی۔ ایک شخص بھی مجلس کا ایسا نہ تھا جو غیر حاضر ہوا ہو۔ شہنشاہ کی فوجِ خاصہ کے ساتھ فوجیں بھی برہنہ تلواریں عَلم کئے ہوئے محل کے دروازے پر صف بستہ تھیں۔ ان ہی تلواروں کی چھاؤں میں یہ خدا پرست بغیر کسی خوف کے محل کے اندر داخل ہوئے۔ یہاں کھانے کی میزیں چنی ہوئی تھیں اور میزوں کے قریب کوچیں پڑی تھیں۔ بادشاہ کے مصاحبین و مقربین کہیں کھانا کھا رہے تھے اور کہیں کوچوں پر آرام کرتے تھے۔"

ہر ایک مہمان کو اُس کے درجے کے مطابق تحائف دے گئے اور بعض کو خاص

[1] "حیات قسطنطین"۔ ۳، ۱۵۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

طور پر انعام واکرام ملے۔ ان میں سے ایک یفنوتیوس تھا۔ سقراطیس لکھتا ہے کہ
قسطنطین اِس پادری کو اکثر محل میں بلایا کرتا تھا۔ بُت پرستوں نے اُسکی ایک آنکھ
نکلوا ڈالی تھی اور ایک ٹانگ سے بھی اُسکو بیکار کر دیا تھا۔ اِس پادری کے ساتھ قسطنطین
کی ارادت کا یہ حال تھا کہ اُس کے حلقۂ چشم کو جس سے آنکھ نکل چکی تھی ہمیشہ بوسہ دیا کرتا تھا۔
فرقۂ نواشیان کے نامی پیرو اکے سیلوس کو بھی بادشاہ اکثر دربار میں بلواتا تھا۔ یہ پادری
اپنے عقائد میں بڑا پکا تھا۔ ذرا سا فرق بھی کسی بات میں گوارا نہ کرتا تھا۔ شہنشاہ کے سامنے ایکدن
بیان کرنے لگا۔ کہ کوئی آدمی جو اصطباغ لینے کے بعد گناہ کا مرتکب ہو پھر وہ اس لائق نہیں
رہتا کہ خدائی اسرار اُس پر افشا کئے جاویں۔ قسطنطین یہ سنکر ہنسا اور کہنے لگا کہ ”اے
اکے سیلوس بہتر ہو کہ آپ ایک سیڑھی لگا کر تنِ تنہا آسمان پر صعود فرما جائیں“۔

آخری جلسے میں شہنشاہ نے سب کو رخصت کرنے کے لئے ایک مختصر سی تقریر کی۔
اس کا مضمون بھی یہ ہی تھا کہ کلیسا میں اتحاد و یکجہتی کی بڑی ضرورت ہے۔ اساقفہ سے
درخواست کی کہ پچھلی شکایتوں کو بھول جائیں اور معاف کر دیں۔ اور آپس میں ہمیشہ دوستی
اور سلوک سے رہیں۔ ایک آدمی دوسرے آدمی کی خوبیوں کو رشک وحسد کی نگاہ سے
نہ دیکھے بلکہ سمجھے کہ ہر متنفس کی خوبیاں کل جماعت کے اوصاف مجموعی میں ایک اضافہ
ہوتی ہیں۔ فیصلہ ہر حال میں خدا پر چھوڑنا چاہیئے۔ آپس کی لڑائیوں سے دشمنوں کو موقع ملتا ۲۳۴
ہے کہ مذہب کی توہین کریں اور ناروا کلمے اُس کی شان میں زبان سے نکالیں۔ اگر
آپ ہی لوگ عمدہ مثال پیدا نہ کریں گے تو پھر اِس دنیا کو عیسائی دین میں کون شامل کرنے
آئیگا۔ اس کے بعد شہنشاہ نے بہت سی عقل کی باتیں بتائیں۔ اور کہا کہ یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ
کہ لوگ اِس لئے عیسائی ہو جاتے ہیں کہ اُن کو امرِ حق کے ساتھ فی الحقیقت کسی قسم کا
شغف ہوتا ہے۔ نہیں۔ اِن میں بعض تو اِس خیال سے عیسائی ہو جاتے ہیں کہ آئیں
اُن کو کچھ وصول ہو جائیگا۔ بعض کو بڑے بڑے عہدے ملنے کا لالچ ہوتا ہے۔ بعض
صیغۂ خیرات سے وظائف پلنے کے لئے اور بعض اس وجہ سے کہ اُن کا کوئی دوست
یا عزیز عیسائی ہو گیا ہے وہ بھی عیسائی ہو جاتے ہیں۔ لیکن سچے دین کے سچے عاشق
بہت کم ہیں۔ حق کا دوست کہیں شاذ و نادر ہوتا ہے۔ پس اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ
آپ لوگوں کو مثل طبیب کے ہونا چاہیئے کہ جیسا مرض دیکھا اُسی کے مطابق نسخہ لکھ دیا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آپ کو متعصب نہ بننا چاہئے۔ بلکہ جو بات موقع کے مناسب ہو وہ ہی دین کی ترقی کے لئے اختیار کرنی چاہئے شہنشاہ کی یہ نصیحتیں بہت قدر کے قابل تھیں بالخصوص ایسے لوگوں کے لئے جن کا سب سے بڑا گناہ مذہب میں سختی کرنا تھا نہ کہ نرمی اُن کے لئے اس سے بہتر ہدایتیں اور کیا ہو سکتی تھیں۔ ان نصیحتوں کو پڑھ کر ایک اور بات بھی خیال میں آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ کلیسا نے اپنا اثر تو سلطنت پر ایک عرصے سے پہنچا ہی رکھا تھا مگر اس اثر کو نہ عقل سے بہرہ تھا نہ اعتدال و مصلحت بینی سے۔ اب وہ وقت آیا کہ سلطنت نے کلیسا پر اپنا اثر ڈالنا چاہا جو انجام بینی و دور اندیشی و عقل و اعتدال سب ہی خوبیوں کی راہ بتاتا تھا۔ اسکے بعد شہنشاہ نے اساقفہ سے یہ درخواست کرکے کہ اپنے اپنے گھر پہنچ کر اُسکے لئے دعائے خیر کرتے رہیں سب کو رخصت کیا۔ یوسی بیوس لکھتا ہے کہ سب لوگ نیقیہ سے خوش خوش رخصت ہوئے۔ ان کو اس وقت یقین تھا اور اس یقین پر سب خوش بھی تھے کہ کلیسا مدت کی نا اتفاقیوں کے بعد شہنشاہ کی موجودگی میں پھر ہمیشہ کے لئے متفق و متحد ہو گیا۔

قسطنطین کو بھی ایسا ہی یقین تھا۔ اور اس میں مطلق شبہ نہ کرتا تھا کہ اریوسی ۲۳۵ بدعت ہمیشہ کو ٹھنڈی ہو گئی۔ چنانچہ اُس نے اسکندریہ کے کلیسا کے نام خط لکھا اور اُسمیں ظاہر کیا کہ جس قدر امورِ دینی ایسے تھے جن میں اختلاف ہو گیا تھا وہ بخوبی بحث کے بعد طے کر دیئے گئے۔ اور اس طرح جو باتیں حسبِ قانون و ضابطہ طے ہو گئی ہیں اُن کا ماننا سب پر فرض ہے۔ اریوس کی نسبت ثابت ہو گیا کہ وہ بندۂ شیطان ہے۔ تین سو اسقفوں کا یہ ہی قول فیصل ہے۔ اور جس بات کو تین سو اسقفوں نے اپنی رائے میں درست سمجھا ہو تو ایسی رائے کو خدا کا ارشاد سمجھنا چاہئے جب اِن بزرگانِ ملت کے قلب میں روح القدس متمکن ہے تو ضرور اُس نے خدا کی مرضی سے اُن کو آگاہ کر دیا ہو گا۔ پس لازم ہے کہ جن لوگوں کو اریوس نے گمراہ کیا تھا وہ اب از خود مذہب قدسیۂ جاثلیقیہ کی طرف رجوع کریں قسطنطین نے ایک اور خط کلیساؤں کے نام جاری کیا اور اُن میں لکھا کہ ہر ایک مسئلہ متنازعہ فیہ پر بحث کی گئی حتّٰی کہ وہ طے کر دیا گیا اور ایسا فیصلہ سنایا گیا جس کو اُس ممتحن نے جو سب کا امتحان کرنے والا ہے منظور فرمایا اسی خط میں یہ بھی تحریر کیا کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

اب مذہبی معاملات میں اختلاف یا بحث کے لئے کوئی بات باقی نہیں ہے۔ اس
خط کا گو زیادہ تر مضمون یہ ہے کہ عید الفشح تمام گرجاؤں میں ایک ہی دن منائی جائے
مگر جس بات پر سب سے زیادہ زور دیا وہ یہ تھی کہ مذہب کے ضروری عقائد کی نسبت
قول فیصل سنا دیا گیا ہے اور اب اختلاف کی نہ ضرورت ہے اور نہ وہ ہونا چاہئے۔ غرضیکہ
مجلس نیقیہ بہت خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہوئی۔ تین سو اساقفہ نے یک زبان ہو کر اپنی بزرگ
اور مقدس مجلس کا فیصلہ سنا دیا اور صاف صاف بتا دیا کہ "کلیسا سے اب بدعت بالکل ۳۲۶
خارج ہوئی"[1] اریوس اور اُس کے ساتھ نیکومیدیا کا اسقف یوسی بیوس جلا وطن
کر دیا گیا۔ جاثلیقی مذہب کی فتح و نصرت اب ایک یقینی امر معلوم ہوتی تھی ؛

[1] سقراطیس ۔ ۱، ۹

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بارھواں باب ۲۳۷

کرسپوس پسر قسطنطین اور ملکہ فاسٹہ کا قتل

اِس سے پہلے باب میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ نیقیہ کی مجلس میں پادریوں کے مناظرے کے زمانے میں قسطنطین کس درجہ نرمی و اخلاق۔ تواضع و کرم کی مجسم تصویر بنا بیٹھا رہا۔ ایک قسطنطین تو یہ تھا اور ایک عبوس و بدباطن قسطنطین وہ ہے جس نے مجلس نیقیہ کے ایک ہی سال بعد یعنی ۳۲۶ء عیسوی میں قہر و غضب سے خیرہ چشم ہو کر اپنے بہادر فرزند رشید کرسپوس کو دارالحکومت روما میں قتل کرا دیا۔ مقابلہ کیجئے تو ان دونوں حالتوں کا فرق حیرت انگیز ہے اور وجہ اس دردناک واقعے کی ابتک پردۂ راز میں چھپی ہے حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ خاص شاہی خاندان کے لوگوں میں اس وقت رشک و حسد کی ہوا تیز چل رہی تھی۔ پس اگر کبھی اس راز سے پردہ اُٹھا تو قتل کی وجہ غالباً اِسی رشک و حسد کی داستان میں کہیں نہ کہیں نظر آجائیگی۔

اب ذرا قسطنطین کے خاندان والوں کو قریب سے دیکھنا چاہئے۔ خود شہنشاہ اِسوقت میانہ عمری کے بہترین حصے میں تھا یعنی عمر کا پچاسواں سال ختم کرنیکو تھا۔ بہت توانا و تندرست تھا۔ اُس کا سب سے بڑا لڑکا کرسپوس تھا جو اُس کی پہلی بیوی مینروینا کے بطن سے تھا۔ یہ نوجوان شہزادہ ایسا قابل و ہونہار تھا کہ باپ کے بعد سلطنت کی امیدیں اُسی سے وابستہ تھیں۔ اِس شہزادے کے کارنامے آپ کی نظر سے گذر چکے ہیں کہ کس طرح دریائے رائن کے کنارے بڑے بڑے معرکے سر کرکے جوانمردی کے جوہر دکھلائے تھے۔ اور حال میں لائی سی نیوس کے بڑے پرور دانیال میں کس طرح فتح حاصل کی تھی جس کی وجہ سے بیزنطیہ پر قبضہ کرنے میں سہولت ہوگئی۔ تمام رعایا اُس کو دل سے عزیز رکھتی تھی۔ اور جس طرح تین سو برس پہلے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تاہی بیریوس۔ اور وروسوس کی نسبت خیال کیا گیا تھا کہ تخت کا وارث اُن سے بہتر کوئی نہیں اسی طرح اس زمانے میں کرسپوس کو تخت شاہی کا سب سے محکم ستون خیال کیا جاتا تھا۔
لیکن اُس وقت جو تمام خیال تھا اگر وہ درست ہے تو سمجھنا چاہئے کہ اُس کی سوتیلی ماں ۲۳۸
یعنی ملکہ فاستہ اُس کی جانی دشمن تھی۔ وہ سمجھتی تھی کہ یہ سوتیلا لڑکا میرے بچوں کو ترقی کے زینے پر اونچا نہ اُٹھنے دیگا۔ خود اس درجہ لائق و کارگذار ہے کہ اُس کے جیتے جی میری اولاد کو فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ ملکہ فاستہ کا سب سے بڑا لڑکا جس کا نام باپ کے نام پر قسطنطین تھا ابھی بہت کم عمر تھا۔ پورے تیرہ برس کا بھی نہ تھا۔ دوسرا لڑکا قسطنطیوس سنہ ۳۱۹ عیسوی میں پیدا ہوا تھا۔ تیسرا لڑکا قسطنس دوسرے لڑکے سے ایک سال چھوٹا تھا۔ تینوں لڑکیاں یا تو اس وقت بالکل ہی بچے ہونگی یا ابھی پیدا ہی نہیں ہوئی ہوں گی۔ تینوں لڑکے جوں جوں جوان ہوتے گئے کرسپوس کے مقابلے میں ملکہ فاستہ کی پشت گرمی سے اُن کے دعوے بڑھتے گئے۔ اس کی وجہ خاص یہ بھی تھی کہ قسطنطین میں وہ نیکیاں موجود تھیں جو ایک مرد صالح میں ہوتی ہیں اور جو روما کے شہنشاہوں میں شاذ و نادر ہی نظر آتی تھیں۔ زمانۂ شہزادگی میں دربار کے ایک شاعر نے تعریف میں کہا تھا کہ دورِ آخر کے کرشموں سے ایک کرشمہ یہ شہزادہ بھی ہے جس نے آج تک کوئی بُرا فعل نہیں کیا۔ ابتدائے شباب ہی سے اہل و عیال کے ساتھ زندگی بسر کرنیکا شوق رہا اور اپنے باپ قسطنطیوس کی طرح جلد عقد کر کے بچوں کا باپ بننا پسند کیا[1]۔ ایک دوسرا درباری شاعر تعریف میں کہتا ہے کہ جس وقت لڑکپن ختم ہوا ہمارا شہزادہ قوانین تاہل کا پابند ہو گیا۔ یوسی بیوس نے بھی قسطنطین کی تعریفیں شوہر اور باپ ہونیکی حیثیت سے جا بجا لکھی ہیں۔ ان تعریفوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قسطنطین ایسی طبیعت کا آدمی تھا جس پر ایک پختہ اور مضبوط خیال عورت جس نے سوتیلے لڑکے کو باپ کی نظروں سے گرا دینے کا قصد کر لیا ہو بہت آسانی سے قابو پا سکتی تھی۔

فاستہ کے ماسوا خاندان شاہی کی ایک اور بڑی بوڑھی واجب التعظیم خاتون تھی جس کا اثر شہنشاہ کی طبیعت پر بہت تھا۔ یہ قسطنطین کی ماں ملکہ ہیلانہ تھی

[1] قدیم قصائد - ۶، ۲ و ۴ -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

۲۳۹ جس کی عمر اس وقت تقریباً اسّی برس کی تھی۔ لیکن وہ خوب توانا تھی اور ایسی ہمت والی
تھی کہ اس عمر میں یروشلم کے دُور و دشوار سفر کا تکان برداشت کرلیا۔ یوسی بیوس
لکھتا ہے کہ قسطنطین اپنی ماں کا بہت ادب کرتا تھا اور اُس کی بات کو مانتا تھا۔ جس قدر
اعزاز و مراتب شہنشاہ کے تھے اُتنے ہی شہنشاہ کی ماں کے تھے۔ ماں کے نام کا سکہ طلائی
جاری کرایا جس پر اُس کی تصویر کے ساتھ لکھا تھا "فلاویہ۔ ہیلانہ اگسطہ"۔ اِس بڑھیا ملکہ
نے دولت بہت جمع کرلی تھی۔ مگر اس کا ثبوت نہیں ملتا کہ معاملاتِ سلطنت میں بھی
اُس کو دخل تھا یا نہیں۔ یوسی بیوس لکھتا ہے کہ بیٹے کے کہنے سے اُس نے
عیسائی مذہب قبول کیا تھا۔ بہرکیف اِس یقین کے لئے ضرور وجہ موجود ہے کہ
ہیلانہ ایک بڑی دانا اور حوصلہ مند عورت تھی اور دربار پر اُس کا بڑا اثر تھا؎

بیوی اور ماں کے علاوہ با اثر بیگماتِ شاہی میں قسطنطین کی علاتی بہن قسطنطیہ
بھی تھی جو قیصر لائی سی نیوس کی بیوہ تھی۔ جب خاوند کو شکست ہوئی تو بھائی سے اُس کی
سفارش کی قسطنطین نے اُس وقت تو بہن کے کہنے سے لائی سی نیوس کو معاف
کرنے اور جان کی سلامتی دینے کا وعدہ کرلیا مگر اس وعدے پر قائم نہ رہا۔ اِس کے کچھ
زمانے بعد قسطنطیہ نے ایریوس اور یوسی بیوس نیکومیدی کے مقدمے میں سفارش
کی۔ اِس مقدمے میں اور اتھانا شیوس کو جلاوطن کرنے کے معاملے میں جو کچھ اس
شہزادی نے اپنا اثر پہنچایا وہ حقیقت میں اُس کی پوری لیاقت کا ثبوت دیتا ہے۔ یہ
بڑی بڑی بیگمات شاہی تاریخ کے اسٹیج پر پرچھائیاں سی معلوم ہوتی ہیں یا دھندلی دھندلی
صورتیں ادھر سے ادھر پھرتی چلتی نظر آتی ہیں مگر نہ اُن کے چہروں کا نقشہ صاف صاف
دکھائی دیتا ہے اور نہ قامت و جثہ۔ مگر جو کام وہ کرگئیں وہ البتہ اُن خوفناک اور پُردرد
واقعات سے ظاہر ہیں جن کو اب ہم بیان کرنا شروع کرتے ہیں؎

۳۲۶ء میں جشن بست سالہ کی تقریب سے قسطنطین روما میں آیا۔
شہنشاہ دائیوکلیشن نے بھی اپنے وقت میں یہ جشن روما ہی میں کیا تھا۔ اور یہی
۲۴۰ موقع تھا کہ پہلی مرتبہ اُس نے روما میں قدم رکھا تھا۔ مگر جس قدر جلد ممکن ہوا جشن کرکے

؎ "حیات قسطنطین" ۳ - ص ۴۷ -

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس شہر سے رخصت ہوا۔ کیونکہ یہ سفر اُس نے اِس مصمم قصد کے ساتھ اختیار کیا تھا کہ روما میں جشن ختم کرتے ہی نکومیدیا پہنچ کر سلطنت سے دست بردار ہو جائے گا۔ مگر قسطنطین کے دل میں ایسا کوئی ارادہ نہ تھا۔ جشن کا موقع بہت خوشی کا تھا۔ مگر قسطنطین کی طبیعت افسردہ و بے لطف تھی۔ روما میں وارد ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ ایک پرانے وقتوں کی رسم کا موقع آیا جس کو "جلوس سوارہ" کہتے تھے۔ اس میں ایسے رئیس جن کو نائٹ کا رتبہ ہوتا تھا گھوڑوں پر سوار ہو کر جلوس میں نکلتے تھے اور کپیٹی تول کی پہاڑی پر جا کر جوپیٹر کے مندر پر بانی ہوئی منتیں بڑھاتے تھے۔ یہ ایک مذہبی رسم تھی جو ہر سال طبقات سوارہ کی فہرستوں کی نظرثانی کے ساتھ ساتھ ادا کی جاتی تھی۔ قسطنطین نے اس رسم کی کچھ پرواہ نہ کی اور جلوس کے دیکھنے کو محل سے باہر نہ نکلا۔ جلوس جس وقت نکل رہا تھا بازاروں میں دو چار جگہ لڑائی ہو گئی۔ لڑائی کی وجہ بظاہر قسطنطین کی عدم موجودگی بیان ہوئی ہے۔ مگر اس میں ذرا شبہ نہیں کہ چند مفسدوں نے اس لڑائی کا پہلے ہی سے قصد کر لیا تھا۔ روما کے باشندے ابھی تک بت پرستی کے ہمدرد و ہوا خواہ تھے۔ اور وہ اس بات کو بہت افسوس اور رنج کے ساتھ سن چکے تھے کہ روما کا شہنشاہ جو قدامت سے اُن کے قومی کیشِ بُت پرستی کا سرتاج مانا جاتا تھا مسیحی کلیسا کی ایک مجلس میں شریک ہوا اور پادریوں اور قسیسوں سے ہمکلام ہوا اور اُنکو اپنے ساتھ کھانا کھلانے کی عزت بخشی اور بالکل صاف صاف اپنے تئیں حامیِ دینِ عیسوی بتایا۔ یہ رنج تو سب کے دل میں موجود ہی تھا۔ اب شہنشاہ کا ایک پرانی رسم میں شریک نہ ہونا اور بھی موجبِ رنجش ہوا۔ گو یہ رسم کوئی غیر معمولی وقعت کی چیز نہ تھی پھر بھی ایک دیرینہ رسم ہونے کی وجہ سے بہت مانی جاتی تھی۔ پس نتیجہ یہ نکالا گیا کہ اِسی عدمِ شرکت پر لوگوں نے ناراض ہو کر ہنگامہ کیا تھا۔ اور یہ ہنگامہ مغویانہ نیت سے تھا۔ گو روما کے بازاری فساد و ہنگامے اب سلطنت کو کوئی صدمہ نہ پہنچا سکتے تھے کیونکہ پریطوریوں کی بارکیں خالی پڑی تھیں لیکن اسوقت کے ہنگامے نے قسطنطین کے اُن شکوک کو جو پہلے سے موجود تھے درجۂ یقین تک پہنچا دیا۔

وہ شکوک کیا تھے؟ اُن کا حال ایک فرمان سے ظاہر ہوتا ہے جو اس زمانے سے چند ماہ پہلے قسطنطین نے نیکومیدیا میں بیٹھ کر جاری کیا تھا۔ اِس فرمان میں

۳۲۴ء وہ ہر ایک صوبے کی رعایا سے مخاطب ہوا تھا۔ اور ہر کس و ناکس سے درخواست

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

کی تھی کہ اگر اُس کو کسی خفیہ سازش کا علم ہو تو فوراً بے دریغ ہمارے سامنے حاضر ہو کر اُس سے مطلع کرے۔ اِس کا خیال نہ کیا جاوے کہ سازش کرنے والا کوئی بڑا آدمی ہے۔ نہیں خواہ وہ کتنے ہی بڑے درجے کا آدمی ہو خواہ کسی صوبے کا صوبہ دار ہو یا کسی فوج کا اعلیٰ افسر ہو۔ خواہ شہنشاہ کا مصاحب یا دوست ہو ہر حال میں جب کسی کی نسبت کسی شخص کے علم میں کوئی بات آوے تو اُس کا فرض ہوگا کہ جو کچھ وہ جانتا ہے اُس کو بجنسہٖ شہنشاہ کے سامنے بیان کرے۔ اس کے صلے میں شہنشاہ صرف ایسے شخص کا شکر گذار ہی نہ ہوگا بلکہ اُس کو انعام بھی دیگا۔ فرمان کی عبارت یہ تھی :-

"ایسے شخص کو بلا خوف و خطر میرے پاس آنا چاہئے۔ اور جو کچھ اُس کو کہنا ہے وہ مجھ سے بالمشافہ کہے۔ اور جس کو جو خبر دینی ہوگی میں اسکو فی الفور سنونگا۔ اور اگر کوئی بات نکلی تو خود ہی اُس کی تحقیقات کروں گا۔ اور اگر الزام دینے والے نے الزام ثابت کر دیا تو پھر جس نے میرے ساتھ بدسلوکی کا ارادہ کیا ہوگا اُس سے انتقام لوں گا۔ صرف یہ چاہتا ہوں کہ جس شخص کو کچھ کہنا ہو اُس کے متعلق پہلے اپنا اطمینان کر کے میرے سامنے صاف صاف بیان کرے"

حیرت کا مقام ہے کہ یہ فرمان اُسی ہاتھ کا لکھا ہوا تھا جس نے نیقیہ کے مجمع میں پادریوں کی عرضیاں جن میں ایک نے دوسرے کو مجرم و بدخواہ ثابت کرنا چاہا تھا بغیر دیکھے اور پڑھے جلتی انگیٹھی میں ڈال دی تھیں۔ آخر اس عرصے میں وہ کیا بات پیش آئی تھی کہ قسطنطین کے قلم سے بھی ایسے فرمان جاری ہونے لگے جو شہنشاہ ڈومیشیان کو زیب دیتے؟ مورخوں نے اِس معاملے میں سکوت اختیار کیا ہے۔ تو پھر کیا یہ سمجھا جاوے کہ حال میں کوئی بڑی سازش ہوئی تھی جس میں قسطنطین کو اپنی جان کا خوف تھا۔ اور سازش بھی ایسی عجیب تھی کہ اُس کا علم تو ہو گیا تھا مگر سازش کرنے والوں پر ہاتھ نہیں پڑ سکتا تھا؟ کیا روما کے بت پرستوں کی طرح مشرقی علاقوں کے بت پرست بھی جو عیسائیوں کو پہلے حقیر و ذلیل اور ہر حال میں اپنے مذہب کا دشمن جانتے تھے عیسائیوں کی موجودہ کامیابی پر بے چین و بے قرار ہو گئے تھے؟ ممکن ہے کہ ایسا ہو مگر کوئی شہادت جس سے ایسا ہونے کا یقین ہو موجود نہیں بظاہر لائی سی نیوس کے
۳۲۲ زوالِ قوت کے بعد بت پرستوں کی حالت قطعی مایوسی کی ہو گئی تھی۔ لیکن اگر خاندان شاہی

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے کوئی آدمی ایسا پیدا ہو گیا تھا جو بُت پرستوں کا دوست تھا اور بت پرست بھی سمجھتے تھے کہ اس کی مدد اور ذریعے سے ہمارا نام مٹنے سے بچ جائیگا تو بے شک حالت مایوسی کی نہ تھی مگر اب سوال یہ ہے کہ کیا خاندان شاہی سے کرسپوس اس قسم کا آدمی تھا جس کی ذات سے بُت پرستوں کو ایسی امید بندھی ؟ اس کے جواب میں پھر یہ ہی کہنا پڑتا ہے کہ ایسا یقین کرنے کے لئے کوئی شہادت موجود نہیں ؛

مورخ یوٹروپیوس شہزادۂ کرسپوس کی نسبت لکھتا ہے کہ یہ اعلیٰ درجے کی لیاقت اور قابلیت کا شہزادہ تھا۔ اِس مورخ نے جہاں کہیں مشاہیر کی سیرت و خصائص کی نسبت کچھ لکھا ہے وہ باوجود اختصار کے اصل سے اکثر مطابق ہوتا ہے۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ قسطنطین اپنے فرزند کرسپوس سے کیوں ناراض ہو گیا۔ یہ ناراضی اول ۳۲۳ء عیسوی میں ظاہر ہوئی یعنی اُس وقت جبکہ گال کی قیصری سے کرسپوس علیحدہ کر دیا گیا تھا اور اُسکی جگہ اُس کا سوتیلا بھائی قسطنطیہ مقرر ہوا تھا جس کی عمر اس وقت صرف سات برس کی تھی۔ اس جلیل القدر منصب سے ہٹانے کے بعد جہاں تک تاریخ سے پتا چلتا ہے کرسپوس کو کوئی دوسرا منصب یا کسی علاقے کی افسری کا ملنا نہیں پایا جاتا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کو اپنے بڑے لڑکے کا اعتبار جاتا رہا تھا۔ اور اُس کو اپنے ساتھ ساتھ رکھتا تھا کہ نظر سے دُور نہ ہونے پاوے۔ ممکن ہے کہ باپ کو بیٹے کی جوانمردی اور رعایا میں ہر دل عزیز ہونے پر رشک پیدا ہوا ہو ممکن ہے کہ بیٹے کو جاہ طلبی کا شوق پیدا ہوا ہو جیسے کہ جوانی میں خود قسطنطین کو ہوا تھا۔ اور دل میں سوچتا ہو کہ اُس کی خدمات اِس قابل ہیں کہ اغسطس کر دیا جاوے۔ نیز یہ کہ دائیو کلیشن کے طریقۂ حکومت کے مطابق بیس برس تک حکومت کر لینا شہنشاہ اور سلطنت دونوں کے حق میں کافی زمانہ تھا۔ اِس حساب سے قسطنطین کا زمانۂ حکومت لب بام پہنچ چکا تھا۔ اِس طریقے کی ابھی تک کوئی باضابطہ منسوخی نہیں ہوئی تھی۔ پس ایسی صورت میں کیا یہ فرض کرنا خلاف عقل ہوگا کہ بیٹا تو اس خیال میں ہو کہ باپ کی سلطنت اب اُس کو ملنی چاہئیے اور باپ یہ سوچتا ہو کہ جن ملکوں کو اپنی قوتِ بازو سے حاصل کیا ہے اُن کا قبضہ دوسرے کو کیوں دیا جاوے۔ اور یہ ہی خیال بیٹے سے ناراض ۲۴۳
رہنے کا باعث ہو گیا ہو ؛

یہ امر کہ بیٹا باپ کا دشمن و بدخواہ ہو گیا تھا۔ اِس کی نسبت بھی کوئی شہادت موجود

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہیں۔ لیکن ممکن ہے کہ بے احتیاطی میں اُس کی زبان سے کوئی جملہ ایسا نکلا ہو جس کو پہنچانے والوں نے باپ کے کان تک پہنچا دیا ہو۔ ممکن ہے کہ سوتیلے بھائیوں کا نام اُس کی جگہ قائم ہونے پر اُس کو سخت غصہ آیا ہو۔ کیونکہ سنہ ۳۲۶ عیسوی کیلئے جو بڑی خوشی کا سال تھا نو عمر قیصر قسطنطیوس باپ کے ساتھ کانسل پکارا گیا تھا۔ اِس موقع پر اگر کرسپوس کو یہ خیال گذرا ہو کہ اِس عزت کا مستحق زیادہ تر میں تھا تو کچھ بے جا بات نہ تھی۔ اور یہ کہ اِس حق سے محروم رہنے میں صاف ثبوت ملتا ہے کہ سوتیلی ماں اُس کے نقصان کی درپے ہو کر اُس کے خلاف شہنشاہ پر اپنا اثر پہنچاتی تھی۔ ممکن ہے کہ کرسپوس سے فی الواقع کوئی ایسی حرکت ہوئی ہو جس سے باپ کے دل میں جو بدگمانی پہلے سے تھی وہ اور پختہ ہو گئی ہو۔ ممکن ہے کہ کسی بات میں باپ کی نافرمانی کی ہو اور باپ کو جو پہلے ہی سے بیٹے کی فکر میں تھا یہی ایک حیلہ مل گیا ہو۔ بہرکیف جولائی یا اگست سنہ ۳۲۶ء میں کرسپوس روما میں گرفتار ہو کر حراست میں لے لیا گیا اور استریا کے علاقے میں پولا کے مقام کو روانہ کر دیا گیا۔ اِس واقعے کے تھوڑے ہی زمانے کے بعد اُس کی موت کی خبر آئی۔ موت کا طریقہ جو کچھ بھی ہو۔ خواہ قتل ہو خواہ زہر خورانی یا خودکشی مگر اِس میں سب کو اتفاق ہے کہ وہ قدرتی موت نہیں مرا بلکہ ہلاک کیا گیا اور یہ کہ اُس کی موت کا جوابدہ اُس کا باپ قسطنطین تھا۔ اِس موقع پر کرسپوس ہی اکیلا جان سے نہیں گیا بلکہ شہنشاہ لائی سی نیوس اور ملکہ قسطنطیہ کا لڑکا لائی سی نیانوس بھی ہلاک کئے گئے۔ یوتروپیوس لکھتا ہے کہ یہ بڑا ہونہار لڑکا تھا۔ اِس کی عمر بارہ برس سے زیادہ نہ تھی اور اُس کی نسبت کسی طرح خیال نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ اپنے ماموں کے خلاف کسی سازش یا جرم کا مرتکب ہوا ہو؛

مورخ زوسیموس نے جو قصہ لکھا ہے اُس کو نظر انداز کرنا مشکل ہے۔ وہ لکھتا ۲۴۴
ہے کہ فاستہ کی دشمنی اس لئے نہ تھی کہ وہ اپنے بچوں کی ترقی میں کرسپوس کو مخل سمجھتی تھی۔ بلکہ اُس کی دشمنی کی وجہ اِس سے بھی بدتر تھی یعنے وہ اپنے علاتی فرزند پر فریفتہ ہو گئی تھی۔ اُس کی طرف سے اظہار شوق تھا اور کرسپوس کو انکار۔ اور یہی بے اعتنائی کرسپوس کی موت کا باعث ہوئی۔ آج کل کے مورّخ اِس قصے کو صحیح نہیں مانتے اور لکھتے ہیں کہ زوسیموس یونانی تھا جب کسی معاملے کی اصلیت تحقیق نہ ہو سکی تو یونانی دماغ نے اپنی قوت متخیلہ سے ایک مضمون ایجاد کر کے پیش کر دیا۔ ہم بھی ملکہ فاستہ کو ایسے ناگفتہ بہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوائے نفسانی کے الزام سے بری رکھنا چاہتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اگر واقعی وہ کرسپوس کی دشمن تھی اور اس کی بیخ کنی میں کسی وقت تھک کر بیٹھنا نہ جانتی تھی تو اس دشمنی کی وجہ سوائے اِس کے کچھ نہ تھی کہ وہ اپنی اولاد کو زیادہ سے زیادہ ترقی پر دیکھنا چاہتی تھی۔ بہرکیف اِس وقت تو ملکہ فاستہ کو کامیابی ہوگئی لیکن اِس کامیابی کو بہت دن جی کر دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ یوتروپیوس لکھتا ہے کہ کرسپوس کے قتل کے تھوڑے عرصے بعد قسطنطین نے فاستہ کو بھی ہلاک کروا دیا۔ یہ تھوڑا عرصہ کس قدر تھا ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ مورخ نے "موکس" (عرصۂ قلیل) کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنی چند روز یا چند ہفتے بلکہ چند مہینے بھی ہو سکتے ہیں۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ فاستہ سے کیا تقصیر ہوئی تھی جو وہ اپنی جان سے گئی فیلوس تورجیوس لکھتا[1] ہے کہ اصطبل شاہی کے کسی ملازم یا غلام سے اُس کی آشنائی ہوگئی تھی لیکن جب شہزادہ کرسپوس سے اُس کا عشق بیان ہو چکا ہے تو پھر ایک غلام کے ساتھ عشق کرنے کا قصہ اور بھی مشتبہ معلوم ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ ایک قصہ دوسرے قصے کی تائید اور اُس میں اصلیت پیدا کرنے کی غرض سے بنایا گیا ہو۔ سچ یہ ہے کہ کوئی بات تحقیق نہیں۔ اور یہ کُل قصہ ایوان قیصری کا ایک
راز سربستہ رکھا گیا۔ ایک امر البتہ قابل توجہ ہے جس کو اوریلیوس وکٹر اور زوسیموس ۲۴۵
دونوں بیان کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ شہنشاہ کی ماں ہیلینہ نے جب سنا کہ کرسپوس جان سے مارا گیا تو وہ اس صدمے سے بالکل بے قرار ہوگئی۔ زوسیموس لکھتا ہے کہ پہلے تو وہ اپنے پوتے کی تکلیفوں کا حال سُن کر بے حد رنج کیا کرتی تھی مگر جب اُس کی موت کی خبر آئی تو غم سے بدحواس ہوگئی۔ اوریلیوس وکٹر کا بیان ہے کہ معمر ملکہ نے اس ظلم و ستم پر اپنے فرزند کو بے حد ملامت کی۔ یہ ضرور ہے کہ ملکہ ہیلینہ کو اپنی پہلی بہو مینروینیا کے لڑکے کرسپوس سے بہ نسبت دوسری بہو یعنی فاستہ کے لڑکوں کے زیادہ محبت تھی کیونکہ ہیلانہ کو بھی اپنے وقت میں سیاسی ضرورتوں کی وجہ سے مینروینیا کی طرح اپنے خاوند کا گھر چھوڑنا پڑا تھا تاکہ اُس کی جگہ ایک شہنشاہ کی بیٹی آ کر گھر کرے۔ پس قسطنطین کے دربار میں ہیلینہ اور فاستہ دونوں مقابل کی حریف تھیں۔ اور ہر ایک کی کوشش

[1] حیات قسطنطین جلد ۲ باب ۴

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

یہ ہی تھی کہ دوسرے پر غالب رہے۔ اگر کرسپوس کے قتل سے ثابت ہوا کہ فاستہ
کو غلبہ رہا تو فاستہ کے قتل سے ثابت ہوتا ہے کہ ہیلینہ نے تختہ ہی الٹ دیا۔ جس وقت
ملکۂ ہیلانہ نے نوجوان پوتے کے خون پر بیٹے کو ملامت کی ہوگی تو اُس وقت زبان سے
جو تیر نکلے ہوں گے وہ قسطنطین سے اُچٹ کر فاستہ ہی کو اپنا ہدف بناتے ہوں گے۔
اور جس وقت بیٹے کے دل میں اُسی کے لختِ جگر کے قتل پر پشیمانی پیدا کرنی شروع کی ہوگی
تو ساتھ ساتھ فاستہ کی طرف سے بھی شہنشاہ کے دل میں غصہ و غضب کی آگ سُلگ کر
تیز ہوتی گئی ہوگی۔ بیان ہوا ہے کہ فاستہ جس وقت حمام کرنے گئی تو نہایت گرم پانی
کی تیز بھاپ اُس پر چھوڑی گئی جس سے دَم گھٹ کر وہ مرگئی۔ اس واقعے کی کئی صورتیں
بیان ہوئی ہیں۔ مگر وہ سب مشتبہ ہیں۔ **یوسی بیوس** نے تو اس مضمون پر قلم ہی نہیں
اُٹھایا نہ فاستہ کے قتل کا ذکر کیا ہے اور نہ کرسپوس کے۔ اس خدارسیدہ پادری نے
جسے دربارِ شہنشاہی میں باریابی حاصل تھی کوہِ پالاٹین کے جرائم آلودہ قصرِ شاہی کی
۲۴۶ طرف بالکل آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھا جس کے عالیشان دروازے پر کسی ہجو گو نے اس
مضمون کے دو مصرعے کاغذ پر لکھ کر لگا دئے تھے کہ

"بھلا اب کون باقی ہے جو شاہانِ سلف سے ساٹرنس کے دورِ زرنگار
کی پرواہ کرے گا۔ ہمارا دور تو زر چھوڑ جواہرات کا ہے مگر یہ جواہرات ظالم بادشاہِ نیرو
کے جڑے ہوئے ہیں۔"

اگر قسطنطین بھی ساٹرنس کی طرح اپنے بچوں کو کھا کر تھوڑی دیر کیلئے
نیرو کی طرح ظالم و جفاکار ہوگیا تھا تو اِس مقدمے کا فیصلہ لکھنا یوسی بیوس کا کام
نہ تھا۔ اِس محترم پادری نے تو صرف مواعظ حسنہ کے لئے قلم فرسائی کی تھی۔ پھر ایک موقع
پر قسطنطین کا یہ کہنا بھی آپ کو یاد ہوگا کہ اگر کسی پادری کو گناہ کرتے ہوئے دیکھوں گا تو
اُس کی عیب پوشی کے لئے ردائے شاہی کندھے سے اتار کر اُس پر ڈال دونگا۔ اگر
شہنشاہِ وقت کو ایک پادری کا اتنا پاس تھا تو پھر کیا کسی پادری کا فرض نہ تھا
کہ ایک نہایت متقی و باخدا مسیحی شہنشاہ کے جرموں کو ڈھکنے کے لئے فوراً سکوتِ خیر
کا جُبہ گردن سے اتار کر ان پر ڈال دے۔ یوسی بیوس لکھتا ہے[۱] کہ لائی سی نیوس

[۱] "حیاتِ قسطنطین" ۲ - صفحہ ۱۹ -

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی موت کے بعد لوگوں کے دلوں سے پہلے خوف نکل گئے تھے۔ اُن کی نیچی نظریں پھر
اوپر اُٹھنے لگی تھیں۔ صورتیں بشاش اور چہروں پر تبسم رہنے لگا تھا۔ قسطنطین کی فتح اور اُس
فتح کی خوبیوں پر شہنشاہ اور اُس کے لائق فرزندوں کی جن کا شمار محبانِ خدا میں تھا
دل و جان سے عزت کرنے لگے تھے غرض پچھلی مصیبتوں اور بے انصافیوں کو جلد بھول گئے
اور جو برکتیں اس وقت میسر تھیں اُن سے مستفید ہونے اور آیندہ ایسی ہی برکتوں
کے پانے کی امید میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ بس جہاں زندگی اس درجے شیریں
ہوگئی ہو وہاں کچھ تلخی بھی بطور مصلح کے رہنی ضرور تھی۔ اور وہ تلخی یہ ہی تھی کہ شہنشاہ نے
غلبۂ قہر میں عزیزوں کے خون پر کمر باندھی۔ اور جب چپکے چپکے خبریں اُڑنے لگیں کہ
قصرِ بالاٹین کے خلوت کدوں میں کیا کچھ گذر رہا ہے تو روما کے باشندے خوف
سے لرزنے لگے۔ اِس مضمون پر غور کرنا جس قدر دلکش ہے اُسی قدر آسان بھی ۲۴۷
ہے۔ صورت واقعہ غالباً یہ ہے کہ قسطنطین کے دل میں رفتہ رفتہ اس بات کا خوف
بٹھا دیا گیا کہ اُس کی جان اور اُس کی حکومت معرض خطر میں ہیں۔ شہنشاہ کو قطعی یقین ہوگیا
کہ وہ ہر وقت دشمنوں سے گھرا رہتا ہے اور یہ دشمن اُسی کے خون و خاندان سے ہیں
کرسپوس کے قتل کی نسبت یہ عام خیال ہے کہ فاستہ اُس کی سب سے بڑی
محرک تھی۔ اور جب شہنشاہ کو کرسپوس کے قتل کے بعد اپنی غلطی کا حال کھلا تو پھر اُس کا
غضب فاستہ پر اُترا۔ یوترو پیوس لکھتا ہے کہ قسطنطین کو دنیا میں اس درجہ
کامیابی ہوئی تھی کہ اُس کا دماغ درست نہیں رہا تھا۔ نصرت و اقبالمندی اور پھر
چاروں طرف سے واہ واہ کی صدائیں اُس کے حق میں زہر ہو گئیں[1]۔ مورخ کی یہ
رائے ایسی معتدل و صائب ہے کہ جس صورت میں قسطنطین کی سفاکیوں کی کوئی اور
معقول وجہ نہیں ملتی تو ہم بھی اسی رائے سے اتفاق کرنا مناسب سمجھتے ہیں ؛
بیٹے کا خون کر کے جو صدمہ قسطنطین کے دل کو پہنچا اُس کی اصلیت میں شبہ
کرنے کی ضرورت نہیں۔ زوسیموس شہنشاہ کی پریشاں حالی کی تصویر اس طرح کھینچتا ہے
کہ شہنشاہ گھبرا گھبرا کر بت پرستوں کے کاہنوں کو اپنے پاس بلاتا ہے اور اپنے

[1] حیات قسطنطین جلد ۱۰ صـ ۶

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہایت عاجزی سے کہتا ہے کہ کسی طرح اس گناہ کے داغ سے اُس کو پاک کردو۔
جب یہ لوگ شہنشاہ کی درخواست منظور نہیں کرتے تو پھر ہسپانیہ کا ایک آوارہ گرد
یہودی تسکین قلب کے لئے جو علاج بتاتا ہے وہ شروع کیا جاتا ہے۔ ایک اور حکایت
بت پرستوں میں یہ مشہور ہوئی کہ بادشاہ نے سوپاتر فلسفی سے اپنے قلب کی اصلاح
چاہی۔ مگر اس فلسفی نے صاف جواب دیدیا کہ میں ایسے سخت گنہگار سے کچھ مطلب
نہیں رکھنا چاہتا۔ اس کے بعد قسطنطین کو چند عیسائی پادری مل جاتے ہیں۔ یہ لوگ
فوراً بادشاہ کے دل کو تسکین دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم خدا کی جناب سے
تم کو پوری معافی دلوادیں گے بشرطیکہ تم توبہ کرو اور اصطباغ لو۔ اس قسم کے
قصوں کی وجہ کچھ پوشیدہ نہیں ہے اور اُن کا غلط ہونا بھی ظاہر ہے۔ بت پرستوں
نے اصلی واقعات اور اُن کے اوقات کا خیال تو رکھا نہیں اور قسطنطین کے
عیسائی ہونے کی وجہ یہ قرار دے دی کہ عزیزوں کا قتل اُس کے دل پر گراں تھا۔
یہ قتل اس درجے کے گناہ تھے کہ صرف عیسائیوں ہی نے اُن کو قابل معافی
۲۴۸ بتایا جس سے بادشاہ کے دل کو تسکین ہوئی اور وہ عیسائی ہوگیا۔ بیزنطیہ کے
ایک مصنف کودینوس نے جو ان واقعات سے بہت بعد میں گذرا ہے لکھا ہے کہ
قسطنطین نے کرسپوس کی یادگار میں اُس کی سونے کی مورت تیار کرائی اور اسپر
یہ عبارت کندہ کرائی "فرزند دلبند کی یادگار جس کو میں نے ناحق قتل کیا"۔ اس
مصنف نے یہ بھی لکھا ہے کہ فرزند کے غم میں باپ نے چالیس دن تک کچھ نہ کھایا
اور زندگی کی ہر راحت و آسائش سے پرہیز کیا۔ ان سے بھی بڑھ کر یہ قصہ ہے کہ
قسطنطین کو اسقف روما سل ویسٹر نے اصطباغ دیا اور اس وعدے کی شکر گذاری
میں کہ شہنشاہ کے گناہ اسقف موصوف کی سفارش سے خدا معاف کردیگا کلیسائے روما
کو دنیاوی اختیارات بھی ہمیشہ کے لئے دے دئے گئے۔

ایک اور قصہ بھی ہے جو "عطیۂ قسطنطین" کے نام سے مشہور ہے مگر اب
اُس کا غلط ہونا تسلیم کرلیا گیا ہے اس لئے اُس پر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں۔ یہ
قصہ اس درجہ لغو ہے کہ کوئی جاہل بھی اُس کا یقین نہ کریگا۔ تعجب ہے کہ وہ کیونکر
مشہور ہوگیا۔ آغاز اس قصے کا یوں ہوتا ہے کہ قسطنطین نے چونکہ کلیسا پر شدائد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کئے تھے اور پاپائے روما سِل ویسٹر کو جلاوطن کر دیا تھا۔ اس لئے خدا نے اُس کو مبروص کر دیا۔ جب اس مرض میں مبتلا ہوا تو ساحروں اور کاہنوں سے اور پھر طبیبوں سے باری باری مشورہ کیا۔ آخرکار کسی نے بتایا کہ اس مرض کی دوا سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچّوں کے خون میں نہائے۔ چنانچہ فوراً بہت سے بچّے جمع کئے گئے کہ ان کو قتل کر کے اُن کے خون سے شہنشاہ کو غسل دیا جاوے۔ لیکن ان بچّوں نے اس قدر زور زور سے رونا اور چیخنا شروع کیا کہ شہنشاہ کو رحم آیا اور اُسوقت اُن کو ذبح کرنا ملتوی کیا گیا۔ پھر جب رات کے وقت سویا تو پطرس اور پولوس حواری خواب میں نظر آئے۔ انھوں نے حکم دیا کہ بچّوں کو چھوڑ دے اور سِل ویسٹر جس کو جلاوطن کیا ہے اُس کو پھر روما میں آنے دے۔ اور جب وہ آئے تو اُسکے ہاتھ سے اصطباغ لے۔ قسطنطین نے خواب سے بیدار ہوتے ہی اِس حکم کی تعمیل کی۔ سِل ویسٹر آیا اور اُس نے اُس کو اصطباغ دیا۔ اور وہ فوراً کوڑھ کے مرض سے اچھا ہو گیا۔ اور اس شکرگذاری میں اُس نے سِل ویسٹر اور اُن لوگوں کو جو آئندہ یکے بعد دیگرے اُس کے جانشین ہوں شہر روما اور ایطالیہ کے زیادہ تر حصے پر اور دیگر صوبہ جات پر ملکی اختیارات ۲۴۹
عطا کئے۔ یہ قصہ مدت تک صحیح مانا گیا۔ اور کلیسائے روما کو ملکی اختیارات ملنے کی توجیہ بھی اسی قصے کے واقعات سے ہوتی رہی۔ مگر اب ثابت ہو گیا ہے کہ یہ کل قصہ بناوٹ تھا۔ اور وہ خط جس میں قسطنطین نے سِل ویسٹر کو دنیاوی اختیارات عطا کرنے کی اطلاع دی تھی آٹھویں صدی عیسوی کا ایک مشہور جعل تھا۔ قسطنطین نے نہ کبھی کلیسا پر ظلم کئے تھے۔ نہ کبھی اُسکو کوڑھ کا مرض ہوا تھا اور نہ کبھی اُس نے بچّوں کے خون میں نہانے کا قصد کیا تھا۔ اصطباغ بھی اُسکو اُس وقت تک نہیں ملا جب تک کہ نوبت دمِ واپسیں کی نہ پہنچی۔ اور نہ اُس نے روما اور ایطالیہ کے حقوق جاگیرداری یا ملکیت کے کاغذات سِل ویسٹر کے سپرد کئے تھے۔ غرضکہ "عطیۂ قسطنطین" کا عجیب قصہ اگر تاریخی جعلسازیوں کا کوئی عجائب خانہ ہو تو اُسمیں رکھنے کے قابل چیز ہے[1]

[1] اس جعلی تحریر کا سب سے عجیب فقرہ یہاں نقل کرنیکے قابل ہے اور وہ یہ ہے کہ "دیکھو۔ ہم تفویض کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اپنے متذکرۂ بالا نہایت پاک قسیس سِل ویسٹر پر جو سب کا پوپ ہے اپنا محل اور روما کا شہر اور ایطالیہ اور مغربی ممالک کے صوبات اور زمینیں مع حقوق کے" مگر جعلساز نے بڑی بے باکی سے جعل بنایا ہے۔ چنانچہ آگے لکھتا ہے کہ "اسکے بعد قسطنطین قسطنطنیہ کو واپس چلا آیا کیونکہ یہ انصاف نہ تھا کہ اب ایک دنیا کا بادشاہ اُسی شہر میں بادشاہی کرے جہاں مذہب عیسوی کے سب سے بڑے سردار کو آسمانوں کا خدا سرداری پر سرفراز فرما چکا ہو۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گو قسطنطین کے صدمے اور پشیمانی نے یہ صورت تو اختیار نہیں کی کہ اُسکے
رفع کرنیکے لئے وہ اسقف روما کو روما اور ایطالیہ پر دربست قبضہ اور حکومت کا اختیار
دے دیتا مگر اس میں کلام نہیں کہ اب عیسوی مذہب پر اُس کا اعتقاد بہت بڑھ گیا۔
اور اسی وجہ سے اُس نے گرجاؤں کی تعمیر اور خاص کر روما کے عیسائیوں سے زیادہ تر
مسلوک رہنے کی طرف توجہ کی بیٹے کے قتل پر باپ کی پشیمانی اور پوتے کی موت
پر ملکہ ہیلینہ کے صدمے اور غم کے سلسلے میں ملکہ موصوفہ کے سفر زیارت فلسطین و یروشلم
کا حال لکھ دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ یہ سفر ملکہ نے کرسپوس کے قتل سے تھوڑے ۲۵۰
ہی دن بعد اختیار کیا تھا۔ اُس وقت بھی اُس سے متعلق عجیب و غریب قصے مشہور ہوئے
تھے اور بعد کو بھی وقتاً فوقتاً اُن پر اضافہ ہوتا رہا۔ ان میں ایک قصہ جس کو "انکشافِ صلیب"
کہتے ہیں بہت عجیب ہے سفر کے صدہا برس بعد یہ قصہ اس صورت میں بیان ہوا تھا کہ جس وقت
ملکہ ہیلانہ یروشلم میں وارد ہوئی تو مرقدِ مسیح کی زیارت کا شوق ظاہر کیا۔ مگر تمام شہر میں ایک
متنفس بھی ایسا نہ ملا جو بتا سکتا کہ جناب مسیح کہاں دفن ہوئے تھے۔ کوہ کلوری (کائرسر)
جہاں (بعقیدۂ نصارے) آپ مصلوب کئے گئے تھے خاص اُس جگہ پر اور اُس کے
قرب و جوار میں مکانات کثرت سے بن گئے تھے ہیکل الزہرہ جس کے قریب آپکا لاشہ
صلیب سے اتار کر رکھا گیا تھا اب تک موجود تھا جب کوئی شخص مزارِ مسیح کا نشان
نہ بتا سکا تو ملکہ کا اشتیاق زیادہ بڑھا۔ اور اُس نے ایک ایک مکان میں قبر کو تلاش کرنے کا
حکم دیا۔ چونکہ حکم شہنشاہ کی ماں کا تھا اس لئے تلاش کرنے والوں کو اختیار تھا کہ مکانوں
کے مالکوں کو تلاش کی تکلیف دیں۔ شروع میں اس کوشش کا کچھ نتیجہ نہ نکلا لیکن کچھ عرصے
کے بعد ایک بڑا پرفن یہودی ملکہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ ایک پرانی روایت
سے مجکو معلوم ہوا ہے کہ مسیح کی قبر فلاں فلاں مقام پر زمین میں دبی ہے۔ ملکہ نے اتنا
سنتے ہی قبر کے برآمد کرنے کا حکم جاری کیا اور اِس کا کُل انتظام اُسی یہودی کے سپرد کر دیا۔
غرض کہ اب تلاش شروع ہوئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ نہ صرف وہ کہف یا غار دریافت ہو گیا
جس میں مسیح کا لاشہ رکھا گیا تھا بلکہ اُس کے ساتھ تین صلیبیں بھی برآمد کی گئیں۔ اِن
صلیبوں کو دیکھتے ہی خیال ہوا کہ یہ وہی صلیبیں ہیں جن میں سے ایک پر مسیح اور باقی دو پر
دو مجرم مصلوب کئے گئے تھے لیکن اب سوال یہ تھا کہ وہ صلیب کونسی تھی جس پر مسیح

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مصلوب ہوئے تھے۔ ظاہرا صورت سے تو اس کا پتا چل نہ سکتا تھا۔ مگر فوراً خیال آیا کہ صلیبِ مسیح ضرور کاشفِ کرامات ہوگی۔ اس کا امتحان کرنا کچھ دشوار نہ تھا۔ فوراً ایک بڑھیا جس کی جان نکلنے کو تھی صلیبوں کے پاس لائی گئی اور تینوں صلیبوں سے باری باری اُس کو چھوا گیا۔ پہلی دو صلیبوں کے چھونے سے کچھ اثر نہیں ہوا لیکن جب تیسری صلیب اُسکو لگائی گئی تو بڑھیا ہوش میں آکر بالکل بھلی چنگی ہوگئی۔ اور اس طرح اصلی صلیب خوش اعتقادوں پر ظاہر ہوگئی کہ جہاں تک ممکن ہو اُس کی تعظیم کریں۔ اس صلیب میں دو لوہے کی میخیں ۲۵۱
بھی لگی تھیں۔ ملکہ ہیلینہ نے اِن دونوں آہنی کیلوں کو بہت احتیاط سے قسطنطین کے پاس بھیج دیا۔ قسطنطین نے اُن کو یاقوت و مرجان سے بھی زیادہ قیمتی سمجھا۔ ایک کیل کو اپنے تاج میں لگایا اور دوسری کیل سے اپنے گھوڑے کا دہانہ بنوایا۔

اصلی صلیب کے دریافت ہونے کا پورا قصہ اسی شکل میں ہے جس شکل میں اوپر بیان ہوا۔ اُس سے ظاہر ہے کہ صلیب کا برآمد کیا جانا ملکہ ہیلینہ کے سفرِ یروشلم سے تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ بھی اِس قصے میں آیا ہے کہ مدفنِ مبارک کے مقام پر جو عالیشان گرجا قسطنطین کے اواخر عہد میں تعمیر ہوا وہ بھی ملکہ ہیلینہ کا بنوایا ہوا تھا۔ یہاں اتنا اور بتا دینا ضروری ہے کہ انکشافِ صلیب کا ذکر صلیب کے برآمد ہونے سے ستر برس کے بعد پہلی مرتبہ تاریخ میں بیان ہوا ہے۔ یوسی بوس نے ملکہ ہیلینہ کے حالاتِ سفر لکھے ہیں[1] لیکن اُس کو صلیب کے برآمد کئے جانے کا علم مطلق نہیں ہے۔ قبر کے برآمد ہونے کا ذکر کرتا ہے لیکن ہیلینہ سے اُس کا کچھ تعلق نہیں بتاتا۔ اور گو بیت اللحم میں ایک نئے گرجا کی تعمیر کو ملکہ کے حُسنِ عقیدت کا نتیجہ لکھتا ہے لیکن قبر کے مقام پر جو گرجا تعمیر ہوا اُس کو قسطنطین کا بنا کردہ کہتا ہے۔ اور کہفِ بیت اللحم اور مقامِ صعود کی درستی اور زیب و زینت کو بھی قسطنطین سے منسوب کرتا ہے۔ لیکن انکشافِ صلیب کا کہیں ذکر نہیں کرتا۔ اِس خاموشی کے یہی معنے نکلتے ہیں کہ جس زمانے میں یوسی بوس نے قسطنطین کے سوانح لکھے ہیں اُس وقت تک انکشافِ صلیب کے قصے کو شہرت نہیں ہوئی تھی۔ اِس میں البتہ شبہ نہیں کہ قبر کا مقام قسطنطین کے زمانے میں دریافت ہوا تھا اور اُسی نے

[1] "حیاتِ قسطنطین" ۳، ۴۴ وغیرہ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

اِس مقام پر اپنے زمانے کے گرجاؤں میں سے سب سے بہتر گرجا بنوایا۔ لیکن شہرتِ عام نے جس کو ہر روایت میں کرشمہ و کرامات کا رنگ بھرنا ضروری ہے قسطنطین کے سب سے ۲۵۲
خوشنما گرجا کی اصل ملکہ ہیلینہ کے زہد و اتقا سے بتائی ہے۔ اِس ملکہ پیرانہ سال کا انتقال سفرِ زیارت ختم کرنے کے تھوڑے ہی دِن بعد ہو گیا قسطنطین نے پورے فوجی اعزاز کے ساتھ اپنی ماں کا جنازہ اُٹھایا۔ اور بیان ہوا ہے کہ "موجودہ دارالسلطنت کے بادشاہی گورستان میں اُس کو دفن کیا" اِس فقرے میں دارالسلطنت کو جس لفظ سے ادا کیا ہے اُس سے صاف ظاہر ہے کہ ملکہ ہیلینہ قسطنطنیہ میں دفن ہوئی تھی۔ لیکن روما کے لوگوں کو یہ دعوے ہے کہ وہ روما میں دفن کی گئی تھی۔

ہیلینہ کی موت کے بعد چند سال کے حالات تاریخ میں کچھ نہیں ملتے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ عام حالت امن و امان کی ہو گی۔ لائی سی نیوس کی موت کے بعد خانہ جنگی بند ہو گئی تھی اور باہر کے دشمنوں سے بھی کوئی لڑائی نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے یوسی بیوس کا یہ بیان[1] کہ سب لوگ عیش و آرام کے دن خوشی سے بسر کرتے تھے۔ صحیح مان لینا چاہیے۔ رومانی سلطنت کے لئے امن کا قائم رہنا بڑی چیز تھا لیکن اس سلطنت میں وہ کبھی مدت تک قائم نہیں رہا۔ چنانچہ ۳۳۲ء میں اور اُس کے بعد دو برس تک شہنشاہ کو قوطیوں اور سرماتیوں سے جنگ میں مصروف رہنا پڑا۔ ان لڑائیوں کے حالات مستند مورخوں کی کتابوں میں ایسے منتشر و متضاد صورت میں بیان ہوئے ہیں کہ اُن سے بالترتیب کسی لڑائی کا حال لکھنا ممکن نہیں۔

اقوامِ غیر سے لڑائی ہمیشہ ایسی صورت میں ہوئی ہے کہ سرحد پر وہ چڑھ آئی ہیں اور پھر اُن کا نکالنا ضروری ہوا ہے۔ اس زمانے میں معلوم ہوتا ہے کہ شمال مشرقی سرحد پر دریائے ڈینیوب کے بڑے خم سے لے کر تور کی کر سونیز تک لڑائیاں ہو رہی تھیں۔ قسطنطین اور اُس کی فوجوں نے ان غیر اقوام کو پیچھے ہٹا دیا۔ کبھی اُس کو فتوحات ہوئیں اور کبھی خود پسپا ہونا پڑا۔ یہاں تک کہ ۳۳۲ عیسوی میں قسطنطین نے اسکو غنیمت جانا کہ قوم قوط کے سرداروں سے صلح کر لے۔ یہاں بیان ہوا ہے کہ شہنشاہ نے

[1] "حیاتِ قسطنطین" ۴، ۱۴۔

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک معقول رقم قوط کے سرداروں کو سالانہ ادا کرنے کا وعدہ کرلیا اس سے ظاہر ہوتا ہے
کہ غیر قوموں کے مقابلے میں رومانی فتوحات ایسی عظیم الشان نہ تھیں جن سے یوسی بیوس ۲۵۳
کے اس قول کی قدر ہو سکے کہ قسطنطین پہلا بادشاہ تھا جس نے اپنی حکومت کا جوا
ان غیر قوموں کی گردن پر رکھا اور اُن کو سکھایا کہ رومانیوں کو اپنا آقا اور مالک سمجھیں[1]
اب رہے سرماتی لوگ اُن کی نسبت یوسی بیوس لکھتا ہے[2] کہ ستھیاوالوں کے
مقابلے کے لئے ان لوگوں کو اپنے غلاموں کو امداد کی غرض سے ہتیار دینے پڑے لیکن
غلاموں نے ہتیار لگا کر اپنے پرانے مالکوں سے بغاوت کی اور مالک مجبور ہوئے کہ قسطنطین
کی پناہ ڈھونڈیں اور رومانی عملداری میں آکر آباد ہونے کی اجازت حاصل کریں چنانچہ
سرماتیوں میں سے بعض لوگ رومانی فوجوں میں بھرتی کئے گئے۔ اور بہت سے سرحدی
علاقوں میں کاشتکاری کے لئے تقسیم کر دیئے گئے۔ یوسی بیوس لکھتا ہے کہ یہ لوگ
کہتے تھے کہ ہم پہلے رومانیوں کی پناہ میں آنے کو بد قسمتی سمجھتے تھے لیکن یہ بد قسمتی حقیقت
میں خوش نصیبی ثابت ہوئی کیونکہ وحشیانہ زندگی سے پیچھا چھوٹا اور اُس کی جگہ رومانی
حُریت نصیب ہوئی۔ لیکن ہم یوسی بیوس کی اس عبارت کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ
سرماتیوں کو رومانی علاقے میں آباد ہونے کی اجازت دینی فی الحقیقت قسطنطین کی
کمزوری کی دلیل تھی ہمارا ایسا خیال کرنا غالباً غلط نہ ہوگا۔ یہ سرماتی اسیران جنگ
نہ تھے بلکہ سرحد پر ملازم رکھے گئے تھے کہ اپنے بھائی بندوں سے اُس کی حفاظت کرتے
رہیں۔ اور اس خدمت کے معاوضے میں اس نو آباد رعایا کو ایک رقم کثیر شاہی
خزانے سے دی جاتی تھی۔ یوتروپیوس کا یہ فقرہ کہ اقوام غیر میں قسطنطین بڑا سخی اور
فیاض مشہور تھا[3] اسی معاوضہ کثیر کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ مگر قسطنطین کے خزانے ۲۵۴
میں روپیہ اس کثرت سے نہ تھا کہ بلا وجہ بڑے بڑے وظائف لوگوں کے لئے مقرر کئے جاتے
اس سے ہمارا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان اقوام سے کسی قسم کی شکست کھا کر اُن کی آیندہ
ضرر رسانی سے بچنے کے لئے اُن کو روپیہ دیا گیا بلکہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ رومانی علم کی عزت
سلامت رکھنے کے بعد مفتوح کو آیندہ دوست رکھنے کی غرض سے روپیہ صرف کیا گیا۔

[1] "حیات قسطنطین" جلد ۴ صفحہ ۵ ؛ [2] ایضاً۔ جلد ۴ صفحہ ۶ ؛ [3] ۳۔ ۱۰۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مشرقی سرحد پر قسطنطین کے زمانے میں از اول تا آخر امن رہا۔ ایران کو گیلی ریوس نے
اس درجہ تباہ کر دیا تھا کہ شہنشاہِ عجم نارسیز نے پرانے عہدنامے کی تجدید یا ترمیم میں کوشش
نہیں کی۔ حالانکہ اس عہدنامے سے دولت ایران کی بہت کسرِ شان ہو رہی تھی۔ نارسیز
کے لڑکے ہرمزد نے آرمینیہ اور اُن علاقوں کے نکل جانے پر صبر کیا جو دجلہ کے پار والے
پنج صوبات کہلاتے تھے۔ ہرمزد کے بعد اُس کا لڑکا جب تک پیدا ہو کر جوان ہو سلطنت
ایک مدت تک وزرائے کے ہاتھ میں رہی۔ اور اِس زمانے میں رومانی عملداری پر ایران
کی جانب سے کوئی حملہ نہیں ہوا۔ شاپور پسر ہرمزد تخت نشین ہو کر بڑا صاحبِ حوصلہ
ہمدرد قوم اور قابل بادشاہ ثابت ہوا۔ اور اُس نے قصد کیا کہ جو حقوقِ سلطنت
کے چھن گئے ہیں اُن کا مطالبہ کرے اور اپنے حقوق کی دائمی سلامتی کا بندوبست
کرے۔ مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ جو صلح ایران و روما میں ایک عرصے سے چلی آتی
تھی اُس میں کیونکر فرق پیدا ہوا۔ یوسی بیوس لکھتا ہے کہ شاپور نے ایک سفارت
قسطنطین کے پاس بھیجی۔ قسطنطین نے سفیروں کی بہت خاطر و مدارات کی اور
ان ہی سفیروں کے ہاتھ ایک خط شاپور کو لکھ کر روانہ کیا اور اِس میں لکھا کہ بادشاہِ ایران
اپنی عیسائی رعایا پر ہمیشہ لطف و مہربانی کی نظر رکھے گا۔ اِس خط میں قسطنطین نے
اپنے مذہب کا حال ایک بڑی طولانی عبارت میں لکھا اور لکھا کہ میں خدا کی بندگی کو اپنا ۲۵۵
سب سے بڑا فرض جانتا ہوں اور قربانی کا خون دیکھنے اور اُس کی بُو سونگھنے سے مجھکو
سخت نفرت ہوتی ہے۔ اِسی خط میں یہ بھی بیان کیا کہ جس خدا کو میں مانتا ہوں وہ اپنے
بندوں سے سوائے اس کے کسی بات کا متوقع نہیں ہے کہ وہ اپنی طینت و نفس کو
ہر طرح کی آلائشوں سے پاک رکھیں۔ اس کے بعد قسطنطین شاپور کو جتاتا ہے کہ
جن رومانی شہنشاہوں نے عیسائیوں پر ظلم کئے تھے اُن کا نام و نشان دنیا سے
مِٹ گیا۔ چنانچہ ان ہی میں سے شہنشاہ ویلریان پر جو کچھ گذرا اُس کا حال شاپور
نے سنا ہی ہوگا کہ جب ایران سے شکست کھائی اور شاہِ عجم نے فتح کی خوشی میں
اپنی سواری نکالی تو ویلیریان پابہ زنجیر سواری کے ساتھ رکھا گیا (یہ باتیں جتا کر قسطنطین
لکھتا ہے کہ) "پس میں اُن عیسائیوں کو بادشاہِ شاپور کی پناہ و حفاظت میں سونپتا
ہوں جو ایران کے بعض نہایت ہی خوش نما خطّوں کو اپنی آبادی سے عزت اور رونق

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دے رہے ہیں ؛

اِس عجیب خط سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاپور اپنے ملک میں عیسائیوں کی ترقی تعداد دیکھ کر گھبرایا جاتا تھا۔ اُس کو ہرگز اِس کا احساس نہ تھا کہ عیسائی اُس کے ملک کی عزت و رونق کے بڑھانے والے ہیں۔ یہ تحقیق نہیں ہوتا کہ شاہ پور نے اِس خط کا کوئی جواب دیا یا نہیں۔ اور اگر جواب دیا تو وہ کیا تھا۔ کیونکہ قسطنطین کے خط سے ایک طرح کی دھمکی نکلتی تھی۔ بہرکیف ۳۳۵ سنہ عیسوی میں ایران کی طرف سے رومانی عملداری پر لشکر کشی ہو گئی۔ اِسی لشکر کشی کی نسبت یوسی بیوس لکھتا ہے کہ "مشرقی سرحد پر بعض بیرونی اقوام نے بغاوت کر دی[1] قسطنطین بھی ایران سے لڑنے کو تیار ہو گیا۔ دوسرے لفظوں میں اس واقعے کو یوں سمجھیئے کہ دجلے پار والے پنج صوبات میں شاپور نے رومانی رعایا کو اشتعال دے کر اُن سے بغاوت کرا دی۔ اور جو ملک ایران سے نکل گئے تھے اُن کا دعویدار ہو گیا۔ قسطنطین نے لڑائی کا نقشہ پادریوں کے سامنے رکھا اور پادریوں نے قصد ظاہر کیا کہ وہ بھی شہنشاہ کے ساتھ لڑائی پر جائیں گے۔ بادشاہ یہ سُن کر خوش ہوا۔ اور حکم دیا کہ گرجا کی وضع کا ایک خیمہ تیار کیا جاوے۔ تاکہ لڑائی کے زمانے میں اُس میں نماز ہوا کرے۔ شاپور نے جب لڑائی کی ایسی تیاریاں سنیں تو ایک سفارت صلح کی غرض سے بھیجی اور شہنشاہ نے جس سے زیادہ بادشاہوں میں کوئی صلح پسند نہ تھا صلح کرنی منظور کر لی۔ یوسی بیوس ۲۵۶
نے اِس قصے کو اِس طرح بیان کیا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ مشرق کی رومانی فوجیں لڑائی کے لیئے یکجا کر لی گئیں۔ یہ تحقیق نہیں ہے کہ صلح منظور ہوئی یا نہیں مگر اتنا ثابت ہے کہ ۳۳۷ سنہ عیسوی میں قسطنطین کے مرتے ہی دنیا کی دو زبردست سلطنتوں میں یعنی ایران و روما میں پھر پرانا نزاع زندہ ہو گیا اور ایک لڑائی شروع ہوئی جو قسطنطین کے تینوں لڑکوں اور اُن کے بعد ایک بھتیجے کے عہدِ حکومت تک جاری رہی ؛

[1] "حیاتِ قسطنطین" جلد ۴ - صفحہ ۵۶ ؛

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۲۵۷ تیرھواں باب

شہر قسطنطنیہ کی تعمیر

اب موقع آیا ہے کہ ہم قسطنطین کے سب سے بڑے سیاسی کام کا ذکر کریں قسطنطین نے دنیا کے پایہ تخت کو اطالیہ کی سرزمین سے اُٹھا کر یورپ اور ایشیا کے ساحلوں کے قریب آباد کیا۔ یہاں سوال یہ ہے کہ وہ کیا چیز تھی جس کی وجہ سے اُس نے ایسا کیا۔ ہمارے نزدیک شہنشاہ کی کسی ذاتی غرض کو اس کی وجہ قرار دینا کافی نہیں ہے۔ زوسیموس لکھتا ہے کہ قسطنطین روما کو ناپسند کرتا تھا اور وجہ یہ تھی کہ وہ یہاں ہر وقت اپنی بیوی اور لڑکے کو یاد کیا کرتا تھا جنہیں غصے کی حالت میں اُس نے ہلاک کرا دیا تھا۔ اب قصر پالاتین میں اُس کو ایک دم چین نہ تھا کیونکہ اُس کے ہر سنگ و خشت سے کسی نہ کسی قتل یا مرگ مفاجات کی بُو آتی تھی۔ تمام در و دیوار بے شمار دغا بازیوں اور نمک حراموں کے شاہد کھڑے تھے۔ زوسیموس کا یہ لکھنا سب درست ہے۔ کچھ عجب نہیں کہ روما بہ نسبت کسی دوسرے شہر کے قسطنطین کے دل کو کم چین دیتا ہو۔ لیکن ذاتی خواہشیں خواہ وہ کتنے ہی بڑے آدمیوں کی ہوں آنے والی نسلوں کو اپنا پابند نہیں کر سکتیں۔ دنیا میں بہت سے شہر شاہانِ جبّار کے اشارے سے تیار ہو گئے۔ مگر کچھ زمانے تک قائم رہنے کے بعد اُن کا نام و نشان نہ رہا۔ ان میں سب سے بڑی مثال شہر سلوقیہ کی ہے کہ اُس کے
۲۵۸ مکانات کا تو کیا ذکر ہے کوئی مٹی کا ڈھیر بھی اب ایسا باقی نہیں ہے جو اِس شہر کا نشان بتاتا ہو۔ برخلاف اس کے دنیا کے بہت سے تاریخی شہر قدامت سے ایسے چلے آتے ہیں جن کو اپنے بانیانِ مقتدر کی وجہ سے نہیں بلکہ محض جغرافی و حربی موقع کے اعتبار سے قیام نام حاصل ہوا پس یہ سمجھنا چاہیے کہ روما کے سر سے تاجِ بزرگی اس وجہ سے اُتر گیا کہ قسطنطین اُس کی چار دیواری میں اپنے اُن جرائم کو نہ بھول سکتا تھا جنھوں نے عزیزوں کے خون سے اُس کے ہاتھوں کو رنگا تھا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

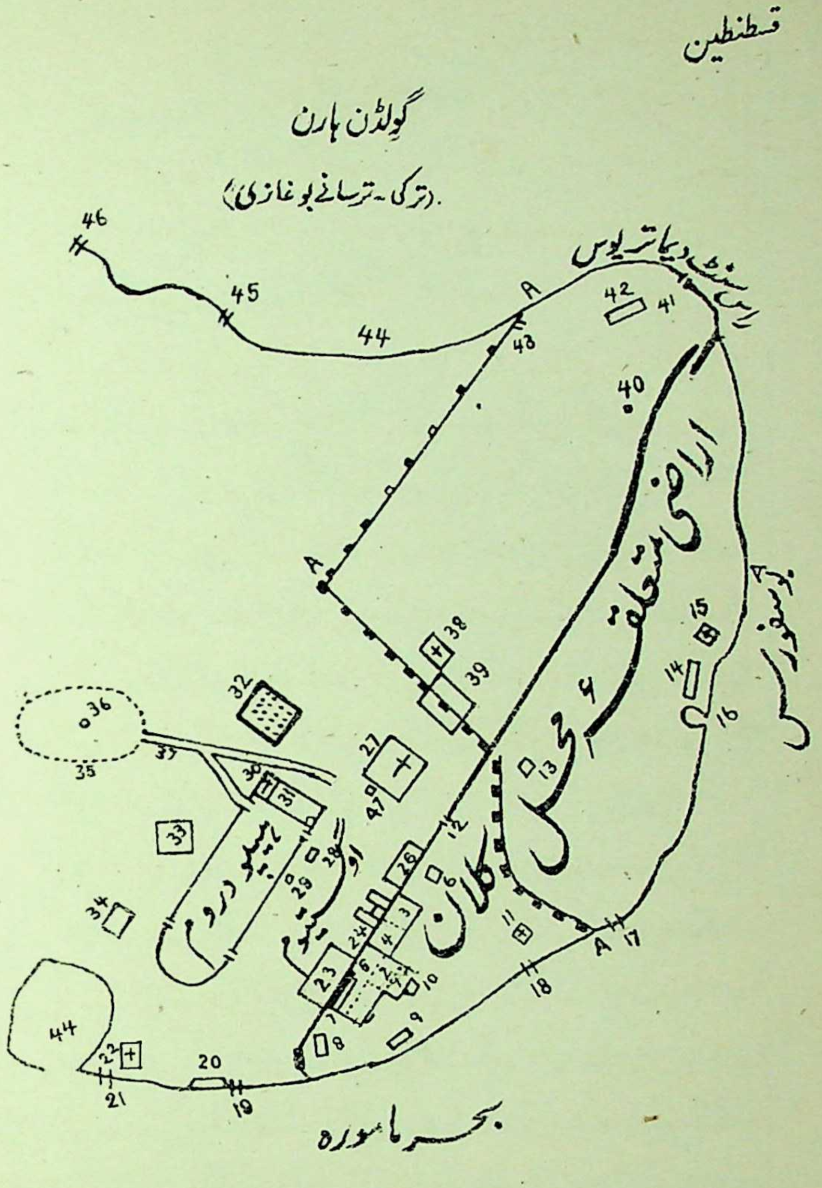

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ قسطنطین سے پہلے اور شہنشاہوں نے بھی اِس قوموں کی
ملکہ یعنی دارالحکومت روما کو اُس کی شان و شوکت سے محروم کرنا شروع کر دیا تھا
یہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ مغربی حصہ سلطنت میں سرحد کے قریب نئے نئے شہر آباد ہو چلے تھے
جزیرہ برطانیہ میں گو لنڈن آسودہ شہر تھا لیکن زیادہ تر ترقی یارک کے شہر کو ہوئی جو
سرحد کے قریب تھا۔ قیصر مغرب جب کبھی دورہ کرتا ہوا اس جزیرے میں آتا تھا تو اُسی
شہر میں قیام کرتا تھا۔ گال میں ٹریویز کا شہر بہت بڑا تھا۔ لیکن لائینز نے دولت
و آسودگی میں اُس کو مات کر دیا تھا۔ تمام فوجی اور مُلکی صیغے اُسی میں قائم ہو گئے تھے۔
اطالیہ میں میلان کے شہر کو بہت کچھ رونق روما کو اجاڑ کر دی گئی تھی۔ بہر کیف روما کا موقع
اب بہت دور از کار سمجھا جاتا تھا۔ شہنشاہ ڈائیو کلیشن نے یورپ چھوڑ کر ایشیا کی زمین
پر بھی نیا کے علاقے میں نیکومیڈیا کے شہر کو زیب و زینت بخشی تھی۔ غرض روما بلادِ دنیا
اب دنیائے قدیم کا مرکز ثقل نہ رہا تھا۔ یا اسی مفہوم کو اگر دوسرے لفظوں میں ادا کریں
تو یہ سمجھیے کہ رومانی دنیا اب ایک واحد بسیط قلمرو کی صورت میں نہ رہ سکتی تھی۔ ڈائیو کلیشن
نے جس وقت قیصر و آگسٹس مقرر کرنے کا قاعدہ نکالا تو وہ اس ضرورت کو بخوبی سمجھ چکا تھا۔
اور قاعدہ بھی ہے کہ جہاں کسی سلطنت میں انتظام حکومت کے لیے اختیارات کی تقسیم
ہوئی پھر سلطنت کا دارالحکومت کوئی ایک شہر نہیں رہا کرتا۔ یہ کہنا کہ تقسیم کی طرف تو
پہلے ہی سے سب مائل تھے قسطنطین نے ایک جدید دارالحکومت بنا کر بہت جلد سلطنت
کے دو ٹکڑے کر دیئے درست نہیں۔ قسطنطین نے اپنے شہر کا نام نیا روما رکھا تھا۔ اس
نام ہی سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنی دانست میں محض روما کو دریائے ٹائیبر کے کنارے ۲۵۹
سے اٹھا کر باسفورس کے ساحل پر آباد کرنا چاہتا تھا اور یہ تبدیلی محض موقع کی خوبی
کی وجہ سے چاہی تھی۔ البتہ اس واقعے سے کہ شہر کا نام نیا روما فوراً ہی ترک کر دیا گیا
اور شہنشاہ کے نام پر اُس کو قسطنطنطوپول کہا گیا جو لاطینی نہیں بلکہ یونانی زبان کی ترکیب
ہے۔ اتنا ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ تقسیم سلطنت کی طرف عام رجحان خاطر کس قدر قوی ہو چلا تھا
قسطنطین نے اپنا نیا شہر پرانے شہر بیزنطیہ کے موقع پر بنایا۔ اب یہ سوال
ہے کہ بیزنطیہ میں کیا خوبی دیکھی کہ اُس کو اپنے نئے شہر کا موقع قرار دیا۔ اس کا جواب
یہ ہے کہ اس موقع کے فوائد قسطنطین کو بھی وہی نظر آئے تھے جو ڈھائی ہزار سال کے اہل یونان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

کو نظر آتے ہیں۔ اِس قصے سے بالعموم لوگ واقف ہیں کہ عہد نامۂ تِلسِت کے بعد زار روس اسکندر نے شہنشاہ نپولین سے بار بار قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے کی اجازت چاہی نپولین نے آخرکار اپنے سکرٹری دی مینیوال سے کہا کہ یورپ کا جو بڑے سے بڑا نقشہ مل سکے وہ پیش کیا جائے۔ جب نقشہ سامنے آیا تو کچھ دیر اُس پر غور کرنیکے بعد نپولین نے نظر اونچی کر کے کہا "قسطنطنیہ پر قبضہ کیا جاوے؟ چہ خوش! قسطنطنیہ پر قبضہ کرنا تو کُل دنیا پر مسلط ہونا ہے۔" لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ کیا نپولین کا یہ خیال درست تھا؟ - اس کا جواب یہ ہے کہ آج کل کے صاحب دانش اِس خیال سے متفق نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ بحر متوسط کو ایک زمانے میں بہت بڑا درجہ حاصل تھا۔ مگر اب یہ بات نہیں ہے۔ اور حربی لحاظ سے بھی قسطنطنیہ کی حیثیت جب سے کہ نہر سویس بن گئی ہے اور مصر پر برطانیہ کا تصرف ہوا ہے بہت کچھ بدل گئی ہے۔ مگر نپولین کا یہ فقرہ کہ قسطنطنیہ پر قبضہ ہونا کُل دنیا پر مسلط ہونے کے برابر ہے گو ہم کو ایک بڑے آدمی کی محض ایک ادا معلوم ہو لیکن اگر قسطنطین اِس خیال کو سنتا تو ایسا نہ سمجھتا۔ کیونکہ اُس کے زمانے میں جس چیز سے مراد دنیا تھی وہ ہمارے زمانے کی دنیا سے بہت مختصر تھی۔ اور حربی مسائل بھی جو اُس وقت حل طلب تھے آجکل کے مسائل سے مختلف شکل رکھتے تھے۔ قسطنطین نے جس دن لائی سی نیوس کو شکست دیکر بزنطیہ پر قبضہ کیا تھا اُسی دن گویا دنیا فتح کر لی تھی۔ اِس لئے جس مقام سے دنیا پر فتح پائی تھی اُسی مقام سے دنیا پر مسلط بھی رہنا چاہتا تھا۔

آخر زمانے کے بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ بزنطیہ کے موقع پر نیا شہر بنانیکا
فیصلہ قسطنطین نے ایک عرصے تک غور کرنیکے بعد کیا۔ بزنطیہ کے علاوہ چند اور شہروں ۲۶۰
کے حقوق پر بھی نظر کی۔ مثلاً ایک نیسوس کا شہر پانونیہ کے علاقے میں تھا جہاں قسطنطین پیدا ہوا تھا۔ لیکن ہم کو یقین نہیں کہ قسطنطین نے اِس شہر کو کبھی دارالحکومت بنانے کا قصد کیا ہو۔ نیسوس کے علاوہ سارڈیکا کا شہر دریائے ڈینیوب کے کنارے پر تھا جس کا موجودہ نام بلگراد (بلغراد) ہے اور جو سربیہ کا دارالحکومت ہے۔ اِس شہر کا موقع ایسا تھا کہ اُس نے تاریخ میں بڑی اہمیت حاصل کی۔ سرحد پر جو جگہ سب سے زیادہ پُرخطر تھی اُس کے قریب ہی یہ شہر آباد تھا۔ بزنطیہ کے مورخ لکھتے ہیں کہ قسطنطین

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اکثر کہا کرتا تھا کہ "میرا روما تو ساردیکا ہے"۔ ساردیکا کے علاوہ جو شہر پسند کے قابل
تھا وہ نیکومیدیا تھا۔ جس کو شہنشاہ ڈائیوکلیشن نے بہت پسند کیا تھا۔ نیکومیدیا
کو چھوڑ کر سلونیکا کا شہر تھا جو اِس وقت بھی اگر قابل ہاتھوں میں ہو تو مشرقی یورپ
کے نہایت آسودہ حال شہروں میں سے ایک شہر ہو سکتا ہے۔ زوسیموس لکھتا ہے
کہ جس وقت قسطنطین نے مصمم ارادہ کر لیا کہ نیا شہر اُس تنگ سمندر کے کنارے بنایا جائیگا
جو قارۂ یورپ کو براعظم ایشیا سے جدا کرتا ہے تو اُس نے پہلے ایشیا کا ساحل شہر
بنانے کے لیے پسند کیا بلکہ وہاں شہر کی بنیاد ڈال کر کچھ عمارتیں بھی بنوانی شروع کر دیں۔
یہی مؤرخ لکھتا ہے کہ اُس کے زمانے تک اِس نئے شہر کے آثار ترائی اور پرگام کے
درمیان نظر آتے تھے۔ لیکن یہ واقعات مشتبہ معلوم ہوتے ہیں۔ بیزنطیہ کے موقع پر شہر
بنانے کی نسبت طرح طرح کے قصے مشہور ہوئے۔ منجملہ اُن کے ایک یہ تھا کہ
کرائی سوپولس کے شہر سے ایک عقاب اُڑا اور اِس پرواز میں اُس نے بیزنطیہ
کا رخ اختیار کیا۔ قسطنطین نے یہ دیکھ کر بیزنطیہ کو مبارک سمجھا۔ اور وہیں اپنا شہر بنانا
پسند کیا۔ ایک دوسرا قصہ اِس سے بھی دلچسپ یہ ہے کہ ایک دن قسطنطین سو رہا
تھا کہ ایک بڈھا جن جو بیزنطیہ کی پاسبانی کیا کرتا تھا اُس کو خواب میں نظر آیا۔ اور
نظر آتے ہی وہ ایک نہایت حسین عورت کی شکل میں بدل گیا اور اس عورت کو
قسطنطین نے اپنا نشان قیصری پیش کیا۔ یہ قصے سب دلچسپ ہیں۔ لیکن موقع کو پسند ۲۶۱
کرنے کی اتنی ہی وجہ سمجھنی کافی ہے کہ اُس نے اپنے تجربے اور اچھی سمجھ سے یہ موقع
تلاش کیا۔ وہ اس بات سے بخوبی واقف تھا کہ بیزنطیہ اپنے قدرتی موقع کی وجہ
سے نہایت مستحکم مقام ہے۔ اور دیکھ چکا تھا کہ جس زمانے میں خود اس شہر کا محاصرہ
کیا تھا تو اُس کی فوجوں کو شہر پر قبضہ کرنے میں کیسی سخت دشواریاں ہوئی تھیں۔
موقع کی خوشنمائی اور قدرتی خوبیوں پر بھی جب کبھی ادھر سے گذر ہوا تھا غور کر چکا
تھا۔ یہ شہر پرانے وقتوں کا ایک نہایت مشہور و معروف مقام تھا۔ مدتہائے دراز
سے اہل یونان کے تصور میں بحر یوزین (افشین) کے طوفان نہایت پرخطر ہوتے
تھے۔ اِس سمندر کو وہ اپنے ملک سے شمال مشرقی سمت میں بہت ہی فاصلۂ دراز پر
سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ اسکی بلاخیز طوفانی موجیں اُن باغوں کی نگہبانی کرتی ہیں جہاں سیب کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

درختوں میں سونے کے پھل لگے ہیں اور ہس پیراِنڈی نام کی حسین پریاں اُن کی رکھوالی
کرتی ہیں۔ یا جہاں سونے کی اُون رکھی ہے۔ اور ایک ہیبت ناک صورت کا دیو جو
رات دن میں کسی وقت نہیں سوتا اُس پر پہرا دے رہا ہے۔ اور یہ سمندر لوگوں کو اُن
وسیع ملکوں میں پہنچنے سے روکتا ہے جو اُس کے کنارے پھیلے پڑے ہیں اور جہاں
بڑے بڑے دریا دہشت ناک زمینوں پر بہتے ہیں اور جن کی جھیلوں اور بحیروں میں ہمیشہ
سخت طوفان آیا کرتے ہیں۔ بزنطیہ کے آباد ہونے کی کیفیت یہ ہے کہ ساتویں صدی
قبل مسیح میں میگارا واقع یونان کے ملاحوں نے کسی طرح بوسفورس کے دہانے تک
اپنی کشتیاں پہنچا دیں۔ اور اس مقام پر اتر پڑے جہاں سمدر دیوتا کی بیٹی ایو دنیا کا سیر
کرتی ہوئی یورپ کے ساحل سے ایشیا جانے کے لیے سوار ہوئی تھی۔ میگارا کے ملاح
اپنی کشتیاں موڑ کر بوسفورس کی اُس شاخ میں لے آئے جہاں موجیں خاموش تھیں
اور جو پہلے نام گولڈن ہارن یا ترکی میں ترسانے بوغازی کے نام سے دنیا میں مشہور ہے
پھر سورج کے دیوتا اپولو نے اِن ملاحوں کو حکم دیا کہ ایک بستی ٹھیک اُس شہر کے سامنے
بسائیں جو اندھوں کا شہر ہو۔ چنانچہ اِن ملاحوں نے ایشیا کے ساحل پر کیلسیدون کو
اندھوں کا شہر سمجھ کر اُس کے محاذ میں یورپ کے ساحل پر اپنی بستی بسائی۔ کیلسیدون کو
انھوں نے اندھوں کا شہر اس وجہ سے سمجھا کہ اُس کے بنانے والے اندھے ہی ہوں گے
جو اُنھوں نے یورپ کا کنارہ چھوڑ کر ایشیا کے ساحل پر اپنا شہر آباد کیا۔

پھر اس میگاری نے جو چھوٹی سی نوآبادی (بزنطیہ کے نام سے) ساحل پر آباد کی
اُس کو بہت جلد ترقی ہوئی۔ مگر قسمت کی گردشوں کا بھی خوب تجربہ ہوتا رہا۔ ایک زمانہ آیا کہ
دارائے عجم نے اس پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد یونانی سپہ سالار پاسینیاس فاتح پلاتیا نے
یونان سے ایرانی لشکر کشوں کو پسپا کر کے اُس کا محاصرہ کرلیا اور مدت کی کوشش کے
بعد شہر کو ایرانیوں کے تصرف سے نکال لیا۔ پھر یہ شہر کبھی دولت ایتھنز کا محکوم رہا اور کبھی اُسکا ۲۶۲
حریف مقابل بن گیا۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ فلپ (فیلقوس) بادشاہ مقدونیہ نے
اُس کا محاصرہ کیا۔ دو برس تک یہ شہر محاصرین کے حملوں کا کامیابی سے جواب کرتا رہا۔ اِس
بے مثل جرأت و ہمت پر دُور دُور اُس کی شہرت ہوگئی مجلس ایتھنز میں اِس وقت
اتفاق سے دیموس تھینز بڑے پایہ کا خطیب تھا۔ یہ اُسی کی جادو بیانی کا اثر تھا کہ

ایتھنز نے بیزنطیہ کی کمک پر فوجیں اور جہاز روانہ کئے۔ اسی زمانے میں ایک رات یہ واقعہ پیش آیا کہ مقدونیہ والوں نے اندھیرے میں شہر پر چھاپہ مارنا چاہا لیکن حملے کا قصد ہی کیا تھا کہ آسمان پر چاند نکل آیا۔ چاند نکلتے ہی بیزنطیہ والے ہوشیار ہو گئے اور شہر کو دشمن کے حملے سے بچا لیا۔ اِس واقعے کی یادگار میں اُنھوں نے اپنے سونے کے سکّے پر ہلال اور ستارے کی تصویر بنائی جو اِس وقت بھی ساڑھے چار سو برس سے ترکی سلطنت کا نشان چلی آتی ہے۔ بیزنطیہ کی دولت تجارت سے بڑھی۔ اُس کا بندرگاہ وہ تھا جہاں سے بوسفورس سے نکلنے والے اور بوسفورس میں داخل ہونے والے جہازوں کو گذرنا لازمی تھا۔ پس کوئی جہاز جب تک کہ وہ دہانۂ بوسفورس کے شہر پر محصول ادا نہ کرلے بحرِ اسود میں نہیں چل سکتا تھا۔ پولی بیوس لکھتا ہے[1] کہ "ہمارے نواح میں جہاں تک کہ ساحلی شہروں سے بحث ہے بیزنطیہ کے شہر سے زیادہ محفوظ اور فائدے کا دوسرا شہر نہ تھا۔" اس کے بعد لکھتا ہے۔

"چونکہ بحرِ اسود کے ساحلوں پر تمام ایسی چیزیں جو باقی دنیا کے لئے ضروریاتِ زندگی سے ہیں بکثرت موجود ہیں اِس لیے سمجھنا چاہیے کہ بیزنطیہ ہی کو اِن چیزوں پر قبضہ حاصل ہے۔ زندگی کی ضروریات میں سب سے پہلی چیز مویشی اور غلام ہیں۔ یہ چیزیں جس قدر عمدہ قسم کی اور بکثرت ساحل اسود کے ملحق ملکوں سے آتی ہیں اور کسی ملک سے نہیں آتیں۔ تکلف کی چیزوں میں دیکھئے تو اِن ہی ملکوں سے شہد۔ موم۔ اور نمک لگی ہوئی مچھلیاں آتی ہیں اور ہمارے ملک میں جس قدر شراب اور روغن صرف سے بچ جاتا ہے اُسکی کھپت بھی ان ہی ملکوں میں ہوتی ہے۔"

غرض بیزنطیہ کا شہر یورپ و ایشیا کے ناکے پر واقع ہونے سے سب قوموں کے لئے بحرِ اسود کا دروازہ کھلا رکھتا تھا۔ پولی بیوس لکھتا ہے کہ اِس شہر کے احسانات یونانیوں پر بہت تھے۔ جس وقت رومانی دنیا کی سب سے بڑی طاقت بن کر ظاہر ہونے شروع ہوئے تو بیزنطیہ نے سینیٹ یعنی مجلس سیاست روما سے ایک ۲۶۳
عہدنامہ کر لیا۔ روما نے بھی اِسی میں مصلحت دیکھی کہ بوسفورس پر ایک زبردست

[1] جلد ۴ باب ۳۸ وغیرہ۔

ریاست کا دوست رہنا اُن کے حق میں بہتر ہے کیونکہ اِس ریاست کے پاس جہاز کثرت سے تھے۔ اور اہل روما کے پاس بالعموم جہازوں کی قلت رہتی تھی۔ رومانی عہد میں بیزنطیہ کو بحیثیت ایک آزاد اور متحدہ ریاست کے مدت تک کم و بیش امن و اقتدار حاصل رہا۔ لیکن جب شہنشاہ وِسپاسیان کا زمانہ آیا تو اُس نے بیزنطیہ کو اُس کے حقوق سے محروم کر دیا۔ گو یہ حقوق بعد کو دیدیئے گئے لیکن دوسری صدی کے خاتمے کے قریب پھر اُسکو ایک سخت صدمہ پہنچا۔ اور وہ یہ تھا کہ شہنشاہ سے ویروس نے محاصرہ کر کے اُس پر قبضہ کر لیا۔ یہ محاصرہ عرصے تک جاری رکھنا پڑا جس کی وجہ سے ویروس کا غصہ بڑھتا گیا۔ چنانچہ جس وقت شہر فتح ہو گیا تو اُس نے شہر پناہ کے منہدم کرنے کا حکم دیا۔ دیواروں کے گرانے میں بہت وقت لگا اور محنت صرف ہوئی۔ کیونکہ پتھر سے پتھر اس طرح وصل کیا گیا تھا کہ کُل دیوار سالم ایک پتھر کی معلوم ہوتی تھی۔ بعد کو سے ویروس اپنی اس حرکت پر نادم ہوا اور مرنے سے کچھ پہلے اُس نے حکم دیا کہ شہر پناہ پھر بنا دی جاوے۔ غرض یہ سے ویروس کا بنایا ہوا بیزنطیہ تھا جس کو قسطنطین نے زیادہ تکلف سے تعمیر کر کے اپنا دارالسلطنت بنانا چاہا؛

اِس شہر کے موقع کی عمدگی کا حال جس خوبی سے مورخ گبن نے لکھا ہے اُس سے بہتر کوئی دوسرا نہیں لکھ سکا۔ ایک جگہ لکھتا ہے کہ یہ موقع ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قضا و قدر نے خود اپنے ہاتھ سے اُس کو ایک عظیم الشان سلطنت کا مرکز بنانے کے لئے تیار کیا تھا۔ اِس مضمون کے متعلق جو عبارت مورخ کی کتاب کے سترھویں باب میں ہے ہم اُس کو یہاں بجنسہ نقل کرتے ہیں:۔

"یہ شہر اکتالیسویں عرضِ بلد میں واقع ہے۔ یہی عرضِ بلد قریب قریب روما۔ مجریط اور نیویارک کا ہے۔ شہر کی ساتوں پہاڑیوں سے یورپ اور ایشیا کے ساحل نظر آتے تھے۔ موسم معتدل اور تندرستی کے لئے اچھا تھا۔ زمین شاداب و ثمر خیز تھی۔ بندرگاہ محفوظ اور وسیع تھے۔ یورپ کی جانب راستہ تنگ تھا اور دشمن اِس طرف آسانی سے
روکا جا سکتا تھا۔ بوسفورس اور ہیلس پونٹ (دردانیال) قسطنطنیہ کے دو دروازے ۲۶۴
تھے جس کسی کا قبضہ اِن دونوں دروازوں پر ہو اُس کے اختیار میں تھا کہ جب چاہے اُس کو بحری دشمنوں پر بند کر دے اور جب چاہے تجارتی مال کے بیڑوں کے لئے اُن کو

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کھول دے۔ مشرقی سلطنت کی حفاظت ایک حد تک قسطنطین کی مصلحتِ سیاسی کا نتیجہ کہی جا سکتی ہے کیونکہ بحر اسود کی غیر قوموں کو جو اگلے وقتوں میں اپنے بیڑے بحرِ متوسط تک لا کر لُوٹ مار کیا کرتی تھیں اب قسطنطنیہ سے گذرنا سخت دشوار ہو گیا اور ان کو مجبور ہو کر قزاقی کا پیشہ چھوڑنا پڑا جس وقت بوسفورس اور ہیلس پونٹ کے دروازے بند کر دیئے جاتے تھے تو قسطنطنیہ میں کسی چیز کی کمی نہ ہوتی تھی۔ اُس کی شہر پناہ اس قدر وسیع زمین کو احاطہ کیئے تھی کہ ہر قسم کی چیزیں غریبوں کی ضرورت سے لے کر امیروں کے تکلفات کی اُس میں پیدا ہوتی تھیں تھریس اور بتھی نیا کے سواحل اُس وقت بھی اور اب بھی ایسی قابلیت کی زمین رکھتے ہیں کہ اُن پر باغ اور انگورستان لگا کر کثرت سے میوے پیدا کرنے مشکل نہیں۔ بحرِ مارمورہ لذیذ مچھلیوں کے لیئے مشہور تھا جن کا خزانہ اب تک لازوال ہے اور جو خاص خاص موسموں میں بغیر زیادہ مشقت و ترکیب کے آسانی سے پکڑی جاتی تھیں۔ لیکن جب بوسفورس اور ہیلس پونٹ کے دروازے کھول دئے جاتے تھے تو پھر اطراف شمال و جنوب اور بحر اسود و متوسط کی پیداوار۔ جرمنی اور ستھیا کے جنگلوں میں دریائے تیلس اور بورستھینز کے منبعوں تک جس قدر چیزیں مل سکتی تھیں وہ سب اور ایشیا و یورپ کی صنعت کی عمدہ عمدہ چیزیں۔ مصر کا غلہ۔ ہندوستان کے جواہرات اور خوشبودار مصالح جہازوں میں بھرے بادِ موافق کی مدد سے قسطنطنیہ کے بندرگاہ میں آتے تھے اور یہی وہ مقام تھا جس نے صدہا برس تک پرانی دنیا کی تجارت کو اپنے طرف مائل رکھا۔

حربی اعتبار سے بھی یہ امر مفید تھا کہ حکومت کا مستقر اور افواج سلطنت کا صدر مقام اُس راستے کے قریب ہو جہاں سے ایشیا کی خانہ بدوش قومیں ایشیا ۲۶۵
سے اُٹھ کر یورپ میں پہنچا کرتی تھیں۔ یہ راستہ اُن اقطاع سے گذرا تھا جو بحرِ اسود کے شمالی ساحل سے ملحق تھے۔ سیتھی و قوط و سرماتی یہ جس قدر قومیں تھیں اسی راستے سے گذر کر یورپ میں داخل ہوئی تھیں۔ ہُن کی قوم نے اِس زمانے سے چند صدیوں کے بعد یورپ پر یورش کی۔ رومانی فوجیں قسطنطنیہ سے جہازوں پر سوار ہو کر بہت جلد بحر اسود کا گشت لگا سکتی تھیں۔ اور ڈینیوب۔ تنائیس اور بورس تھینز کے دریاؤں میں کشتیاں ڈال کر ایسے موقعوں پر جہاں خطرہ زیادہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہو اقوام غیر کے مقابلے کے لئے تیار ہو سکتی تھیں ؛

قسطنطین نے نئے شہر کی داغ بیل جس طرح ڈالی اُس کا قصہ سب کو معلوم ہے۔ پرانا شہر بزنطیہ بہت چھوٹا تھا۔ یعنی وہ صرف اُس حصے میں آباد تھا جس کو آجکل سرالیو (محل سرا) کہتے ہیں۔ قسطنطین کو یہ رقبہ بہت ناکافی معلوم ہوا۔ چنانچہ پرانے شہر کی حد سے نکل کر بحر مارمورہ کے کنارے کنارے برچھی سے نشان ڈالتا ہوا چلا۔ ملازمین شاہی ہمرکاب تھے۔ جب شہر سے بہت دور نکل آیا تو وہ تعجب میں گئے اور عرض کرنے لگے کہ اگر نئے شہر کو اِس قدر طول دیا جائیگا تو احاطہ بہت ہی وسیع ہو جائے گا اور شہر پناہ بھی بہت بڑی بنانی پڑیگی۔ قسطنطین یہ سنکر ناخوش ہوا اور کہنے لگا کہ میں ابھی اور آگے بڑھونگا۔ اور تاوقتیکہ "وہ ہادی برحق جو اس وقت میرے آگے چل رہا ہے گو نظر سے پوشیدہ ہے مجھ کو آگے بڑھنے سے نہ روکے گا میں برابر بڑھتا چلا جاؤنگا"۔ یہ حکایت سب سے پہلے فیلوس تورجیوس نے بیان کی ہے۔ مگر اُس کے مضمون میں کوئی ندرت نہیں ہے۔ قسطنطین کا ہمیشہ سے یہی طریقہ رہا تھا کہ وہ رعایا پر اپنی مرضی کو خدا کی مرضی ظاہر کیا کرتا تھا۔ شہر کی حدود قائم کرنے میں بھی یہ ہی ظاہر کیا کہ گویا وہ خدا کے کسی خاص ارشاد کی تعمیل میں مصروف ہے۔ چنانچہ ایک فرمان میں بھی قسطنطنیہ کا ذکر کرتے ہوئے
لکھا ہے کہ نیا شہر بنانے کے لئے "خدا کا حکم" اُس کے پاس آیا تھا۔ یہ جملہ لکھنے کو تو ۲۶۶
سب ہی بادشاہ لکھ جاتے ہیں لیکن کسی کے لئے اُس کا مفہوم زیادہ ہوتا ہے کسی کے لئے کم۔ اِس کا تعلق زیادہ تر طبیعت سے ہے۔ قسطنطین کے لئے "خدا کا حکم" (نوبنتی دیو) بہت پُر معنی جملہ تھا اور وہ چاہتا تھا کہ اُس کی رعایا بھی اس کو پُرمعنی سمجھے ؛

علمائے آثار کو قسطنطین کی بنائی ہوئی شہر پناہ کا پتا چلانا کوئی آسان کام نہیں معلوم ہوا۔ خاص کر شہر پناہ کا وہ حصہ جو خشکی کی طرف تھا۔ سمندر کی طرف سرالیو سے لے کر مارمورہ کے کنارے کنارے جو فصیل سیویروس نے بنائی تھی اُسکو قسطنطین نے اور اونچا کر کے خوب مضبوط بنا دیا۔ اور امیلیانوس کے دروازے تک اسی طرح دیوار کو اونچا کرتا ہوا لے گیا۔ اِس دیوار سے شہر کی جنوب مغربی حد قائم ہوتی تھی۔ شہر پناہ کا یہ حصہ ایک مرتبہ زلزلے کے صدمے سے ٹوٹ گیا تھا۔ شاہان آرکیدیوس و تھیودوسیوس ثانی نے پھر اُس کو بنوایا۔ خشکی کی طرف کی دیوار دروازہ امیلیانوس سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

شروع ہو کر چکر کاٹتی ہوئی ترسانے پوغازی (گولڈن ہارن) کے گوشے تک آئی ہے
اور یہ اُس مقام پر ختم ہوتی تھی جس کو آج کل جبل کاپو کہتے ہیں۔ اِس دیوار میں سات
دروازے اور بچانوے برج تھے۔ جس وقت آبادی بڑھتی اور شہر میں گنجائش نہ رہی
تو یہ دیوار گرا دی گئی اور شہنشاہ تھیوڈوسیوس نے ایک نئی فصیل نہایت مضبوط تیار
کرائی جو اِس وقت تک صحیح و سالم موجود ہے۔ پرانی دیوار کے نشانات کا پتہ
بہت کم چلتا ہے۔ لیکن یہ عام طور پر مانا جاتا ہے کہ اِس دیوار نے قسطنطنیہ کی ساتوں
پہاڑیوں کو احاطہ نہیں کیا تھا۔ گو جدید روما کو بھی مثل قدیم روما کے سپٹی کوئس یعنی
"ہفت کوہ" ہونے کا دعوے تھا۔ لیکن بوغاز قسطنطنیہ (گولڈن ہارن) کے
کنارے قسطنطین نے کوئی دیوار نہیں بنوائی۔ اُس کے عہد سے پانچ سو برس کے
بعد اِس طرف دیوار بنائی گئی۔ خلیج بوسفورس کی وجہ سے شہر کو محفوظ سمجھ کر اِس طرف
شہر پناہ بنانی غیر ضروری سمجھی گئی تھی۔ لیکن حفاظت کی نظر سے خلیج کے دہانے پر ایک
بڑی بھاری زنجیر پیپوں پر جو پانی پر قائم تھے سہارا دیکر ایک سرے سے دوسرے ۲۶۷
تک کھچوا دی تھی۔ اِس زنجیر کا ایک سرا اکیٹرپولیس کے قلعے سے شروع ہوا تھا۔ اور
دوسرا سرا اُس مقام تک آیا تھا جس کو گلاتہ (غلطہ) کہتے ہیں۔ اِس زنجیر کی چند کڑیاں
اب تک ترکی جبہ خانہ (سلاح خانہ) میں موجود ہیں۔ یہ خیال کہ دشمن کو روکنے کیواسطے
یہ زنجیر کفایت کرے گی کچھ بے جا نہ تھا۔ کیونکہ قسطنطنیہ کے جس قدر محاصرے ہوئے اُنمیں
صرف ایک مرتبہ دشمن اِس زنجیر سے گذر سکا۔ یعنی ۱۲۰۳ء عیسوی میں جبکہ ایطالیہ کے
صلیبی سپاہی باوجود عیسائی ہونے کے اِس مسیحی دارالحکومت پر ٹوٹ پڑے تھے؛
متذکرہ بالا رقبے کے اندر جو پرانے شہر بیزنطیہ کے رقبے سے بڑا مگر اُس
وسعت کے مقابلے میں کم تھا جو تھیوڈوسیوس کے زمانے میں شہر کو حاصل ہوئی
قسطنطین نے اپنا شہر تعمیر کرنا شروع کیا۔ قسطنطنیہ کا شہر اِس قدر جلد تیار ہوا کہ شاید
ہی کوئی دارالحکومت اِس قدر کم وقت میں بنا ہو۔ تعمیر کا کام بہت جلد ختم کر کے اختتام
کے قریب پہنچا کر ۳۳۰ء کے ماہ مئی میں یعنی آغاز تعمیر سے چار برس کے اندر رسم افتتاح
کی بہت بڑی نماز پڑھی گئی۔ اِس کل زمانے میں قسطنطین کے دماغ میں سوائے
تعمیر کے دوسرا مضمون نہ تھا۔ جس طرح قدیم زمانے میں ملکہ دیدو نے افریقہ پہنچ کر اپنے

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہم وطن اہل صور سے قرطاجنہ کی دیواریں جلد جلد اُٹھوائی تھیں ایسی ہی زود دستی سے قسطنطین نے بھی اپنا شہر تیار کرایا۔

چونے اور اینٹوں کے عشق میں خون پانی ایک ہو گیا۔ شہنشاہ اوگسٹیوس کی طرح قسطنطین کا بھی یہ ہی خیال تھا کہ حال کی شوکت اور آیندہ کے استحکام کے لئے کسی دارالسلطنت کی تعمیر پر جس قدر دولت صرف کی جاوے وہ کم ہے۔ قسطنطین نے صرف قسطنطنیہ ہی میں نہیں بلکہ اور شہروں میں بھی تعمیر کا سلسلہ جاری کیا۔ روما۔ یروشلم۔ انطاکیہ اور گال کے شہروں میں ہمیشہ عمارتیں بنواتا رہا۔ والیانِ ملک کو جس وقت تعمیر کے متعلق حکم جاری کرتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ نہایت بے صبر ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ کسی حاکم کو لکھا کہ ”مجھ کو یہ نہ لکھو کہ عمارت کا کام شروع ہو گیا ہے۔
۲۶۸ بلکہ یہ لکھو کہ عمارتیں بنکر تیار ہو گئیں“۔ قسطنطنیہ کے سامان تعمیر کے لئے دنیا کو چھان مارا معماروں اور مہندسوں کی تلاش اور مشہور اُستادوں کی بنائی ہوئی چیزوں کے فراہم کرنے میں کوئی دقیقہ کوشش کا باقی نہ چھوڑا۔ جب جلدی اس انتہا کو پہنچی تھی تو پھر ظاہر ہے کہ عمارتیں کمزور بنی ہوں گی۔ بعض مکانات تو تھوڑا سا زلزلہ آتے ہی گر گئے۔ بعض کو اتنے صدمے کی بھی ضرورت نہیں ہوئی۔ خود ہی گر گئے۔ بیان ہوا ہے کہ شہر بننے کے بعد دو تین صدیوں تک قسطنطنیہ کی عمارتوں کو زلزلوں سے بہت نقصان اُٹھانا پڑا لیکن بالکل ممکن ہے کہ یہ نقصان زلزلوں کے باعث نہ ہوا ہو بلکہ زیادہ تر سامان تعمیر کی خرابی اور بنیادوں کی کمزوری کا نتیجہ ہو۔ شہنشاہ جولیان قسطنطین کے شہر کو ایدونس کے باغ سے تشبیہ دیا کرتا تھا جہاں ہر صبح نئے پودے لگائے جاتے تھے اور رات کو جل کر خاک ہو جایا کرتے تھے۔ یہ مذمت واقعی کچھ بے جا نہ تھی۔

مگر باوجود ان نقصوں کے جس شہر کو قسطنطین بنیادوں سے اُٹھتے دیکھا کرتا تھا وہ تیار ہو کر حسن و خوبی میں بے مثل نکلا۔ اِس وقت قسطنطنیہ میں بہت سے پرانے آثار یا اُن کے نشانات جو زمانے کی غارتگری سے ابھی تک بالکل نہیں مٹے ہیں نظر آتے ہیں۔ مگر علماء آثار کو حیرت ہے کہ اِس شہر کی جس قدیم عمارت یا مقام کی تحقیق میں تاریخ کے اوراق اُلٹتے ہیں تو ہمیشہ قسطنطین کے عہد میں پہنچکر دم لینا پڑتا ہے گو قسطنطین کے بعد بیسیوں رومانی شہنشاہ اور ترکی سلاطین ہوے اور ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مضمون جاری رہا تاکہ اینٹ پتھر کی کچھ نشانیاں اپنی بھی دنیا میں چھوڑ جاویں ۔ لیکن سچ پوچھئے تو قسطنطنیہ ابھی تک قسطنطین ہی کا بنایا ہوا شہر ہے ۔ ناف شہر میں قسطنطین نے اوگسٹیوم جس کو "بادشاہی چوک" کہنا زیبا ہوگا بنوایا ۔ یہ ایک وسیع غیر مُسقف قطع تھا جس میں سنگ مرمر کا فرش تھا ۔ اس کی شکل کے بارے میں کہ آیا وہ مُدوّر تھا یا مربع ۲۶۹
یا مستطیل مورخوں نے اختلاف کیا ہے ۔ سنگ مرمر کے فرش پر جا بجا نہایت عمدہ صنعت کے بُت اور مجسمے نصب تھے ۔ اور چاروں طرف بڑی عالیشان اور خوشنما عمارتیں تھیں ۔ شمال کی طرف سنکتا سوفایا (ایا صوفیہ) کا گرجا تھا ۔ مشرق کی سمت میں اوگسٹیوم کے دار المشورۃ کی عمارت تھی ۔ اس قسم کی عمارتیں دو تھیں ایک کو اوگسٹیوم کا دار المشورت کہتے تھے اور دوسرے کو فورم کا دار المشورت ۔ جنوب کی سمت میں قصر شہنشاہی تھا جس میں ایک بڑے عالیشان دروازے سے داخل ہوتے تھے ۔ اس دروازے کا نام کالسی تھا ۔ اسی جنوبی سمت میں ہپودروم کا ایک حصہ اور زوسی لپس کے حوض و حمام تھے (ہپودروم کو ترکی میں ات میدان یعنی اسپ دوانی کا میدان کہتے ہیں) اوگسٹیوم اور فورم کے بیچ میں جو سڑک تھی اُس کو "میزے" یعنی بیچ کی راہ کہتے تھے ۔ اور اس پر پہنچنے کا راستہ مغرب کی جانب سے تھا ۔ اوگسٹیوم (شاہی چوک) میں جس کو قسطنطین کے بعد اور شہنشاہوں نے بھی بہت عمدہ چیزوں سے آراستہ کیا تھا ایک سنگ مرمر کا ستون نصب تھا جس کو ملیون کہتے تھے ۔ اس ستون سے سلطنت کے مختلف مقامات کا فاصلہ شمار ہوتا تھا ۔ اور اُس کے قریب ہی سنگ مرمر کی مُورتوں کا ایک مجموعہ تھا جس میں ایک بہت اونچی سنگین صلیب کے ایک جانب قسطنطین کا اور ایک جانب اُس کی ماں ہیلینہ کا بت کھڑا تھا ۔ ایک اور مورت ملکہ ہیلینہ کی سنگ سماق کے چبوترے پر نصب تھی ۔ اسی چوک میں ایک بُت تھا جس میں شہنشاہ جسٹی نیان کو گھوڑے پر سوار دکھایا تھا ۔ یہ عالیشان بُت تمام دنیا میں مشہور تھا ۔ ترکوں کی فتح سے پہلے اُس کا حال اکثر سیاحوں نے لکھا ہے ۔ لیکن جب مسلمانوں نے قسطنطنیہ کو فتح کیا تو اس بُت کو پاش پاش کر دیا ۔

اوگسٹیوم (چوک) کے مغرب میں قسطنطین کا فورم تھا ۔ اس کی شکل بیضاوی تھی اور صحن کے گرداگرد خوبصورت ستونوں کی صفیں تھیں ۔ دونوں سروں پر عالیشان دروازے تھے ۔ صحن کے بیچ میں "منارہ قسطنطین" تھا ۔ مشہور ہے کہ جب وقت قسطنطین نے بیزنطیہ میں لائی سی نیوس کا محاصرہ کیا تھا تو اسی مقام پر اپنا خیمہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

نصب کیا تھا۔ یہ منارہ اب تک موجود ہے مگر بہت سی شکستہ اور تبدیل شدہ صورت رکھتا ہے۔ مدت سے اُس کا نام جلا ہوا منارہ یا ستون سماق (ترکی میں چمبرلی تاش) مشہور ہو گیا ہے۔ پہلے نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ آگ سے اُس کو بہت نقصان پہنچا تھا۔ اور دوسرے نام کی وجہ یہ ہے کہ پُورا منارہ سنگِ سماق کا ہے۔ اسی قسم کے پتھر کے آٹھ مدوّر ٹکڑے دس دس فیٹ بلندی کے اس منارے میں ایک کے اوپر ایک رکھے ہوئے ہیں۔ اور ان ٹکڑوں کو پیتل کی بہت چکلی اور دبیز پٹی سے باندھا ہے جو منارے کے گرد اس طرح لپٹی ہوئی ہے جیسے کسی ستون پر پھولوں کی بیل چڑھی ہو۔ اسطرح پتھر کے ٹکڑوں کو جوڑ کر یہ منارہ ایک سنگ مرمر کی نشست پر جس کی بلندی ۱۹ فیٹ کی ہے قائم کیا گیا ہے۔ اور یہ نشست خود ۱۹ فیٹ بلندی کے ایک چبوترے پر قائم ہے۔ اس چبوترے کے چاروں طرف بہت خوبصورت سیڑھیاں بنی تھیں۔ چبوترے کے اندر کہا جاتا ہے کہ بہت سے پرانے تبرکات رکھے تھے۔ معلوم نہیں کہ فی الواقع ایسا ہی تھا یا محض روایت ہی روایت ہے۔ بہرکیف مشہور یہ ہے کہ ان تبرکات میں ایک تو مریم مگدلینی کا سپید سنگین صندوقچہ تھا اور دو صلیبیں تھیں جن پر جناب مسیحؑ کے مصلوب ہونے کے وقت دو بدکاروں کو مصلوب کیا گیا تھا۔ ان ہی تبرکات میں وہ تیشہ تھا جس سے عہد اوّلین کے درختوں سے لکڑیاں کاٹ کر حضرت نوحؑ نے اپنی کشتی تیار کی تھی۔ اور اسی صحبت اغیار میں رومائے قدیمہ کا پیلاڈیوم (یعنی بُتان پاسبان کا مجموعہ) تھا جو کیسی قول واقع روما کی پہاڑی سے اُٹھا کر اس اجنبی زمین میں لایا گیا تھا۔ منارے کے پایے پر اس مضمون کا ایک کتبہ تھا کہ "اے مسیح حاکم اور مالک اس دنیا کے۔ میں اس فرمانبردار شہر کو مع اپنے عصار حکومت اور روما کی سطوت کے تیری حفاظت میں سونپتا ہوں۔ اُس کو ہر نقصان سے محفوظ رکھ اور اُس کی ہر مشکل کو حل کر۔"

منارے کی چوٹی پر سورج کے دیوتا اپولو کا ایک بڑا عالیشان پیتل کا بُت نصب تھا۔ یہ بت ایتھنز کے شہر سے سرقہ کیا گیا تھا جہاں وہ مشہور بُت تراش فیدیاس کی
۲۷۰ صنعت کا اصلی نمونہ سمجھا جاتا تھا۔ مگر اس بُت میں منارے پر نصب ہونے سے
پہلے ایک بہت ہی نادر تبدیلی کی گئی تھی۔ اور وہ یہ تھی کہ اپولو کا چہرہ اُس پر سے اُتار کر قسطنطین کا چہرہ بنا کر لگا دیا گیا تھا۔ اس کے معنی یہ تھے کہ اس زمانے کے

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

بُت تراشوں میں اتنی لیاقت نہ تھی کہ وہ شہنشاہ کے لائق اُس کا بُت تیار کر سکتے۔ پھر یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ اور بھی کسی بُت کو نہیں خاصکر اپولو کے بُت کو تن سے سر جدا ہونے کی مشتبہ عزت بخشی گئی۔ کیونکہ عیسائی ہونے سے پہلے قسطنطین تمام بتوں میں اپولو ہی کو سب سے زیادہ پرستش اور عبادت کے لائق سمجھتا تھا۔ اسی کے ساتھ یہ بات بھی عجیب معلوم ہوتی ہے کہ سب سے پہلے عیسائی شہنشاہ کو یہ بات کیونکر گوارا ہو گئی کہ خاص ایسے شہر میں جس کی شہرت اُسی کے نام سے دنیا میں ہوئی۔ ضروری تھی۔ ایک ایسا بُت اُس کی یادگار میں نصب کیا جاوے جس سے بُت پرستی کی صدہا حکایات و روایات منسوب تھیں۔ اِس بُت پر جو عبارت کندہ تھی وہ بھی بُت پرستوں کی اصلاح کے لیئے تھی یعنی "قسطنطین کو سورج کی طرح چمکتا ہوا" لکھا تھا۔ بُت کے سر کے گرد جو سورج کی کرن کا ہالہ تھا وہ بھی خاص بُت پرستوں کا نشان تھا۔ مگر قسطنطین نے ان دونوں باتوں میں سے کسی پر بھی حرف گیری نہ کی۔ اپولو کے اصلی بُت کے داہنے ہاتھ میں یونان کے بُت تراش نے ایک برچھا اور بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر ایک کرہ رکھا تھا۔ اب اس کرہ پر ایک صلیب رکھدی گئی اور دیکھئے کہ سورج کا دیوتا (اپولو) بدل کر قسطنطین ہو گیا اور کوہ اولمپس کے خداؤں میں سے سب سے چمکتا ہوا خدا زمین پر مسیح کا دست و بازو بن گیا۔ قسطنطین کی شکل اختیار کرتے ہی یہ بُت وہ ہو گیا جس کی صدہا برس تک بے انتہا تعظیم کی گئی۔ گھوڑے کا سوار قریب آتے ہی گھوڑے سے اُتر پڑتا تھا۔ اور ہر ماہ ستمبر کی پہلی تاریخ کو اسی بُت کے قدموں کے نیچے شہنشاہ و بطریق۔ اساقفہ و قسیس جمع ہوتے تھے کہ شہنشاہ کی تعریف میں سرود بجائیں اور اُس کے لیئے دعائیں مانگیں۔ اِس بُت کا آخر کار کیا حشر ہوا اسکا حال مختصر یہ ہے کہ [illegible]سنہ عیسوی میں ہاتھ کا کرہ جس پر صلیب بنی تھی ایک زلزلے کے صدمے سے نیچے گر گیا۔ ۵۴۱سنہ عیسوی میں برچھے کی قسمت بھی اسی طرح پھوٹی۔ ۱۱۰۵سنہ عیسوی میں پورا بُت منارے کی چوٹی سے زمین پر بڑی مہیب آواز کے ساتھ گرا اور کئی آدمی دب کر مر گئے۔ اِس واقعے کے بعد منارے کی چوٹی پر ایک صلیب تیار کر کے نصب کر دی گئی۔ لیکن آگ کے شعلوں اور زمانے کے غارتگر ہاتھوں نے اِس منارے کی شکل اب اِس درجہ بگاڑ دی ۲۷۱
ہے کہ اُس کا پہچاننا بھی مشکل ہے ؏

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

اوگستیوم کے قریب ہی سے قصر شہنشاہی کا عالیشان سلسلہ شروع ہوتا تھا۔ اِس قصر کو اور محلوں سے تمیز کرنے کے لئے قصر کبیر کہا جاتا تھا۔ یہ قصر حقیقت میں بادشاہی محلوں کا ایک مجموعہ تھا جو نہایت وسیع رقبے پر پھیلا ہوا تھا۔ ہر قسم کی ضروریات جو بادشاہوں کو پیش آتی ہیں اُس میں موجود تھیں۔ گویا شہر کے اندر ایک دوسرا شہر آباد تھا۔ ہر چہار طرف سے فصیلوں اور بُرجوں سے محفوظ کیا گیا تھا۔ اُس میں شہنشاہوں کی سکونت کے مکانات باغات۔ گرجا۔ بارکیں۔ حوض و حمام موجود تھے۔ اور جب تک قصر بالاکرنی میں جو شہر کے دوسرے حصے میں تھا قسطنطنیہ کے بادشاہوں نے سکونت اختیار نہیں کی اسی قصر کبیر کی چار دیواری میں شہنشاہوں نے اپنے لیے نئے نئے محل تیار کرائے یا سابق کے محلوں میں ترمیم کی۔ زمانہ مابعد میں یہ قصر متعدد عمارتوں کا ایک ایسا مجموعہ ہو گیا جن میں باہمی تعلق تھا۔ ان مختلف عمارتوں میں بعض کے نام یہ تھے۔ کریسوترک لینون۔ تری کونکن۔ دافنی۔ کالسے۔ بوکولیون۔ مانا ورا۔ ایک عمارت کا نام دافنی اس وجہ سے تھا کہ اِس عمارت میں باغ دافنی سے جو انطاکیہ میں واقع تھا ایک مشہور کاہن کا ستون لاکر نصب کیا گیا تھا۔ ان میں ایک عمارت ایسی تھی جو قسطنطین کے وقت سے چلی آتی تھی۔ اس کا نام "محل سماق" تھا۔ اس کی چھت مخروطی شکل کی سنگِ سماق کی تھی اور یہ پتھر خاص اہتمام سے روما سے لایا گیا تھا۔ یہ عمارت مستوراتِ شاہی کی آسائش کیلئے خاص اوقات میں مخصوص تھی۔ یعنی بیگمات شاہی زمانہ حمل میں ہر وقت کی فکر و پریشانی سے بچنے کے لیے یہاں چلی آتی تھیں۔ جو بچّے اِس محل میں پیدا ہوتے تھے اُنکو پورفایروجنیتی یعنی محل سماق میں پیدا ہونے والے یا سماقی کہتے تھے۔ اِن بچّوں نے جوان ہوکر بیزنطیہ کی تاریخ میں بڑے بڑے کار نمایاں کیئے ہ۔

٢٧٣ قسطنطین نے سطح زمین کے اوپر ہی عمارتیں نہیں بنوائیں بلکہ بعض سطح زمین سے نیچے بھی تعمیر کرائیں۔ نئے شہر کے موقعے میں اگر کچھ عیب تھا تو صرف یہ تھا کہ اُس میں پانی کے قدرتی چشمے بہت کم تھے۔ اس لیے پانی پختہ نہروں کے ذریعے سے شہر میں لاکر حوضوں میں جمع کیا جاتا تھا اور پھر وہاں سے تمام شہر میں تقسیم ہوتا تھا۔ یہ حوض یا پانی کے خزانے بہت اونچے ستونوں یا پایوں پر قائم کیئے گئے تھے۔ بعض حوض چھوٹے تھے اور بعض حوض اتنے بڑے تھے کہ اُن کے بنوانے میں بڑی دولت صرف ہوئی ہوگی۔ اِن میں دو سب سے بڑے حوض

جو اس وقت تک سولہ سو برس سے موجود ہیں بالکل درست حالت میں ہیں۔ انہیں ایک حوض فیلوکسینوس کا بنوایا ہوا ہے جس کو ترکی زبان میں "بن بیردرک" یا ہزار و یک ستون کہتے ہیں۔ یہ پانی کا بڑا خزانہ چودہ چودہ سنگین پیل پایوں کی سولہ صفوں پر قائم ہے۔ ہر ایک پایے کو اس طرح قائم کیا ہے کہ تین ستون ایک کے اوپر ایک اٹھارہ اٹھارہ فیٹ کے کھڑے کیے ہیں۔ گویا ایک پیل پایے کی مجموعی بلندی ۵۴ فیٹ کی ہے۔ سب سے نیچے کے اور کسی قدر بیچ کے ستون مدت سے مٹی میں دب گئے ہیں فیلوکسینوس جس کا نام اس رفیع الشان عمارت کی وجہ سے ہمیشہ کو زندہ ہو گیا روما سے خاص شہنشاہ کی طلبی پر قسطنطنیہ آیا تھا۔ یہاں آکر شہنشاہ کو خوش کرنے کے لیے اور خلق کی حاجت روائی کے شوق میں اس حوض کی تعمیر میں کثرت سے اپنا روپیہ صرف کیا شہر کے اور لوگوں سے بھی اس تعمیر کے لیے چندہ لیا گیا۔ اور جس طرح آجکل چندہ مانگنے کے وقت مہذب طبیعتوں کو یہ سنا کر ابھارا جاتا ہے کہ آپکا نام نامی بنیاد کے پتھر پر کندہ کرایا جائے گا اور لوگ اس معصوم شوقِ نمود میں تھیلیوں کا منہ کھول دیتے ہیں اسی طرح اس زمانے میں بھی ہوا کیونکہ ان ستونوں پر ایسے ہی چندہ دینے والوں کے نام کہیں کہیں ابھی تک پڑھے جاتے ہیں۔ مسٹر گروونر جنھوں نے ان پانی کے خزانوں کا ذکر بہت ہی خوبی و تفصیل سے لکھا ہے لکھتے ہیں کہ یہ نام یونانی حروف میں کندہ ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ "جس قدر کتبے دیکھنے میں آتے ہیں وہ سب یونانی زبان میں ہیں۔ بانیٔ شہر نے اس شہر کو دوسرا روما بنانا چاہا تھا مگر تمام کتبوں کا یونانی زبان میں ہونا ثابت کرتا ہے کہ رومائی خصوصیتیں اس شہر میں
بہت کم پیدا ہو سکیں"۔ دوسرا بڑا حوض شہنشاہی حوض کے نام سے مشہور تھا۔ اس کی تعمیر ۲۷۴
قسطنطین نے شروع کی تھی اور شہنشاہ جسٹی نیان نے اپنے عہد میں اس کی درستی کی۔ اس حوض کو آج کل ترکی زبان میں "یری بطن سرائے" یا زمیں دوز عمارت کہتے ہیں (غالباً یہ کہیں کسی نشیب کی زمین یا وادی میں واقع ہے)۔ یہ پانی کا خزانہ ۳۳۶ ستونوں پر قائم ہے۔ ایک ستون سے دوسرے ستون میں بارہ بارہ فیٹ کا فاصلہ ہے۔ اور ستونوں کی صفیں ۲۸ ہیں۔ حوض کا طول ۳۹۰ فیٹ کا اور عرض ۱۷۴ فیٹ کا ہے اور نہر والنس سے اس میں اب تک پانی اسی طرح آتا ہے جیسے کہ پہلے دن آیا تھا۔

قسطنطنیہ کی شان و شوکت زیادہ تر اس کے گرجاؤں اور ہپوڈروم یعنے

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

گھڑ دوڑ کے میدان سے تھی۔ گرجاؤں کا مختصر حال یہ ہے کہ شنت سوفایا کا گرجا جو مشہورِ عالم
ہے (اور جو آجکل مسجد ایا صوفیہ ہے) یہ قسطنطین کا بنوایا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ شہنشاہ جستی نیان
کی تعمیرات سے ہے۔ قسطن طین نے بھی ایک گرجا اسی نام کا بنوایا تھا جس پر خود اُس نے
اور اُس کے بعد اکثر شہنشاہوں نے بہت دولت صرف کی تھی لیکن یہ گرجا نیکا کے
ہنگامے میں جل کر خاک ہوگیا۔ یہ ہنگامہ وہ تھا جس نے آدھے شہر کو راکھ کا ڈھیر بنا دیا تھا۔
قسطنطین نے اس گرجا کو اس نیت سے نہیں بنوایا تھا کہ وہ شہر کا سب سے بڑا گرجا یعنی
مطرانی کلیسا سمجھا جاوے۔ مطرانی کلیسا اُس نے علٰحدہ تیار کرایا تھا۔ مگر وہ سوفیس (عقل)
کے نام سے نہیں بلکہ ایرینی (امن و خیر) کے نام سے موسوم ہوا تھا۔ اُس کا نام
شنت سوفایا (یعنی معبدِ عقلِ الٰہی) نہ تھا بلکہ شنت ایرینی (یعنی معبدِ امنِ خداوندی)
تھا۔ نیکا کے ہنگامے میں شنت ایرینی کا گرجا بھی جل گیا۔ مگر جستی نیان نے اُسکو
ازسرِ نو تیار کرایا۔ یہ گرجا وہ تھا جو بطریق کے زیرِ انتظام تھا۔ اور اُس کو بطریقی کلیسا
کہا جاتا تھا۔ کیونکہ اس میں پیش نمازی کی خدمت خاص بطریق کو حاصل تھی قسیسوں
کی کوئی علٰحدہ جماعت اس کلیسا کی ملازمت میں نہ تھی۔ ۳۳۵ء عیسوی میں اسی شنت ایرینی
کے گرجا میں قربانگاہ کے نیچے اسکندر بطریق قسطنطنیہ نے شبانہ روز خدا سے دعا مانگی تھی
کہ مجھ میں اور ایریوس میں کسی ایک کو پسند کرلے۔ اِس کا جواب یا جس کو جواب
۲۷۵ سمجھا گیا منارۂ قسطنطین کے نیچے خدا کی طرف سے ملا۔ اسی گرجا میں پچاس برس
کے بعد ۳۸۱ء عیسوی میں ایریوسی مناظرہ خاتمہ کو پہنچا اور یہی وہ گرجا تھا جہاں قطعی فیصلہ
سنایا گیا کہ روح القدس فضیلت میں باپ اور بیٹے کے برابر ہے۔ اور یہی ایک
گرجا زمانہ بیزنطیہ کا یاد دلانیوالا شہر کے اُس حصے میں باقی ہے جس کو سرائیو کہتے
ہیں۔ ترکوں کی فتح کے زمانے سے وہ بطور ایک حربی عجائب خانے کے استعمال
ہوتا ہے۔ اُس کی دیواروں پر طرح طرح کے زرہ بکتر۔ خود و چار آئینے۔ گرز و نیزے
اور پرانے وقتوں کی تلواریں نصب ہیں اور نیچے فرش پر آجکل کی بندوقیں اور رفلیں
آراستہ ہیں اور وہ عمارت جس کو امن و سلامتی کا گھر کہا جاتا تھا اور امن و سلامتی بھی
وہ جو انسان کے دائرۂ ادراک سے خارج تھی اب سامانِ جنگ و پیکار کا مخزن ہے۔
مسٹر گروونر اُس کے تاریخی حالات کا خلاصہ ایک ہی فقرے میں خوب لکھ گئے ہیں

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ "شیفنت ایرینی ایک عظیم الشان آتشدان کا سنگین فرش ہے جس پر خدا کا دیا ہوا مذہب
اور دنیا کی فتوحات دہریتیں سب راکھ کا ڈھیر ہو کر ٹھنڈی پڑی ہیں۔"

قسطنطنیہ کا ایک اور گرجا بھی قابلِ ذکر ہے۔ یہ گرجا وہ ہے جس کو قسطنطین نے
ثالوث مقدس کے نام سے موسوم کیا تھا۔ مگر یہ نام بہت جلد "حواریین قدسیہ"
کے نام سے بدل گیا۔ کیونکہ اس کے قربانگاہ پر پولوس کے خداترس ساتھی تموتی و
اندراس و لوقہ کی ہڈیاں۔ ماتھیاس شہید کا لاشہ یعقوب برادرِ مسیح اور یوحنا کا
سر رکھا تھا۔ یہ تبرکات اس درجہ وقیع تھے کہ گرجا کا نام "کلیسائے ثالوث" سے
"کلیسائے حواریین" ہو گیا۔ اسی گرجا کے منبر سے یوحنا کری سوستم نے ملکہ یودوشیا
کی تکفیر کی تھی لیکن اس کی شہرت کا اصلی باعث یہ ہوا کہ وہ صدہا برس تک شاہانِ قسطنطنیہ
کا گورستان رہا۔ سوائے مسلط خاندان شاہی یا مشرقی کلیسا کے عمائد کے اور کسی کا جنازہ ۲۷۶
وہاں دفن نہیں ہو سکتا تھا۔ شہنشاہ اوگستوس نے جس طرح مارس کے میدان
میں ایک عالیشان مقبرہ بنوایا تھا اسی طرح قسطنطین نے اس گرجا کے دروازے
پر مقابر کے لیئے ایک عمارت بنوائی۔ جب اس میں جگہ نہیں رہی تو شہنشاہ جستی نیان
نے دوسری عمارت اسی غرض سے تیار کرائی۔ ہر ایک تاجدار جس طرح زندگی میں
پر تکلف لباس پہنتا اور سر پر تاج رکھتا تھا وہ ہی شان مرنے پر بھی قائم رکھی جاتی تھی۔ اور
اس کی قبر پر سنگ مرمر کا ایک خوشنما تعویذ یا تابوت نما عمارت ہوتی تھی۔ غرض دنیا کی
تاریخ میں کوئی دوسرا گرجا ایسا نظر نہیں آتا جہاں اس کثرت سے بادشاہوں اور اکابرِ دین عیسوی
کی خاک دبی ہو۔ ان مقابر سے علیحدہ شہنشاہِ جولیان کا مقبرہ تھا جو عیسائی مذہب چھوڑ کر
بت پرست ہو گیا تھا۔ اسی طرح چار شہنشاہوں کے مقبرے جو ایریوسی عقائد کے
پابند تھے سب سے علیحدہ تھے۔ یہ لوگ گویا دینداروں کی صحبت سے خارج تھے۔
اور ان کو صدر مقام سے اس قدر دور کہ جس قدر دور کسی شہنشاہ کو دفن کرنا ممکن تھا
دفن کیا تھا۔ ان مقبروں کو ترکوں سے کوئی نقصان نہیں پہنچا بلکہ یہ الطالیہ کے
عیسائی مغرب کے قزاق تھے جو مسلمانوں سے صلیبی لڑائیاں لڑنے اٹھے تھے مگر
رستے میں اتر کر قسطنطنیہ کے متبرک مقامات کو لوٹنے لگے اور ان میں جس قدر قیمتی
سامان رکھا تھا وہ لے لیا اور صدہا برس سے جو ہڈیاں اپنی اپنی لحد میں آرام سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

پڑی تھیں اُن کو کھود کر باہر پھینک دیا ؛

اب ہم گرجاؤں کے ذکر سے فارغ ہو کر ہپوڈروم کا ذکر کرتے ہیں جو ہر طرح کے کھیل تماشوں ۔ فوجی کرتبوں اور ورزشوں کے لئے ایک بہت وسیع و عالیشان عمارت تھی ۔ ترکی زبان میں اس مقام کو اٹمیدان (اسپ میدان) کہتے ہیں جو یونانی لفظ ہپوڈروم کا لفظی ترجمہ ہے ۔ اس عمارت اور اُس کے وسیع میدان کی پچھلی شان و شوکت اب کچھ باقی نہیں ہے ۔ اُس کے اصلی رقبے کا تہائی حصہ بھی اب نظر نہیں آتا ۔ اس وقت وہ محض فوج کے قواعد کرنے کا ایک میدان ہے جس کے چاروں طرف مکانات بنے ہوئے ہیں ۔ لیکن اُس کے احاطے میں اصلی عمارت کی اب صرف تین چیزیں باقی ہیں ۔ اور یہ دنیا کے آثار قدیمہ میں بڑی قابل قدر چیزیں ہیں جن کو دیکھ کر اُن کی شوکت ماضی کی کہانیاں یاد آ جاتی ہیں ۔ ان تین بڑی یادگاروں میں ایک تو مصری لاٹھ ہے ۔ ایک سانپوں والا ستون ہے ۔ اور ایک اور بوسیدہ کھمبا یا منارہ ہے جس کی صورت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہوا کا جھونکا
۲۷۷ آتے ہی گر پڑے گا ۔ ان تینوں ستونوں کے موقع سے دیوار اسپینا کا پتا بھی چلتا ہے جو سنگ مرمر کی ایک چوڑی مگر بہت نیچی دیوار تھی جس کے گرد گھوڑوں کے رتھ آندھی کی طرح دوڑائے جاتے تھے ۔ مصر والی لاٹھ پرانی عمارت کے بالکل وسط میں تھی اور صورت عمارت کی یہ تھی کہ گویا دو سیدھے اور لمبے ضلعوں یا خطوط متوازیہ کو ایک طرف گولائی دیکر ملا دیا ہے ۔ مصری لاٹھ سے گولائی کے بیچ تک ۶۹۱ فیٹ کا اور دونوں ضلعوں کا درمیانی فصل ۳۹۵ فیٹ لمبا تھا ۔ اس حساب سے کل عمارت کا طول تقریباً ۰۰۴۱ فیٹ اور عرض تقریباً ۰۰۴ فیٹ تھا ۔ عرض و طول میں یہ ہی ایک اور ساڑھے تین کی نسبت روما کے اسپ میدان میں بھی تھی جس کو میک سیموس نے بنوایا تھا ۔ یہ عمارت طول میں شمال شمال مشرق کی سمت رکھتی تھی اور اوگستیوم کی عمارت سے ہم ردیف تھی ۔ ۲۰۳ء عیسوی میں شہنشاہ سےویروس نے اس عمارت کو شروع کیا تھا ۔ یہ اسی شہنشاہ کا نتیجہ فکر تھا کہ عمارت کا نقشہ ایسے وسیع پیمانے پر تیار ہوا ۔ مگر سےویروس اُس کو ختم نہ کر سکا اور تقریباً سوا سو برس تک تعمیر نا تمام پڑی رہی ؛

اب عمارت کی کسی قدر تفصیل سنیئے ۔ شمال کی جانب دونوں ضلعوں کے

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

قسطنطین

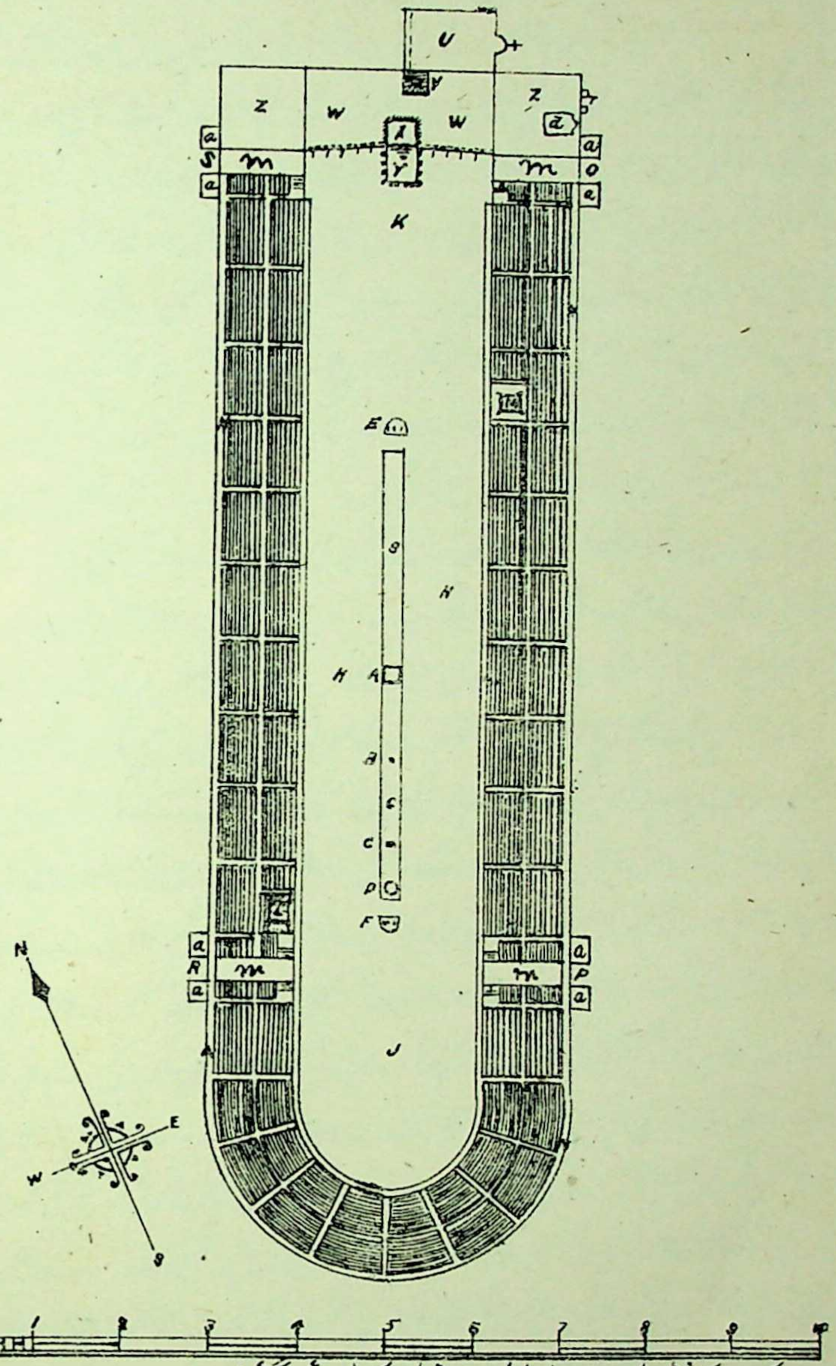

اسکیل - ایک سنٹی میٹر میں ۳۰ میٹر یا ۹۸½ فٹ دکھائے گئے ہیں -

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خاتمے پر ایک بڑا مرتفع دو منزلہ مکان تھا جس نے دونوں ضلعوں کو ملا دیا تھا۔ نیچے کی منزل
کے برآمدے اونچے اونچے ستونوں پر قائم تھے۔ اور ایک چار دیواری کے اندر جس کے
دروازے بھی تھے یہ عمارت واقع تھی۔ نیچے کی منزل میں اصطبل اور مودی خانے تھے جن کو رومانی
لوگ کارسیریز اور یونانی لوگ منگانا کہتے تھے۔ اوپر کی منزل نہایت عالیشان تھی۔ اسمیں
ایک بڑا دربار کمرہ تھا جس کے وسط سے ایک دوسری عمارت کمرے کی سطح سے کسی قدر بلند
ستونوں پر قائم تھی۔ اس کو کاتھسما (شہ نشین) کہتے تھے۔ کاتھسما سے کچھ آگے کو نکلا ہوا
وہ مقام تھا جہاں شہنشاہ کا تخت رکھا رہتا تھا۔ جس وقت شہنشاہ اس تخت پر بیٹھتا تھا تو نیچے
دربار کے کمرے میں اراکینِ سلطنت اور فوج خاصہ کی نشست ہوتی تھی۔ تخت کے مقام سے
کچھ آگے مگر کسی قدر نیچی سطح پر ایک چبوترہ تھا جس کی چھت ستونوں پر قائم تھی۔ اس مقام کو
پی کہتے تھے۔ یہاں شہنشاہ کے عَلَم بردار کھڑے ہوتے تھے۔ یہ پوری دو منزلہ عمارت
عرض میں ۳۰۰ فیٹ تھی۔ اوپر کی منزل میں شہنشاہ کے قیام کے لیے متعدد کمرے نہایت پرتکلف
سامان سے آراستہ رہتے تھے۔ یہ منزل اس قدر عالیشان تھی کہ اُس کو محل کہا جاتا تھا۔ اسکے
عقب میں سینٹ اسٹیفن کا گرجا تھا۔ اس گرجا سے ایک چکردار زینے کے ذریعے سے کاتھسما ۲۷۸
تک پہنچنے کا راستہ رکھا گیا تھا۔ جب کبھی شہنشاہ ہپوڈروم کی سیر کو آتا تھا تو اس گرجا میں
بھی حاضر ہوتا تھا۔ اس زینے میں شہنشاہ سے کم درجے کا آدمی اگر قدم رکھتا تھا تو سمجھا جاتا
تھا کہ زمین ناپاک ہو گئی۔ اس محل سے نیچے ہپوڈروم کا صحن جس میں کنارے کنارے
تماشائیوں کے بیٹھنے کے درجے بنے تھے اور بیچ میں گھوڑوں اور رتھوں کے دوڑانے کی
جگہ تھی بخوبی نظر آتا تھا۔ مگر باوجود اس کے یہ محل ہپوڈروم کی اصلی عمارت سے بالکل بے تعلق
تھا۔ کیونکہ جہاں ہپوڈروم کے دونوں لمبے ضلعے ختم ہوتے تھے وہاں سے محل تک دونوں طرف
فقط دیوار کھنچی تھی۔ اب دونوں ضلعوں اور بیچ کی گولائی پر جو پہلی صف تماشائیوں کی نشست
کی تھی وہ صحن سے تیرہ فیٹ اونچی تھی۔ اس صفِ اول کو پولیوٹیکون یا پوڈیوم کہتے
تھے۔ اس میں صرف معززین بیٹھتے تھے۔ اس صف کی پشت پر اور صفیں درجہ بدرجہ
اونچی ہوتی گئی تھیں۔ بیچ میں جا بجا نیچے کی صفوں سے اوپر کی صفوں میں جانے کے لیے
راستے چھوڑ دیئے گئے تھے۔ سب سے اونچی صف سے ملا ہوا ایک عریض راستہ تھا جو ایک
ضلع کی ابتدا سے دوسرے ضلع کی انتہا تک اوپر ہی اوپر چلا گیا تھا۔ یہ چوٹی کا راستہ سطحِ زمین

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

سے ۴۰ فیٹ اونچا تھا۔ اِس کا فرش سنگِ مرمر کا تھا اور تمام صفوں میں نشست کی چوکیاں
بھی سنگِ مرمر کی تھیں۔ ایک صف کو دوسری صف سے خشتی محرابیں بنا کر اونچا قائم کیا تھا۔
اِس عظیم الشان تماشاگاہ میں اَسّی ہزار آدمیوں کے بیٹھنے کی جگہ نہایت آسائش و آرام کی
موجود تھی۔ اب ذرا تصور سے کام لیجئے تو اِن ہزار ہا تماشائیوں کے شور و غل کی اُڑتی صدائیں
صدیوں کی منزلیں طے کر کے اِس وقت بھی کانوں میں آتی معلوم ہوتی ہیں۔ صدہا برس تک
سیر و تماشے کے لیئے لوگ اِس تماشاگاہ میں بیٹھے جس کا آج ایک پتھر بھی دوسرے پتھر پر قائم نہیں
مسٹر گروونر نے اِس عمارت کی نسبت خوب کہا ہے کہ "کوئی تماشہ خانہ کوئی قصرِ شاہی۔ کوئی
عالیشان عمارت اِس وقت دنیا میں ایسی موجود نہیں ہے جس کی چوٹی پر ایسا خوشنما راستہ
سیر کے لیئے بنا ہو۔ اگر عمارت کو اندر سے دیکھئے تو جاہ و حشم کے سامان شہنشاہوں اور قیصروں
کے جلسے۔ رعایا کے کھیل تماشے ہیں۔ اور باہر کی طرف نظر ڈالیئے تو ایک بے نظیر شہر کی بے شمار ۲۷۹
رفیع الشان عمارتوں کا منظر سامنے آتا ہے جو کچھ اوپر پانچ سو برس تک نہایت پر تکلف
نہایت شائستہ بلکہ دنیا کا ایک ہی پر تکلف اور شائستہ شہر تھا۔ اسی بلند مقام سے
ذرا اور نظر بڑھا کر دیکھیئے تو خلیج بوسفورس جہازوں سے پٹا پڑا ہے۔ اِس خلیج کے
پیچ و خم اور پیچ و خم میں اُس کے ساحلوں کی خوشنمائی۔ بحرِ مارمورہ میں چھوٹے چھوٹے
سر سبز جزیروں کی کثرت جیسے زیور میں زمرد جڑے ہوں اور پھر اُس کے حاشیے پر ایشیا کے
خوبصورت ساحل اور اِن سے آگے ارگان تھوتیوس کے پہاڑوں کا طولانی سلسلہ
اور بتھی نیا میں کوہِ اولمپس کی برفانی چوٹیاں سورج کی کرن میں بجلیوں کی طرح
تڑپتی ایک ایسی تصویر نظر کے سامنے لاتی تھیں جو انسان کے ہاتھ کا بنایا ہوا کوئی دوسرا
شہر پیش نہیں کر سکتا تھا۔"

ہپوڈروم کے وسطِ صحن میں طولاً اسپینا تھا۔ یہ سنگِ مرمر کی چار فیٹ
اونچی اور چھ سو فیٹ لمبی دیوار تھی۔ دیوار کے شمالی سرے پر جہاں سے تخت کا سامنا پڑتا
تھا کھیلوں میں اُس فریق کے جیتنے یا ہارنے کا مقام تھا جس کو تاریخ میں فریقِ ازرق (نیلا)
لکھا جاتا ہے۔ اور دوسرے سرے پر اُس فریق کا پالا تھا جس کو فریقِ اخضر (ہرا) کہتے تھے۔
اِس سنگِ مرمر کی دیوار پر نہایت خوبصورت اور اونچے ستون نصب تھے۔ انھی میں وہ
تین ستون ہیں جن کا ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں۔ اِن میں مصر والی لاٹھ بادشاہِ مصر توتمیس سوم

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے زمانے کی ہے۔ قسطنطین اُس کو مصر سے قسطنطنیہ میں لایا اور جس قدر صدیاں اب اُسکو
قسطنطنیہ میں قائم ہوئے گذری ہیں اُس سے کہیں زیادہ مصر میں گذر چکی تھیں۔ قسطنطین
جس وقت اُس کو اپنے شہر میں لایا تو کوئی معمار یا مہندس اُس کو موقع پر نصب نہ کر سکا۔ اور
وہ برسوں تک زمین سے ایک سرا کچھ اُٹھا ہوا یونہی پڑی رہی۔ حتیٰ کہ ۳۸۱ء میں شہر پر کلیس
کے حاکم نے اُس کو اُٹھوا کر سیدھا کرایا اور تانبے کے مکعب پائے اُس کے نیچے دیکر اُسکو
ٹھیک طور پر نصب کرایا۔ دوسرا استون جو بہت بوسیدہ حالت میں ہے قسطنطین
کے بہت بعد کا ہے۔ اُس کو قسطنطین ہشتم نے جو محل سماق میں پیدا ہوا تھا نصب کرایا
تھا۔ یہ ستون ایک زمانے میں دھوپ میں بہت چمکا کرتا تھا۔ کیونکہ اُس پر صیقل کئے ہوئے
پیتل کی تختیاں منڈھی ہوئی تھیں۔ تیسرا استون بل کھائے ہوئے سانپوں والا تھا جو
ولفای کے مندر سے یہاں لایا گیا تھا۔ اِس کا قصہ ایسا عجیب ہے کہ بار بار بیان ۲۸۰
کرنے سے بھی اُس کا لطف کم نہیں ہوتا۔ یہ ستون یونانیوں نے جنگ پلاتیا کو فتح کرنے کی
خوشی میں تیار کیا تھا۔ جنگ پلاتیہ وہ معرکہ تھا جس میں یونان کے لوگوں نے شہنشاہ ایران
زرکسیز کی فوجوں کو اپنے ملک سے ایسا پس پا کیا تھا کہ پھر اُن کی ہمت یونان پر حملہ کرنے کی
نہیں ہوئی۔ اِس ستون کو کورنتھیا کے پیتل سے بنا کر اپولو کے مندر پر چڑھایا تھا۔ اس پر
یونان کی اکتیس ۳۱ ریاستوں کے نام کندہ ہیں جنھوں نے مل کر اپنی ملک کی آزادی قائم رکھی
تھی۔ ان میں کسی قدر جلی حرفوں میں تیغیا والوں کا نام کھدا ہے۔ مورخ ہیرودوتس لکھتا ہے
کہ ان لوگوں نے یونان کی ریاستوں پر اس بات کو قطعی ثابت کر دیا تھا کہ اُن کا نام
اِس یادگار پر خصوصیت کے ساتھ کندہ ہونا چاہئے۔ اس عجیب و غریب ستون کی تاریخ
پانچویں صدی قبل مسیح کے آغاز سے شروع ہوتی ہے اور اُسی وقت سے ہر درجے اور
زمانے کے یونانی اور رومانی مورخوں نے اُس کے حالات قلمبند کئے ہیں۔ اٹھارویں صدی
کے شروع تک سانپوں کے سر اِس ستون پر موجود تھے۔ اب یہ سر موجود نہیں ہیں مگر باوجود
اِس بگڑی ہوئی صورت کے پرانے زمانے کی کوئی یادگار اِس سے زیادہ دلچسپ نہیں ہے۔
کیونکہ یونان و ایران قدیم کے بڑے بڑے ناموروں سے جیسے کہ یونان میں پاسے نیاس
اور تھمسٹوکلیز اور ایران میں زرکسیز اور مارڈونیاس گذرے تھے اُسکو تعلق
ہے۔ پھر یہ خصوصیت اور زیادہ ہے کہ سلطنت یونانیہ کے سب سے متبرک مقام یعنے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

دیلفای کے ہیکل الشمس میں سات سو برس تک وہ نصب رہ چکا تھا۔ یہاں اُس کی چوٹی پر سونے کی ایک چوکی رکھی تھی جس پر دیلفای کی کاہنہ بیٹھ کر یونانی ریاستوں کی بابت جو ہدایتیں یا خبریں نازک وقتوں میں غیب سے ملتی تھیں اُن کو سناتی تھی۔ یہ ستون اندر سے کھوکلا ہے۔ بالکل ممکن ہے کہ جس وقت کاہنہ پر خاص کیفیت طاری ہوتی تھی تو اسی کھوکلے ستون سے جیسا کہ فرض کیا جاتا ہے بے خود کرنے والی دھونیاں اُس کے دماغ تک پہنچائی
۲۸۱ جاتی ہوں۔ جس وقت مقدونیہ کے بادشاہ فلپ اور یونانیوں میں لڑائیاں شروع ہوئیں تو اس ستون پر جو سونے کی چوکی جڑی تھی وہ چوری ہوگئی۔ جب قسطنطین اُسکو دیلفای سے قسطنطنیہ میں لایا تو ایک نئی چوکی سونے کی اُس کے واسطے تیار کرائی گئی۔ یہ ستون اب تک صدہا برس کے گرم و سرد کے بعد بھی اُسی چبوترے پر قائم ہے جس پر قسطنطین نے اُس کو قائم کیا تھا۔ مگر چبوترہ اب اتمیدان کی سطح سے کئی فیٹ نشیب میں ہے۔ عیسائی اور ترک سب اُس کو ایک متبرک چیز خیال کرتے ہیں۔ اور پرانے وقتوں کی چیزوں میں خواہ وہ کسی متروک مذہب ہی کی کیوں نہوں جو اسرار مخفی سمجھے جاتے ہیں اور بالعموم اُن کا لحاظ کیا جاتا ہے ان ہی کے سبب سے یہ ستون اب تک قائم چلا آتا ہے ؛

ہیپوڈروم کے چار بڑے دروازے تھے۔ ازرقی (نیلے) فریق کا دروازہ سودی خانوں کے قریب مغربی سمت میں تھا۔ اور اُس کے سامنے ہی اخضری (ہرے) فریق کا دروازہ تھا۔ دوسرے سرے پر جہاں سے گولائی شروع ہوتی تھی، مشرقی جانب ایک دروازہ تھا جس کا منحوس نام "مُردوں کا دروازہ" تھا۔ اسکے محاذ میں ایک دروازہ اور تھا جس کا نام تحقیق نہیں۔ ازرقی فریق جو بادشاہی فریق سمجھا جاتا تھا اُس کے دروازے سے تمام شاہی جلوس اِس عمارت میں داخل ہوا کرتے تھے ؛

ہیپوڈروم کی شکل جو اندر سے تھی وہ ابھی بیان ہو چکی ہے۔ باہر سے عمارت کی رفعت و خوشنمائی کا حال مسٹر گروونر نے خوب لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ :-

"دیواریں اینٹ کی تھیں۔ محرابیں اور درجو کورنتھی وضع کے تھے ایک سرے سے دوسرے سرے تک چلے گئے تھے۔ دیکھنے والا ایک طرف کھڑا ہو تو

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حد نظر تک محرابوں اور ستونوں کی صفیں نظر آتی تھیں۔ ۱۵۲۹ عیسوی تک ۱۷ ستون اپنے اصلی قاعدوں پر نصب تھے۔ **گیلیوس** جس نے ان ستونوں کو دیکھا تھا لکھتا
۲۸۲ ہے کہ اِن کا قطر $\frac{11}{12}$ ۳ فیٹ کا تھا اور ہر ایک کی بلندی ۲۸ فیٹ کی تھی۔ اور ستونوں کی بیٹھک اور اوپر کا تاج اگر دونوں شامل کیے جائیں تو بلندی میں ۷ فیٹ اور بڑھ جاتے تھے۔ ایک ستون کا فصل دوسرے ستون سے ۱۱ فیٹ کا تھا۔ پس اگر بیچ کے راستوں اور برجوں اور دونوں ضلعوں کے سرے پر جو دو منزلہ عمارت تھی ان سب کو چھوڑ دیا جاوے تو اس حساب سے دونوں ضلعوں اور گولائی میں ۲۶۰ ستون ہوں گے۔ اگر کوئی شخص اِس عمارت کا باہر باہر چکر لگانا چاہتا تو اُس کو ۱۰۳۵ فیٹ چلنا پڑتا اور اِس چکر میں ہر وقت چالیس فیٹ کی بلند عمارت اُس کے سر پر ہوتی۔ کچھ عجب نہیں کہ سلطان سلیمان کے زمانے تک اِس عمارت کے پتھر اور اینٹیں۔ گرے ہوئے ستون اور سنگ مرمر کے ٹکڑے اتنے باقی ہوں کہ مسجد سلیمانیہ کی خوش نما عمارت میں وہ کام آسکے ہوں۔

ہپوڈروم کی یہ شان و رفعت تو باہر سے تھی۔ اُس کے اندر بھی دنیا کے عجائبات یعنی فنِ بُت تراشی کے بے مثل نمونے انسان کے کمالِ صنعت کے شاہد موجود تھے۔ جس جس فن سے قسطنطین کی طبیعت کو مناسبت تھی اُس کے اُستادوں کی بہتر سے بہتر چیزیں جہاں کہیں ملیں وہاں سے اُٹھوا منگوائیں۔ **شفنت جروم** نے سچ لکھا ہے کہ ”قسطنطین نے دنیا کا زیور اتار کر اُس کو ننگا کر دیا۔“ **روما** کی زیب و زینت کے لیے بھی ایک زمانے میں اُس کے فتح یاب حاکموں اور افسروں نے یہی کیا تھا۔ اب یہ نوبت پہنچی کہ **روما** میں جو نادر چیزیں کسی قدر باقی رہ گئی تھیں وہ بھی اُٹھ کر قسطنطنیہ میں آنے لگیں۔ یونان کا خطہ ابھی تک یادگار چیزوں کا مخزن سمجھا جاتا تھا۔ سانپوں والے ستون کا ذکر تو ہو چکا ہے جو **ڈیلفای** سے قسطنطنیہ میں لایا گیا تھا۔ لیکن مورخوں نے اس کے ساتھ اور بہت سے مشہور اُستادوں کی بنائی ہوئی چیزوں کا نام بھی لیا ہے جو ہپوڈروم کی دیوار **اسپینا** اور بالائی راستے
۲۸۳ پر آراستہ تھیں۔ مثلاً اِن میں پیتل کا ایک عقاب تھا۔ کہ پنجوں میں ایک مار پیچیدہ کو پکڑے پر پھیلا کر اُڑنے کو ہے۔ **پالی سی ٹیوس** کے ہاتھ کا ایک بُت ہرکیولیز کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تھا جس کے قد و قامت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ پاؤں سے گھٹنے تک اٹھارہ فیٹ کا فاصلہ تھا۔ ایک پیتل کا گدھا اور اُس کا ہانکنے والا تھا۔ قیصر اوگسٹس نے اس بُت کی صرف ایک نقل شہر نیکوپولس کے لیئے منظور کی تھی جو خود اس شہنشاہ نے ایکٹیوم کے کنارے آباد کیا تھا۔ ایک بُت زہر دیئے ہوئے بیل کا تھا۔ ایک بُت مست ہاتھی کا تھا۔ ایک جگہ ایک بڑی قد آور عورت کا بُت تھا جو اپنے ہاتھوں میں ایک گھوڑے اور سوار کو پکڑے ہوئے تھی۔ اس گھوڑے اور سوار کا قد و قامت معمولی گھوڑے اور آدمی کے برابر تھا۔ ایک کیلی دونیا والا خنزیر تھا۔ آٹھ پردار شیر تھے جن کا چہرہ انسان کا سا تھا۔ اور سب میں عجیب و غریب چیز لائی سی پس کے سنگین گھوڑے تھے۔ شاید ہی دنیا میں کہیں پتھر کے گھوڑوں کی داستان ایسی عجیب ہو جیسے ان گھوڑوں کی ہے۔ یہ گھوڑے پہلے کورنتھ کے ایک مندر پر لگائے گئے تھے جس وقت میمی نوس نے کورنتھ کو آگ لگا دی تو ان گھوڑوں کو مندر سے اُکھاڑ کر روما میں لے آیا۔ اور یہاں دار المشورت (سینات) کی عمارت پر اُن کو نصب کر دیا۔ نیرو شہنشاہ روما نے اُن کو وہاں سے اکھاڑا اور اپنی فتوحات کی یادگار میں جو دروازہ تیار کرایا تھا اُن پر اُن کو لگا دیا۔ اس کے بعد شہنشاہ تراجن نے اُن کو اپنے بابِ فتح پر نصب کیا۔ اِس کارروائی کے لیئے تراجن کے پاس بہ نسبت نیرو کے زیادہ معقول وجہ تھی۔ جب قسطنطین کا زمانہ آیا تو اُس نے روما سے اُن کو قسطنطنیہ میں منگوا لیا۔ یہاں نو سو برس رہنے کے بعد وہ پھر ایطالیہ کو روانہ کیئے گئے۔ یہاں بُڈھے وندولو نے دعوے کیا کہ یہ گھوڑے اُس کے مالِ غنیمت کا ایک حصہ ہیں چنانچہ یہ گھوڑے وینس کے شہر کو دیدیئے گئے۔ یہاں چھ سو برس تک رہنے کے بعد نپولین بادشاہِ فرانس کی نظر اُن پر پڑی۔ اور وہ اُن کو وینس سے پیرس میں لے آیا۔ اور یہاں اپنے بابِ فتح پر اُس کو نصب کیا۔ جب نپولین کی قوت کو زوال ہوا تو پیرس کے لوگ مجبور کیئے گئے کہ گھوڑوں کو وینس واپس کریں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور مرقس کے گرجا کی بلند پیشانی پر یہ گھوڑے اب تک ہوا میں پیترا بدلے کھڑے ہیں۔

اب ہم نے مختصر طور پر ان تمام عالیشان عمارتوں کو بیان کر دیا جو قسطنطین نے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپنے دارالحکومت میں بنوائی تھیں۔ اور اُن نادر اور عمدہ صنعت کی چیزوں کا حال بھی لکھدیا
۲۸۴ جن سے اُس نے اپنے شہر کو آراستہ کیا تھا۔ قسطنطین نے اِس شہر کو بہت جلد تیار
کرایا تھا۔ کودینوس لکھتا ہے کہ پہلا پتھر رکھنے کے بعد گیارہ مہینے کے اندر شہر تیار ہوگیا
اور ۱۱ مئی ۳۹۰ء کو ہپوڈروم کی عمارت میں اُس کی افتتاحی رسم بھی ہوگئی۔ مگر اس بیان کو
تسلیم کرنا بہت مشکل ہے۔ دوسرا بیان یہ ہے کہ شہر چار برس میں تیار ہوا تھا۔ یہ بھی
کچھ کم تعجب خیز نہیں۔ کودینوس نے ایک جگہ یہ قصہ لکھا ہے کہ بعض بڑے درجے کے
ملازمینِ سلطنت کسی سرکاری کام کو روما سے باہر گئے ہوئے تھے۔ مگر اُن کے
اہل وعیال مکانات واسباب وغیرہ سب چیزیں روما میں تھیں۔ قسطنطین نے
فوراً اُن کے لیے قسطنطنیہ میں اُسی وضع وشکل کے مکان جیسے کہ روما میں وہ رکھتے تھے بنوائے
اور اُن کے اہل وعیال کو روما سے اُٹھا کر ان نئے مکانوں میں آباد کردیا جب
یہ لوگ سرکاری کام سے واپس آئے تو قسطنطنیہ میں اپنے مکانات اور بال بچّوں کو
دیکھ کر سخت حیرت میں گئے۔ اس بیان کو پڑھنے میں اِس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ
کودینوس بہت معتبر مورخوں میں نہیں ہے۔ مگر اس میں کلام نہیں کہ قسطنطین
نے روما کے بڑے آدمیوں کو جہاں تک ممکن ہوا ترغیب دی کہ وہ روما کی
جگہ قسطنطنیہ کو اپنا وطن بنائیں۔ چنانچہ اُس نے ایک فرمان بھی اس مضمون کا جاری
کیا تھا کہ کوئی رومانی رئیس جو ایشیاء کوچک میں مقیم ہوگا اُس کو دارالحکومت میں
اُس وقت تک قدم رکھنے کی اجازت نہ ہوگی جب تک کہ اپنا ذاتی مکان قسطنطنیہ
میں نہ بنوائے۔ پیٹر اعظم نے جس وقت سینٹ پیٹرزبرگ آباد کیا تھا تو
اُس نے بھی ایسا ہی حکم جاری کیا تھا۔ اور اپنے مکان کی ایک کھڑکی یورپ کی طرف
کھولی تھی۔ قسطنطین نے مصری غلے کے جہازوں کا رُخ روما سے بدلکر قسطنطنیہ
کی جانب کردیا۔ غلہ اور تیل۔ بلکہ شراب اور روپیہ بھی مفت بڑی دریادلی سے نئے
شہر کے رہنے والوں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چودھواں باب

ایریوس اور اثاناشیوس

مجمع نیقیہ کے برخاست ہوتے ہی کلیسا کے لیے امن و آسایش کا زمانہ آگیا۔ بُت پرستوں کے ظلم و ستم کا خاتمہ ہو کر دینِ عیسوی کو قسطنطین کی ذات میں اُس کا سب سے بڑا حامی و مددگار تو مل ہی چکا تھا اب ایک عقیدہ متفقہ بھی قرار پاگیا جس نے مذہب کی تمام دقیق باتوں کو ایک مستحکم بنیاد پر قائم کردیا۔ اہلِ بدعت کی محض تکفیر ہی نہیں ہوئی تھی بلکہ اُن کے مُنہ بھی بند کردیئے گئے تھے۔ مغربی ملکوں سے تو چنداں بحث نہ تھی کیونکہ وہاں یہ جھگڑے پیدا نہیں ہوئے تھے لیکن مشرقی ملکوں کی حالت بھی ہر طرح سے تسلّی و اطمینان کی ہوگئی۔ قسطنطین اب ایسا خوش رہتا تھا کہ گویا کوئی بڑی لڑائی جیت چکا ہے۔ اور رعایا بھی سمجھ رہی تھی کہ زمین پر آسمانی بادشاہت ابھی سے اُتر آئی ہے۔ ۱؎ چنانچہ جب وقت آرمینیہ والے جرجیسِ افروزندہ کا لڑکا ارسطاسیس نیقیہ کی مجلس سے واپس ہو کر باپ سے ملا اور اُس کے سامنے مجلس کے طے کردہ عقیدے کو بیان کیا تو جرجیس بے اختیار پکار اُٹھا "ہاں۔ ہاں۔ ہم جلال دیتے ہیں اُس کو جو وقت اور زمانے سے پہلے تھا اس طور پر کہ ایمان رکھتے ہیں تثلیث مقدس اور باپ اور بیٹے اور روح القدس کی وحدتِ الوہیت پر اب اور آئندہ۔ ہمیشہ کے لیے۔ آنے والے زمانوں میں اور زمانوں میں۔"

علاوہ اس کے ایریوسیوں کے خلاف شہنشاہ کے سخت فرامین یوسی بیوس اور تھیوگنس کا جلاوطن کیا جانا۔ بطریق اسکندریہ کی موت پر اثاناشیوس کا منتخب ہونا۔ ان سب باتوں نے جانثیقی فریق کا پہلو صرف ملکِ مصر ہی میں نہیں بلکہ تمام ۲۸۶

۱؎ "حیاتِ قسطنطین" ۳ - باب ۴، ۶

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ممالک شرقیہ میں نہایت مستحکم کردیا۔ نیقیہ سے واپسی پر بطریق اسکندریہ اسکندروس کا انتقال چند ماہ کے اندر ۳۲۶ء عیسوی کے اوائل میں ہوگیا۔ بیان ہوا ہے کہ مرتے وقت اُس نے پیشینگوئی کی تھی کہ میری جگہ اثنا ناشیوس منتخب کیا جائیگا اور اُس کو بہت سختیاں اُٹھانی پڑیں گی۔ مرنے سے کچھ پہلے اُسنے اثناناشیوس کو پکارا۔ اثناناشیوس اتفاق سے اُس وقت موجود نہ تھا بلکہ مصر سے کہیں باہر گیا ہوا تھا۔ ایک دوسرا شخص اِسی نام کا اسکندروس کے قریب آیا۔ مگر بطریق گو جاں بلب تھا دھوکے میں نہ آیا اور مُنہ پھیر کر کہنے لگا کہ ”اثناناشیوس تو سمجھتا ہے کہ مجھ سے بھاگ گیا ہے۔ نہیں نہ تو قصداً ایسا کریگا اور نہ ایسا ہونا ممکن ہے“ غرض کہ اسکندروس کے مرنے پر اثناناشیوس بطریق اسکندریہ کے عہدے پر منتخب کرلیا گیا۔ یہاں اُن قصوں کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو دشمنوں نے اثناناشیوس کے انتخاب کو ناجایز قرار دینے کے لیے مشہور کیے۔ اِس انتخاب کے جواز میں اور اِس امر میں کہ اسکندریہ کے لوگ بالعموم اس انتخاب کو پسند کرتے تھے شبہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جس وقت اساقفہ گرجا میں بیٹھے اِس انتخاب کے متعلق گفتگو کرتے تھے تو اُس وقت گرجا سے باہر خلقت برابر یہ ہی پکارے جاتی تھی کہ ”ہم کو تو ہمارا پاک وپرہیزگار۔ نیک بخت و فروتن۔ اثناناشیوس چاہئیے۔“ انتخاب باتفاق کلی نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ بعض رائے دینے والے اِس خیال میں تھے کہ ایریوسی اِس معاملے میں بالکل ہی مغلوب ہوگئے ہیں اُن کے ساتھ کسی قدر رواداری رکھنی ضروری ہے۔ مگر زیادہ تر لوگوں کو اس کا مطلق خیال نہ تھا۔ انھوں نے تو اپنے نزدیک اثناناشیوس کو منتخب کرکے مرقس حواری کے تخت پر اپنی طرف سے بہتر سے بہتر مقابلہ کرنیوالا پادری بٹھادیا تھا۔ اور یہ بات عقل کی بھی تھی کیونکہ مذہبی رواداری کے ۲۸۷
معنی چوتھی صدی عیسوی میں کسی شخص کی سمجھ میں ٹھیک ٹھیک نہ آتے تھے؛

خلاصہ یہ کہ کلیسا میں یہ امن وآسایش کا زمانہ کچھ اوپر دو برس تک قائم رہا۔ مگر اِس زمانے میں کیا کیا واقعات پیش آئے اِس کا حال بجز اس کے کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ ایریوس اور یوسی بیوس اور تھیوگ نس جو جلاوطن کردیئے گئے تھے واپس بلا لیئے گئے ایریوس کی جلاوطنی گیلیشیا کی ہوئی تھی۔ یہ حکم بعد کو جزاً منسوخ کیا گیا یعنی ایریوس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی نقل و حرکت پر صرف اتنی روک رکھی گئی کہ اسکندریہ میں داخل نہ ہو اور جہاں جی چاہے جائے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایریوس کی نسبت جلا وطنی سے واپسی کا حکم یوسی بیوس اور تھیوگ نِس کی واپسی سے پہلے جاری ہوا یا بعد؟ سقراطیس نے ایک خط نقل کیا ہے جو یوسی بیوس اور تھیوگ نِس نے چند مقتدر اساقفہ کے نام اِس مضمون کا لکھا تھا کہ جس حالت میں ایریوس کی نسبت جلا وطنی منسوخ کی گئی ہے تو ہم لوگوں کی واپسی کے لئے بھی شہنشاہ کی خدمت میں سفارش کی جاوے۔ اِس خط کا ایک حصہ حسبِ ذیل تھا:-

"ہوموا وسیون کے مسئلے پر نظر تعمق سے غور کر چکنے کے بعد ہم نے قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ امن قائم رکھیں گے۔ ہم کو کسی بدعت نے گمراہ نہیں کیا ہے۔ ہم نے کلیسا کے حق میں جو بات بہتر سمجھی تھی اُس کو ظاہر کر کے عقیدے پر اپنے دستخط کئے تھے۔ لیکن جب ایریوس پر فتوے تکفیر دیا گیا تو اِس فتوے پر دستخط کرنے سے ہم نے انکار کیا۔ اسکی وجہ یہ نہ تھی کہ ہم کو عقیدے میں کوئی سقم معلوم ہوا تھا بلکہ اس کا خاص سبب یہ تھا کہ ہم ایریوس کو اِس قسم کا آدمی نہ سمجھ سکتے تھے جس قسم کا وہ مجلس نیقیہ کے سامنے بیان کیا گیا تھا۔ کیونکہ جو خطوط ایریوس کے ہمارے پاس آئے تھے اور جو تقریریں ہم نے اُس کی زبان سے سنی تھیں اُن سے ہم نے اُس کی طبیعت کا کچھ اور ہی اندازہ کیا تھا۔"

اِس خط کی صحت پر بہت کچھ بحث ہوئی ہے۔ کیونکہ اِس بیان کے سوا اور کوئی شہادت نام کو بھی اس بات کی موجود نہیں ہے کہ ایریوس کو یوسی بیوس اور تھیوگ نِس سے پہلے جلا وطنی سے واپس بلا لیا گیا تھا۔ دیگر نہج سے بھی یہ امر خلافِ قیاس معلوم ہوتا ہے۔ قسطنطین حال ہی میں ایک فرمان اِس مضمون کا جاری کر چکا تھا کہ اگر کوئی شخص ایریوس کی کسی تحریر یا تصنیف کو چھپائیگا یا فوراً حکام کے حوالے نہ کریگا تاکہ وہ جلا دی جاوے تو ایسے شخص کو سزائے موت دی جائے گی۔ پس قیاس یہ چاہتا ہے کہ یوسی بیوس نیکومیدی کی واپسی کے بعد ایریوس کی نسبت حکم جلا وطنی کی تنسیخ یا ترمیم کی گئی۔ سقراطیس کی تاریخ میں بہت سے خطوط ایسے نقل کئے گئے ہیں جنکی صحت مشتبہ ہے۔ اور بعض تو اُن میں یقینی جعلی ہیں۔ اِن جعلی خطوط میں ایک بڑا خط وہ ہے جس میں قسطنطین نے جلا وطن ایریوس کی ذات پر سختی سے حملہ کیا ہے اور ۲۸۸

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُس کی نسبت بہت سخت و مکروہ الفاظ لکھے ہیں۔ اِس خط کا وہ حصّہ جو زشت کلامی کے لحاظ سے نہایت ہی سخت ہے یہاں نقل کرتے ہیں:۔

"ذرا دیکھئے اور غور سے سنئیے کہ ایریوس کس طرح چیخ رہا ہے۔ سانپ نے ایسا گہرا دانت مارا ہے کہ شدت درد سے تڑپ رہا ہے۔ اُسکے رگوں اور گوشت و پوست میں زہر پھیل چکا ہے جس کی وجہ سے تشنج کے دورے اُٹھ رہے ہیں۔ دیکھئے اس کا تمام جسم بیماری و غلاظت۔ تکلیف و خوف سے کیسا زرد و لاغر ہو گیا ہے کس طرح ہزارہا خبیث بلاؤں نے جھپٹ کر اُس کو بالکل خشک کر دیا ہے۔ اُس کے سر کے میلے کچیلے بکھرے اور اُلجھے بال کیسے خوفناک معلوم ہوتے ہیں۔ سر سے پاؤں تک نیم جاں نظر آتا ہے۔ چہرہ خشک و زرد ہو کر مُردوں کی مثل ہو گیا ہے۔ دیکھئے۔ غصہ و غرور وحشت و جنون نے اُس کا کیا درجہ کیا ہے کہ صورت سے ایک وحشی و صحرائی جانور معلوم ہوتا ہے۔ جن خطروں میں وہ مبتلا ہے اُن کی بھی تو اُس کو خبر نہیں۔ بلکہ خوش ہے اور کہتا پھرتا ہے کہ "میں تو خوشی سے اپنے آپے سے باہر ہوں"۔ کبھی کہتا ہے کہ "دیکھئے میں ناچتا اور اُچھلتا ہوں"۔ کبھی کہتا ہے کہ "دیکھئے میں تو آسمان کو اُڑتا ہوں۔ کوئی لڑکا بھی ایسا خوش و بشاش نہ ہوگا جیسا کہ میں ہوں"۔

یہ ہذیان اور پاگلوں کی سی بڑ قسطنطین کے قلم کی نہیں ہو سکتی۔ اُس کے معمولی ۲۸۹
طرز تحریر سے بھی اس عبارت کو کسی قسم کی مناسبت نہیں۔ اِس خط کی تمہید بھی اِس فرسودہ خیال سے ہوئی ہے کہ "خدا کے کلام کا جو شرح کرنے والا یا ترجمان خبیث ہو وہ حقیقت میں شیطان کی تصویر بلکہ اُس کا مثنےٰ ہوتا ہے"۔ یہ فقرہ ایسا ہے کہ ہم محض اُسی کی بنیاد پر قسطنطین کو اِس خط کی تحریر سے بری کرتے ہیں۔ بلکہ اُس کا مصنف کسی ایسے گمنام و بے نشان پادری کو قرار دیتے ہیں جو چاہتا تھا کہ ایمان رکھنے والوں کی طبیعت میں روحانی قوت اور روحانی ہراس ایک ہی وقت میں پیدا کیا جاوے"۔

قسطنطین کی طبیعت میں اب ایک انقلاب واقع ہوا۔ یا تو اب تک وہ ایریوسی عقائد اور اُن کے ماننے والوں کا دشمن تھا یا طبیعت کچھ ایسی بدلی کہ وہ اُن پر مہربان ہو گیا۔ اِس تبدیلی کے اسباب دریافت کرنے میں زیادہ تر قیاسات سے کام لینا پڑتا ہے۔ سوزومن لکھتا ہے کہ شہنشاہ کی بہن قسطنطیہ اِس تبدیلی کی وجہ ہوئی۔ اِس شہزادی پر غیب سے یہ امر ظاہر ہوا کہ جن اساقفہ کو جلا وطن کیا گیا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سچا دین اُن ہی کا تھا۔ اِس لیئے اُن کے ساتھ بے انصافی ہوئی ہے۔ سوزومن لکھتا ہے
کہ یہ قصہ ایریوسیوں میں عام طور پر مشہور تھا اور جب شہزادی کو غیب سے اِس بے انصافی کا حال
معلوم ہوا تو اُس نے اپنے بھائی پر زور ڈالنا شروع کیا جس کی طبیعت پہلے ہی سے ایسی
باتوں کا جلد اثر قبول کر لیتی تھی۔ نتیجہ اس کوشش کا یہ ہوا کہ یوسی بیوس اور تھیوگ نِس
دونوں جلا وطنی سے واپس بلالیئے گئے۔ جس وقت یہ لوگ قسطنطین کے سامنے حاضر ہوئے
تو اُس نے پوچھا کہ نیقیہ کے جس عقیدے پر آپ صاحبوں نے دستخط کیئے تھے اُس پر اب بھی
آپ قائم ہیں۔ اسقفوں نے جواب دیا کہ ہم نے عقیدے کو ایمان سے نہیں بلکہ اس خوف سے
مان لیا تھا کہ کہیں آپ ہمارے آپس کے اختلاف سے بیزار ہو کر پھر بت پرستی اختیار
نہ کرلیں۔ اِس کُل حکایت سے یہ عام خیال پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ قسطنطین کے دربار
میں ایریوسیوں کی بڑی سفارش کرنے والی اُس کی بہن تھی۔ یوسی بیوس۔ نیکومیدی
سے اِس شہزادی کو ایک مدت سے عقیدت تھی۔ کیونکہ شوہر کی زندگی میں وہ برسوں تک
نیکومیدیا کے قصر شاہی میں ملکہ کی حیثیت سے رہی تھی۔ اس لیئے یہ سمجھنا دشوار نہیں کہ ایریوسی مناظرہ
شروع ہونے سے پہلے ہی ذی علم یوسی بیوس نے ملکہ قسطنطنیہ کی طبیعت میں دخل پیدا کر لیا تھا۔ ۲۹۰
بہرکیف قسطنطین کی طبیعت بدل دی گئی۔ اور نتیجہ اس قصے کا یہ نکلا کہ ۳۲۹ء عیسوی میں
ایریوسی اور یوسی بیوسی فریق کو شہنشاہ کے دربار میں سب سے زیادہ رسوخ حاصل ہوگیا۔ اب
انھوں نے شہنشاہ کے دل پر جمانا شروع کیا کہ اُن کا فریق حق بجانب ہے اور وہ لوگ جن کے
عقائد میں انتہا درجے کی سختی ہے اور ایمان والوں کے لیئے شدید آزمائشیں پیش کرتے ہیں
وہ سب بطریقِ اسکندریہ کے پیرو ہیں۔ عقیدۂ نیقیہ یا اُس کے قریب قریب کسی عقیدے کو
قبول کرنا شہنشاہ پر ظاہر کر کے اب وہ بڑی ہوشیاری و ذہانت سے اثاناشیوس کے درپے
ہوئے کہ اُسکو کسی طرح نیچا دکھائیں۔ یہ نہیں معلوم کہ اِس کارروائی میں اُن کا طریقۂ عمل کیا تھا
اتنا البتہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ مجمع نیقیہ کی برخاستگی کے بعد قسطنطین کی تمام زندگی میں اُس کے
بڑے معتمد پادری یعنی ہوسیوس اسقف قرطبہ کا ذکر کہیں سننے میں نہیں آتا۔ ۳۲۶ء عیسوی کے
موسم گرما میں خاص روما کے شہر میں شاہی خاندان میں قتل کے افسوسناک واقعات پیش
آئے تھے۔ ممکن ہے کہ ہوسیوس اِس موقع پر اپنے غصے اور نفرت کو
نہ چھپا سکا ہو اور وہ شہنشاہ سے اور اُس کی حرکتوں سے ناراض ہو کر ہسپانیہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چلا گیا ہو اور وہاں کلیسا کی خدمت کے علاوہ اور کسی چیز سے بحث نہ رکھی ہو۔ مگر ہوسیوس کے برعکس یوسی بیوس اسقف نیکومیدیا نے شہنشاہ کے ان کاموں کو بہت بڑی نظر سے نہیں دیکھا اور شہنشاہ کی پشیمانی رفع کرنے کے لئے ہر طرح کی تسلی و دلاسا دیا اور توبہ اور استغفار کی بھی زیادہ فرمایش نہیں کی۔ اور اس طریقے سے شہنشاہ کو اپنے اوپر مہربان کر لیا۔ بہرکیف یہ جو کچھ بھی ہو جس وقت یوسی بیوس کو دربار میں پورا رسوخ ہو گیا تو پھر اُس نے اُن لوگوں سے مقابلہ شروع کیا جنھوں نے نیقیہ میں اُس کو مغلوب کیا تھا۔

۲۹۱ سب سے پہلا نشانہ یوستاتھیوس اسقف انطاکیہ کو بنایا۔ یوسی بیوس نیکومیدیا و قیساروی دونوں مع چند اسقفوں کے یروشلم کو جا رہے تھے کہ راستے میں انطاکیہ سے گذر ہوا اور وہاں انھوں نے یوستاتھیوس پر بدعت و عیاشی و ظلم کا الزام عاید کیا۔ یہ الزام صحیح تھے یا غلط اس سے بحث نہیں مگر جو عدالت ان کے تصفیے کے لئے بیٹھی وہ پہلے ہی سے ملزم کی دشمن تھی۔ چنانچہ اُس نے یوستاتھیوس کو کلیسا کی خدمت سے خارج اور جلاوطن کئے جانے کا حکم دیا۔ اس حکم سے انطاکیہ کے باشندوں میں سخت برہمی ہوئی۔ مگر مجبور رہے ؎

چند اور اسقفوں کو بھی اسی قسم کی سزائیں دلوا کر اب ان دونوں یوسی بیوس نے ایک اور موٹا شکار ڈھونڈا یعنے اثاناشیوس بطریق اسکندریہ پر وار کرنے شروع کئے۔ مصر میں فرقہ ملی تیوس سے جو اثاناشیوس کا مخالف چلا آتا تھا سازش کر لی اور اس فرقے نے اسکندریہ میں اثاناشیوس کے برخلاف الزام دینے کا سلسلہ برابر جاری رکھا۔ اور اس طریقے سے نیکومیدی اور قیساروی دونوں نے ایریوس کی طرف سے بطریق اسکندریہ کا مقابلہ شروع کر دیا اور اثاناشیوس کو لکھا کہ نیقیہ کی مجلس میں ایریوس کے عقائد کی نسبت نہایت غلط باتیں بیان کی گئی تھیں اور اب اثاناشیوس کو لازم ہے کہ ایریوس کو کلیسا میں داخل ہونے کی اجازت دے۔ اثاناشیوس نے اس درخواست کو قطعی نامنظور کیا اور لکھا کہ ایریوس نے مذہب عیسوی میں ایک نہایت مضر بدعت پیدا کر کے خلل ڈالا ہے اور اُس کی تکفیر کلیسا کی مجلس عمومی سے ہو چکی پس ایسی صورت میں ایریوس کو کلیسا میں داخل ہونے کی اجازت ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اس جواب پر ایریوس اور یوسی بیوس نے قسطنطین سے فریاد کی۔ اس سے پہلے قسطنطین ایریوس کو دربار میں بلا کر اُس کے حال پر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

نظر لطف رکھنے اور اُس کو اسکندریہ واپس جانے کی اجازت دینے کا وعدہ
کر چکا تھا۔ اب اریوس کی فریاد سنتے ہی اُس نے فوراً اثاناشیوس کو حکم
بھیجا کہ اریوس کلیسا میں داخل کیا جاوے۔ اثاناشیوس نے بربنائے ایمان
اِس حکم کی تعمیل سے انکار کیا شہنشاہ کو اِس پر غصہ آیا اور اُس نے لکھا کہ اگر
اثاناشیوس گرجا کا دروازہ ہر ایک اندر آنے والے کے لئے کھلا نہ رکھیگا تو ایک افسر
بھیج کر اُس کو کلیسا ہی سے نہیں بلکہ اسکندریہ سے باہر نکلوا دیا جائیگا۔ قسطنطین کے
۲۹۲ خاص الفاظ یہ تھے۔ "چونکہ اب تم کو ہمارا حکم معلوم ہو گیا ہے اس لئے خیال رکھو
کہ جو شخص کلیسا میں آنا چاہے اُس کو بلا مزاحمت اندر آنے دو۔ اگر میں نے سُنا کہ
تم نے کسی کو عبادت میں شریک ہونے سے روکا یا کسی پر گرجا کے دروازے بند کئے
تو پھر میں فوراً کسی کو بھیج کر تم کو اسکندریہ سے باہر نکلوا دونگا۔" اثاناشیوس شہنشاہ
کی اِس دھمکی سے بالکل نہیں ڈرا اور کہلا بھیجا کہ صادق الایمان اور بدعتی ایک جگہ
نہیں بیٹھ سکتے۔ اِس جواب کے بعد شہنشاہ نے بھی کوئی افسر نہ بھیجا۔

اب بطریق پر بہتانوں کی طومار بندھنے لگے۔ کثرت سے الزام لگائے
گئے۔ منجملہ اُن کے ایک الزام یہ تھا کہ اُس نے مصر کے لوگوں پر اپنی طرف سے محصول
لگایا تا کہ جو روپیہ اس طرح حاصل ہو اُس سے ایک قسم کا سوتی کپڑا جسکو استیکاریہ
کہتے تھے اپنے کلیسا کے واسطے مول لے۔ ایک الزام یہ تھا کہ اُس نے ایک شخص
مکاریوس نامی کو کہا کہ وہ عشاء ربانی کی میز اور اُس کا متبرک پیالہ توڑ ڈالے۔
ایک الزام یہ لگایا گیا کہ اُس نے فرقہ ملیتیوس کے ایک اسقف کو جسکا نام آرسی نیوس
تھا مروا ڈالا ہے۔ مگر یہ اُسقف اِس الزام کے بعد زندہ و تندرست مل گیا۔ اسیطرح
اور بہت سے سنگین مگر غلط الزام اثاناشیوس پر لگائے گئے۔ مخالفوں کا حال یہ
تھا کہ دشمنی سے تھکنا یا اپنی کسی غلطی پر نادم ہونا نہ جانتے تھے۔ مصالحت تو چیز دیگر
تھی۔ جب ایک الزام کی صفائی کر لی جاتی تھی تو دوسرا الزام قائم کر دیتے تھے۔
زمانہ وہ تھا کہ یوسی بیوس ہر وقت قسطنطین کے دربار میں موجود رہتا تھا۔ اور شہنشاہ
سے کہتا تھا کہ جب دھواں اِس قدر اُٹھ رہا ہے تو آگ بھی ضرور کہیں موجود ہو گی بہتر ہو
کہ اثاناشیوس کو ان الزاموں سے اپنی صفائی کرنے کا باضابطہ حکم دیا جاوے

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تاکہ یہ جھگڑے بڑھتے بڑھتے کلیسا کو کوئی نقصان نہ پہنچا دیں قسطنطین نے ان باتوں سے متاثر ہو کر سنہ ۳۳۳ عیسوی میں ایک مذہبی کونسل قائم کرکے اُس کے اجلاس کا مقام قیساریہ کو قرار دیا۔ یہ مزید ثبوت اِس بات کا ہے کہ یوسی بیوس نیکومیدی اور یوسی بیوس قیساریوی دونوں مل کر اثانا شیوس کے خلاف کارروائی کرتے تھے۔ مگر یہ کونسل کسی وجہ سے جو مورخوں نے بیان نہیں کی ایک سال تک اپنا اجلاس نہ کر سکی۔ ایک سال کے بعد جب وہ اجلاس کے لئے تیار ہوئی تو اثاناشیوس نے حاضری سے انکار کیا۔ غرض سنہ ۳۳۵ عیسوی سے پہلے اثاناشیوس کسی کونسل کے اجلاس پر حاضر نہ ہوا۔ اِس سنہ میں البتہ وہ صُور کے شہر میں اساقفہ کے اجلاس پر حاضر ہو گیا۔ ۲۹۳

اثاناشیوس اسکندریہ سے پچاس نائبوں اور معتمدوں کو ساتھ لے کر اِس سفر کو اُٹھا تھا جس وقت صُور کی کونسل کے سامنے آیا تو دیکھا کہ اجلاس میں اُس کے پُرانے پُرانے دشمنوں میں سے لوگ بکثرت موجود ہیں۔ اور سب کی نظریں ایسی پھری ہیں کہ جو الزامات پہلے غلط ثابت ہو چکے تھے اب پھر فردِ جرائم میں اُن کو شامل کر لیا ہے۔ سب سے پہلے یہ اعتراض ہوا کہ ملزم کا اسکندروس بطریق سابق کی جگہ منتخب ہونا خلافِ ضابطہ تھا۔ آئین کلیسا کے مطابق نہ تھا۔ اس الزام کے بعد ملزم پر بدکاری کا جرم لگایا گیا۔ اور یہ کہ اُس نے ملی تیوس کے چند اسقفوں و قسیسوں پر ظلم کئے تھے۔ اور اِن سب الزاموں سے بڑھ کر "مُردے کا ہاتھ" اور "ٹوٹے ہوئے پیالے" کا قصہ چھیڑا گیا۔ یہ قصے رفع دفع ہو چکے بعد اسوقت از سرِ نو اُٹھائے گئے اور اُن پر اسطرح بحث کی گئی کہ گویا اُن کی پہلے کبھی تردید نہیں ہوئی تھی۔ مُردے کے ہاتھ والے الزام پر اثاناشیوس کے دشمنوں کو تھوڑی دیر کے لیئے دم بخود ہو جانا پڑا۔ اور اثاناشیوس کو پوری کامیابی ہوئی۔ الزام دینے والوں نے دفعتہً آدمی کا ایک کٹا ہوا ہاتھ بالکل خشک و سیاہ اجلاس پر پیش کیا۔ تمام لوگ اِس سوکھے ہوئے مُردہ ہاتھ کو دیکھ کر کانپ اُٹھے۔ مستغیثوں نے بیان کیا کہ یہ ہاتھ آرسی نیوس اسقف کا ہے۔ مدت سے اُس کا کچھ پتا نہ چلتا تھا مگر اب تلاش کے بعد معلوم ہوا کہ اثاناشیوس نے اُس کو قتل کروا دیا اور مقتول کا ایک ہاتھ یہ موجود ہے۔ اثاناشیوس نے اتنا سُن کر پوچھا کہ اِس مجمع میں کوئی شخص ایسا ہے جس کو آرسی نیوس کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

شکل یاد ہو۔ بہت سے لوگ بول اُٹھے کہ ہم اُس کی شکل و صورت سے خوب واقف ہیں۔ اِس پر اثاناشیوس نے ایک آدمی کو جو ایک لمبی عبا پہنے مُنہ کو چھپائے قریب کھڑا تھا اشارہ کیا کہ آگے بڑھے۔ جب وہ قریب آیا تو اُس سے کہا کہ سر اونچا کرے۔ جب اُس آدمی نے سر اونچا کیا اور سب نے اُس کا چہرہ دیکھا تو سوائے آرسی نیوس کے وہ کوئی اور نہ تھا۔ اب اثاناشیوس نے پہلے اُس کی ایک ہاتھ کی آستین اُتاری اور پھر دوسرے ہاتھ کی۔ اور بہت آہستہ لہجے میں حاضرین سے پوچھا کہ "کیا خدا نے کسی آدمی کو دو سے بھی زیادہ ہاتھ دئے ہیں" یہ عجیب ماجرا دیکھ کر دشمن چُپ ہو گئے۔ لیکن بہت ہی تھوڑی دیر کیونکہ فوراً ہی ۲۹۴
اُن میں سے ایک شخص جو اوروں سے زیادہ ہوشیار تھا بول اُٹھا کہ "لوگو یہ سب جادو کی باتیں اور شیطانی کام ہیں۔ یہ آدمی آرسی نیوس نہیں ہے بلکہ آدمی ہی نہیں ہے ڈھٹ بندی ہے۔ اثاناشیوس بڑا ناساحر ہے اور سحر کے زور سے اُس نے یہ صورت پیدا کی ہے۔ اِن برجستہ فقروں سے مجلس کو یقین ہو گیا کہ فی الواقع اثاناشیوس نے جادو کے زور سے آرسی نیوس کی شکل کا ایک آدمی پیدا کر دیا ہے۔ اِس پر تمام حاضرین ایسے برہم ہوئے کہ اثاناشیوس کی اُسی دم بڑی گت کر دیتے لیکن دایونیسوس افسر شاہی جس کو قسطنطین نے اپنا قائم مقام بنا کر کونسل میں بھیجا تھا اِس حالت سے خبردار ہو گیا اور اُس نے فوراً اثاناشیوس کو مجلس سے باہر نکال کر جہاز پر سوار کرا دیا تاکہ اُس پر کوئی حملہ نہ کر سکے۔

باوجود اِن قصوں کے اثاناشیوس کے خلاف تائیدی شہادت اِس قدر کم تھی کہ اُس پر کسی جرم کو ثابت کر دینے کی ہمت کونسل کو نہیں ہوئی لیکن چونکہ مجوزانِ کونسل نہیں چاہتے تھے کہ ملزم کی قطعی بریت کی جائے اس لئے انھوں نے تحقیقات کی غرض سے ایک جماعت مقرر کی تاکہ وہ مصر جا کر نواحِ میریوٹس میں پیالے کے توڑنے کے معاملے میں لوگوں کی شہادت قلمبند کرے۔ اس تحقیقات کے لئے چھ آدمی منتخب ہوئے اور اُن کا انتخاب ایک پوشیدہ اجلاس میں اُس فریق نے کیا جو اثاناشیوس کا مخالف تھا۔ اثاناشیوس نے اس انتخاب پر اعتراض کیا مگر کسی نے نہ سنا اب یہ چھ آدمی جہاز پر سوار ہو کر مصر آئے کہ لوگوں سے دریافت حال کریں مگر اثاناشیوس بھی بڑی ہمت کا آدمی تھا۔ اُس نے مصمم قصد کر لیا کہ قسطنطنیہ جا کر شہنشاہ سے خود ملاقات کرے اور اپنا انصاف چاہے۔ چنانچہ وہ قسطنطنیہ پہنچا۔ اور

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک دن قسطنطین کو گھوڑے پر سوار شہر سے گذرتے دیکھ کر راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔ اِس کے بعد جو کچھ ہوا اُس کا حال قسطنطین نے خود اپنے ایک خط میں جو اسقفِ صور کو لکھا تھا بہت صراحت سے بیان کیا ہے۔ قسطنطین کی عبارت یہ ہے:-

۲۹۵ "میں گھوڑے پر سوار اپنے نام والے شہر یعنی قسطنطنیہ کو واپس آرہا تھا کہ اثاناشیوس اسقف اپنے چند ہمراہیوں کو لئے میرا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔ یہ ماجرا دیکھ کر میں حیران ہوا اور خدا میرا گواہ ہے جو سب کا ناظر ہے کہ میں نے بالکل نہیں پہچانا کہ یہ کون شخص ہے۔ لیکن میرے چند ہم رکاب ملازموں نے فوراً حال دریافت کر کے ضروری باتوں سے مجھکو آگاہ کیا۔ میں نے اثاناشیوس کو ملاقات کی اجازت نہیں دی گو وہ برابر مُصر رہا اور اب بہت بے باکی سے جو اِس سے پہلے اُس سے ظاہر نہیں ہوئی تھی کہنے لگا کہ فقط اتنی درخواست ہے کہ اسقفِ صور یعنی آپ کو قسطنطنیہ میں طلب کیا جاوے تاکہ آپ کی موجودگی میں وہ اُن بے انصافیوں کی شکایت کر سکے جو اُسکے ساتھ ہوئی ہیں"۔

اِس جسارت سے جس قدر کامیابی اثاناشیوس کو ہونی چاہئے تھی وہ ہوئی۔ قسطنطین نے دائیونیسوس سے جس کو اپنا قائم مقام کر کے بھیجا تھا صور والی کونسل کی کیفیت دریافت کی اور جب معلوم ہوا کہ یہ کونسل انصاف کرنا نہ جانتی تھی بلکہ محض انصاف کرنیکی نقل اُتارتی تھی تو اس نے جملہ ممبران کونسل کو خط اس حکم کا بھیجا کہ صور سے قسطنطنیہ میں حاضر ہوں۔ لیکن یہ حکم اُن تک پہنچنے نہ پایا تھا کہ میریوٹس میں جو تحقیقات ہو رہی تھی اُس کا نتیجہ کونسل کو موصول ہو گیا اور اُس کی بنا پر کونسل نے بکثرتِ رائے اثاناشیوس کو تقصیر وار قرار دیدیا اور ملی تیوسی فریق کے عیسائیوں کی نسبت لکھا کہ اُن کا عقیدہ مذہب جاثلیق سے بالکل مطابق ہے۔ اسکے بعد ممبرانِ کونسل صور سے یروشلم میں ایک گرجا کے جلسۂ افتتاح میں شرکت کے لئے آئے۔ اور وہاں پہنچ کر ایریوس کی نسبت یہ حکم جاری کرا دیا کہ وہ مذہب جاثلیق کا سچا پیرو ہے اور کلیسا سے اُس کا تعلق بالکل بجا و درست ہے شہنشاہ کا خط جس وقت کونسل کے ممبروں کو پہنچا تو اُس کے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ وہ کونسل کی کارروائی سے خوش نہیں ہے۔ یہ خط کونسل کی بے قاعدگی اور بدنظمی کے عنوان سے شروع ہوا تھا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

غرض اس خط کے پہنچتے ہی اس کونسل کے چھ اسقف جن میں دونوں یوسی بیوس بھی
۲۹۶ شامل تھے قسطنطنیہ روانہ ہوگئے۔ یہاں پہنچ کر ان لوگوں نے اپنا رنگ بدل دیا۔ یہ
دیکھ کر کہ پہلے جس قدر الزام اثاناشیوس کے خلاف اُٹھائے گئے تھے وہ سب فی الواقع
غلط نکلے اب انھوں نے ایک نیا الزام ایسا پیدا کیا جس پر شہنشاہ کو بھی خاص توجہ کرنی پڑی
وہ الزام یہ تھا کہ اثاناشیوس نے غلے کے جہازوں کو قسطنطنیہ جانے سے روکا۔ مصر
کا ملک روما اور قسطنطنیہ دونوں کے لئے اناج کی سب سے بڑی منڈی تھا۔ مصر سے
قسطنطنیہ میں ٹھیک وقت پر غلے کا پہنچنا نہایت ضروری تھا کیونکہ اگر غلہ دیر میں پہنچتا
تھا تو وہاں نقضِ امن ہونے کا اندیشہ ہو جاتا تھا۔ اثاناشیوس نے اس الزام
کے جواب میں عرض کیا کہ غلہ کے جہازوں کو روکنا تو کیسا اُس کے تو خیال میں بھی یہ بات
کبھی نہیں آئی۔ وہ تو محض گرجا کا ایک مسکین پادری ہے۔ اور پھر بالکل تنگدست و مفلس
جس کو سیاست کا شوق ہے نہ سازش کا۔ دشمن نے اس کا جواب یہ دیا کہ وہ مفلس
نہیں بلکہ بڑا دولتمند ہے اور اسکندریہ میں جس قدر مفسد رہتے ہیں اُن پر اسی کا حکم
چلتا ہے۔ قسطنطین ان باتوں سے ایسا تنگ ہوا کہ اُس نے گھبرا کر مقدمے کا فیصلہ
کر دیا اور اثاناشیوس کو جلاوطن کر کے دارالحکومت گال یعنی تریویز کے شہر میں
بھیج دیا۔ ۳۳۶ عیسوی میں وہ تریویز میں پہنچا۔ شہنشاہ کے لڑکے قسطنطین نے
جو اس وقت قیصر مغرب تھا اور تریویز میں اپنا مستقر رکھتا تھا اُس کی بڑی خاطر
مدارات کی۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ نے اثاناشیوس کو کوئی خطرناک
سیاسی دشمن نہیں سمجھا تھا بلکہ صرف مذہبی طبقوں میں امن و امان پیدا کرنے کے لئے
اُس کو جلاوطن کر دیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ قسطنطین اب مذہبی مناظروں اور مناظرہ
کرنے والوں سے جن کا سلسلہ ختم ہی نہ ہوتا تھا بہت تنگ آگیا تھا۔

اثاناشیوس کی جلاوطنی یوسی بیوس نیکومیدی و قیساروی
اور اریوس کے لئے بڑی بازی جیتنی تھی۔ اسکندریہ کا بطریق جب بیچ سے اس طرح
۲۹۷ ہٹا دیا گیا تو اُن کو قوی امید ہوگئی کہ دربار اب ہمیشہ ہمارا ہی ساتھ دیگا۔ اور کل
اطرافِ مشرق میں اُن کا پہلو بہت مضبوط ہو جائیگا۔ پس اریوس نہایت
خوش خوش برسوں کے بعد اسکندریہ میں آیا۔ لیکن اُس کے آتے ہی پھر ایک شورش

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

برپا ہو گئی۔ جاثلیقی گروہ اپنے بطریق کا باوجود اُس کی جلاوطنی کے ہر حال میں وفادار رہا۔ اور اسکندریہ میں فتنے برپا ہوتے رہے۔ شنت انطونی نے بار بار قسطنطین کو لکھا کہ اثاناشیوس کو واپس بلا لیا جاوے لیکن قسطنطین نے اپنے حکم کو بدلنا نہ چاہا۔ مگر فرقہ ملی تیوسی کی زیادتیوں کو روکا اور اُن کے سرگروہ یحیے ارکف کو اسکندریہ سے شہر بدر کر دیا۔ اور ایریوس کو بھی اسکندریہ سے قسطنطنیہ میں طلب کر لیا شہنشاہ کو ایریوس کی طرف سے پھر کچھ بے اطمینانی سی ہوئی۔ چنانچہ اُس نے ایریوس کو اپنے سامنے بلوایا اور چھوٹتے ہی پوچھا ”کیا تم مذہب جاثلیق پر ایمان رکھتے ہو؟ کیا حقیقت میں تمہارا اعتبار کر لیا جاوے۔؟ کیا دراصل تم سچے دین کے ماننے والوں میں ہو؟۔ ایریوس نے بحلف عرض کیا کہ میں سچے دین کا ماننے والا ہوں۔ اور اپنا عقیدہ بھی شہنشاہ کو سنایا۔ اس کے بعد شہنشاہ نے سوال کیا کہ کیا تم نے اُن غلطیوں سے توبہ کی ہے جن پر تم اسکندریہ میں اعتقاد رکھتے تھے۔ ”کیا تم خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہہ سکتے ہو کہ اُن غلطیوں کو تم نے چھوڑ دیا ہے۔“ ایریوس نے قسم کھائی کہ میں نے اُن غلطیوں کو ترک کر دیا ہے۔ اس پر شہنشاہ کو اُس کی طرف سے اطمینان ہو گیا اور اُس نے ایریوس کو رخصت کیا۔ اور کہا کہ ”اگر اب بھی تمہارا ایمان واقعی درست نہیں ہے تو خدا تم کو ان جھوٹی قسموں کی سزا دیگا۔“

یہ کل بیان اثاناشیوس کا ہے۔ اور اُسی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس واقعے کے تفصیلی حالات اُس نے مکاریوس قسیس سے سُنے تھے۔ جو موقع پر موجود تھا اور اس واقعہ کا عینی گواہ تھا۔ سقراطیس اتنا لکھ کر کہ ایریوس
نے شہنشاہ کے سامنے ایک عقیدہ لکھ کر اُس پر دستخط کئے تھے۔ اس عامیانہ ۲۹۸
قصے کے بیان کرنے میں مصروف ہو جاتا ہے کہ ایریوس نے اپنے اصلی عقیدے کو ایک کاغذ پر لکھ کر بغل میں دبا رکھا تھا اور جب اُس نے یہ قسم کھائی کہ جو عقیدہ اُس نے لکھا ہے وہ اُس کے ساتھ ہے تو یہ قسم جھوٹی نہیں ہوئی۔ شہنشاہ سے گفتگو کے بعد اُس نے درخواست کی کہ قسطنطنیہ کے کلیسا میں اُس کو داخل ہونے کی اجازت دی جاوے تاکہ سب لوگوں پر اُس کا جاثلیق ہونا ثابت ہو جاوے۔ قسطنطین نے اس پر بطریق قسطنطنیہ اسکندر کو حکم دیا کہ ایریوس کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

کلیسا میں داخل کیا جاوے۔ اسکندر کی عمر اس وقت ۹۸ برس کی تھی۔ بہت ہی سن رسیدہ
اور کمزور تھا۔ مگر اپنے ایمان پر مضبوط تھا۔ اُس نے شہنشاہ کو صاف جواب دے دیا کہ میرا
ایمان گوارا نہیں کر سکتا کہ میں ایسے شخص کو عشاء ربانی کی برکت دوں جس کو میں نفاق
و بدعت کا سب سے بڑا بانی سمجھتا ہوں۔ یروشلم میں چند اسقفوں نے بیٹھ کر اُسکی
نسبت جو چاہے سو فیصلہ کیا ہو لیکن میں اپنا خیال نہیں بدل سکتا۔ سقراطیس لکھتا
ہے ؎ کہ اسکندر کو اپنے عہدے سے معزول ہو جانے کی مطلق پرواہ نہ تھی۔ اگر خوف تھا
تو اس بات کا تھا کہ اصولِ مذہب جن کا وہ اپنے تئیں محافظ خیال کرتا تھا کسی خرابی میں
نہ پڑ جائیں۔ یہ سن رسیدہ بطریق اپنے گرجا میں جو سنت ایرینی کا گرجا تھا چلا گیا۔ اور
دروازہ بند کر کے قربانگاہ کے سامنے کئی شبانہ روز دعا کرتا ہوا سجدے میں پڑا رہا۔ اور
بار بار یہی جملہ زبان پر تھا کہ "اے خدا اگر ایریوس کا ایمان درست ہے تو مجھکو زندہ
نہ رکھ کہ میں اُس کو گرجا میں آکر عشاء مقدس کی برکت لیتے ہوئے دیکھوں۔ اور اگر میرا
ایمان درست ہے اور ایریوس کا غلط تو پھر ایریوسِ ملحد اپنے الحاد کی سزا کو پہنچے"۔

بڈھا بطریق اس دعا میں مصروف تھا کہ اُس کا اور ایریوس کا انصاف
کیا جاوے اور کسی ظاہری نشانی سے یہ انصاف آشکارا ہو کہ وہ وقت قریب آگیا جب کہ
ایریوس گرجا میں جاکر عشاء ربانی میں شریک ہو۔ ایریوس شاہی محل سے ایرینی کے
۲۹۹ گرجا کی طرف چلا۔ سقراطیس لکھتا ہے کہ محل سے جس وقت چلا تو ایک بڑا گروہ یوسی بیوس
کے فریق کا اُس کے ساتھ تھا۔ نافِ شہر سے اُس کا گذر ہوا۔ تمام خلقت کی نظریں اُسکی
طرف جمی تھیں۔ وہ اس وقت بہت خوش تھا کیونکہ دل کے سب ارمان پورے ہوئے
تھے۔ مگر اب وہ وقت بھی آگیا تھا کہ اُس پر پوری ضرب پڑے۔ شاہی چوک میں
سنگ سماق والے منارے تک پہنچا تھا کہ دفعتاً طبیعت بگڑی۔ ایک جائے ضرور قریب
تھا۔ فوراً وہاں گیا۔ مگر جب دیر تک باہر نہ آیا تو ہمراہی پریشان ہوئے۔ زیادہ انتظار
نہ کر سکے گھبرا کر اندر گئے تو دیکھا کہ ایریوس مُردہ پڑا ہے۔ بدن کا کُل خون نکل گیا
ہے اور امعا پھٹ کر باہر نکل آئی ہیں۔ گویا موت کی صورت وہی ہے جس صورت سے

؎ سقراطیس۔ ۱/ ۳۷

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خون کے کھیت میں یہ بیہودہ باغی مرا تھا۔ اِس ناگہانی موت کے مشہور ہوتے ہی شہر میں لوگوں کی عجیب حالت ہوئی۔ نہ صرف اسکندر بطریق نے بلکہ جاثلیقوں کے ہر اعلیٰ اور ادنیٰ نے اِس خوفناک موت کو خدا کی جانب سے اپنی بددعاؤں کا نتیجہ سمجھا۔ بیان ہوا ہے کہ اِس خبر کے مشہور ہوتے ہی ہزارہا لوگ خدا کا شکر کرنے گرجاؤں میں حاضر ہوئے۔ اور رات کے وقت شہر کے گرجاؤں میں اس طرح روشنی کی گئی کہ گویا کوئی بڑا تہوار آیا ہے ؛

قسطنطین ہمیشہ سے وہم پرست تھا۔ اُس کے دل پر بھی اِس موت کا عجیب اثر ہوا۔ اثناناشیوس لکھتا ہے کہ شہنشاہ سنتے ہی سکتے کے عالم میں رہ گیا۔ اور کچھ شبہ نہیں کہ اب اُس کو پورا یقین ہو گیا کہ ایریوس نے اُس کو دھوکا دیا تھا۔ اور یہ سزا اُس کو جھوٹی قسم کھانے کی ملی ہے۔ یوسی بیوس کے فریق کو سخت ندامت و مایوسی ہوئی۔ اِس فریق کے بعض لوگوں نے تو یہ کہا کہ ایریوس کو دشمنوں نے زہر دیا ہے۔ بعض نے کہا کہ اُس پر جادو کیا گیا تھا۔ کسی نے محض بیماری کو موت کی وجہ قرار دیا۔ بہرکیف پرانے زمانے کے لوگوں کا اتفاق رائے اِسی پر ہوا کہ خدا نے ناراض ہو کر اُس کو ایسی سخت موت سے مرنے کی سزا دی۔ اِس خیال کے ماننے والے پُرانے ہی زمانے میں نہ تھے بلکہ اب تک موجود ہیں۔ چنانچہ کارڈینل نیومین فرماتے ہیں۔

"اِن حالات پر جب کوئی صاحبِ فکر غور کریگا تو یہ ہی کہیگا کہ یہ اُس قوتِ کاملہ کی ایک دست اندازی تھی جس کے ذریعے سے تدبیرِ الٰہی انسان کے قلب پر ہر حال میں روشن کرتی رہتی ہے اور خود عقلِ انسانی بھی اُسکو پہلے سے مانے ہوتی ہے کہ انسان کے اعمال سے خدا غافل نہیں ہے۔ جن کا قول ہے کہ ایسی دست اندازی خدا کا شیوہ نہیں تو پھر اُن کو کہنا پڑے گا کہ ایسے واقعات جن کو بالعموم غیر معمولی یا ناگہانی حوادث کہا جاتا ہے خدا کے کسی فیصلے کا نتیجہ ہوتے ہیں ؛"

لیکن یہ مضمون وہ ہے جس سے یہاں بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے مقصد کے لئے جو بات قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ ایریوس کی موت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے قسطنطنیہ کے مذہبی فریقوں اور اُن کے باہمی اختلافات میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوا ۔ اور نہ اس موت سے یوسی بیوس نیکومیدی کے مرتبے و عزت میں کچھ کمی ہوئی ۔ وہ برابر امور دینی میں قسطنطین کا صلاح کار و معتمد رہا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

۳۰۱
پندرھواں باب
قسطنطین کی موت اور اُسکے خصائص

اس میں کلام نہیں کہ قسطنطین کی عمر جس قدر بڑھتی گئی اُس کی نیت اور
اطوار میں فرق آتا گیا۔ رعایا کو جو تعلق اُس کے ساتھ پہلے تھا اُس میں بھی کمی ہوتی
گئی۔ یہ کمی حکومت کے طول پکڑنے کی صورت میں اکثر پیش آیا کرتی ہے اور فی نفسہ
کوئی بڑی چیز نہیں ہے۔ لیکن ان مضامین پر عہد نویس مورخوں سے جو شہادتیں
بکثرت ملتی ہیں اُن کو نظر انداز کرنا مشکل ہے۔ یوسی بیوس بھی جس کو شہنشاہ
کی ہر ایک بات قابل تعریف معلوم ہوتی ہے ایک جگہ لکھ گیا ہے[1] کہ بد دیانت
لوگوں نے شہنشاہ کی خدا ترسی و کشادہ دستی سے اکثر ناجائز نفع اُٹھایا۔ اِس عیسائی
مورخ نے بہت سی باتیں شہنشاہ کی خوبیاں سمجھ کر اپنی کتاب میں لکھی ہیں لیکن
یہی باتیں بُت پرستوں کے نزدیک قابل الزام ٹھہریں۔ مثلاً وہ لکھتا ہے کہ جب کبھی
شہنشاہ دیوانی کا کوئی مقدمہ سنتا تھا تو ہارنے والے فریق کا نقصان اپنی جیب سے
ادا کر دیتا تھا اور اِس میں یہ اصول مدنظر تھا کہ شہنشاہ کے اجلاس سے ہارنے اور جیتنے والے
دونوں کو یکساں خوش و مطمئن ہو کر رخصت ہونا چاہئیے۔ مگر یہ اصول وہ ہے جس سے
بڑے سے بڑا خزانہ بھی قلیل عرصے میں خالی ہو سکتا ہے۔ اور ریلیوس وکٹر نے
ایک قول نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قسطنطین کی نسبت اُس کے
۳۰۲ زمانے کے عام لوگوں کا کیا خیال تھا۔ وہ قول یہ تھا کہ قسطنطین اپنی حکومت کے
پہلے دس برس میں تو شاہانہ اوصاف و خوبیوں کا نمونہ کامل بنا رہا۔ اس کے بعد
بارہ برس تک اُس کی کیفیت ایک رہزن اور لٹیرے کی سی رہی اور اخیر دس برس
میں اُس کی مثال ایک نوعمر کی سی ہو گئی جو مفت کی دولت ورثہ میں پا کر فضول خرچی

[1] حیات قسطنطین - ۴، ۵۴ ؁

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اختیار کرتا ہے۔ لوگوں نے ہجو سے اُس کا نام ترا کالا رکھ دیا تھا۔ بظاہر اسکی وجہ تسمیہ یہ ہی معلوم ہوتی ہے کہ اُس کی گردن چھوٹی اور فربہ تھی۔ مگر اوریلیوس وکٹر نے کسی طرح اس نام کے معنی ”مسخرے“ کے لئے ہیں[1]۔

زوسیموس نے بصراحت قسطنطین پر یہ الزام رکھا کہ اُس نے سلطنت کا روپیہ فضول عمارتوں پر لگا کر برباد کیا۔ زوسیموس چونکہ بُت پرست تھا اس لئے گرجاؤں پر روپیہ لگانے کو وہ دولت کا برباد کرنا سمجھتا تھا۔ لیکن یہ امر یقینی ہے کہ سلطنت کی مالی حالت اس بات کی مقتضی نہ تھی کہ رومانی قلمرو کے ہر حصے میں بڑے بڑے گرجاؤں کی تعمیر پر بے دریغ روپیہ اُٹھایا جاتا۔ اگر اُس روپے کا اندازہ کیا جاوے جو اور شہروں کو چھوڑ کر خاص روما۔ قسطنطنیہ۔ یروشلم۔ بیت اللحم۔ نامری۔ انطاکیہ میں گرجاؤں پر صرف ہوا اور اس بات کو بھی یاد رکھا جاوے کہ پادریوں کو ہر جگہ تعمیر کا کام جاری رکھنے کی ہدایت کی جاتی تھی اور والیانِ ملک کو بھی احکام جاری ہوتے رہتے تھے کہ اپنے علاقوں کی آمدنی سے گرجاؤں کو معقول وظائف دیتے رہیں تو پھر بُت پرست محصول ادا کرنے والوں کی شکایتیں ہرگز بے جا نہ تھیں۔ قسطنطین کو گرجا بنوانے کا شوق ایسا ہی تھا جیسے ہمارے زمانے میں باویریا کے مجنوط الحواس بادشاہ لُڈوِگ کو محل بنانے کا خبط تھا۔

۳۰۲ پھر شوقِ تعمیر کا حصر کچھ معمولی گرجاؤں ہی پر نہ تھا۔ بلکہ روما کے شہر میں ایک بڑی عالیشان عمارت جس کو بازیلیکا کہتے تھے تیار کرائی۔ حالانکہ روما وہ شہر تھا جہاں قسطنطین کا گذر شاذ و نادر ہی ہوتا تھا۔ خاص قسطنطنیہ میں کروڑوں روپیہ ایسے کاموں میں صرف کر دیا جس سے ایک پھوٹے بادام کی بھی آمدنی نہ تھی درآنحالیکہ زراعت و تجارت کی ترقی کے لئے روپئے کی اشد ضرورت تھی۔ زوسیموس نے صرف ایک فقرے میں کہ ”قسطنطین نے محض دولت لٹا کر عزت پیدا کرنی چاہی“ قسطنطین کے خلاف اپنے تمام اعتراضوں کو جمع کر دیا ہے[2]۔ علاوہ اِس اسراف کے وہ بیکار اور نالائق لوگوں کو جن پر کسی طرح مہربان

[1] حیات قسطنطین ۳، ۴۲، ۳۵؛ [2] ایضاً ۳، ۳۸؛

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

ہو جاتا تھا بہت روپیہ دیدیتا تھا اور اُن کو سکھاتا تھا کہ اپنا لالچی منہ پھاڑے رکھیں۔ زوسیموس جس زمانے میں اپنی تاریخ لکھ رہا تھا اُسی زمانے کی نسبت لکھتا ہے کہ "جس طریقے سے آجکل سلطنت کی دولت رائگاں و برباد ہو رہی ہے اِس کا تخم دراصل قسطنطین بو گیا ہے"۔ اِس مورخ کا خلاصۂ کلام اِس بارے میں یہ ہے کہ "قسطنطین نے جس قدر کام کئے اپنے ہی نفس کے خوش کرنے کے لئے کئے"[1]۔

قسطنطین کی طبیعت کا حال زوسیموس سے بھی بڑھکر اُسکے ایک دشمن کے قلم سے نکلا ہے۔ یہ حال ایک نہایت ہی عجیب و دلچسپ کتاب میں بیان ہوا ہے جو شہنشاہ جولیان کی تصنیف سے ہے اور جس کا نام قیاصرہ ہے۔ جولیان کو قسطنطین اعظم کے نام سے نفرت تھی۔ وہ قسطنطین کو کافر ہی نہیں بلکہ اکفر سمجھتا تھا کیونکہ اُس نے رومانیوں کے پرانے مذہب کو چھوڑ کر عیسائی مذہب اختیار کیا تھا۔ چنانچہ اپنی کتاب میں جہاں اولمپس کے دیوتاؤں کے بھرے دربار میں قسطنطین کو پیش کرتا ہے تو اِس قدر افزائی سے اصلی غرض یہ ہوتی ہے کہ اُسکی ہنسی اڑائے اور دیوتاؤں کے سامنے اُس کو ذلیل کرے۔ قسطنطین کا ذکر شروع کرتے ہی لکھتا ہے کہ اس شہنشاہ نے لڑائیاں بہت دیکھی تھیں لیکن پھر عیش و عشرت نے اُس کو آرام طلب بنا دیا[2]۔ جولیان نے دیوتاؤں کے اس دربار کی جو کیفیت لکھی ہے اُس کو ملاحظہ کیجئے۔ اولمپس کے تمام چھوٹے بڑے دیوتا ایکسا دربار میں بیٹھے کسی مشورے میں مصروف ہیں اور دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ جن کو دیوتاؤں کا رتبہ حاصل ہو چکا ہے دربار میں شرکت کے لئے آرہے ہیں۔ جولیان ایک ایک شہنشاہ کا نام لیکر دیوتاؤں سے اُس شہنشاہ کی تقریب کرتا ہے اور جس دیوتا سے اُس کی طبیعت کو مناسب پاتا ہے اُس کے قریب اُس کو بٹھا دیتا ہے۔ لیکن جب قسطنطین کی نوبت آتی ہے تو کسی دیوتا سے اُس کی طبیعت کو مناسب نہیں پاتا اور نہ کوئی دیوتا اُس کو اپنے حلقۂ نیازمندی میں لینا پسند کرتا ہے۔ پس کسی قدر تامل کے بعد قسطنطین ۳۰۴

[1] حیاتِ قسطنطین جلد ۲ صفحہ ۳۲ ؛ [2] ایضاً باب ۱۵ ؛

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خود دوڑ کر عیش وعشرت کی دیبی کے پاس چلا جاتا ہے۔ یہ دیبی اُس کو گلے سے لگا کر
اپنا محبوب بناتی ہے اور نہایت پر تکلف لباس پہنا کر اپنی بہن فضول خرچی کے
حوالے کر دیتی ہے۔ غرض عیش پرستی اور اسراف کے متعلق قسطنطین کی یہ
ہجو ملیح نہایت ہی کاری تھی اور تیر زہ سے نکل کر ٹھیک اپنے ہدف پر پہنچا تھا۔
قسطنطین شہنشاہ جولیان کے بزرگوں میں تھا۔ جولیان بڑا زاہد
و درویش صفت تھا مگر پھر بھی اپنے بزرگ کی ہجو سے باز نہ آیا۔ اور اگر کہیں وہ سمجھ لیتا
کہ دنیا قسطنطین کو قسطنطین اعظم کہیگی تو اور زیادہ مضحکہ کرتا۔ لکھتا ہے کہ
غیر قوموں پر قسطنطین کی فتوحات محض ایک مسخرا پن تھیں قسطنطین دیوانہ تھا
اُس کو ماہِ فلک سے عشق تھا۔ اور نیم مجنوں شہنشاہ کلادیوس کی طرح وہ بھی اپنے
محل کے عالیشان برآمدے میں کھڑے ہو کر آسمان کی ملکہ یعنی ماہ سے عاجزی کرتا
تھا کہ جس طرح اینڈیمیون کے پاس آسمان سے اتر کر وہ چلی آئی تھی اسی طرح
میرے پاس بھی چلی آئے۔ جولیان نے ایک تقریر اپنی طرف سے لکھ کر قسطنطین
کی زبان سے ادا کی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ قسطنطین دعوے کرتا ہے کہ ۳۰۵
میں مقدونیہ کے اسکندر اعظم سے بھی بڑھکر مردِ میدان ہوں کیونکہ وہ صرف ایشیا
کے لوگوں سے لڑا تھا اور میں رومانیوں و جرمانیوں اور سِتھیا والوں سے بھی
طاقت آزمائی کر چکا ہوں۔ بلکہ جولیوس سیزر اور شہنشاہِ اوگستوس سے
بھی بڑھ کر ہوں کیونکہ وہ بُرے لوگوں سے لڑتے تھے اور میں اچھے لوگوں سے
لڑا۔ اور ان ہی تاجداروں سے نہیں بلکہ شہنشاہ تراجن سے بھی بڑھکر لڑنے والا
ہوں۔ کیونکہ تراجن نے نئی چیزیں حاصل کیں اور میں نے اُن چیزوں کو حاصل کیا
جن پر سے قبضہ جاتا رہا تھا۔ اور جس چیز سے قبضہ اُٹھ گیا ہو اُس کو حاصل کرنا ایسی چیز کے
حاصل کرنے سے دشوار ہے جس پر کبھی قبضہ نہ رہا ہو۔ اس عجیب تقریر کو اولمپس
کے دیوتاؤں نے خوب ہنس ہنس کر سُنا۔ اور ہرمیز جو دربار میں موجود تھا حکیم سقراط
کی طرح قسطنطین سے سوال کرنے لگا کہ "وہ کیا چیز ہے جس کو تم سب سے اعلیٰ
سمجھتے ہو۔" قسطنطین نے جواب دیا "حصولِ دولت۔ تاکہ خوب دریادلی سے
دوسروں کو روپیہ دیا جائے اور جس قدر اپنے یا اپنے دوستوں کے ارماں ہوں وہ نکالے جائیں"

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ جواب گویا اُس کی فضول خرچی کا ثبوت تھا۔ جولیان نے بھی اور معترضوں کی طرح قسطنطین کے اسی عیب پر زیادہ زور دیا ہے۔ عشرت پسندی و اسراف اپنا شوق پورا کرنے کے لئے سلطنت کے مالیہ کو ایسے عورتوں کے سے سامانِ جاہ و حشم پر صرف کرنا جو رومانی مزاج و طبیعت کے خلاف ہوں۔ یا بیکار عماروں پر اُس کو ضائع کرنا یا طامع و نا اہل لوگوں پر اُس کو لٹا دینا یہی وہ باتیں تھیں جن کو وہ قسطنطین کی طبیعت کا نہایت مذموم پہلو تصور کرتا تھا۔ جولیان کی کتاب میں دربارِ اولمپس کا نشہ باز مسخرہ سائی لینوس جس وقت کسی کو فضیحت کرتا تھا اور جب وہ فضیحت بالخصوص کسی اخلاقی مسئلے کی نسبت ہوتی تھی تو سننے والوں کے پیٹ میں بل پڑ پڑ جاتے تھے۔ یہی مسخرہ قسطنطین سے کہتا ہے کہ آپ نے تو واقعی ایسی زندگی بسر کی ہے جو کسی باورچی یا کسی امیرزادی کی خادمہ کے لئے زیادہ موزوں تھی۔ بلاشبہ ان اعتراضوں میں اتنی سچائی ضرور تھی کہ سلطنت کے شوخ طبع یونانی جن کے خوش کرنے کو جولیان نے قلم فرسائی کی تھی اِن طنز آمیز لطیفوں کا پورا لطف اُٹھاتے تھے؛

لیکن ہم کو اِس کا خیال رکھنا چاہئے کہ جولیان نے جو کچھ مذمت قسطنطین ۳۰۶
کی کی ہے یا زوسیموس نے جو کچھ اُس کے خلاف لکھا ہے اُس پر کسی دلیل کو قائم کر کے بحث کو طول نہ دیں۔ اِس میں شک نہیں کہ اِن لوگوں کی تحریریں قسطنطین کی طبیعت کا سب سے قبیح پہلو دکھاتی ہیں یعنی یہ کہ وہ عیش و عشرت کا بندہ اور تکلفات و تجملات کا غلام تھا۔ اور یہ بھی یقینی ہے کہ جس شخص نے طیش میں آکر ایسے جور و ستم کئے ہوں جو ۳۲۶ عیسوی میں روما کے شہر میں وقوع پذیر ہوئے تھے تو پھر اُس کی طبیعت اپنے اصلی رنگ پر نہیں آسکتی تھی۔ جوان بیٹے اور بیوی کو قتل کر کے اپنے سینے پر گناہوں کی ایک سِل رکھ لی تھی۔ یہ مظلوم تو صرف دو ہی تھے باقی جن لوگوں کو اُس نے قتل کیا اُن کی فہرست بہت بڑی تھی۔ اِس میں اُس کا خُسر امیک سیمیان اور اُس کا بہنوئی لائی سی نیوس اور لائی سی نیوس کا معصوم لڑکا لائی سی نیا نیوس ایک دوسرا بہنوئی قیصر باسوس اور اور بہت سے لوگ شامل تھے۔ جن میں بعض لوگ امورِ ملکی کی بنا پر قتل ہوئے تھے۔ مارکس اوریلیوس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

نے تین سو برس پہلے ایک جگہ یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ "فاتح ہی کو زیادہ دن دیکھنے نصیب ہوا کرتے ہیں"۔ یہ خیال بالکل درست ہے۔ لیکن اس زیادہ مدت میں جب فاتح کو اپنے مقتولوں میں سے بعض کے ساتھ جھوٹے وعدے کرنے اور ایمان دیکر قول و قرار سے پھر جانا بار بار یاد آتا ہے تو ندامت و پشیمانی سے دل میں ٹیسیں اٹھا کرتی ہیں۔ قسطنطین کی عیسویت بھی ایسی عیسویت نہ تھی جو انسان کے ہر فعل میں اپنا اثر پہنچا چکی ہو۔ اور کل زندگی پر حاوی ہو گئی ہو۔ اور اگر فرض کیا کہ ایسا تھا بھی تو کم سے کم اس بات کو ضرور تسلیم کرنا پڑیگا کہ اُس کی عمر میں ایسے زمانے آتے رہے جبکہ خدا کی رحمت نے اپنا سایہ اُس کے سر سے اٹھا لیا تھا۔

نظر بحالت مجموعی یوتروپیوس کا یہ جملہ جس کو ابھی نقل کر چکے ہیں کہ "قسطنطین کی جس قدر عمر بڑھتی گئی اُس کی نیت اور اطوار میں فرق آتا گیا" بالکل درست ہے۔ اِس لائق اور خلاصہ نویس مصنف نے قسطنطین کے خصائص کے متعلق مدلل خیالات ظاہر کئے ہیں جو یہاں لکھنے کے قابل ہیں:-[1]

۳۰۷ "شروع زمانۂ حکومت میں قسطنطین ایسا اچھا بادشاہ تھا کہ بہتر سے بہتر بادشاہوں سے مقابلہ کرنے پر بھی کسی سے کم نہ رہتا تھا۔ لیکن اخیر زمانۂ حکومت میں وہ ایسے بادشاہوں کی مثل ہو گیا جن کی خوبیاں اور برائیاں درجۂ اوسط کی ہوتی ہیں۔ ذہنی اور جسمانی دونوں حیثیتوں سے اُس میں بے شمار خوبیاں تھیں اور یہ خوبیاں سب پر ظاہر تھیں۔ لڑائیاں جیت کر نام پیدا کرنے کا بے حد شائق تھا۔ لڑائیوں میں اُسکی قسمت ہمیشہ اچھی رہی تھی مگر اُس کی کوشش اور تن دہی سے زیادہ نہ تھی.... تمام فنون جن کی ترقی زمانۂ امن سے متعلق ہوئی ہے اور ہر قسم کے علوم جو شائستہ زندگی کا زیور ہیں اُن کا وہ بڑا مربّی و دوست تھا۔ سخاوت و مروت سے ہر ایک کو اپنا گرویدہ رکھنا چاہتا تھا۔ اور کبھی اپنے دوستوں کی عزت و دولت کو ترقی دینے سے دریغ نہ کرتا تھا"۔

قسطنطین کی طبیعت کا یہ اندازہ اور ریلیوس وکٹر کے بیان سے

---

[1] یوتروپیوس۔ ۱۰، ۷

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بہت سی باتوں میں مشابہ ہے۔ اِس مصنف نے لکھا ہے کہ لڑائیوں کے متعلق قسطنطین ہمیشہ قسمت ور رہا۔ تعریف کا ہمیشہ بھوکا رہتا تھا۔ مگر مختلف قسم کے کاموں میں اُس کی لیاقت وذہانت۔ علوم وفنون کا شوق۔ ہر شخص کی شکایت کو کان دھر کر سُننا۔ وفود کی عرضداشتوں پر غور کر کے جواب دینا۔ یہ سب باتیں حقیقت میں تعریف وتوصیف کی مستحق تھیں؛

ہم نے اوپر اس مطلب کو ظاہر کیا ہے کہ قسطنطین جس قدر اپنی عمر ختم کرنیکے قریب آتا گیا اس کی نیت خراب ہوتی گئی۔ اِس کا سب سے بڑا ثبوت اِس واقعہ سے ظاہر ہے کہ ۳۳۵ عیسوی میں اُس نے تمام رومانی سلطنت کو اپنے ورثا میں تقسیم کر دیا۔ اس تقسیم کے معنی یہ تھے کہ نظامِ حکومت کے متعلق عمر بھر جس لیاقت اور خوبی سے کام کیا تھا اُس کو آخری عمر میں اپنے ہی ہاتھوں سے غارت کر دیا۔ کیونکہ اِس تقسیم سے سیاست کا وہ بسط و اتحاد بالکل زائل ہوگیا جس کو ڈائیوک لیشن کی طرز حکومت کے شکستہ آثار سے بڑی جد وجہد کے بعد قائم کیا تھا؛

یوسی بیوس نے ایک ہی فقرے میں جس قدر سچی بات تھی وہ کہہ دی
۳۰۸ ہے۔ لکھتا ہے کہ قسطنطین نے اس تقسیم کی غرض سے کل سلطنت کو ایسا
سمجھا گویا وہ اُسی کے باپ دادا کی جائداد ہے جس کو اپنے خاندان والوں میں تقسیم کرنے بیٹھ گیا ہے۔ بیٹوں اور بھتیجوں کو ملک تقسیم کرنے میں جس قدر دل سے متوجہ ہوا کبھی رعایا کی سلامتی اور ترقی کے لئے ایسی توجہ نہیں کی کرسپس کو مرے ہوئے اِس وقت نو برس گذرے تھے۔ ملکہ فاستہ کے بطن سے جو تین لڑکے تھے وہ ابھی تک نوعمر تھے۔ اِن میں سب سے بڑا لڑکا اس وقت اکیس برس کا تھا۔ یوسی بیوس لکھتا ہے کہ اِن لڑکوں کی تعلیم وتربیت بہت غور سے ہوئی تھی۔ فن سپہ گری کے تمام کمالات اُن کو سکھائے گئے تھے۔ سیاست وقانون سکھانے کے لئے خاص معلم و اتالیق مقرر ہوئے تھے۔ مذہبی تعلیم کی نگرانی خود قسطنطین نے اپنے ذمے لی تھی۔ اور اُن کے سینے میں خدا کی تعظیم وطاعت کا بیج بویا تھا۔ اور اُس خدائے قادر کی معرفت اُن کو سکھائی تھی۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جو سب کا مالک ہے۔ اور اُن کے دل میں یہ بات بٹھادی تھی کہ زہد و پارسائی دولت بلکہ حکومت و بادشاہی سے بھی زیادہ عزت کے قابل چیزیں ہیں۔" اُس تعلیم کی عمدگی میں کس کو کلام ہوسکتا ہے۔ یوسی بیوس نے بار بار لکھا ہے کہ یہ تینوں شہزادے جن کو ایک موقع پر اُس نے "ثالوث شاہی" کے لقب سے یاد کیا ہے۔ "خودداری و شرمساری۔ پارسائی و پرہیزگاری کا کامل نمونہ تھے"۔ مگر بدقسمتی دیکھیے کہ جب یہ شہزادے بڑے ہوئے تو انھوں نے اپنی نسبت لڑکپن کی عمدہ توقعات اور یوسی بیوس کی تعریفوں کو قطعاً غلط ثابت کردیا۔ ہم کو یوسی بیوس کے اِس بیان سے انکار نہیں کہ اِن شہزادوں کی تعلیم و تربیت میں قسطنطین نے حتی الامکان کوشش کی لیکن سب سے بڑی بدقسمتی لڑکوں کی یہ تھی کہ خود باپ کی سیاسی کامیابیاں اس عیب کا ثبوت دے رہی تھیں کہ دنیا حاصل کرنے میں ایمان سے بحث نہ رکھنی جس قدر مفید ہے وہ خدا کی تنظیم و طاعت اور سچی پارسائی نہیں ہے ؛

اِس ملکی تقسیم میں سب سے بڑے شہزادے قسطنطین کو قیصر مغرب کے ۳۰۹
لقب کے ساتھ ملک گال۔ برطانیہ اور ہسپانیہ دیے گئے۔ دوسرے شہزادے یعنے قسطنطیوس کو مشرق کے زرخیز و شاداب ملک عطا ہوے جن میں مصر و شام اور ایشیائے کوچک کے وہ علاقے جو ساحل سے ملحق تھے شامل تھے۔ سب سے چھوٹے شہزادے قونس طنس کو ایطالیہ۔ ایلیریہ اور افریقہ کے ملک دیے گئے۔ اس تقسیم کے بعد کچھ علاقے ایسے بچ گئے جو ایک لڑکی کے جہیز میں دیے جاسکتے تھے۔ جس لڑکی کو یہ علاقے دیے گئے اُس کا نام قسطنطینہ تھا۔ یہ قسطنطین اور ملکہ فاستہ کی تینوں لڑکیوں میں سب سے بڑی لڑکی تھی۔ اور اُس کی شادی اُس کے سوتیلے چچا کے لڑکے انی بالیانوس سے ہوئی تھی۔ انی بالیانوس کا باپ قسطن طیوس۔ کلورس کا فرزند تھیودورا کے بطن سے تھا۔ چونکہ انی بالیانوس کو اب قسطنطین کی دامادی کی عزت ملی تھی اس لئے ایک نیا خطاب نوبلس سیمس کا وضع کیا گیا۔ اور اُس کے لئے ایک ریاست صوبجات پونٹس۔ کپادوسیہ اور آرمینیہ کوچک کو شامل کرکے قائم کی گئی۔ مورخ گبن نے بہت ہی تعجب سے لکھا ہے کہ رومانی عملداری میں متعدد رومانی شہزادے ہر زمانے اور عہد میں گذرے مگر ان سب میں صرف انی بالیانوس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایسا شہزادہ تھا جس کو ریگیس (بادشاہ) کا خطاب حاصل ہوا۔ یہ خطاب شہنشاہی تمغوں پر اب تک کندہ نظر آتا ہے اور عہد نویس مورخوں نے بھی اِس واقعے کی تصدیق کی ہے لیکن باوجود ایسی بیّن شہادت کے گبن کو اُس کی صحت تسلیم نہیں لیکن ہمارے نزدیک گبن کو اس کی صحت میں شبہ کرنیکی مطلق ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ صدہا برس تک پونٹس۔ کپادوسیہ اور آرمینیہ کوچک کے علاقے ایک ہی بادشاہ کے زیر حکومت رہے تھے۔ پس ایسی ریاست کو بادشاہی قرار دیکر اُس کے رئیس کو بادشاہ کہنے میں قسطنطین نے محض اِس رعایت کو ملحوظ رکھا کہ جس رعایا پر انی بالیانوس کو حکومت کرنی تھی اُس کے دستور کے مطابق مسند نشینِ حکومت کو بادشاہ کے لقب سے پکارا جاوے۔ انی بالیانوس اپنے باپ کا منجھلا بیٹا تھا۔ اُس کا بڑا بھائی جس کا ۳۱۰ نام دالماتیوس تھا۔ تھریس اور مقدونیہ کا جس میں کمی پوری کرنے کو یونان بھی شامل کر دیا تھا۔ قیصر مقرر ہوا۔ اِس قیصر کا کام بہت مشکل تھا۔ کیونکہ اُس کے ذمے اُس سرحد کی حفاظت تھی جہاں سے قوطہ کی قومیں رومانی عملداری پر حملہ کیا کرتی تھیں پس ایسے منصب پر مقرر ہونے سے کسی قدر قیاس ہو سکتا ہے کہ دالماتیوس جو ۳۳۳ عیسوی میں کونسل بھی رہ چکا تھا اپنی سپاہیانہ قابلیتوں کا ثبوت پہلے سے دے چکا ہوگا۔[۱]

لیکن اب سوال یہ ہے کہ یہ تقسیم کس حد تک فی الواقع ایک تقسیم تھی اور یہ واقعہ کہ شہنشاہ قسطنطین کی ماتحتی سے قیاصرہ آزاد تھے اس کے فی الحقیقت کیا معنی تھے۔ یوسی بیوس لکھتا ہے کہ ہر ایک قیصر کے پاس پورا قیصری عملہ تھا۔ یعنی اُس کا دربار جدا تھا۔ جو چھوٹے پیمانے پر دربار قسطنطنیہ کی بجنسہ تصویر تھا۔ ہر ایک قیصر کا لشکر۔ فوج خاصہ۔ کمک کے لئے جمعیت جدا ہوتی تھی۔ اور ان کے افسروں کو شہنشاہ وفاداری و کمالِ فن کے اعتبار سے منتخب کیا کرتا تھا۔ اس وقت کی ملکی تقسیم سے یہ خیال نہیں ہو سکتا تھا کہ قسطنطین سلطنت سے دست بردار ہونے کی فکر میں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو جشن بست سالہ کے موقع پر سلطنت کا کام چھوڑ دیتا۔ قیاس غالب یہ ہی ہے کہ وہ اپنے اختیاراتِ شہنشاہی میں کسی قسم کی کمی کرنی نہیں

[۱] "حیاتِ قسطنطین" - ۴ ، ۵۱ ؛

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چاہتا تھا۔ گو اس قدر گوارا کر لیا تھا کہ اپنے انتظامی اختیارات دوسروں کو تفویض
کردے مگر نگرانی اپنی رکھے۔ پس قسطنطین کے قیاصرہ حقیقت میں نائب السلطنت
٣١١ کا درجہ رکھتے تھے۔ گو اس کا سمجھنا دشوار ہے کہ جب چار با اختیار پرلطوری پرفکٹ
(امرائے عساکر) موجود تھے تو ان کے اختیارات میں بغیر ترمیم کئے یہ نیا انتظام کیونکر
چل سکتا تھا۔ مگر یہ تقسیم سلطنت کے نفع کے لئے نہ تھی۔ اس سے صرف شہزادوں کا
نفع متصور تھا۔ اور نہ یہ تقسیم ایسی تھی جو مدت تک قائم رہ سکتی تھی۔ قسطنطین کی آنکھیں
بند ہوتے ہی بدنظمی و خانہ جنگی کا پیدا ہونا لازمی تھا جیسا کہ فی الحقیقت ظہور میں آیا۔
کوئی شہادت اس بات کی نہیں ملتی کہ مرتے وقت شہنشاہ نے اپنی جگہ کی نسبت
کسی قسم کی وصیت کی ہو کہ وہ کس کو دی جائے۔ قسطنطنیہ کا شہر جس علاقے میں تھا
وہ دالماتیوس کے انتظام میں تھا۔ یہ کسی طرح عقل میں نہیں آسکتا تھا کہ
قسطنطین کے تینوں لڑکے اس بات کو گوارا کر لیں گے کہ سلطنت کا پایۂ تخت
اُن کے چچازاد بھائی کے قبضے میں رہے۔ پس ۳۳۵ء عیسوی والی تقسیم پہلے ہی سے
خبر دیتی تھی کہ آگے چل کر خانہ جنگی اور بدنظمی کا دور دورہ ہوگا۔ وائیوکلیشن کا نظام حکومت
تو اس وجہ سے ناقابل عمل ثابت ہوا تھا کہ اس میں ایک فرزند کی قدرتی خواہش
کا کہ وہ اپنے باپ کا جانشین ہو پورا لحاظ نہیں کیا گیا تھا مگر اب قسطنطین کے
نظامِ حکومت میں اس سے بھی بڑھکر سقم نکلا کیونکہ یہ امر بالکل یقینی تھا کہ سلطنت کے
پانچ حصہ داروں میں سے قسطنطین کے تینوں لڑکے اپنے دونوں چچازاد بھائیوں کو
غاصب سمجھ کر اُن کے مقابلے پر ہتھیار اُٹھا لیں گے۔ اور اُن کو مغلوب کرنے کے
بعد پھر تینوں سگے بھائی آپس میں لڑنا شروع کریں گے یہاں تک کہ لڑ مر کر صرف
ایک باقی رہ جائے۔

قسطنطین کا دورِ حکومت اب ختم ہونیکو تھا۔ ۳۳۶ء میں اس نے جشن سی سالہ
کیا۔ درباریوں نے مبارکباد دی کہ شہنشاہ اوگستس سے لیکر اب تک سوائے اُسکے
کسی شہنشاہ نے اتنی مدت حکومت نہیں کی۔ اُس کے داہنے ہاتھ میں اگر درازی حکومت
تھی تو بائیں ہاتھ میں فتح و نصرت۔ اس جشن کا ایک بڑا واقعہ یہ تھا کہ حال میں کنیسۂ انس تاسیس
٣١٢ (بیداروں کے گرجا) کی تعمیر ختم ہوئی تھی۔ اِس گرجا کا مقام وہ تھا جہاں حضرتِ مسیح کا مرقد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بتایا جاتا تھا۔ اس سے پہلے باب میں ذکر ہوچکا ہے کہ اس سال مذہبی مناقشے بڑے زور شور پر تھے۔ ایریوس کی ہولناک موت بھی اسی سال کا واقعہ تھی۔ اور قسطنطین کی زندگی کے اخیر چند سال اِس وجہ سے بہت بے لُطف گذرے تھے کہ باوجود ہزار کوشش کے کلیساؤں میں اتحاد کی صورت کا پیدا ہونا ہنوز دُور کا خیال تھا۔

یوسی بیوس لکھتا ہے کہ اسی زمانے میں جب قسطنطین بیمار پڑا تو اُس نے پہلے قسطنطنیہ کے گرم حماموں میں غسل کرکے مرض کو دفع کرنا چاہا۔ مگر جب اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا تو سمندر پار وری پارنم کے شہر میں آیا جس کو ملکہ ہیلینہ کی یادگار میں اب ہیلینو پولس کہا جاتا تھا۔ یہاں مرض نے اور زیادتی پکڑی اور لوسیان شہید کے گرجا میں خاص طور پر شہنشاہ کی صحت یابی کے لئے دعا کی گئی۔

لیکن قسطنطین کو یقین ہوگیا تھا کہ اب موت قریب ہے۔ اور وہ وقت بھی آگیا ہے کہ کلیسا میں باضابطہ داخل ہونا چاہئے تاکہ زندگی میں جس قدر گناہ کئے ہیں اُن سے معافی مل جائے۔ پس گرجا کے سنگین فرش پر گھٹنے ٹیک کر کھڑا ہوا اور جس قدر گناہ زندگی میں کئے تھے ان کا اقرار پادری کے سامنے کیا۔ پادری نے اُس کو معافی کی برکت دی اور اِس طرح کیٹی کیومن (مبتدی) کا درجہ اُس کو حاصل ہوگیا۔ پھر ہیلینو پولس سے نیکومیدیا کا سفر اختیار کیا اور جب قصر شاہی میں پہنچا جو نیکومیدیا کے مضافات میں تھا تو چند اسقفوں کو طلب کیا اور اپنے عقائد اُن کے سامنے بیان کئے اور کہا کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ جس کے آنے کی ایک مدت سے تمنا تھی اور جس کے لئے ہمیشہ دعائیں مانگا کرتا تھا یعنی اب مجکو وہ چیز ملنے والی ہے
جس سے حیات جاوید حاصل ہوتی ہے۔ مجکو آرزو تھی کہ یردن کے دریا میں ۳۱۳
اصطباغ پاتا لیکن خدا کی مرضی نہ تھی اور اُس کی مرضی میں کسی کو چارہ نہیں۔ کچھ دیر تک پادریوں کو یقین دلاتا رہا کہ یردن میں اصطباغ لینے کا خیال محض خیال ہی نہ تھا بلکہ واقعی مصمم قصد یہ ہی تھا۔ اور اگر اب صحت پھر نصیب ہوئی تو زندگی کے اُن قواعد و آئین کا مطلقاً پابند رہوں گا جو خدا کو پسند ہیں۔

لہ حیاتِ قسطنطین، ک ۴، ب ۶۱۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس کے بعد یوسی بیوس نیکو میدی نے شہنشاہ کو اصطباغ دیا قسطنطین نہایت سپید لباس پہنے ایک سپید بستر پر پڑا تھا۔ ارغوانی لباس شاہی ہمیشہ پہنتا تھا۔ لیکن اب اُس کو مرتے دم تک ہاتھ نہ لگایا۔ اصطباغ پانیکے بعد بہت خوش ہو کر کہا کہ حقیقت میں اب معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی برکت مجکو ملی ہے۔ اور رُاس کے نور سے دل روشن ہوا ہے۔ اِس حالت میں جب امرائے لشکر آخری ملاقات کو آئے اور یہ دیکھ کر کہ اب آقا کا دیدار پھر نصیب نہ ہوگا رونے لگے تو شہنشاہ نے اُن کی تسلی کی اور کہا کہ اب مجکو یقین ہے کہ بارگاہ خداوندی سے حیاتِ ابدی پانے کا مستحق قرار پایا ہوں۔ اب جو کچھ باقی ہے وہ یہ ہے کہ خدا کے روبرو حاضر ہونیکا جو سفر درپیش ہے وہ کسی طرح جلد طے ہو۔ قسطن طین اب موت کا منتظر اور آرزومند رہنے لگا۔ چنانچہ یہ آرزو جلد پوری ہوئی۔ ۲۲ مئی ۳۳۷ عیسوی کو قسطن طین اِس دنیا سے رخصت ہوا۔

سونے کے تابوت میں نعش رکھ کر تابوت پر شاہی چادر ارغوانی رنگ کی ڈالی گئی۔ اور اس طرح سے جنازہ نیکومیدیا سے قسطنطنیہ میں لائے۔ اور یہاں قصر شاہی کے اُس کمرے میں جہاں شہنشاہ کا تخت رہتا تھا تابوت رکھ دیا گیا اور اِس شان سے رکھا گیا کہ گویا شہنشاہ زندہ ہے اور پورے جاہ وحشم کے ساتھ دربار کر رہا ہے۔ بڑے بڑے رئیس وامیر فوج کے اعلیٰ عہدہ دار شبانہ روز تابوت شاہی پر پہرا دیتے تھے۔ یوسی بیوس لکھتا ہے مرنے پر بھی قسطنطین شہنشاہ ہی معلوم ہوتا تھا۔ جس طرح زندگی میں لوگ آداب شاہی بجا لا کر شہنشاہ کی حضور میں شرف یاب ہوتے تھے اس وقت بھی حاضر ہونے والے وہ ہی آداب ومراسم ادا کرتے تھے۔ موت ۴۳۱
کے وقت کوئی فرزند قریب نہ تھا کہ عنانِ حکومت ہاتھ میں لیتا۔ مرض نے کسی بات کی مہلت نہ دی تھی اور بہت جلد خطرناک صورت اختیار کر کے مریض کا خاتمہ کر دیا تھا۔ شہزادوں کو بُلانے کی نوبت تک نہ آسکی۔ کوئی خاص انتظام اس خیال سے کہ اب موت قریب ہے نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس کا فیصلہ کہ قیصروں میں کونسا قیصر سب کا افسر ہو غالباً تینوں لڑکوں اور دونوں بھتیجوں کی رائے پر چھوڑ دیا تھا۔ باپ کے مرنیکے بعد منجھلا لڑکا یعنی قسطن طیوس سب سے پہلے قسطنطنیہ میں پہنچا۔ اور آتے ہی باپ کی تجہیز وتکفین میں مصروف ہوگیا مورخ لکھتے ہیں کہ روما کی مجلس سیاست

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

(سینات) نے درخواست کی کہ جنازہ قدیم دارالسلطنت میں دفن کیا جاوے۔ اسی غرض سے ایک وفد روانہ کیا کہ اس آخری عزت سے اُن کے شہر کو محروم نہ رکھا جاوے۔ لیکن قسطنطین کی خاص وصیت تھی کہ قسطنطنیہ میں "رسولانِ قدسیہ" کے گرجا میں اُس کو دفن کیا جاوے۔ جہاں ایک خوبصورت مقبرہ پہلے ہی سے اپنے لئے تیار کرا لیا تھا۔ پس مقامِ دفن کے متعلق کسی تذبذب کی ضرورت نہ تھی۔ فوجی اعتشام کے ساتھ محل سے جنازہ اُٹھا کر گرجا میں لائے۔ قسطن طیوس جنازے کے ساتھ تنہا ماتمی تھا۔ ابھی پادریوں نے موسیقی کی صداؤں کے ساتھ میت کے لیئے دعا شروع نہیں کی تھی کہ قسطن طیوس اور اُس کے ہمراہی افسرانِ فوج گرجا سے باہر چلے آئے۔ چونکہ قسطن طیوس ایسا عیسائی نہ تھا جس کو اصطباغ مل چکا ہو اس لیئے وہ آخری رسوم ادا ہونے کے وقت جنازے کے قریب نہیں رہ سکتا تھا غرض کلیسا کے اسقفوں اور ملک کی عیسائی رعایا نے اِس بڑے شہنشاہ کو دفن کیا۔ یہ ہی وہ لوگ تھے جن کا قسطن طین بڑا سرپرست رہ چکا تھا اور اُن کے لیئے ایسے حقوق قائم کر گیا تھا جن کے لیئے ان کو مرتے دم تک شکر گزار رہنا چاہیئے تھا۔ ٹکسال میں سکہ تیار ہوا جس میں ایک طرف شہنشاہ کی تصویر تھی کہ چہرے پر نقاب پڑا ہے اور دوسری طرف ایک تصویر میں شہنشاہ چار گھوڑوں کے رتھ پر سوار ہے اور بادلوں سے ایک ٣١٥
دستِ غیب رتھ کی طرف بڑھا ہے کہ رتھ کو کھینچ کر آسمان پر لیجائے۔ یہ تصویر اِس قسم کی تھی کہ نہ عیسائی اُس سے بُرا مان سکتے تھے اور نہ بُت پرست۔ عیسائیوں کے نزدیک تو وہ تصویر اِس واقعے کی تھی کہ ایلیاہ نبی بگولے میں ہو کر آسمان کو اُڑتے ہیں اور بُت پرستوں کے لیئے وہ ایک ایسے موقعے کا مرقع تھا جس میں دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ مرنے کے بعد (نعوذ باللہ) خدائی کے رتبے کو پہنچائے جاتے ہیں۔ ہاتھ جو بادلوں سے نکلا ہوا تھا وہ عیسائیوں کے خدا کا ہاتھ بھی ہو سکتا تھا اور بُت پرستوں کے دیوتا جیپیٹر کا بھی ؎ قسطن طین کے حالاتِ اصطباغ۔ موت اور دفن ہم نے یوسی بیوس کی کتاب سے لکھے ہیں۔ اب اِس مضمون کے متعلق ایک بڑی بات یہ کہنی ہے کہ شہنشاہ کو ایک ایسے اسقف نے اصطباغ دیا تھا جو ایریوسی عقیدے کا پادری تھا۔ یہ واقعہ اثناسیوس کے فریق کو اور زمانہ مابعد میں جا کیتھلک مورخوں کو نہایت ہی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

افسوس ناک اور قابلِ زاری معلوم ہوا ہے۔ اور اُن کی طبیعت اِس کے متعلق
ہمیشہ سراسیمہ اور متفکر رہی ہے۔ یہ امر ہمیشہ اُن کے سخت صدمے اور کوفت کا موجب
رہا کہ اُن کے سرپرست اور مددگار شہنشاہ کو زمرۂ اہلِ ایمان میں ایک ایسے شخص
کے ذریعے سے شامل ہونا پڑا جو بدعتی تھا۔ اور اُن کے بطریق یعنی اثانا شیوس کا بھی
جانی دشمن تھا۔ لیکن مجبور ہو کر بالکل خلافِ عادت صبر و شکیب کے ساتھ سب نے متفق الرائے
ہو کر اِس واقعہ پر بہت کچھ خاموشی اختیار کی اور شہنشاہ کے عیبوں کو نہیں بلکہ اُس کی خوبیوں
اور نیکیوں کو یاد کرتے رہے ؛

اب اِس مضمون کے متعلق ایک سوال اور پوچھنا ہے۔ اور وہ یہ کہ قسطنطین
نے کلیسا میں باضابطہ طریقے پر داخل ہونیکو ایسے وقت تک کیوں ملتوی رکھا جب تک
کہ سفرِ آخرت کے لیئے بالکل ہی پا در رکاب نہ ہو جائے۔ مذہب عیسوی کے عقائد
میں وہ ہرگز کمزور نہ تھا۔ اور نہ وہ ایسا شخص تھا جس کے دل کو وسوسے اور شکوک
پریشان رکھیں اور نہ اِس کا گمان ہو سکتا تھا کہ عقائدِ بُت پرستی کی طرف وہ پھر عود کریگا۔
عمر کے اخیر چند سال میں البتہ وہ مقلدانِ ایریوس و اثانا شیوس کی شورشوں سے ۳۱۶
پریشان ہو گیا تھا مگر اُس کی طبیعت ایسی تھی کہ کوئی ہوشیار پادری جس نے اُس کا اعتماد
حاصل کر لیا ہو اُس پر اپنا قابو رکھ سکتا تھا۔ جس زمانے تک ہوسیوس قرطبی اس کے
ساتھ رہا قسطنطین ہمیشہ جاثلیقی گروہ کا طرفدار رہا۔ جب ہوسیوس کو تقرب حاصل
نہ رہا تو یوسی بیوس نیکومیدی نے اُس کی جگہ لی۔ اور قسطنطین کو ایریوسیوں کی طرف
قدرِ التفات ہو گئی۔ بہرکیف کسی حالت میں بھی یہ نوبت نہ آئی کہ اُس کے عیسائی
ہونے میں شبہ ہو جاتا۔ غرض جب اُس کا عیسائی ہونا ایک واقعی امر تھا تو پھر
کیا وجہ ہوئی کہ وہ کلیسا میں باضابطہ طریقے سے پہلے ہی شامل نہ ہوا۔ کیا اس کی
وجہ یہ تھی کہ اصطباغ سے چونکہ فوراً پچھلے گناہ معاف ہو جاتے تھے اِس لیئے بالکل اخیر وقت
میں اِس رسم کو ادا کرنا چاہا تاکہ عاقبت میں قدم رکھتے ہی نجات کا دروازہ کھلا ملے۔ یا یہ کہ
ہمیشہ کی راحت حاصل کرنیکے لیئے کلیسا میں داخل ہونیکو ایسے وقت تک ملتوی رکھا کہ جس کے
بعد گناہ کرنا ممکن نہ ہو؟ بعض مؤرخوں نے یہ ہی وجہ آخری وقت میں اصطباغ لینے کی
بیان کی ہے۔ اگر حقیقت میں یہ ہی وجہ تھی تو وہ بہت خوب نہ تھی۔ اور بالکل ممکن ہے کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دراصل یہ ہی وجہ ہو۔ یوسی بیوس کی تحریر سے نکلتا ہے کہ جب قسطن طین نے دیکھا کہ پیغامِ اجل آپہنچا تو پھر اصطباغ لینے کے ارادے کو زیادہ ملتوی نہ رکھ سکا۔ لیکن پھر یہ بیان کہ دریائے یردن میں اصطباغ لینے کا ارادہ مدت سے تھا اِس خیال کی نفی کرتا ہے کہ محض موت کے قریب پہنچنے سے مجبوراً اصطباغ لیا۔ ممکن ہے کہ یہ التوا اِس خیال سے بھی ہو کہ بُت پرست رعایا سے بالکل ہی مغائرت پیدا کرنی گوارا نہ تھی اور ایسے بُت پرستوں کا خیال اِس ارادے کی تکمیل میں مانع تھا جن کا تعصب بڑھا ہوا تھا اور جو یہ دیکھتے ہی سخت برہم ہو جاتے کہ وہ شہنشاہ جو اُن کا خاص پونٹف یعنی سب سے بڑا کاہن و مذہبی پیشوا مانا جاتا تھا وہ عیسوی مذہب کا ایک اصطباغ رسیدہ رکن ہو گیا۔ بہرکیف یقین کے ساتھ کوئی بات نہیں کہی جا سکتی۔ البتہ قسطن طین
کی مذہبی زندگی اور مذہبی حکمت عملی پر زیادہ غور کیا جاوے تو اِس بارے میں ضرور ۳۱۷
کوئی رائے وثوق کے ساتھ قائم کی جا سکتی ہے ؛

یوسی بیوس شہنشاہ کی روزانہ زندگی کے مذہبی اوقات کو اس طرح دکھاتا ہے کہ گویا وہ کوئی بڑا عابد و زاہد عیسائی درویش تھا۔ لکھتا ہے کہ شہنشاہ ہر روز تخلیہ کر کے عبادت و مراقبے میں مشغول ہوتا تھا۔ انجیل ہاتھ میں لے کر اپنے درباریوں کے سامنے وعظ کہتا تھا۔ اور اِس شغل سے بہت مسرور ہوتا تھا۔ پہلے ایسے مذہب کے عیوب بیان کرتا تھا جس میں کثرت سے خدا مانے جاتے ہوں۔ پھر بُت پرستوں کے باطل مذہب کو ایک دھوکا اور اخفائے عصیاں کا ایک ذریعہ ثابت کر کے خدا کی یگانہ و یکتا حکومت اور اُس کے حکمت کے کاموں اور اعمالِ انسانی کے متعلق اُنکی جزا اور سزا کی تعلیم و تلقین کرتا تھا۔ اور اخیر میں اِس جملے پر تقریر ختم کرتا تھا کہ "اِس تمام دنیا کی حکومت خدا نے مجھ ہی کو سونپی ہے۔" ظاہر ہے کہ اِس قسم کی تقریریں مختصر نہ ہوتی ہونگی۔ لیکن قسطن طین جہاں عبادت و مراقبے میں زیادہ وقت صرف کرتا تھا اِس قسم کی تقریروں کو بھی طول دینا پسند کرتا تھا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ یوسی بیوس کسی مسئلے پر ایک بڑی طولانی تحریر پڑھ رہا تھا قسطن طین کھڑے ہو کر برابر سنتا رہا۔ یوسی بیوس گو پادری تھا مگر آدابِ شاہی سے واقف تھا۔ عرض کرنے لگا کہ شہنشاہ اب زیادہ کھڑے رہنے کی تکلیف نہ کریں۔ قسطن طین نے کہا کہ میں نے کل مضمون کو از اول تا آخر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

سننے کا قصد کرلیا ہے۔ اس قدر شناسی پر یوسی بیوس دل میں تو ضرور خوش ہوا
مگر افسوس کے ساتھ یہ بھی کہنا پڑا کہ مضمون بہت طول ہوگیا ہے۔ اہلِ دربار جو اس
موقع پر حاضر تھے وہ سمجھتے تھے کہ بھلا یہ مضمون کب ختم ہونے والا ہے۔ مگر اُن کا
فرض تھا کہ سُنے جاویں۔ موقع پر تعریف کریں اور جو خیالات بیان ہوں اُن سے
متاثر معلوم ہوں۔ ایک مرتبہ ایسی ہی ایک صحبت میں قسطن طین نے زمین پر
ایک تابوت کا نقشہ بنایا اور اُس کے عرض و طول کا اندازہ کرکے سامعین سے
کہنے لگا کہ حرصِ دنیا سے پرہیز کرو۔ اور یاد رکھو کہ یہی چار ہاتھ لمبی زمین سب سے بڑی
جائداد ہوگی جس کی توقع مرنے کے بعد ہوسکتی ہے۔ اور ممکن ہے کہ اگر کہیں دفن
ہونے کی نوبت نہ آئی جل کر خاک ہوگئے یا سمندر میں ڈوب کر مرگئے تو یہ بھی نصیب نہو۔ ۳۱۸
حریص و طامع ہونے کا الزام قسطن طین پر کسی نے نہیں رکھا البتہ اُس کا مُسرف و فضول خرچ
ہونا سب سے بڑا عیب سمجھا گیا ہے۔ اور ہم کو خوف ہے کہ قسطنطین کا شمار اُن لوگوں میں
ہوگا جو ایسے گناہوں کی مذمت کرتے جن کو خود نہیں کرنا چاہتے اپنے گناہوں کو روا
کردیتے ہیں جن کے ارتکاب کے خود شائق ہوتے ہیں۔

قسطن طین نے تمام قلمرو میں حکم جاری کردیا تھا کہ ہر ایک اسقف اپنے
گرجا میں عبادت کے وقت اُس کے لئے دعائے خیر مانگے۔ اپنی تصویر سکوں پر
اس طرح بنوائی کہ آسمان کی طرف نظر اٹھائے کھڑا ہے۔ محلوں کے دروازوں پر
بھی اس ہیئت سے اپنی تصویریں منبت کاری میں بنوائیں کہ خدا کے سامنے کھڑا
دعا مانگتا ہے۔ یہ سب حکایتیں دلچسپ ہیں لیکن ہماری رائے میں تو یوسی بیوس
کی کتاب کے وہ حصے زیادہ پسند کے قابل ہیں جن میں یہ مصنف محتاجوں اور مفلسوں
یتیموں اور بیواؤں کے ساتھ شہنشاہ کا دریادلی سے سلوک کرنا بیان کرتا ہے یا اُسکی
رحمدلی کی تعریف کرتا ہے جو بعض صورتوں میں اپنی حد سے گذر کر قابل اعتراض ہوجاتی
تھی۔ یا جہاں اُس کی طبیعت کی بڑی خوبی یہ بتائی ہے کہ اُس کو مخلوق خدا کے ساتھ
محبت تھی۔ یہ نیکی البتہ وہ تھی جس کو کوئی رومانی اپنی طبیعت میں پیدا کرکے اُس کو
پوری قوت سے بہت کم ظاہر ہونے دیتا تھا۔

قسطن طین کی مکمل زندگی اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ عیسائی مذہب کو

اُس نے سچی نیت اور ایمان سے قبول کیا تھا۔ جس شوق و سرگرمی سے تمام سلطنت
میں گرجا بنوائے اُس کا حال اوپر آچکا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ روما میں شنت اگینز
اور شنت یوحنا (لاٹیران) کے گرجا بھی اُسی نے بنوائے تھے اور ایک اور گرجا بھی تیار
کرایا تھا جس کے موقع پر اب شنت پطرس کا گرجا ہے۔ قسطنطنیہ میں رسولوں کا
اور شنت ایرینی اور شنت سوفایا کے گرجا بنوائے اور یروشلم میں انستاسیس ۳۱۹
کا گرجا تعمیر کرایا۔ یہ گرجا اُس کی سی سالہ حکومت کی سب سے بڑی یادگار تھا۔ انطاکیہ۔
نیکومیدیا اور اور بہت سے شہروں میں عیسوی مذہب کے نفع کے لیے خزانوں کے مُنہ
کھول دیئے۔ گرجاؤں کی تعمیر کے ساتھ اِس کا خیال بھی رکھا کہ انجیلیں بھی اُن میں موجود
ہوں۔ چنانچہ یوسی بیوس نے شہنشاہ کا ایک خط اپنے نام کا نقل کیا ہے[۱] جس میں
انجیلوں کے پچاس نسخوں کی فرمائش تھی کہ بہت جلد تیار کرلئے جاویں۔ ایک حکمِ عام
اِس مضمون کا جاری کیا تھا کہ خداوند یسوع مسیح کا دن (یعنی اتوار) تمام سلطنت کی
حدود میں ہر جگہ منایا جاوے۔ اور عیسائی سپاہیوں کے لئے ایسی سہولت پیدا کی جاوے
کہ وہ گرجا میں جاکر نماز میں شریک ہوسکیں مسیح کا مبارک دن (یعنی اتوار) قسطن طین
کے بُت پرست سپاہی بھی مناتے تھے۔ اِس موقع پر یہ لوگ "آسمان کے بادشاہ" کے
سامنے دعا کرتے تھے اور اُس کو اپنا محافظ و حاجت روا اور فتح کا دینے والا کہکر خطاب
کرتے تھے۔ اِس دعا کی عبارت یہ تھی :-

"اے آسمان کے بادشاہ تجھ ہی کو ہم خدا جانتے ہیں۔ تجھ ہی کو ہم بادشاہ
مانتے ہیں۔ تجھ ہی کو اپنا معاون اور حاجت روا سمجھ کر پکارتے ہیں۔ تجھ سے ہم کو
فتوحات ہوتی ہیں۔ تیری ہی مدد سے ہم اپنے دشمنوں پر غالب رہتے ہیں۔ جو نعمتیں تو نے
دے رکھی ہیں اُن کا شکر کرتے ہیں اور ایسی ہی اور نعمتیں پانے کے امیدوار ہیں ہم سب
تیرے ہی دریوزہ گر ہیں۔ اور ہم تجھ سے التجا کرتے ہیں کہ ہمارے شہنشاہ قسطن طین
اور اُس کے نیک بخت لڑکوں کو ہمیشہ اپنی اماں میں رکھ تاکہ وہ مدت تک سلامتی
واقبال کے ساتھ حکومت کریں"۔

[۱] "حیات قسطن طین" ۴ ، ۳۶ ؁

اس آسمانی بادشاہ سے دعا مانگنے کے لیئے جب کسی بُت پرست کو ہدایت ہوتی تھی تو اُس کو عذر نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ اگر بہت ہی پکا بُت پرست ہوا تو بھی سمجھ لیتا تھا کہ اِس دعا کا مخاطب جوپیٹر ہے۔ قسطنطین بھی اس امید میں رہتا ۳۲۰
تھا کہ یہ دعا کچھ دیر بیچ میں آسمانی بادشاہ کے پاس رُک کر ایک ہی جھونکے میں عرشِ عظیم پر جہاں اصلی خدا کا تخت بچھا ہے پہنچ جائے گی قسطنطین نے اس بات کا خاص اہتمام کیا تھا کہ سپاہی چاہے عیسائی ہو یا بُت پرست مگر اُس کی ڈھال پر صلیب کا نشان ضرور بنا ہو کیونکہ وہ صلیب کو ایسا نشان سمجھتا تھا جس سے ہمیشہ فتح ہوتی ہے ؎

اب یہ دیکھنا ہے کہ رومانیوں کے قدیم مذہب بُت پرستی کی نسبت قسطنطین کا کیا خیال تھا۔ سب سے پہلے یوسی بیوس نے جو کچھ اِس مضمون پر لکھا ہے اُس پر غور کرنا چاہیئے۔ ایک جگہ لکھتا ہے[1] کہ تمام سلطنت میں اور کُل رعایا پر خواہ فوجی ہو یا غیر فوجی بُت پرستی کے دروازے بند کر دیئے گئے تھے اور بتوں پر قربانیاں چڑھانے کی سخت ممانعت کی گئی تھی۔ ایک دوسرے موقع پر لکھتا ہے[2] کہ اذنِ عام کر دیا گیا کہ کوئی شخص بتوں کے سامنے قربانی نہ کرے۔ اور غیب کی خبریں دینے کا جو مذموم طریقہ چلا آتا ہے وہ بھی بند کیا جائے۔ لکڑی کی مورتیں پرستش کے لیئے کہیں نہ رکھی جاویں اور پوشیدہ طریقے سے مذہبی رسوم ادا نہ کی جاویں۔ تماشا گاہوں میں تیغ بازوں کے خونی تماشے یکقلم بند کیئے جاویں تاکہ ایسی خونریزیوں سے ہر ایک شہر پاک رہے"۔ ایک اور موقع[3] پر یہی مصنف لکھتا ہے کہ قسطنطین نے بُت پرستوں کی تمام جاہلانہ رسموں اور حرکتوں کا قطعی انسداد کر دیا۔ اور حتیٰ الامکان علاقوں اور صوبوں پر عیسائی حاکم مقرر کیئے۔ اور ایسے لوگوں کے تقرر سے پرہیز کیا جن کے خیالات یونانی یعنے بُت پرستی کے ہوتے تھے اور جو بتوں پر قربانیاں چڑھائی پسند کرتے تھے۔ ایک حکم یہ دیا گیا کہ اساقفہ کے اجلاس سے جو احکام کسی علاقے میں جاری ہوں اُن میں حکام ملکی کسی قسم کی دست اندازی نہ کریں۔ کیونکہ شہنشاہ کی نظر میں خدا کا ایک قسیس بہ نسبت عدالت کے ایک جج کے زیادہ قابلِ عزت ہے۔ یوسی بیوس نے یہ بھی لکھا ہے[4] کہ قسطنطنیہ کا شہر ہر قسم کی ۳۲۱

---

[1] حیاتِ قسطنطین" نہم ۲۳ ؛ [2] ایضاً باب ۲۵ ؛ [3] ایضاً باب ۴۵ ، ۵۷ ؛ [4] ایضاً باب ۲۷ ؛

بُت پرستی سے خواہ کسی شکل وصورت میں ہو بالکل پاک تھا۔ اور کبھی اُس کی زمین بتوں پر قربانی کے خون یا بخورات سے ناپاک نہیں ہوئی۔ غرض اِس مصنف کی کتاب پڑھنے کے بعد ذہن پر یہی اثر ہوتا ہے کہ بُت پرستی فی الواقع بالکل مسدود کر دی گئی تھی اور اِس مذہب کی کسی رسم کا ادا کرنا ایک جُرم قانونی ہوگیا تھا۔

لیکن حالت حقیقت میں یہ نہ تھی۔ یوسی بیوس کی عادت میں داخل ہے کہ پہلے تو ایک بات مبالغے سے کہہ جاتا ہے اور پھر خود ہی کوئی بات ایسی بیان کرتا ہے جس سے اُس کی نفی ہو جاتی ہے۔ اِنسدادِ بُت پرستی میں مبالغہ کر کے قسطن طین کا ایک فرمان بجنسہٖ نقل کرتا ہے جس میں تمام مشرقی علاقوں کے حکام کو بالکل صاف لفظوں میں ہدایت ہوئی ہے کہ ہر شخص اپنے مذہب میں آزاد سمجھا جائے۔ اور مذہبی رواداری کا اطلاق تمام رعایا پر ہے۔ اِس فرمان میں البتہ قسطن طین نے اپنی رعایا کو نصیحت کی ہے کہ وہ عیسائی مذہب قبول کرے لیکن اس پر کسی کو مجبور کرنا منظور نہ تھا۔ اس فرمان کے چند جملے یہ تھے۔ "کوئی شخص مذہب کے معاملے میں اپنے ہمسایہ سے مزاحم نہ ہو۔" "جس بات کو کسی کی روح چاہے اُس پر اُس کو عمل کرنے دو۔"[1] یہ فرمان لائی سی نیوس کی شکست کے بعد جاری ہوا تھا۔ اور اُس کی بڑی خصوصیت یہ تھی کہ اُس میں قسطن طین نے اپنے عیسائی ہونے کا اعلان بڑے جوش وخروش سے کیا تھا۔ اور لکھا تھا کہ "یہ میرا قطعی دین و ایمان ہے کہ میری روح اور میری جان اور جو کچھ میرے دل کے پوشیدہ پردوں میں ہے وہ سب اُسی خدا کا عطیہ ہے جو سب سے بالا و برتر ہے۔ پس اے خدا میں تیری محبت اور تیرے خوف سے اپنی جان تجھ پر وقف کرتا ہوں[2]۔ کیونکہ میں تیرے نام کی پرستش اور تیرے جلال و جبروت کی عظمت کرنیوالا ہوں جن کا ثبوت طرح طرح سے ظاہر ہو کر میرے ایمان کی تقویت کا باعث ہوا ہے"؛

لیکن سوال یہ ہے کہ جس مذہبی رواداری کا ذکر اوپر آیا ہے کیا اُس پر قسطن طین ہمیشہ قائم رہا اور ہمیشہ اسی دعا میں مصروف رہا کہ اُس کی رعایا کو ۳۲۲

---

[1] حیات قسطن طین۔ ۲، ۵۶ ؛ [2] ایضاً باب ۵۵ ؛

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خدائے برحق کی سچی معرفت نصیب ہو؟ ہمارا خیال یہ ہے کہ جس حد تک مذہبی رواداری کا اصول بیان کیا گیا تھا اُس حد تک اُس پر وہ قائم نہیں رہا۔ اور نہ ایک ایسے شخص سے یہ بات ممکن تھی جو اپنا پہلا مذہب چھوڑ کر جوشِ عقیدت سے دوسرا مذہب اختیار کرتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ جس وقت پہلے مذہب پر نظرِ لطف نہ رہی تو پھر وہ ہاتھ بھی جو اُس کی حفاظت کرتا تھا سُست پڑ گیا۔ مگر باوجود اس کے اپنے تمام دَورِ حکومت میں قسطن طین اس بات کو نہ بھول سکا کہ گو اُس کے عیسائی ہونے سے ہزارہا بُت پرست عیسائی ہو گئے لیکن زیادہ تر رعایا برابر بُت پرست رہی۔ پس احتیاط لازم آئی کہ اس کثیر التعداد رعایا پر مذہب تبدیل کرنے کے لئے زیادہ زور نہ ڈالا جائے۔ اور نہ پرانے مذہب کے متعصب لوگوں کو چھیڑ کر اس نوبت کو پہنچایا جائے کہ مایوسی اُن کے دل سے ہر طرح کا خوف مٹا دے۔ یہ ہم پڑھ چکے ہیں کہ قسطنطین جس وقت روما میں مقیم تھا تو جشنِ بست سالہ کے موقع پر فوجِ سوارہ کے جلوس میں شریک نہیں ہوا تھا۔ اور ایک موقع پر اپنا مجسمہ بت خانے میں رکھنا بھی نامنظور کیا تھا۔ مگر باوجود اس کے قسطن طین بُت پرستوں کے دین کا سب سے بڑا پیشوا یعنی کاہن کبیر (پونتی فکس میک سیمس) مانا جاتا تھا۔ یہ خطاب وہ تھا جس کو تمام عمر اُس نے اپنے نام سے علیٰحدہ نہیں کیا۔ قسطن طین کے بعد بھی شہنشاہوں کے نام کے ساتھ یہ خطاب لگا رہا۔ شہنشاہ گریشیان کے زمانے میں البتہ جب پادریوں نے بہت غل مچایا تو عیسائی شہنشاہوں نے اس خطاب کو ترک کر دیا۔ بعض مورخوں نے حیرت ظاہر کی ہے کہ قسطن طین ایسا راسخ الایمان عیسائی ہو کر بُت پرستوں کا پیشوائے مذہب کیونکر بنا رہا۔ بعض اربابِ تاریخ نے اس کو محض ایک مجبوری قرار دیکر معذرت سی کی ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک اس خطاب کو ترک نہ کرنے کی اصل وجہ یہ تھی کہ قسطن طین جہاں ایک پکا عیسائی تھا وہاں ایک دور اندیش صاحبِ تدبیر بھی تھا۔ اگر وہ اس منصب بُت پرستی سے اجتناب کرتا تو پھر اس منصب کا کسی ایسے شخص کو مل جانا ممکن تھا جو سلطنت کے حق میں خطرناک ثابت ہوتا۔ مگر اس منصب کو اپنے قبضے میں رکھ کر اُس کے فرائض سے غفلت کرنی اور اسکی خدمتوں کو بھی ادا نہ کرنا یہاں تک کہ جو لباس اُس کے لئے مخصوص تھا اُس کو بھی ۳۲۳

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کبھی نہ پہننا ان باتوں نے جس طرح اِس منصب کے اثر واقتدار کو زائل کیا وہ اُس سے علیحدگی اختیار کرنے میں ممکن نہ تھا۔ علاوہ اس کے شہنشاہوں کے خطابات اکثر بہت کم معنی رکھتے ہیں۔ والتیر کے لطیفے سے ہر شخص واقف ہے کہ جب اُس نے "مقدس رومانی شہنشاہی" کا جملہ پڑھا تو کہنے لگا کہ یہ سلطنت نہ تو مقدس ہے۔ نہ رومانی ہے اور نہ شہنشاہی ہے۔ اسی طرح جب کیلے کا مقام فرانس کے قبضے سے نکل کر انگلستان کے قبضے میں آیا تو برطانیہ عظمیٰ کے نشانِ شاہی لِلی سوسن کے پھولوں کی تصویر جو فرانس کا شاہی نشان تھا اضافہ کی گئی۔ حالانکہ صرف ایک مقام پر قبضہ ہو جانے سے فرانس کی شاہی پر کیا دعوے ہو سکتا تھا۔ اسی طرح بادشاہ انگلستان کے سکے پر اب تک "ایف"۔ "ڈی" کے حروف لکھے جاتے ہیں جن سے مراد "حامیِ دین" ہے۔ یہ خطاب مذہب جاثلیق کے سب سے بڑے امام یعنے پاپائے رومانے ہنری ہشتم شاہِ انگلستان کو اس صلے میں دیا تھا کہ شاہِ موصوف نے لوتھر کے رد میں ایک کتاب لکھی تھی۔ (لوتھر مذہب جاثلیق کا دشمن تھا)۔ گویا حامیِ دین کا خطاب دینِ جاثلیق کی حمایت کے صلے میں دیا گیا تھا۔ لیکن انگلستان کے بادشاہ اِس وقت پروٹسٹنٹ مذہب رکھتے ہیں (جو مذہب جاثلیق سے اختلاف رکھتا ہے اور جس کی ابتدا لوتھر سے ہوئی ہے) پس حامیِ دین کے خطاب کو اس صورت میں پروٹسٹنٹ بادشاہوں کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں رہی۔ مگر نام کے ساتھ اب بھی موجود ہے۔ اسیطرح شاہان پرتگال کے نام کے ساتھ "مالک ہمہ انڈیز" کا جملہ لکھا جاتا ہے (یعنی تمام جزائر شرق الہند کا بادشاہ) حالانکہ یہ واقعہ نہیں ہے۔ خلاصہ یہ کہ ان خطابوں کی دراصل کوئی وقعت نہیں ہے۔ جو کچھ وقعت ہے وہ کاموں کی ہے۔ قسطنطین کے ہوا خواہ جن کو کلیسا سے تعلق تھا شاید اُس کے خطاب چیف پونٹف (کاہن کبیر) پر ناخوش ہوتے ہوں مگر خود قسطنطین کے دل پر اس خطاب کا کوئی ناگوار اثر ایسا نہیں ہوا تھا جیسا کہ بعد کو اسی قسم کے

علہ۔ اس میں ایک لطیفہ یہ بھی ہے کہ نام نہاد "مقدس رومانی شہنشاہی" میں اسوقت روما بھی شامل نہ تھا بلکہ صرف جرمنی شامل تھا اور جس سلطنت کو رومانی کہا گیا تھا فی الحقیقت وہ جرمانی سلطنت تھی ؛

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک مقدمے میں انگلستان کے بادشاہ جیمس ثانی پر ہوا۔ شاہان انگلستان پروٹسٹنٹ مذہب رکھتے ہیں اور انگلش چرچ یعنی کلیسائے انگلستان کے افسرِ اعلیٰ ہونیکا خطاب اُن کو ملتا ہے۔ لیکن جس وقت بادشاہ جیمس نے پروٹسٹنٹ مذہب چھوڑ کر جاتلیقی مذہب اختیار کیا تو پھر اُس کے ایمان کو گوارا نہوا کہ وہ افسر کلیسائے انگلستان پکارا جائے۔ چنانچہ اس کے بارے میں اُس نے اپنے مشیروں سے رائے لی۔ ان لوگوں نے اس بات کو تو تسلیم کیا کہ جب بادشاہ پروٹسٹنٹ نہ رہا تو انگریزی کلیسا کی افسری ایک مہمل بات ہے۔ لیکن باوجود اس کے یہ اجتماع ضدین اُن کو اس درجہ مضر معلوم نہیں ہوا جس قدر کہ اِس خطاب سے واقعی دست برداری خطرناک نظر آئی ؎

قسطنطین نے اپنی رعایا کو عیسائی مذہب کی طرف راغب رکھنے میں ایسی ہی ہوشیاری سے کام لیا جو ایک سیاسی مدبر کو زیبا تھی۔ اور ہمیشہ خیال رکھا کہ اس کام میں کسی طرح کی سیاسی شورش نہ اُٹھنے پاوے۔ بیان ہوا ہے کہ اُس نے بُت پرستی کی ایسی رسوم کو جو فحش اور ناپاک تھیں پاکیزگی اور اخلاق کے خلاف سمجھ کر بند کرادیا۔ مثلاً ہیلیوپولس اور افاکہ کے شہروں میں جو ہیاکل فنیشیا والوں کے تھے اور جہاں وینس دیبی کی پرستش ہوتی تھی اور نہایت بے شرمی سے بدکاریاں کی جاتی تھیں اُنکو منہدم کرادیا۔ یہ ہی وجہ ایسکولاپیوس کے ہیکل کا ایجی آئی کے شہر میں ہوا۔ اور ۲۲۴
اسی طرح مصر میں ایک بے شرم جماعت کاہنوں کی قتل کردی گئی جو دریائے نیل کی پرستش کرتی تھی۔ لیکن یوسی بیوس کی ان چند مثالوں سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بُت پرستوں پر عام طور سے قسطنطین نے کوئی ظلم یا جبر کیا۔ یوسی بیوس کا غیر معتبر ہونا ایک مشہور بات ہے۔ بہت صاف لفظوں میں لکھ گیا ہے کہ قسطنطین نے قطعی ارادہ کرلیا تھا کہ اپنے دارالحکومت کو بُت پرستی سے پاک رکھے تاکہ اُس کی چاردیواری میں کسی باطل دیوتا کا کوئی بت یا قربانگاہ نظر نہ آئے۔ لیکن اسکے ساتھ یوسی بیوس ہی سے یہ اطلاع بھی ملتی ہے کہ سوپاتر فلسفی شہر قسطنطنیہ کے افتتاح کے وقت جلسے میں موجود تھا۔ اِس جلسے میں عیسوی طریقے سے خدا کے

؎ حیات قسطنطین۔ ۳، ۴۸۔ ۴، ۲۵ ؎

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نام پر شہر کا افتتاح ہوا تھا۔ اس فلسفی پر ایک زمانے میں **قسطنطین** بہت مہربان
تھا۔ گو بعد کو حاکم شہر **ابلایوس** کی شکایت پر وہ قتل کر دیا گیا۔ شکایت یہ تھی کہ مصر سے
غلے کے جہازوں کو جادو کے زور سے روک کر قسطنطنیہ تک دیر میں پہنچنے دیا۔ یہ بھی دریافت
ہوتا ہے کہ **کی بیلی** اور **فورتونا** کے بت خانے شہر کے اندر موجود تھے۔ **زوسیموس**
لکھتا ہے کہ شہنشاہ نے خود ایک بت خانہ اور اس کا احاطہ **وایوس کیوری کیستر**
اور **پولکس** دیوتاؤں کے لیئے بنوایا تھا۔ روما میں **کونکورڈ** کا بت خانہ قسطنطین
کے آخری زمانہ حکومت میں از سر نو تعمیر کیا گیا تھا۔ کتبوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ
ایک سال کے کانسلوں نے اپنے اپنے دیوتاؤں کے لیئے علٰحدہ علٰحدہ قربانگاہ
اسی بت خانے میں بنوائے۔ **فتح** کی دیبی کا مشہور مذبح جس کے متعلق چوتھی صدی
عیسوی کے اواخر میں شہنشاہ **والنتی نیان** کے زمانے میں بڑے زور شور سے
بحث ہوئی تھی اس وقت موجود تھا۔ اور مشرقی سلطنت کے دو بڑے عیسائی
شہروں میں یعنی انطاکیہ اور اسکندریہ میں **اپولو** اور **سیراپیس** کی پرستش اُنکے ۳۲۵
بت خانوں میں جاری تھی؛

اس میں شبہ نہیں کہ ایسے اضلاع میں جہاں عیسائیوں کی کثرت تھی
اور بت پرستی کے ماننے والے کچھ پُرجوش نہ تھے وہاں کبھی کبھی بتوں اور بتخانوں کو
خراب کیا جاتا تھا خاصکر ایسے علاقوں میں جہاں کا حاکم عیسائی ہوتا تھا۔ بتخانوں
کے زیورات چوری جاتے تھے اور اُن کے خزانے لوٹ لیئے جاتے تھے۔ اور کوئی
پوچھنے والا نہ ہوتا تھا۔ لیکن بت پرست اس سے پہلے عیسائیوں پر وہ وہ ظلم
توڑ چکے تھے کہ جب عیسائیوں کے لیئے انتقام لینے کا وقت آیا تو پھر یہ فطرتِ بشری
سے باہر تھا کہ ضبط سے کام لیا جاتا۔ جب تک عیسائیوں کی زیادتی سے کسی طرح
نقضِ امن نہ ہوتا تھا حکامِ وقت ایسی باتوں کی طرف سے بے پرواہی ظاہر
کرتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ بت پرستی اسوقت جاں کنی کی حالت میں تھی۔
پانی سے سر اونچا رکھنے کی بہت کوشش کرتی تھی مگر نیچے بیٹھنا ضروری تھا۔
اب خاتمے کو پہنچنے میں دیر نہ لگی۔ البتہ ایسے مقامات کی حالت دوسری تھی جہاں
بڑے بڑے ہیکل موجود تھے اور اُن کے اوقاف بھی بڑے بڑے تھے اور اُن کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خدام بھی قابو یافتہ تھے۔ اور ہر وقت اپنے حقوق کی حفاظت کے لیے آستینیں
چڑھائے رہتے تھے۔ یہ خیال کرنا سخت غلطی ہے کہ قسطنطین نے بت پرستی
سے کوئی لڑائی باندھ رکھی تھی۔ یہ ہرگز نہ تھا۔ پادریوں پر مہربان ہونیکے معنی صرف
یہ تھے کہ عیسائیوں کے پیشوایانِ دین کو بھی اسی درجۂ عزت تک پہنچا دیا جاوے
جو بت پرستوں کے کاہنوں کو حاصل تھا۔ بت پرستوں کی انجمنوں یا مدارس وغیرہ
کے حقوق میں کمی نہیں کی۔ ایسے کتبے موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قسطنطین
نے بت پرستوں کی بعض انجمنوں کو خود قائم کیا اور یہ انجمنیں قسطنطین کے نام سے
مشہور ہوئیں۔ خلاصہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ جس پرانے مذہب کی امداد سلطنت کی
طرف سے ہوتی تھی اور اس کو اوقاف بھی سلطنت کی جانب سے ملے ہوئے تھے
اسی کے زمرے میں ایک نیا مذہب یعنی عیسائی مذہب بھی شامل کر دیا گیا تھا۔
اس نئے مذہب پر قسطنطین کی خاص توجہ رہی۔ مگر اس خاص توجہ سے ۳۲۶
پرانے مذہب کو مٹانے کے لیے کوئی عملی طریقہ اختیار نہیں کیا گیا۔ قسطنطین
چاہتا تھا کہ اپنی مثال پیش کر کے تمام دنیا کو عیسائی کر لے۔ لیکن اس کام میں
نہ تو اس کو کامیابی ہوئی اور نہ اس کام کے لیے اس نے جبر و اکراہ سے کام لیا۔
تمام دورِ حکومت میں اس کا مذہبی مسلک یہی رہا کہ تمام مذہبوں کے ساتھ
رواداری کا اصول برتے۔ یہی وجہ تھی کہ قسطنطین سے پچاس برس کے بعد
سیماکوس نے لکھا کہ قسطنطین دونوں مذہبوں کو مانتا تھا؛

ایک مشکل البتہ مستثنیٰ تھی وہ یہ کہ قسطنطین نے بت پرستی سے
طلسم و سحر۔ کہانت و تفاول کے طریقے قطعی مٹانے کی کوشش کی۔ مگر اس سے
پہلے اور شہنشاہ بھی جن کا بت پرست ہونا ظاہر تھا ایسی ہی کوشش کر چکے تھے۔
وجہ یہ تھی کہ جادو کرنا یا غیب کی خبریں معلوم کرنا مذہب بت پرستی کی کوئی
جزو لاینفک نہ تھا۔ بلکہ ان باتوں کی نسبت بعض وقت یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ سلطنت
کو نقصان پہنچانے کے لیے بھی عمل میں لائی جا سکتی ہیں۔ اور وہ شہنشاہ کی جان
و حکومت کو بھی معرض خطر میں ڈال سکتی ہیں اس لیے ان کا انسداد مناسب
تھا۔ عام لوگوں کو بھی اس طرف رغبت نہ تھی کہ وہ اعمالِ سحر سے ظلماتی قوتوں کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

دنیا کی ہلاکت پر آمادہ کریں۔ کیونکہ بالعموم اعتقاد یہ تھا کہ جو دیوتا انسان کے حق میں عادل
و مہربان ہیں اُن کو جادو و سحر کی خفیہ رسموں سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ پس ساحروں اور فال پیشہ
لوگوں کے خلاف احکام جاری کرنے سے قسطنطین کو دوگونہ مسرت حاصل ہوتی تھی۔ ایک
اِس وجہ سے کہ عیسائی تھا اور دوسرے اِس وجہ سے کہ سلطنت کا مالک اور فرمانروا تھا۔ جادوگر
اور شعبدہ باز۔ لوگوں کو عجائبات دِکھایا کرتے تھے اور ہر شہر میں اُن کی کثرت تھی۔ اُنکے
خلاف کسی کارروائی سے سلطنت کے قدیم مذہب پر کوئی حملہ نہ ہوتا تھا۔ جو فال نکالنے والے
یا غیب کی خبریں دینے والے سرکاری طور پر مقرر تھے اُن سے بحث نہ تھی۔ کوئی خوش اعتقاد
بُت پرست اگر کسی کاہن سے غیب کی باتیں پوچھنی چاہتا تھا تو اُس سے کسی قسم کی بازپرس
نہ ہوتی تھی۔ چونکہ اِس وقت تمام دنیا اوہام پرستی میں مبتلا تھی جس سے خود قسطن طین بھی
مستثنیٰ نہ تھا۔ اِس لیے جن لوگوں نے شوقیہ سحر کے فن میں مہارت پیدا کی تھی اُن کو اچھے
کاموں کے لیے سحر سے کام لینے کی اجازت تھی۔ مثلاً اگر کسی مریض کو تندرست کرنا ہوا یا
۳۴۶ فصل کو برف و باراں سے محفوظ رکھنے کی ضرورت ہوئی تو اُس وقت سحر سے مدد
لینے کی ممانعت نہ تھی۔ خود قسطن طین اور اُس کے اسقفوں کا یہ حال تھا کہ اُن کے
نزدیک رحمت کے فرشتے جو برکتیں لاتے تھے اُن کے آنے کی خوشی اِس درجہ نہ ہوتی تھی
جس درجہ جادوگروں کا خوف طاری رہتا تھا کہ کہیں رسّی کھول کر شیطان کو پیچھے
نہ لگا دیں۔ خدا کی برکتوں کی تو صبر و توکل کے ساتھ صرف امید ہی امید ہوتی تھی مگر جادو
کے عمل سے نقصان پہنچنے کا خوف ہر وقت دل پر چھایا رہتا تھا۔ جو لوگ شوقیہ
غیب بینی کا شغل کرتے تھے اُن کو بند کرنے میں قسطن طین کو کامیابی نہیں ہوئی۔
سنہ ۳۵۸ عیسوی میں قسطن طین کے جانشین نے حکم دیا کہ غیب سے خبریں لینے کا
سلسلہ بالکل مسدود کیا جاوے۔ لیکن آیندہ کی خبریں معلوم کرنے کا شوق انسان
کی طبیعت میں ایسا بیٹھا ہوا تھا کہ نہ وہ کسی قانون سے رُکتا تھا اور نہ کسی مذہب سے۔
بہرکیف اخلاقی بنیاد پر چند ہیکلوں کو جہاں فحش رسمیں ہوتی تھیں بند کر دینا یا
سحر و طلسم کے پیشہ وروں کو اُن کے پیشے سے روک دینا اُس فرمان کے مقابلے میں
کچھ حقیقت نہ رکھتا تھا جو سنہ ۳۲۵ عیسوی میں تیغ بازوں کے خونی تماشوں کے بند
کرنے کے متعلق قسطن طین نے جاری کیا۔ اِس فرمان میں محکوم ہوا کہ جس

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حالت میں کہ ملک میں ہر جگہ امن و اماں ہو۔ ہر شخص اپنے گھر میں آسودہ و خوش ہو یہ امر ہمارے مزاج اور طبیعت کے بالکل خلاف ہے کہ تماشا گاہوں میں خونریزی کے تماشے دکھلائے جاویں۔ پس حکم دیا جاتا ہے کہ آیندہ سے تمام ایسے مجرم جن کو تلواریں دے کر تماشا گاہوں میں لڑوایا جاتا ہے وہ سب مشقت کے لیئے کانوں پر بھیجے جاویں۔ تاکہ اُن کو اُن کے جرائم کی سزا بغیر خونریزی کے ملے"۔ لیکن حکم کا جاری کرنا ایک چیز ہے اور اُس کی تعمیل دوسری چیز ہے۔ یہ دریافت نہیں ہوتا کہ حکم جاری ہونیکے بعد اُس کی تعمیل پر بھی تاکید کی گئی یا نہیں۔ مگر اس قدر ضرور دریافت ہوتا ہے کہ قسطن طین کے جانشینوں نے اس فرمان کی مطلق پرواہ نہیں کی کیونکہ سیماکوس کے زمانے میں یہ ہی خونی تماشے خوب زور و شور سے ہوا کرتے تھے۔ اس شہنشاہ نے شمشیر بازوں اور عجیب و غریب صحرائی جانوروں کی تلاش میں دنیا کا کوئی گوشہ باقی نہ رکھا قسطنطین ان تماشوں کو جفاکاری کے تماشے کہا کرتا تھا۔ جب تک شہنشاہ ہنوریوس کا زمانہ نہیں آیا تماشا گاہوں میں آدمیوں کے قتل و خون کے تماشے بند نہوئے ؛

خلاصہ یہ کہ قسطن طین کے مذہبی خیالات کے بارے میں سب سے ۳۲۸
قرینِ عقل قیاس یہ ہے کہ وہ ایک سچا اور خوش اعتقاد عیسائی تھا۔ خود اُس کے اقوال سے کہ جن میں عیسائی ہونیکا اقرار اُس نے بہت گرمجوشی سے کیا ہے اور اُس کے اعمال سے اس بات کا بخوبی ثبوت ملتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ بہت سے مورّخ لکھتے ہیں کہ اُس کو مذہب کی مطلق پروا نہ تھی۔ بعض مورّخ لکھتے ہیں کہ اُس کو ہر ایک مذہب میں امرِ حق نظر آجاتا تھا اور یہ اُس کی طبیعت کا بڑا وصف تھا۔ مثلاً پروفیسر بوری لکھتا ہے کہ "شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ قسطن طین کا مذہب ایک قسم کی توحید پرستی تھا جس میں تمام مذہبوں کے فرق مٹتے نظر آتے ہیں۔ معبودِ عالم کا وجود اُس کو شمس و متھراس اور بنی اسرائیل کے خدا میں ایک ہی سا نظر آتا تھا"۔ ہماری رائے میں اگر یہ کیفیت قسطن طین کے باپ قسطن طیوس کلورس سے منسوب کی جاتی تو فی الواقع درست ہوتی اور خود قسطن طین کی بھی یہ ہی کیفیت ماکسن تیوس کے زوالِ حکومت تک رہ چکی تھی۔ نویں ستایش نامے میں ایک عبارت ہے جو اسی قسم کے خیالات رکھنے والے کے قلم سے نکلی ہے۔ یہ عبارت یہاں نقل کرنیکے قابل ہے کیونکہ اسمیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شہنشاہ قسطنطین کے لئے "رب الارباب یا معبود اکبر" سے دعا مانگی گئی ہے۔ عبارت حسب ذیل ہے:-

"پس ہم دعا کرتے ہیں اور تجھ سے التجا کرتے ہیں کہ ہمارے بادشاہ کو ابدالآباد تک سلامت رکھ۔ تو ہی پروردگار ہے تمام عالم کا۔ تیرے نام اتنے ہیں کہ جتنی قومیں پیدا کرکے تو نے اُن کو زبانیں دی ہیں۔ ہم نہیں بتا سکتے کہ تیرا کونسا نام لے کر تجھ کو پکاریں۔ اور نہ ہم یہ بتا سکتے ہیں کہ تو کوئی ربّانی قوت یا طبیعت ہے جو تمام کائنات میں ساری اور عناصر میں حلول کئے ہے اور حرکت کرتی ہے اپنی ہی تحریک سے بلاواسطہ کسی خارجی قوت کے۔ یا تو کوئی قوتِ عظیم الشان ہے جو عرش سے بھی بالاتر کسی مقام پر ہے اور فضائے عالم
کے سب سے اونچے کنگورے سے اپنے کاموں کو نیچے دیکھ رہی ہے۔" ۳۲۹

اس قسم کا پروردگار یا معبود فلسفیوں کے قلب کو مطمئن کر سکتا تھا۔ لیکن جس خدا کی پرستش قسطنطین نے اپنے زمانہ حکومت میں کی تھی وہ یہ نہ تھا۔ اگر وہ مذہب کی طرف سے بالخصوص عیسائی مذہب کی طرف سے بے پرواہ ہوتا یا اگر اُس کی یہ کوشش ہوتی کہ دو مقابل کے مذہبوں کو ایک ہی نظر سے دیکھے تو کبھی پادریوں کو اپنا ہر وقت کا مشیر و صلاح کار نہ بناتا۔ اور نہ ایسے احکام و فرامین جن کا اوپر ذکر ہوا ہے جاری کرتا۔ اور نہ مجرموں کو سزائے صلیب دینی بند کرتا اور نہ یہودیوں کو عیسائی غلام رکھنے کی ممانعت کرتا اور نہ بار بار تمام دنیا کے سامنے مسیح پر اپنا ایمان واعتقاد رکھنا ظاہر کرتا۔ اور نہ سلطنت کا اس قدر روپیہ بڑے بڑے گرجاؤں کی تعمیر پر صرف کرتا۔ اور نہ کبھی صبر وتحمل سے دوناتستی فرقے کی بحثوں اور ایریوس اور اثاناثیوس کے مناظروں کو سنتا۔ اور نہ کبھی نیقیہ کی مجلس مقرر کرکے اُس کا صدر نشین بنتا۔ اور نہ شہنشاہِ ایران سے غیر رومانی عیسائی رعایا کی سفارش میں لجاجت اختیار کرتا۔ اس میں شبہ نہیں کہ قسطنطین وہم پرست تھا۔ مذہب میں عقلیات کو چھوڑ کر جسمانیات پر بہت توجہ کرتا تھا۔ اور دنیا میں اپنے کامیاب رہنے کو عیسائی مذہب کے برحق ہونے کا ثبوت سمجھتا تھا۔ لیکن یہ امر کہ اُسنے خلوص نیت اور سچے دل سے عیسائی مذہب قبول کیا ہر طرح پر ظاہر ہے اور باوجود اُن سخت گناہوں کے جنھوں نے اُس کی نیک نامی وشہرت کو داغ لگایا وہ عیسائی کہلائے جانے کے حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ عیسائی اُس کے لئے ایسا لقب تھا جس کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بقولِ شفت اغسطین وہ خوش ہو کر فخر کیا کرتا تھا - اور جو امید اور بھروسا اپنے دل میں مسیح پر رکھتا تھا وہ ہر وقت اُس کے ساتھ تھا ؎

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

سولھواں باب

٣٣٠

سلطنت اور عیسائی مذہب

قسطنطینِ اعظم نے نظمِ حکومت اُسی طرز پر چلایا جس طرز پر دائیوکلیشن اُس کو قائم کر گیا تھا۔ ان دونوں شہنشاہوں کے جانشینوں نے بعض امور میں کچھ نئی نئی باتیں پیدا کیں۔ لیکن شہنشاہی طرزِ حکومت جو گیارہ سو برس تک سلطنت کے مشرقی حصے میں قائم رہا اُس کے بانی یہی دونوں شہنشاہ تھے۔ اِن ہی دونوں شہنشاہوں کی نسبت یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ مملکتِ رومانی کو اگر اُنھوں نے ایک نئی عمر نہیں بخشی تو کم از کم ایک نئی قوت اور تحریک تو اُس میں ضرور پیدا کر دی۔ اب ہم مختصر طور پر اُن سیاسی اصلاحات کا ذکر کرتے ہیں جو نظمِ حکومت کے قریب قریب ہر شعبے میں اِن دونوں شاہانِ معظم سے عمل میں آئیں۔

یہ تو ہم پڑھ چکے ہیں کہ فرمانروائے سلطنت کی حیثیت بہ نسبت سابق کے اب بہت بدل گئی تھی۔ اب وہ ایک رومانی امپراطور یعنے مالکِ جنگ و پیکار یا سلطنت کا سب سے اعلیٰ مبارز نہیں رہا تھا بلکہ محلوں کا بادشاہ ہو گیا تھا۔ ایک مشرقی تخت نشینِ حکومت کے تکلفات اُس میں پیدا ہو گئے تھے۔ عوام کی نظر سے پوشیدہ رہتا تھا۔ سونے اور جواہرات سے مرصع لباس پہنتا تھا اور ہر چہار طرف جاہ و حشم کے سامان موجود رہتے تھے۔ رعایا کو تعلیم ہوتی تھی کہ شہنشاہ کا خیال جب دل میں یا ذکر زبان پر آوے تو اُس کو انسان سے بڑھ کر معظم و محترم سمجھے اور جب لوگ اُس کے حضور میں حاضر ہوں تو نہایت ادب سے زمین پر گھٹنے ٹیکتے ہوئے آگے
بڑھیں۔ اور بادشاہ کی ذات سے جس قدر چیزیں متعلق ہوں ان کو انتہا درجے ٣٣١
کا متبرک و مقدس خیال کریں۔ شہنشاہ کا ذکر جب کیا جاتا تھا تو مبالغہ بڑھتے بڑھتے تمسخر کے درجے کو پہنچ جاتا تھا۔ خوشامد ایسی شکل اختیار کرتی تھی کہ کسی کو خوش

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

نہ آتی تھی نزاریوس ایک جگہ تعریف میں مبالغہ کرتا ہے کہ "شہنشاہ کا دل حسناتِ کاملہ کا ایک سر بفلک گنبد یا حیرت افزا آستانہ تھا۔ جب شہنشاہ کے ذکر یا اُس سے خطاب کرنے کے لئے اس قسم کی عبارت یا انشاء استعمال کی جاتی ہو تو پھر ظاہر ہے کہ وہ سادگی جو حکومتِ جمہوریہ کے زمانے میں یا کم ازکم شہنشاہ دوکیشیان کے دور تک موجود تھی اب اُس کا نام و نشان باقی نہ تھا۔ مختصر یہ کہ شہنشاہ اب تمام جزئیات سلطنت کا مختارِ کامل اور بادشاہِ مطلق العنان تھا۔ اور اُس کے دل کا ارادہ اور زبان کا اشارہ ہی ملک کا قانون و آئین تھا۔

دربارِ شہنشاہی سے متعلق جس قدر امراء و عمائد و منتظمینِ حکومت کے سررشتے و محکمے اعلیٰ سے لیکر ادنیٰ تک تمام جزئیات میں مکمل موجود تھے اُن کا افسر و سرتاج بھی شہنشاہ ہی تھا۔ انتظام کی غرض سے تمام قلمرو کی حکومت چار بڑے فرمانرواؤں میں جنکو پریطوریان پریفکٹ کہتے تھے تقسیم کی گئی تھی۔ ہر ایک پریفکٹ اپنی اپنی اقلیم میں بہ ماتحتی شہنشاہ اختیاراتِ کامل رکھتا تھا۔ ڈائیوک لیشن نے سلطنت کی ارضی تقسیم ۱۲ علاقوں میں کی تھی۔ ہر علاقے کو ڈائیوسیس کہتے تھے۔ یہ بارہ ۱۲ ڈائیوسیس ۹۶ صوبوں یعنی پروونس میں تقسیم ہوئے تھے۔ قسطنطین نے اس تقسیمِ ارضی کو قائم رکھا۔ لیکن انتظامِ حکومت کی غرض سے تمام قلمرو کو چار اقلیموں میں تقسیم کر کے ہر اقلیم پر ایک پریفکٹ مقرر کیا جس اقلیم پر پریفکٹ کے اختیارات ہوتے تھے اُس کو پریفکچری کہتے تھے۔ تفصیل ان پریفکچریوں کی یہ تھی کہ ایک پریفکچری ممالکِ شرقیہ کی اور ایک ایلیریا کے نام سے تھی۔ ایک پریفکچری ایلیریا کی۔ ایک اٹالیہ کی اور ایک گال کی تھی۔ پریفکٹ اور شہنشاہ میں جو تعلق تھا اُس کی نسبت یوسی بیوس لکھتا ہے کہ یہ تعلق ایسا ہی تھا جیسا کہ فرزندِ ثانی اور پدر اولی میں ہے۔ ہر اقلیم کا پریفکٹ ارغوانی لباسِ شاہی پہنتا تھا مگر گھٹنوں سے نیچا ہوتا تھا قسطنطین کے زمانے میں غالباً لباس کی یہ وضع نہیں رہی تھی۔ یہ چاروں والیانِ اقالیم یعنی پریفکٹ گھوڑوں کے اونچے اونچے رتھوں پر سوار ہوتے تھے اور اُن کے نشاناتِ منصب میں ایک تو بہت بڑی چاندی کی دوات اور ایک بہت بڑا سونے کا قلمدان تقریباً سوا من وزن کا ہوتا تھا۔ بجز اس کمی کے کہ فوج پر کوئی اختیار نہ تھا باقی جملہ امور میں اُن کے ۳۳۲
اختیارات کی انتہا نہ تھی۔ ہر ایک پریفکٹ کا خزانہ جدا ہوتا تھا جس میں پریفکچری کا مالیہ پہلے جمع ہو کر پھر خزانہ عامرہ میں بھیجا جاتا تھا۔ ہر ایک پریفکچری میں جس قدر

علاقے (ڈائیوسیس) شامل ہوتے تھے اُن کے حاکموں پر جن کو ویکار کہتے تھے پریفکٹ کو پورے اختیارات حاصل ہوتے تھے۔ اِن ویکاروں کا تقرر پریفکٹ کے اختیار میں نہ تھا بلکہ شہنشاہ کی جانب سے پریفکٹ کی سفارش پر ہوا کرتا تھا ہر ایک پریفکٹ کو اپنی پریفکٹری میں عدالتِ اپیل کے اختیارات بھی حاصل تھے اور قسطنطین کا خاص حکم تھا کہ پریفکٹ کے فیصلے کا اپیل شہنشاہ کے اجلاس پر نہو۔ پریفکٹوں کو فرامین جاری کرنیکے اختیارات بھی ایک حد تک حاصل تھے۔ غرض اُن کا مرتبہ بجز اِس کمی کے کہ فوج پر اختیار نہ رکھتے تھے ممالکِ چین کے وسیع صوبوں کے حاکموں سے بہت مشابہ تھا؛

چاروں پریفکٹوں کی ماتحتی میں بارہ ڈائیوسیس کے حکام یعنی ویکار تھے۔ ۱۲ ڈائیوسیس کے نام یہ تھے۔ اورینٹس۔ پونٹیکا۔ ایشیانہ۔ تھریسیا۔ میسیا۔ پانونیہ۔ برطانیہ۔ گالیہ۔ ویئی نن سیس۔ اِٹالیہ۔ ہسپانیہ۔ افریقہ۔ مصر کی حالت سب سے جدا تھی۔ حاکمِ مصر اورینٹ کی پریفکٹری کے تحت میں تھا۔ اور اُس کو شہنشاہ خود نامزد و مقرر کرتا تھا۔ بارہ ویکاروں کی ماتحتی میں صوبہ جات (پروونس) کے حاکم ہوتے تھے۔ پروونسوں کی تعداد ہمیشہ بڑھتی رہتی تھی۔ اِس وجہ سے نہیں کہ نئے ملک فتح ہو کر سلطنت میں وسعت ہوتی تھی بلکہ خود اِن پروونسوں میں تقسیم در تقسیم ہوتی رہتی تھی۔ پروونسوں کے حاکموں کے نام طرح طرح کے تھے۔ کسی کسی پروونس میں ان کو ریکٹر یا کوریکٹر کہتے تھے۔ اکثر صوبوں میں اُن کا لقب پریسیڈیس ہوتا تھا اور خال خال صوبوں میں جو زیادہ وقعت رکھتے تھے اُن کو کانسلر کہتے تھے۔ ہر ایک ایسے حاکم کے نیچے اہلکاروں کا ایک انبوہ کثیر ہوتا تھا ۳۳۳
اور یہی انتظام درجۂ ادنیٰ سے لے کر اعلےٰ تک کے سرشتوں و محکموں میں جاری تھا۔ خود مختار بادشاہوں کو مجبوری ہوتی ہے کہ ماتحتوں کی ایک با اختیار و تربیت یافتہ جماعت (بیوروکریسی) کے ذریعے سے ملک پر حکومت کریں۔ اور یہ سلسلۂ حکامِ با اختیار کا ایک ایسے پھیلاؤ کا بھاری چٹان ہوتا ہے جس کے بوجھ میں محصول دینے والی رعایا دبی مرتی ہے کیونکہ اِس عظیم الشان انتظام کی عمارت کو سنبھالے رکھنا ان ہی غریبوں کا کام ہوتا ہے؛

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اسی طرح قصرِ شاہی اور دربار کے متعلق ایک طولانی سلسلہ عہدہ داروں اور اہلکاروں کا تھا۔ ان میں سب سے بڑا عہدہ دار گرینڈ چیمبرلین یعنی خلوتگاہِ قیصری کا مہتمم اعلیٰ ہوتا تھا۔ اِس کے بعد معتمدوں و میر منشیوں سے لیکر داروغہ صفائی تک صدہا لوگ ملازم ہوتے تھے۔ ہر عہدہ دار کا میلانِ خاطر یہی تھا کہ چند ماتحت اہلکار رکھ کر اپنے منصب کو ایک پورے سر رشتے کی صورت دے۔ اور خود افسر بن کر ماتحتوں پر حکومت کرے۔ قسطنطین کا مسلکِ سیاسی شہنشاہ اوگسٹوس کی مثل تھا کہ ماتحتوں کی تعداد بڑھانے کے لیئے نئے نئے عہدے پیدا کیئے جاویں تاکہ ایک کثیر جماعت ایسے لوگوں کی ہر وقت موجود رہے جو شہنشاہ کو اپنا مربی و سرپرست جانتی ہو[1]؛

امورِ سلطنت کے انتظام میں ایک مجلس سیاسی شہنشاہ کی مشیر و صلاح کار رہتی تھی۔ اِس مجلس کا نام کنسِس توریوم پرنسی پِس تھا۔ اور اُس کے ارکان میں چاروں پریفکیٹ شامل ہوتے تھے جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ ایک رکن کوئیسٹر ہوتا تھا جس کے اختیارات سکرٹری آف اسٹیٹ (معتمد مملکت) کے سے ہوتے تھے۔ ایک میجسٹر اوفیسوریوم یعنی وزیر پولس (کوتوالی) ہوتا تھا۔ ایک مہتمم خلوتگاہ۔ دو وزراء خزانہ شاہی کے اور دو وزراء صیغہ جنگ کے ہوتے تھے۔ وزراء خزانہ میں سے ایک کو افسر صیغہ انعامات سرکاری اور دوسرے
۳۳۴ کو افسر جیب خاص کہتے تھے۔ اور دونوں کو کومس کا خطاب ہوتا تھا۔ اِن دونو عہدوں میں ایسا فرق تھا جیسے کہ پہلے زمانے میں ایراریم اور فِسکس میں تھا یعنی ایک کو خزانہ عامرہ سے اور دوسرے کو شہنشاہ کے خزانہ خاص سے تعلق ہوتا تھا۔ وزراء جنگ میں سے ایک کی ماتحتی میں سلطنت کی کُل پیدل فوج تھی اور ایک کی ماتحتی میں فوج سوارہ۔ اِن دونوں وزیروں کے ذمے عدالتی خدمات بھی تھیں یعنی وہ ایسے مقدمات فوجی میں جن میں سلطنت مدعی یا مدعا علیہ کی حیثیت رکھتی تھی عدالتِ مرافع اولیٰ کے اختیارات رکھتے تھے ؛

روما میں اب تک حکامِ منتظم جن کو کانسل کہتے تھے مقرر ہوا کرتے تھے۔ ان کا تقرر ایک سال کے لئے ہوتا تھا اور اس سال کے سرکاری کاغذات پر تاریخ اِن ہی کی

[1] "حیات قسطنطین" ۴، ۱ ؛

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

تاریخ ملازمت کے حساب سے ڈالی جاتی تھی اور سال کا نام بھی ان ہی کے نام پر ہوتا تھا۔ اِس زمانے میں اُن کے ملکی اختیارات سلب ہو چکے تھے لیکن اُن کے منصب کی عزت برابر قائم تھی۔ گو یہ عزت عہدے کی خدمات کی وجہ سے نہ تھی بلکہ اُس سامانِ نمائش کی وجہ سے تھی جو اِس منصب سے متعلق ہمیشہ سے چلا آتا تھا۔ منصبِ کانسل کے حاصل کرنے کی تمنا ایسے لوگوں کو نہیں ہوتی تھی جو نمایاں قابلیت اور ہمت کے لوگ ہوتے تھے بلکہ اُس کے خواستگار ظاہر پرست اور خود بین ہوا کرتے تھے۔ منصب پریتور کی قدر بھی اب پہلے سے کم ہو گئی تھی کیونکہ یہ منصب جس کو دیا جاتا تھا اُس کے ذمے تماشا گاہوں میں تماشوں کا اہتمام بھی ہوتا تھا۔ اِس اہتمام میں پریتور کو اپنی جیب خاص سے بھی بہت روپیہ صرف کرنا پڑتا تھا۔ یہاں تک کہ بعض حالتوں میں وہ بالکل تنگدست ہو جاتا تھا۔ قسطن طین جب سلطنت کا مالک ہوا تو پریتوروں کی تعداد کم ہوتے ہوتے صرف دو رہ گئی۔ مگر اُس نے اس تعداد کو اپنے زمانے میں بڑھا کر آٹھ تک پہنچا دیا۔ اس اضافے سے خرچ میں جو کچھ زیادتی ہوئی اُس کا کچھ خیال نہیں کیا کیونکہ اُس کی عادت تھی کہ جس بات میں شان و شوکت پیدا ہوتی ہو پھر اُس پر بے دریغ دولت صرف کرنے میں مطلق تامل نہ کرتا تھا۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ قسطن طین کے زمانے میں قسطنطنیہ میں کانسل اور پریتور مقرر ہوتے تھے یا نہیں۔ اربن پریفکیت یعنی ناظم شہر کا تقرر قسطنطنیہ میں قسطن طین کی موت کے ۲۰ برس بعد ہوا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قسطن طین نے اپنے دارالامارت میں روما کے تمام سرکاری عہدوں کی پوری نقل نہیں اتاری تھی۔ حالانکہ بعض وقت مورخ لکھ گئے ہیں کہ قسطنطنیہ میں ملازمت کے صیغے بالکل روما کے انداز پر تھے۔ بہرکیف جو کام قسطن طین سے اپنے دارالحکومت کے متعلق ختم نہیں ہوئے تھے اُن کو اُس کے جانشینوں نے اختتام کو پہنچایا؛ ۳۳۵

اب ہم سینٹ (سینات) یعنی مجلس مشورت اور اُس کے طبقۂ اراکین یعنے سینٹی ٹوریل اورڈر کا ذکر کرتے ہیں۔ اور ان اعزازی مراتب و مدارج کو بیان کرتے ہیں جن میں قسطن طین اور اُس کے جانشین کچھ نہ کچھ ہمیشہ اضافہ کرتے رہے۔ مجلس مشورت کے ارکان دو قسم کے ہوتے تھے ایک وہ جو دارالمشورت میں کرسی رکھتے تھے اور ایک وہ جن کو یہ درجہ محض اعزازی طور پر حاصل ہوتا تھا۔ قسطنطنیہ کی مجلس جو روما کی مجلس کے نمونے پر قائم کی گئی تھی سیاسی اختیارات بہت کم یا بالکل نہ رکھتی تھی۔ اُس کی خدمات

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں ایک بڑی خدمت یہ تھی کہ جس قدر احکام و فرامین شہنشاہ کی جانب سے نافذ ہوں اُن کو ایک کتاب پر چڑھالے ۔ باقی خدمات اُس کی محض رسمی اور اعزازی تھیں۔ اِس مجلس کا اعزازی رکن ہونا ہمچشموں میں ایک عزت کی بات تھی ۔ اور ہر شخص خواہ سلطنت کے کسی حصے میں رہتا ہو اعزازی رکن ہو سکتا تھا۔ مجلس میں ایک مرتبہ رکن واقعی رہنے کے بعد یہ اعزازی درجہ مل جاتا تھا۔ اور اس طرح یہ طبقہ موجودہ اور سابق کے عہدہ داران اعلیٰ کا ایک مجموعہ تھا ۔ اُن کو بڑے بڑے خطابات حاصل ہوتے تھے ۔ مگر اس کے ساتھ ہی اُن کو محصول بھی بہ نسبت اور لوگوں کے زیادہ ادا کرنے پڑتے تھے ۔ گویا اپنے خطابات کی بھاری قیمت دینی پڑتی تھی ۔

اکابر سلطنت کی نسبت جو تعظیمی جملے بولے جاتے تھے وہ قابل ذکر ہیں۔ شہنشاہ کو خطاب کرتے وقت جو جملہ کہتے تھے اُس کے معنی ہوتے تھے۔ "یور میجسٹی یعنی اعلیٰحضرت ۔ یا یور ایٹرنٹی یعنی حضرتِ جاودانی ۔ یا یور ڈیوی نٹی یعنی حضرت خداوندی ۔ شاہی خاندان کے لوگوں کو نوبلیس سیمی یعنی شرافت پناہ یا اشرف الاشراف کہکر پکارتے تھے۔ محض اراکین مجلس کو جن میں بڑے عالی رتبہ لوگ شامل ہوتے تھے ۔ کلاری سیمی یعنے عالی مرتبت کہتے تھے ۔ جو لوگ ان سے کم درجے کے محض اعزازی رکن ہوتے تھے اُن کو پرفکٹی سیمی یعنے کامل یا اگریگیی یعنی ممتاز کہکر خطاب کرتے تھے ۔ پرفکٹی سیمی کا درجہ اگریگیی سے بڑھا ہوا تھا ۔ قسطنطین کے زمانے کے خطابات اسی ترتیب سے تھے۔ ٣٢٦
مگر اُن کی تعداد بڑھتی جاتی تھی ۔ جس قدر سرکاری خزانے میں روپے کی ضرورت بڑھتی اُسی قدر ان خطابوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ۔ مثلاً کلاری سیمی کا خطاب اُن کو ملتا تھا جو پرفکٹی سیمی اور اگریگیی کا خطاب حاصل کر چکے تھے ۔ اب ان دونوں سے اونچے درجے کے دو خطاب ایلسٹریس اور اسپک تابلیس کے قرار پائے ۔ اور اس طرح اوپر کے دو خطاب دو درجے اور اونچے ہوگئے ؛

غرض اکابر سلطنت کے مراتب و خطابات یہ تھے جو اوپر بیان ہوئے ۔ ملکی اور فوجی حکام میں جس قدر فرق رکھا گیا تھا اُس کا پتہ جمہوری ریاست اور شروع کی شہنشاہی میں مطلق نہیں چلتا ۔ سلطنت کی کل فوجی طاقت کے دو حصے کئے گئے تھے ۔ (۱) ایک حصے میں وہ فوجیں تھیں جو مستقل طور پر سرحدوں پر رہتی تھیں ۔ (۲) دوسرے حصے میں وہ فوجیں تھیں جو ملک کے اندر انتظام کے لئے رہتی تھیں ۔ پہلی قسم کی فوج کو لمیتانی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یعنی سرحدی یا ریپارنسیس یعنی ساحل کی محافظ فوج کہتے تھے۔ یہ دوسرا نام زیادہ تر
دریائے رائن اور دریائے ڈینیوب کی فوجوں کے لیے مستعمل تھا۔ یہ تمام فوجیں مستقل
لشکرگاہوں یا قلعوں اور حصاروں میں رہتی تھیں۔ یہ لشکرگاہ وحصار بڑھتے بڑھتے چھاؤنیوں
سے شہر بن جاتے تھے۔ جس حصہ سلطنت میں جو فوج مقیم ہوئی تھی اُس کو دوسرے حصے
میں شاذ و نادر ہی تبدیل کیا جاتا تھا۔ چنانچہ جس لشکرگاہ میں باپ سپاہی ہوتا تھا اُسی میں اُس کے
لڑکے اور لڑکوں کے لڑکے فن سپہ گری سیکھ کر فوجی خدمت ادا کرتے تھے۔ سرحدی سپاہی کی
میعادِ ملازمت ۲۴ سال کی رکھی گئی تھی۔ لمیتانی محض سپاہی نہ ہوتے تھے بلکہ کاشتکاری بھی
کرتے تھے۔ اور اُن کا بجنسہ وہ حال تھا جیسے کہ آج کل روس کے مشرقی صوبوں میں نوآباد
سپاہیوں کا ہے۔ جو فوج ملک کے اندر رہتی تھی اُس کو نیومیری کہتے تھے۔ اس کے
سپاہی ۲۰ برس نوکری کرتے تھے۔ ان میں پالاٹینی فوج وہ تھی جس کو قدیم فوج پریطوریان ۳۳۵ء
کا جانشین سمجھنا چاہئے۔ یہ فوج بہت سی رجمنٹوں میں تقسیم ہوئی تھی۔ جن میں بعض کو اسکولاریس
بعض کو پروٹکٹوریز اور بعض کو ڈومیس ٹیکی کہتے تھے۔ یہ شہنشاہ کی فوج خاصہ تھی یعنی
شہنشاہ کی ذات کی حفاظت اُس کے سپرد تھی۔ اندرونی فوجوں کے اکثر حصے کومیٹاٹینسز
کہلائے جاتے تھے۔ یہ فوجیں اکثر قلعوں میں رہتی تھیں جو ملک کے اندر واقع تھے۔
مورخ زوسیموس نے صحیح یا غلط قسطنطین پر اعتراض کیا ہے کہ اُس نے سرحدی
سپاہیوں کو اندرونی فوجوں میں داخل کرکے سرحدی فوجوں کو کمزور کر دیا۔ سلطنت کی
تمام فوجوں پر جو اختیارات پہلے شہنشاہ اور اُس کے ۲ وزراء جنگ کو حاصل تھے وہ چوتھی
صدی کے خاتمے کے قریب ۳۵ کمانڈروں کو دیئے گئے جن کا خطاب ڈیوک اور
کاونٹ ہوتا تھا۔ کاونٹ کا درجہ ڈیوک سے زیادہ تھا۔ ان کمانڈروں میں سے
تین ۳ برطانیہ میں۔ چھ ۶ گال میں۔ ایک ایک ہسپانیہ اور اٹالیہ میں۔ چار
افریقہ میں۔ تین ۳ مصر میں۔ آٹھ ۸ ایشیا و شام میں اور نو ۹ دریائے ڈینیوب
اور رائن کے شمالی اور جنوبی مقامات پر مقرر تھے۔

فوجی انتظام کا یہ عظیم الشان سلسلہ تھا جس کے اخراجات کا بار محصول ادا
کرنے والی رعایا اور صیغہ اصلاحات ملکی (فینانس) پر پڑتا تھا۔ وہ اصلاحات ملکی کے
جمع و خرچ کے طریقے بھی اچھے نہ تھے اور روپیہ بہت ضایع کیا جاتا تھا۔ آمدنی کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سب سے بڑا ذریعہ ہمیشہ سے محصولِ اراضی تھا۔ جس کو کیپی تاشیو تیرینیا کہتے تھے۔ اِس محصول کا پرانا نام تری بیوتم سولی تھا۔ قابضانِ اراضی (پوزیسر) کو کسی نہ کسی طرح وہ دولت پیدا کرنی پڑتی تھی جس کے بل بُوتے پر سلطنت چل رہی تھی۔ ڈائیوکلیشن نے پرانے طریقۂ مردم شماری میں ترمیم کی تھی۔ اور شاہی خزانے کی آمدنی بڑھانے کے لئے کُل عملداری کا بندوبستِ اراضی از سرِ نو کیا تھا۔ اور اس میں اس قدر احتیاط کی گئی تھی کہ کسی علاقے یا صوبے کی ایک ایکڑ زمین بھی ایسی نہ تھی جو فہرست پر نہ آگئی ہو۔ قابلِ محصول اراضی کی ایک خاص مقدار کو حساب کی غرض سے اکائی قرار دیا تھا اور ہر ایسی اکائی پر جس کو جوگم یا کیپیٹ کہتے تھے تقریباً ایک، لاکھ سینتیس ترسٹھ ۳۳۸ یا ایک ہزار اوری (سکہ طلائی) بطور مالگذاری دینا پڑتے تھے۔ اکائی کی زمین ہر قسم کی اراضی پر مشتمل ہو سکتی تھی۔ مثلاً اکائی میں اراضی قابلِ کاشت اور اراضی واسطے چرائی اور اراضی جنگلات سب شامل ہو سکتی تھیں۔ لیکن اُن کی مالیت کا اندازہ ایک مقررہ شرح پر کیا جاتا تھا۔ مثلاً ایسی زمین کے پانچ ایکڑ جس پر انگور پیدا ہوتا ہو زرعی اراضی درجہ اول کے ۲۰ ایکڑ اور اراضی درجہ دوم کے ۴۰ ایکڑ اور اراضی درجہ سوم کے ۶۰ ایکڑ کے برابر سمجھے جاتے تھے۔ تشخیص مالگزاری سے ایک چپہ زمین کا باقی نہ بچا تھا۔ یہاں تک کہ اُدیر اور بنجر اور جنگل کی پتھریلی زمین پر بھی محصول لگا دیا گیا تھا۔ اور ایسی ناکارہ اراضی کے ڈیڑھ سو ایکڑ مالگزاری کی غرض سے ایک اکائی سمجھے جاتے تھے۔ شہنشاہ اور اُس کے وزرار خزانہ ہر سال تخمینہ کرتے تھے کہ معمولی اخراجاتِ سلطنت کے لئے کس قدر روپیہ کی ضرورت ہوگی جس وقت ایک رقم تخمیناً معین کر دی جاتی تھی تو پھر ہر ایک علاقے میں اُس کی اطلاع دی جاتی تھی۔ اور تمام شہروں کی سیاسی مجلسوں (سیناتوں) اور میونسپل کیورا کو معلوم ہو جاتا تھا کہ اُن کو کس قدر روپیہ دینا ہوگا۔ ہر ایک شہر اور ضلع کو آگاہ کر دیا جاتا تھا کہ اُنکے رقبے میں کتنے ہزار اکائیاں اراضی کی موجود ہیں۔ ہر شہر اور ضلع کی انتظامی مجلسوں کی ذمہ داری ہوتی تھی کہ اِکائیوں کے مطابق مالگزاری جمع کر کے سرکار میں داخل کریں۔ میونسپل کیورا (بلدیہ) کے ممبر بڑے بڑے دولتمند زمیندار ہوتے تھے۔ اِن کا کام یہ تھا کہ اپنے ذمے اور دوسروں کے ذمے جس قدر مالگذاری ہو اُس کو جمع کریں۔ اگر اِن زمینداروں میں کوئی شخص نادار ہو گیا تو باقی زمیندار اپنی جیب سے اُس کا روپیہ بھرتے تھے۔ اس طرح مقدور والوں کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بے مقدوروں کی طرف سے روپیہ دینا پڑتا تھا۔ اِس کا بڑا اہتمام تھا کہ کوئی شخص سرکاری
مالگذاری سے بچ کر کہیں نکل نہ جاوے۔ چنانچہ زمینداروں کو بغیر حاکم کی اجازت کے
اپنے علاقوں سے باہر جانے کی اجازت نہ تھی۔ ان لوگوں کو نہ فوج میں اور نہ کسی ملکی صیغے
میں ملازمت مل سکتی تھی۔ جس وقت معلوم ہوا کہ مالگذاری اور محصولوں سے بچنے کے لئے
بہت لوگ پادری بننے شروع ہو گئے ہیں تو حکم جاری ہوا کہ کوئی پادری نہ بننے پاوے۔
غرض جہاں ایک مرتبہ کسی شخص کی حیثیت زمیندار کی ہو گئی پھر وہ ہمیشہ زمیندار ہی رہتا تھا۔
۳۳۹ خلاصہ یہ کہ اِس سخت محصول بندی سے صوبجات کے زمیندار اور چھوٹے
کاشتکار بالکل ہی فنا ہو گئے۔ ہر دسویں یا پندرھویں برس زمین کی پیمائش کر کے
نئی شرح سے محصول لگایا جاتا تھا۔ اس کے متعلق چند افسر ہوتے جن کو ولفنسور کہتے
تھے۔ ان کے مقرر کئے جانے کی غرض یہ ہوتی تھی کہ رعایا پر تشخیص مالگذاری اِس قدر
زیادہ نہ ہونے پاوے کہ وہ بالکل ہی تنگ دست و محتاج ہو جاوے۔ لیکن
تجدید بندوبست سے پہلے دو چار فصلیں پے درپے خراب ہونے سے رعایا بالکل
مفلس ہو سکتی تھی۔ ولفنسور کا عہدہ بھی بیکار و فضول تھا۔ البتہ اگر صدر مقام کے حکام
میں اُس کی کچھ رسائی ہوئی تو وہ اپنی خدمت اچھی طرح انجام دے سکتا تھا ورنہ اُس کا
عدم وجود برابر تھا۔ قسطنطین کے زمانے میں بالخصوص اُس کے آخری دورِ حکومت
میں اس بات کی شہادت بکثرت موجود ہے کہ صوبجات کے گورنر جس طرح چاہتے تھے
رعایا کو لوٹتے تھے بلکہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کو اجازت تھی کہ جس طرح چاہیں رعایا پر
جبر کریں۔ یہ خرابی اس درجہ بڑھی کہ سنہ ۳۳۱ عیسوی میں قسطنطین نے رشوت و
تغلب بند کرنے کے لیے خاص طور پر احکام جاری کئے۔ ایمیانوس مارسیلی نوس
نے ایک فقرہ لکھا ہے جس کا مطلب ہے کہ قسطنطین نے تو اپنے آوردوں کو فقط
اتنا ہی سکھایا تھا کہ طمع سے ہر وقت مُنہ پھاڑے رکھیں مگر شہزادہ قسطنطیوس
نے باپ کے آوردوں کو رعایا کا خون پلا پلا کر خوب فربہ کر دیا[لہ]۔ ظاہر ہے کہ اِس
سخت محصول نے رعایا پر بڑی سختیاں پیدا کی تھیں۔ ہر ایک علاقے میں جس قدر

لہ جلد ۱۶ - باب ۸ و ۱۲ ؛

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

سرمایہ یا پس انداز لوگوں کے پاس تھا وہ سب ختم ہوگیا اور کاشتکار بالکل تباہ ہو چلے۔ ہر ایک ضلع پر سرکاری باقی نکلنے لگی۔ اگر شہنشاہ نے کسی علاقے کی رعایا کا دل رکھنا چاہا تو یہ باقی معاف کر دی جاتی تھی

غرض کہ ملکی واصلات اور خرچ کا جو طریقہ جاری تھا اور جہاں تک اُس کا ۳۴۰ء
تعلق اراضی کی بابت مالگذاری سے تھا اُس کے وضع کئے جانے کی غرض صرف یہی معلوم ہوتی تھی کہ ہر ایک علاقے کی دولت بالکل کھینچ لی جاوے۔ اِس سختی کی وجہ سے رعایا میں جات بندی کا طریقہ نکل آیا۔ اور اِس طریقے کی سختیاں خزانہ شاہی کی ضروریات کے مطابق بڑھتی گئیں۔ اور آزاد کاشتکار جو پہلے کسی کے غلام تھے نہ نوکر بالکل ہی بگڑنے لگے جب مفلسی بڑھی تو امیروں کے غلام نہیں تو ادنیٰ رعیت بنکر کاشتکاری کرنے لگے۔ اور پھر یہ ادنیٰ پیشہ اُن کی جات ہوگئی۔ یہ کاشتکار گو غلام نہ تھے لیکن اپنی نقل و حرکت پر قدرت نہ رکھتے تھے جس وقت ان غریبوں کا حق ملکیت زمین سے اُٹھ گیا تو پھر وہ دوسروں کے نوکر اور بندے ہوگئے۔ اس حال میں جو کچھ زمین سے پیدا کرتے تھے یا جس قدر اُن کے مویشی بڑھتے تھے اُس کا ایک مقررہ حصہ مالک کو دیتے تھے۔ اِس کے علاوہ جہاں کہیں مالک کی سکونت ہوتی تھی وہاں جاکر چند مقررہ ایام تک بیگاریں کام کرتے تھے۔ غرض اِن کاشتکاروں کی حالت جن کو کولونس کہتے تھے رفتہ رفتہ ایسے غلاموں کی ہوگئی جن کو پوری آزادی نہ ملی ہو بلکہ غلامی اور آزادی کی درمیانی حالت میں ہوں دوسرے لفظوں میں یہ سمجھئے کہ اب وہ محض سرف رہ گئے تھے یعنی ایسے کاشتکار ہوگئے تھے جن کا تعلق کسی طرح زمین سے جس پر وہ کاشت کرتے تھے جدا نہیں ہوسکتا تھا۔ گویا زمین کے ساتھ اشیاء غیر منقولہ میں اُن کا بھی شمار تھا۔ ان کاشتکاروں کی نسبت لکھا جاتا تھا کہ "وہ زمین کے ساتھ شامل ہیں"۔ اِن غریبوں کو اپنی حالت کے بہتر کرنے یا اپنی اولاد کی مدد کرنے کا مطلق موقع حاصل نہ رہا تھا۔ صرف ایک صورت اِس حالت سے نجات کی تھی اور وہ یہ تھی کہیں فوج میں بھرتی ہوجاویں

زمین کے محصول کے علاوہ اور بہت سے محصول ادا کرنے پڑتے تھے۔ کیونکہ اصول یہ قرار پایا تھا کہ ہر شخص اور ہر چیز سے کچھ نہ کچھ وصول ہونا چاہئے۔

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قسطنطین نے جو بڑی جماعت خطاب رکھنے والے امیروں اور رئیسوں کی پیدا کی تھی وہ بھی محصولوں سے بری نہ تھی۔ مجلس مشورت (سینات) کے ہر ایک رکن کو خواہ وہ رکن واقعی ہو یا اعزازی اپنے کُل مال پر محصول دینا پڑتا تھا۔ اِس محصول کو فولس سیناتوریا کہتے تھے یعنی "تحویلِ اراکینِ مشورت" ایک محصول اور تھا جو ان امیروں سے
اہم ھہ لیا جاتا تھا۔ اس کو اورم اوبلاٹی ٹیوم کہتے تھے۔ یہ محصول ایک قسم کا نذرانہ تھا جو اپنی خوشی سے دیا جاتا تھا۔ پھر بھی اُس کا ادا کرنا ضروری اور اکثر ناگوار تھا۔ اراکینِ مجلس میں سے ہر شخص کے نام حکم جاری ہو سکتا تھا کہ دارالحکومت میں حاضر ہو کر پریتور کی خدمت بجا لائے اور خوب دولت صرف کر کے سب کو ضیافت دے۔ چنانچہ جب کسی خطرناک عہدہ دار سابق کی خبر لینی منظور ہوتی تھی تو حکامِ بالادست اِسی اختیار سے کام لیکر اُس کی حیثیت بگاڑ دیتے تھے۔ اِسی قسم کا ایک دوسرا محصول تھا جو اپنی مرضی سے خاص شہنشاہ کی خدمت میں پیش کیا جاتا تھا۔ اِس کو اورم کورونیریم کہتے تھے۔ اس کی تعداد ایک ہزار یا دو ہزار سکہ طلائی کے برابر ہوتی تھی۔ ہر جشن یا تہوار کے موقع پر ہر ایک بڑے شہر کو یہ رقم شہنشاہ کی خدمت میں بطور نذر کے پیش کرنی ہوتی تھی۔ مثلاً جب کوئی شہنشاہ پانچ برس یا دس برس حکومت کر کے جشنِ پنج سالہ یا دہ سالہ کرتا تھا تو یہ نذر پیش کی جاتی تھی۔ ہر پانچویں برس ایک چندہ جس کو لسترالیس کولاشیو کہتے تھے دکاندار اور صراف اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ادا کرتے تھے۔ یہ محصول یا چندہ کریسا گیرم یعنی "سونے چاندی" کے نام سے مشہور تھا۔ اور "اراکین مجلس سینات کی تحویل" کی طرح بعض مورخوں کے قول کے مطابق یہ بھی قسطنطین کی ایجاد سے تھا۔ زوسیموس نے جہاں قسطنطین کے طریقہ و اصلاحاتِ ملکی کے متعلق اعتراض کیا ہے وہاں اس بات کی سخت شکایت کی ہے کہ افسرانِ مال کی دست درازیوں سے کسی شخص کو مفر نہیں ہے۔ درباریوں سے لیکر بھکاریوں تک اُن کے ہاتھوں نالاں ہیں۔ جہاں کہیں لوگوں کو محصول ادا کرنا ہوتا ہے وہاں ایک کہرام مچ جاتا ہے۔ اور سوائے رونے اور پیٹنے۔ فریاد و فغاں کے اور کچھ نہیں سُنائی دیتا۔ جو لوگ محصول دینے میں لیت و لعل کرتے ہیں اُن کے لئے تازیانہ کی سزا مقرر کی گئی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اِس خوف سے باپ اپنی بیٹیوں کو اور مائیں اپنے بیٹوں کو
مجبور ہو کر فروخت کر دیتی ہیں۔ ان سب محصولوں کے علاوہ ایک محصول کیپی ٹاٹشیو اسیو ماناٹا
تھا۔ یہ محصول ہر ایک مزدور سے لیا جاتا تھا۔ ایک پرانا پانچ فیصدی والا محصول وراثت
کی بابت تھا۔ محصولاتِ سائر (چنگی) پورتوریا کا سلسلہ بھی بڑا طول طویل تھا۔
بہت سے محصول ایسے تھے جو براہِ راست رعایا سے وصول نہیں کئے جاتے تھے
مگر بالے دیگر اُن کا بار بھی رعایا ہی پر پڑتا تھا۔ مورخوں نے ان محصولوں کے بارہ میں
رعایا کی مصیبتوں کے نہایت دردناک حالات لکھے ہیں۔ شاید اُن کو بالکل باور
کر لینا درست نہو۔ کیونکہ درباری شعرا نے رعایا کی مرفہ الحالی کے جو حالات بڑی ۲۴۴ عه
خوش بیانی سے لکھے ہیں اُن پر بھی ہم کو غور کرنا ہے تاکہ کسی شہنشاہ کے ساتھ کوئی بے انصافی نہو۔
نزاریوس نہایت روشن الفاظ میں لکھتا ہے کہ قسطنطین نے دارالحکومت
سے باہر تمام قلمرو کو امن و عافیت کی حالت میں رکھا اور خاص دارالحکومت میں بڑی
آسودہ حالی اور رونق پیدا کی۔ اُس کے زمانے میں فصلیں اچھی ہوتی تھیں اور کھانے پینے
کی چیزوں میں ارزانی رہتی تھی[1]۔ یوسی بیوس نے بار بار عام رعایا اور فوجوں کی آسودگی
اور اطمینان کے حالات لکھے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ اُن کی زندگی افسرانِ مال کے
خوف میں بسر نہیں ہوتی بلکہ وہ ہمیشہ شہنشاہ کی فیاضیوں سے مستفیض ہوتے رہتے
ہیں۔ لیکن ہمارا خیال یہ ہے کہ رعایا کی تنگ دستی اور مصیبت کی دردناک تصویر
اس آسودگی اور خوشحالی کی مسرت خیز تصویر سے زیادہ قرین صحت و اصلیت
ہے۔ اور یہ کہ آگے چل کر جس طرح سلطنت کا دیوالہ نکلا جس کا نقصان مغربی
حصے میں بہ نسبت مشرقی حصے کے زیادہ نمایاں طریقے پر محسوس ہوا وہ ڈائیوکلیشن
اور قسطنطین کی مالی بد نظمیوں کا نتیجہ تھا جن کے ذریعے سے رعایا پر سختیاں کر کے
روپیہ وصول کیا جاتا تھا۔ اور پھر اس روپیہ کو بیجا مصارف میں اڑا دیا جاتا تھا۔
یہ خرابی بہت کچھ اس قدیم رومانی طریقۂ انتظام کا بھی نتیجہ کہی جا سکتی ہے جس میں
محصولوں کے جمع کرنے والے مجوزہ جج کے اختیارات بھی رکھتے تھے۔ یعنی یہ کہ

---

[1] "قدیم تمدنیہ" - ۱۰، ۳۸ ج

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انتظامی اور عدالتی اختیارات ایک ہی شخص کو ایک ہی وقت میں حاصل ہوتے تھے۔
صرف یہی ایک خرابی نہ تھی جو سلطنت کی تحلیلِ اجزاء کا باعث ہوئی
بلکہ اور چیزیں بھی اسی نتیجے کے لئے اپنا عمل کر رہی تھیں جن کا مختصر سا حال یہاں
بیان کرتے ہیں۔ اِن میں ایک خرابی غلامی کا رواج تھا جس کے نتائج بد صدیوں
سے جمع ہوتے چلے آئے تھے۔ اگر اس خرابی میں اِس زمانے میں کسی قدر کمی
اِس وجہ سے ہو چلی تھی کہ غلام کثرت سے دستیاب ہو سکتے تھے تو ایک
دوسری خرابی اُس سے بھی بدتر پیدا ہو گئی تھی۔ اور وہ یہ تھی کہ زمیندار جو پہلے
اپنی زمینوں کے مالک اور آزاد تھے اب اُن کا درجہ کولونس کا رہ گیا تھا
یعنی اُن کی آزادی اور حقوق میں اِس درجہ کمی ہوئی تھی کہ قریب قریب غلامی کی نوبت کو
پہنچ گئے تھے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ غلاموں کی کمی سے جو کچھ نفع ہوا تھا اُس سے بڑھ کر
یہ نقصان ہوا کہ رعایا کا ایک حصہ آزادی سے محروم ہو گیا۔ آبادی میں زیادتی تو درکنار جا بجا
کمی ہوتی جاتی تھی جس کا حکام نے یہ خطرناک علاج کیا کہ جہاں کمی ہوئی وہاں غیر قوموں کو بلا کر ۳۴۴
آباد کرنا شروع کیا۔ زمینیں بیکار پڑی تھیں۔ نہ اُن کی درستی کے لئے روپیہ تھا اور نہ مزدور۔
اس سے پہلے ایک باب میں ذکر آ چکا ہے کہ یہ غیر قوم والے ملک میں بکثرت آباد کر دئے گئے
تھے۔ ان کی تعداد دہائیوں میں نہ تھی جیسا کہ بعض مورخوں نے لکھا ہے بلکہ سیکڑوں اور
ہزاروں پر نوبت پہنچی تھی۔ اور غیر اقوام کو ملک میں بسانے کی غرض جو بیان ہوئی ہے وہ
یہ تھی کہ "رومانیوں پر سخت محصولوں کا جو بار ہے وہ اُن کی محنت و مشقت سے ہلکا
ہو جائیگا اور رومانیوں کو فوجی خدمتوں سے بھی کسی قدر سبکدوشی ہو گی۔" اصل وجہ ان غیر قوموں
سے محنت لینے کی یہ ہی تھی۔ یہ خیال بعد کو پیدا ہوا تھا کہ جرمانی اور قوطی لوگ سلطنت کی
حدود سے باہر جس قدر خوفناک ہیں ویسے سلطنت کے اندر نہیں ہیں۔ اور گویا اُن کو
سرحد پر اِس مصلحت سے آباد کیا تھا کہ جب اُن کے ہم قوم سلطنت پر چڑھ کر آئینگے
تو حملے کا پورا زور اِن ہی نو آباد لوگوں پر ٹوٹیگا۔ مگر جرمانی اور قوطوں کے قوی عنصر کو
سلطنت میں شامل کر دینا اجزائے سلطنت کی تحلیل کا واقعی سبب ہو گیا اگرچہ
سلطنت کے اندرونی حصوں میں جہاں کہیں جرمانی اور قوط آباد کئے گئے تھے
کاروبار کے لحاظ سے ادنیٰ درجہ رکھتے تھے یعنی مزدور و کاشتکار تھے لیکن شہنشاہی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فوجوں میں وہ اعلیٰ درجہ کے سپاہی سمجھے جاتے تھے۔ اس زمانے سے سو برس پہلے تاسیتوس نے گال کے ایک سپاہی کی زبانی یہ جملہ نقل کیا تھا کہ ''غیر قوم کے سوار و پیدل اب رومانی لشکر کی جان ہیں''۔ یہ فقرہ اُس وقت ایک غرور کا کلمہ معلوم ہوتا تھا لیکن اب اُس کے صحیح ہونے میں کلام نہ تھا۔ یہ اجنبی لوگ جب سلطنت میں آباد ہوئے تو اپنے ساتھ آزادی و حریت کا وہ جوش بھی لائے جو شہنشاہوں کی مطلق العنانی کی بالکل ضد تھا۔

علاوہ اِن اسباب کے ایک اور قوی تر سبب جس سے سلطنت کا شیرازہ بکھر گیا مذہب عیسوی تھا۔ اِس نے روحانی یعنی مذہب کی حکومت کو جسمانی یعنی بادشاہ کی حکومت سے جدا کر دیا۔ اور ایک نیا خیال یہ پیدا کر دیا کہ سب سے زبردست قانون خدا کا ہے جو دنیا کے ہر ایک قانون پر سبقت و فضیلت رکھتا ہے۔ کلیسا کا سلطنت سے جدا حیثیت رکھ کر زور پکڑنا اور اس بات کا مدعی ہونا کہ اخلاقی اعتبار سے اُس کے احکام کا ماننا سب سے زیادہ لازمی و ضروری ہے ایک نئی قوت تھی جو عیسوی مذہب کے ظاہر ہوتے ہی پیدا ہو گئی۔ اور کچھ شبہ نہیں کہ اِس قوت نے سلطنت کی اس طاقت کو کم کر دیا جو دشمنوں کے مقابلے کے لئے اس میں پہلے موجود تھی۔ کیونکہ اِس مذہب کی وجہ سے اندرونی فتنہ و فساد برپا ہونے لگے سلطنت کے مغربی حصے میں روما کے زوال تک عیسائیوں اور بت پرستوں میں سخت عداوت رہی اور اسی طرح کلیسا کے مختلف فرقوں میں باہمی عداوت صدہا برس تک مشرقی اور مغربی ملکوں میں جاری رہی۔ سلطنت کے لئے یہ سب باتیں ضعف و انحطاط کا سامان تھیں۔ اِس میں کس کو کلام ہے کہ فرانس میں جو خونریز و ہولناک کشمکش کیتھولک (جاثلیق) اور ہیوگو ناٹ (پروٹسٹنٹ) میں ہوئی اُس نے فرانس کی ترقی کو کس قدر پیچھے ہٹا دیا۔ اور باہر کے دشمنوں کے مقابلے میں اُس کو کس قدر کمزور کر دیا۔ یہی حالت رومانی سلطنت کی ہوئی کیونکہ جس سلطنت میں آپس میں پھوٹ پڑ جائے وہ باہر کے غنیم کا مقابلہ اچھی طرح نہیں کر سکتی۔ آپس کے جھگڑوں میں طاقت کا وہ حصہ صرف ہو جاتا ہے جس سے دشمن پر وار کرنے میں کام لینا ہوتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

مذہب عیسوی نے ہمیشہ قومی امتیاز و تفاخر کو مٹا کر سب کو ایک سطح پر لانا
چاہا۔ گو قوموں کے باہمی فرق کو نہ وہ کبھی کلیتہً مٹا سکا اور نہ کبھی مٹا سکیگا لیکن اسکی
کوشش ہمیشہ یہ ہی رہیگی۔ مگر یہ کوشش وہ تھی جو یونانی اور رومانی طبیعت اور مذاق کے
برعکس تھی۔ اگرچہ سلطنت کے باشندوں میں بلا خصوصیتِ وطن انسانی ہمدردی و
دلسوزی کی طرف توجہ ہو چلی تھی۔ لیکن یہہ ہمدردی کا خیال اُن لوگوں کے ساتھ پیدا
نہیں ہوا تھا جو سلطنت کی حدود سے باہر رہتے تھے۔ اور جن کو نہ صرف یونانی اور
رومانی بلکہ کلت اور آئیبیری قوم کے لوگ بھی جنہوں نے اِس قدر رومانی شائستگی
سیکھ لی تھی کہ وہ سطحی نہ رہی تھی وحشی خیال کرتے تھے۔ ہمارا یہ کہنا کہ مذہب عیسوی میں
رومانی سلطنت کے شیرازے کو منتشر کرنے کی قوت موجود تھی کسی بُرے معنوں میں ٣٤٥
نہ سمجھا جاوے۔ کیونکہ جہاں اس میں تحلیل کی قوت تھی وہاں اتصال کا مادہ بھی تھا۔
اگر سلطنت کی ترکیب میں ضعف پیدا کیا تو اُس کے ساتھ ہی بہت سی اجنبی قوموں
کو متحد کر کے اُن میں ایک نئی طاقت بھی پیدا کر دی۔ سرحدوں کے ٹوٹتے ہی سلطنت
کے مغربی حصے میں جرمانی قومیں گھس پڑیں۔ یہ قومیں ایک حد تک عیسائی ہو چکی تھیں۔
اِن کا شمار بھی صلیب مسیح کی پرستش کرنے والوں میں تھا۔ اور یہ واقعہ ایسا تھا جس نے
وحشیوں کے دل اتنے سخت نہ رکھے کہ وہ آتے ہی سب کا خون کر ڈالیں یہ عیسوی مذہب ہی
تھا جس نے ان کے حملوں کی وحشت و خونریزی میں کمی کر دی۔ یہ حملہ آور قومیں اکثر ایریوسی
طریقے کا عیسوی مذہب رکھتی تھیں۔ گو یہ سمجھنا دشوار ہے کہ وحشی و جاہل جرمانی جو دریائے رائن
کے اُس پار سے آتے تھے ایک حرف بھی اُن مناظروں کا سمجھ سکتے ہوں جن کا تعلق
یونان کی فلسفہ و الہیات سے تھا مگر جب جاثلیقی اور ایریوسی لڑتے تھے تو
جرمانی بھی اپنے تیر کی نوک کو زہر میں بجھا کر زہ پر رکھتا تھا۔ امیانوس مارسی لیانوس
لکھتا ہے کہ "میں نے آج تک صحرا کے درندوں کو بھی آپس میں ایسا دشمن نہیں پایا
جیسا کہ عیسائیوں کو عیسائیوں کا دشمن دیکھا"[ل]۔ جرمانی اور قوطی جن ملکوں کو فتح کرتے
تھے اُن ہی میں آباد ہو جاتے تھے اور یہ بالکل واقعہ ہے کہ ضرورت کے
مطابق کچھ رد و بدل کر کے وہ اپنے مفتوحوں کا تمدن اختیار کر لیتے تھے انھوں نے

ل ٢٦، ٥ ج

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رومانی تمدن کو غارت کرکے اپنا تمدن اس طرح قائم نہیں کیا جیسا کہ آیندہ زمانے میں ترکوں اور اقصائے مغرب کی قوموں سے عمل میں آیا۔ پس اگر عیسائی مذہب میں یہ قوت تھی کہ وہ سلطنت کو کمزور کردے تو اُس کے ساتھ اُس میں یہ مادہ بھی موجود تھا کہ غیروں کی چیزوں کو قبول کرکے اپنا بنالے۔ اور یہ مادہ اُس قوت سے کچھ کم قابل لحاظ نہ تھا۔ رومانی سلطنت بہ حیثیت ایک
۳۴۶ عالمگیر طاقت ہونے کے مدت سے بلندی سے پستی میں گر رہی تھی۔ عیسوی مذہب نے اتنا ضرور کیا کہ اُس کے گرنے کی رفتار کو تیز کردیا۔ اور یہ عیسوی مذہب پر ایک الزام تصور ہوا؛

لیکن اِس سے بھی بڑھکر الزام عیسوی مذہب پر لگائے گئے ہیں۔ منجملہ اُن کے ایک یہ ہے کہ اُس نے سلطنت کی آبادی کم کردی جو سیاسی اعتبار سے ایک بڑی خرابی تھی۔ اس الزام سے مسیحی مذہب کی صفائی بخوبی نہیں ہوسکتی۔ مسیحی مذہب کا نام لیکر بہت سے طریقوں پر جو فی الحقیقت سلطنت کے حق میں مضر تھے بڑے جوش و خروش سے وعظ ہونے لگے جن کا ذکر صبر کے ساتھ کرنا ضرور دشوار ہوجاتا اگر ہم اس بات کو بھول جاتے کہ جب مرض سخت ہوتا ہے تو اُس کا علاج بھی سخت کیا جاتا ہے۔ کسی شخص کو انکار نہیں ہوسکتا کہ رومانی سلطنت میں خاص کر اُس کے مشرقی حصے میں لوگوں کے اطوار بگڑ گئے کس درجہ طبیعتیں مسخ ہوگئی تھیں اور کیسی بے شرمی و بدکاری عموماً پھیل گئی تھی۔ اگر قوم کا بحیثیتِ مجموعی کوئی ایمان تھا تو اُس کی قوتِ احساس بالکل زائل ہوچکی تھی۔ اب اُس کے لبوں پر مہر سکوت تھی۔ کوئی نیک ہدایت اُس سے ظاہر نہ ہوتی تھی۔ نیک بخت اور پاکیزہ طبیعتیں نازک مزاج بن کر الگ ہو بیٹھی تھیں۔ تمام خرابیوں کو گوارا کرکے مطلق ہاتھ پاؤں نہ ہلاتی تھیں۔ پس اشد ضرورت تھی کہ کوئی تحریک اِن خرابیوں کے رفع کرنیکے لئے ظاہر ہو۔ آخرکار وہ تحریک ظاہر ہوئی اور مسیحی دین کی شکل میں ظاہر ہوئی۔ لیکن اِس دین کے ماننے والوں میں بہت لوگ ایسے تھے کہ جن گناہوں میں دنیا مبتلا تھی اُن کو جتاکر خود دنیا چھوڑ بیٹھے تھے۔ اور گوشہ نشین ہوکر رہبانیت اختیار کی تھی۔ رہبانیت بھی ایسی سخت جس میں انسان کی فطری کمزوریوں کا لحاظ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرنا تو چیز دیگر تھا قدرتی ضرورتوں کو بھی جو انسان کے ساتھ لگی ہیں قطعی ترک کرنیکی کوشش کرتے تھے۔ ان لوگوں میں جن کے مزاج میں سختی بڑھی ہوئی تھی اتنا تو ضرور مانا جاتا تھا کہ ازدواج ایک قابل عزت چیز ہے۔ لیکن تجرّد کی خوبیوں کے بیان کرنے میں بحدِ نہایت مبالغہ کرتے تھے۔ اور گو خود اُس پر عمل نہو لیکن دوسروں کو سمجھانے میں جس قدر بلاغت و فصاحت میں کمال پیدا کیا تھا وہ سب اسی مضمون پر صرف کیا جاتا تھا۔ کوئی شخص بلا افسوس اُس تکلیف و اذیت کا اندازہ نہیں کرسکتا تھا جو صدہا بلکہ ہزارہا مردوں اور عورتوں کو اس رہبانیت کی وجہ سے اٹھانی پڑیں جو اگر بالکل نئی نہ تھی تو کم از کم سختی میں پہلے سے بڑھی ہوئی تھی۔
۳۴۷
سلطنت اور ملکوں کو ان مردوں اور عورتوں کی خدمات کی واقعی ضرورت تھی اور بہت خوب ہوتا کہ ملک ان کی خدمتوں سے مستفید ہوتا۔ لیکن اِن لوگوں نے دنیا کے تعلقات سے کنارہ کیا اور تنہائی کے گوشوں میں جا بیٹھے جہاں انھوں نے یہ نہیں سیکھا کہ اپنے بھائی انسان کی مدد کس طرح کرتے ہیں بلکہ اِس خودغرضانہ حیرانی و پریشانی میں کہ کسی طرح خود عذاب آخرت سے بچ جاویں اپنا خاتمہ کردیا۔ ان کو سوائے اپنی روحانی نجات کے اور کسی چیز سے بحث نہیں رہی تھی۔ یہ سمجھ میں آنا مشکل ہے کہ وہ وحشی صفت تارک الدنیا عیسائی جو لبیہ کے کوہساروں و ریگ زاروں میں جا بسے تھے وہ کس طرح اپنی نظروں میں یا دوسرے کی نظروں میں یا خدا کی نظروں میں اچھے اتر سکتے تھے۔ سائیمون استی لائی تیز کا ایک پیل پائے کی چوٹی پر ہفتوں تک گھٹنے ٹیکے بیداری و فاقہ کشی کے ساتھ حالت دعا میں مصروف رہنا ہمیشہ سے جہلات کی ایک عجیب و غریب مثال سمجھی جائیگی۔ شاید خدا کے نیک بندے سائیمون کی اس حالت زار کو رحم کی نگاہ سے دیکھیں لیکن اُن لوگوں کو ہمیشہ نظر تحقیر سے دیکھیں گے جو سائیمون کی اِس مجنونانہ برداشتِ اذیت کو طاعتِ الٰہی سمجھتے ہیں۔ اس قسم کی شدید و وارفتہ طبیعتوں سے جو غیر ضروری تکلیفیں اور مصیبتیں پیدا ہوتی ہیں اُن کا اندازہ کرنا غیر ممکن ہے اُن کو خود کسی قسم کا افسوس نہوتا تھا اور گھر کے گھر ویران کردیتے تھے۔ زود اعتقاد مردوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور عورتوں کے دلوں میں خوف پیدا کرکے اِس سعی لاحاصل میں کہ اُن کی ارواح کو خدا کی حضور میں حاضر ہونے کے لیئے درست کریں ان کی طبیعتوں کو بالکل خراب و ناکارہ کر دیتے تھے۔ اِن عیسائی راہبوں کا شمار بھی اُن سنّیاسیوں میں ہے جن کے بدن پر سوائے ہڈی اور چمڑے کے کچھ نہیں ہوتا اور جو ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کُل راستہ زمین پر لوٹتے اور کروٹیں بدلتے اِس امید میں طے کرتے ہیں کہ کسی رحم دل مگر غیر ذمہ دار دیوتا کو اپنے اوپر مہربان کر لیں گے۔ اسمیں ہرگز کلام نہیں کہ خدا کا حکم بجالانا انسان کا سب سے پہلا فرض ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جمہور اور سلطنت کے متعلق جو فرائض انسان کے رکھے گئے ہیں اُن سے غفلت کی جائے۔

یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ زیادہ تر عیسائی ایسے تھے جنھوں نے گھر بار چھوڑ کر رہبانیت اختیار کی۔ نہیں بلکہ ایسے عیسائیوں کی تعداد ہمیشہ زیادہ رہی جن کو یہ راہب مذہب
۳۴۸ میں کمزور سمجھتے تھے۔ اور اس میں مطلق شبہ نہیں کہ قسیسوں اور اُن لوگوں میں جو ان قسیسوں کی مذہبی نگرانی میں تھے زیادہ تر لوگ اس خیال کے تھے کہ ایک حد سے زیادہ اعلیٰ درجے کی زندگی کی جگہ ایک معتدل طریقے کی زندگی بسر کریں۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ رومانی طبیعت جس کو دنیا کے کاروبار سے زیادہ تعلق تھا اُس نے مشرقی رہبانیت کی سختی میں ایک کمی کی صورت نکالی۔ یعنی رومانی راہب مرد ہوں یا عورت تارک الدنیا تو ضرور ہوے لیکن اُنھوں نے آبادی میں سکونت رکھی اور بیماروں کی خدمت اور گمراہوں کو عذابِ آخرت سے بچانیکی خدمت اپنے ذمے لی۔ یہ رُہبانیت مصر کی رہبانیت سے جس میں دنیا چھوڑ کر صحرا نشینی اختیار کی جاتی تھی بالکل مختلف تھی۔ رومانی راہبوں نے اُس رحمدل سامری کی طرح نیک کام کیے جس کا ذکر لوقا کی کتاب میں آیا ہے۔ اور اُن کا شمار نیک اعمال شہریوں میں ہوا۔ خدا کی مخلوق میں رہکر اُس کے ساتھ سلوک کرتے رہے۔ صحرائے لیبیہ کے راہبوں کو قسطنطین کے بعض ایسے شہنشاہوں نے جن کے عیسائی ہونے میں کسی کو شبہ نہ تھا بدگمانی کی نظر سے دیکھا۔ شہنشاہ والنس نے صحرا نشینی کو سیاسی خدمات سے بری رہنے کا حیلہ سمجھ کر راہبوں کو شہر میں واپس آنیکا حکم جاری کیا۔ شہنشاہ تھیودوسیوس نے یہ جملہ طنزاً

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بڑی ہوشیاری سے کہا تھا کہ "جب ان لوگوں نے تعمداً صحرا میں رہنا پسند کیا
ہے تو پھر میں بھی خبر رکھونگا کہ جہاں چاہیں وہیں رہیں"۔ لیکن ہمکو اس کا خیال رکھنا بھی ضروری
ہے کہ جن لوگوں کے مذہبی عقائد یا اعمال محض اُن کی سختی کی وجہ سے گمنامی سے شہرت
کی روشنی میں آجاتے ہیں اُن کے اثر و اقتدار کو بیان کرنے میں مبالغہ کرنا آسان
ہے۔ پس تجرُّد کے معاملے میں جو ہدایتیں ان انتہا پسند لوگوں سے پہنچیں اُس کا
کوئی معتدبہ اثر ایسا نہیں جس کی طرف خاص توجہ کی جائے۔ جیروم اور امبروس
جیسے علماءِ عیسویت نے بھی اس مضمون پر اپنی تحریروں میں بہت زور دیا اور کوشش
کی کہ عیسائی ازدواج سے پرہیز کریں لیکن یہ امر فطرت انسانی کے خلاف تھا۔
جیروم نے کنواری لڑکیوں کے نام جنھوں نے خدا کی راہ میں ہمیشہ کا کنوارپنا اختیار
کر لیا تھا خطوط لکھے اور اُن میں دوشیزگی کی حالت کو قائم رکھنے کی ہدایت بہت ہی ۳۴۹
صاف صاف لفظوں میں کی۔ یہ صاف گوئی اس لیے اختیار کی تھی کہ وہ انسان کی
کمزوریوں اور بالخصوص عورتوں کی طبیعت سے واقف تھا کہ وہ جلد غلطی پر آمادہ
ہو جاتی ہیں۔ لیکن باوجود اس کے جیروم کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس کو
اپنی تعلیم کی کامیابی میں بہت شبہ تھا۔ تاہم جس وقت کلیسا نے یہ رائے ظاہر
کر دی کہ لوگ ازدواج سے باز رہیں تو مذہب عیسوی پر یہ الزام ثابت ہو گیا کہ
وہ اس معاملۂ خاص میں انسان کی صحیح معاشرت اور سیاسی فرائض کے خلاف
عمل کرنا چاہتا ہے؛

اِس کے ساتھ اِس کا خیال بھی رہنا چاہیے کہ ازدواج سے پرہیز کرنا اور
اُس کی ذمہ داریوں سے بچنا رومانی سلطنت میں کوئی نئی بات نہ تھی۔ صدہا برس
سے سلطنت کو خوف تھا کہ بڑے طبقوں میں بالخصوص یہ خیال قوت پکڑتا جاتا ہے
کہ شادی کر کے اہل وعیال کا بوجھ اپنی گردن پر لینا درست نہیں۔ چنانچہ رعایا کے اِسی
میلانِ طبیعت کو بدلنے کے لیے سلطنت کی جانب سے خاص خاص انعام و محصولات
سے معافیوں کے وعدے ہوئے تاکہ لوگ صاحب اولاد ہونے سے پرہیز نہ کریں۔
اگر کوئی مرد تین بچے پیش کرتا تھا جو اُس کی اولاد ہوتے تھے تو وہ مستحق انعام کا
سمجھا جاتا تھا۔ طلاق کو رد کیا جاتا تھا۔ جن لوگوں کی بیویاں مر گئی تھیں یا جو مجرد تھے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

اور شادی سے انکار کرتے تھے تاکہ غیر ذمہ داری اور آزادی کا لطف ہاتھ سے نہ جائے اُن پر زائد محصول لگائے گئے۔ اِس قسم کے احکام اِس اصول پر مبنی تھے کہ انسانی معاشرت کا یہ ایک لازمی فرض ہے کہ انسان شادی کر کے ملک کی خدمت کے لیئے اولاد پیدا کرے۔ چنانچہ دربار کے ایک خوش بیان شاعر نے لکھا تھا کہ ”قوم کی اولاد سلطنت کی بیخ ہے۔ یہی وہ کیاری ہے جہاں سے نئے پودے تیار ہو کر دُور دُور کے باغوں میں لگائے جاتے ہیں۔ یہی وہ باغ جوانی ہے جہاں سے افواج رومانی کے لیئے شجاعت و مردانگی کے چشمے جاری ہوتے ہیں[1]“۔ لیکن
۳۵۰ لوگوں کو لاولد رہنے میں ایسی آسائش معلوم ہوتی تھی کہ گو شہنشاہ جولیان نے اس مضمون کے متعلق بہت سے فرامین جاری کیئے مگر کسی نے کچھ پروا نہ کی۔ تاسی تیوس[2] ان فرامین کی نسبت لکھتا ہے کہ اُن میں مرض کا علاج مرض سے بھی بدتر پایا گیا تھا۔ جس نیت سے ایک دنیا سے متنفر آدمی یا زناکار بت پرست بدنی پاکیزگی حاصل رکھنی چاہتا تھا۔ وہ ایک عیسائی کی نیت سے بالکل مختلف ہوتی تھی۔ مگر حیرت کا مقام ہے کہ اِس بدنی طہارت کو حاصل رکھنے کے لیئے طریقہ دونوں نے ایک ہی سا اختیار کیا تھا یعنی شادی کرنے سے بیزاری ظاہر کرتے تھے۔

عیسوی مذہب پر ایک الزام یہ بھی ہے کہ اُس نے لوگوں کو فوجی ملازمت اختیار کرنے سے باز رکھا۔ اور فن سپہ گری کو بھی بُری نظر سے دیکھا۔ ایک حد تک یہ الزام صحیح ہے۔ عیسوی مذہب اُس وقت بھی اور اب بھی خدا کی طرف سے امن و سلامتی کا ایک وعدہ سمجھا جاتا ہے۔ پس اصولاً وہ ہر حال میں جنگ و پیکار کا مخالف ہے۔ عیسائیوں کے ایک بڑے فریق نے ہمیشہ یہی رائے ظاہر کی ہے کہ وجہ مخاصمت خواہ کیسی ہی سخت ہو اور حق بات خواہ کتنی ہی اپنی طرف ہو لیکن مبارزت سے پرہیز کرنا ہر حال میں لازمی ہے۔ اِس رائے میں اُس وقت بہت زور تھا جبکہ رومانی سلطنت بُت پرست تھی۔ اور جبکہ ایک عیسائی سپاہی کے لیئے ممکن نہ تھا کہ وہ روما کے قربانگاہوں پر بتوں کی نیاز و نذر نہ چڑھائے

[1] ”قدیم قصائد“۔ ۶، ۲ ؛ [2] تاسی تیوس ”اخبار“۔ ۳، ۲۵ ؛

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور روما کے دیوتاؤں اور شہنشاہ کی پرستش نہ کرے۔ بغیر اس کے فوجی ملازمت
میں رہنا غیر ممکن تھا۔ سینیکا کا یہ قول کہ تمام رومانی فوجوں کو بت پرستی کی پابندی
لازمی ہے بالکل درست تھا۔ ہر لشکر گاہ میں جہاں سالار فوج کا خیمہ ہوتا تھا
وہاں مستقل طور پر ایک قربانگاہ بنادیا جاتا تھا۔ یہاں فوجیوں کو نذر چڑھانی پڑتی
تھی۔ جب یہ حالت تھی تو ظاہر ہے کہ رومانی عیسائی فوجی خدمت کو بہت ہی نفرت
کی نظر سے دیکھتے ہونگے۔ علاوہ اس کے اس زمانے میں عیسائی مذہب اختیار
کرنے کی ممانعت تھی اور اس مذہب کے ساتھ کسی قسم کی رواداری بھی ظاہر
نہ کی جاتی تھی۔ یہ ہی وجہ تھی کہ شروع زمانے کے علماءِ مسیحی کی تحریروں میں فوجی ملازمت
اختیار کرنے کو بہت مذموم سمجھا گیا تھا۔ اور یہ ہی سبب تھا کہ ایسے عیسائیوں میں
جو فوجی ملازمت کے زمانے میں عیسائی ہوئے تھے مذہب کے لیئے جان دینے کے
۳۵۱ واقعات زیادہ تر پیش آئے۔ لیکن یہ حالت اُس وقت بدل گئی جبکہ خود شہنشاہ
نے عیسائی دین قبول کرلیا۔ اور فوج کے عیسائیوں کو ایسے شہنشاہ کی اطاعت
کا حلف لینا پڑا جو کلیسا کا دشمن نہیں بلکہ دوست تھا۔ اب پادریوں نے بھی اپنا
پہلو بدلا۔ اور اس پر وہ مجبور بھی تھے۔ چنانچہ آرل کی مجلس میں گال کے
اسقفوں نے اس مضمون کا ایک قاعدہ مرتب کیا کہ اگر کوئی عیسائی سپاہی
زمانۂ امن میں اپنے ہتھیار اتار پھینکے گا تو وہ کلیسا سے خارج کردیا جائے گا۔
آجکل کی طرح اُس وقت بھی ایسے عیسائی موجود تھے جو کسی حالت میں لڑائی
کو جائز نہ سمجھتے تھے۔ ان میں زیادہ تر لوگ ایسے تھے کہ گو فوجی صیغے کو بُرا
جانتے تھے مگر اُس کی ضرورت سے بھی آگاہ تھے۔ مگر خود فوجی ملازمت
میں داخل ہونے سے قطعی پرہیز کرتے تھے۔ موجودہ زمانے کی طرح اُس وقت
بھی ایسے لوگوں کی کثرت تھی جو سمجھتے تھے کہ سلطنت کی سلامتی اسی میں ہے
کہ فوجی طاقت میں وہ کسی سے کم نہو۔ مگر اس کے ساتھ دعا مانگتے تھے کہ جس
نزاع میں اس طاقت سے کام لینا پڑے اُس میں امرِ حق اُن ہی کی جانب
ہو۔ ترتولیان نے عیسائیوں کے لیئے یہ خطرناک اصول قرار دیا تھا کہ
فنِ سیاست سے عیسائیوں کو کسی قسم کی دلچسپی نہیں رکھنی چاہیئے۔ اور یہ کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عیسائیوں کا کوئی خاص ملک نہیں ہے۔ اور یہ کہ مسیح نے جس وقت پطرس کی کمر سے
تلوار بندھوا دی تو پھر سب قوموں کو حکم دیدیا کہ ہتیار اتار کر رکھدیں۔ لیکن عیسائیوں
کے تعلقات جس قدر دنیوی معاملات یا سلطنت کے ساتھ تھے اُن کی صحیح حالت
کا بیان کرنے والا ترتولیان نہیں ہے بلکہ اغسطین ہے جس کے خیالات حقیقت
میں وسیع تھے۔ چنانچہ جس وقت خوف زدہ عیسائیوں نے اُس سے پوچھا کہ کیا ہم
سپاہی بن کر خدا کی خدمت ادا کر سکتے ہیں تو اُس نے جواب دیا کہ انسان اپنے خدا
اور شہنشاہ کی خدمت ہر وقت بجا لا سکتا ہے خواہ اس خدمت کا ادا کرنا کسی لشکر
میں ہو یا کہیں اور ؛

وہ عیسائی جو خوفِ خدا رکھتے تھے اپنی زندگی فوجی خدمت میں بھی بغیر ایمان
کے خسارہ کے بسر کرتے تھے۔ لیکن رومانی فوجوں میں غیر ملکوں اور قوموں کے لوگ
اس کثرت سے بھر گئے تھے کہ عیسائیوں کے لئے فوج میں کوئی اچھی صحبت نہ رہی تھی۔ ۳۵۲
باوجودیکہ صلیب ہر ایک رومانی فوج کا نشان تھا پھر بھی زیادہ عقیدتمند عیسائیوں نے
فوج کی ملازمت گوارا نہیں کی۔ مگر اس کے ساتھ عیسائی مذہب پر یہ الزام لگایا جاتا
ہے کہ اُس نے رومانی دنیا کو ہتیار لگانے پر پس وپیش میں ڈال دیا۔
اگر اس قسم کا پس وپیش لوگوں میں تھا بھی تو وہ بہت پُرانا تھا۔ یعنی اُس کی
ابتدا اُس زمانے سے ہوئی تھی جبکہ رومانی سلطنت کی ترکیب جمہوری تھی۔ مسیحی مذہب
نے اِس پرانے خیال میں اب کسی قدر زیادتی ضرور پیدا کر دی ؛

عیسائیت اِس الزام سے بھی بری ہو سکتی ہے کہ اُس نے رومانیوں کے
فنون اور ادبی علوم میں انحطاط پیدا کیا۔ یہ انحطاط عیسائیت کا کام نہ تھا بلکہ
بہت پہلے سے چلا آتا تھا۔ شہنشاہ اوگستوس کے زمانے کے شعرائے باکمال
کے وقت سے لیکر شاہی خاندان انتونائین کے زمانے تک نثر کے لکھنے والوں
میں کمی ہوتی گئی۔ اور تیسری صدی میں کسی بڑے ادیب یا صاحب فن کا نام دیکھنے
میں نہیں آتا۔ ادبی تصانیف ہوتی تھیں مگر کسی میں اصلیت کا نام نہ رہا تھا محض
پچھلوں کی نقالی کی جاتی تھی۔ سوسائٹی میں علم دوست ہونے کی ایک ظاہری صورت
رہ گئی تھی۔ نحوی و بلیغ پیدا ہوتے رہے۔ علم زندہ رہا۔ مرا نہیں۔ لیکن جہاں تک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نتیجے پر غور کیا جاتا ہے اس زمانے میں عمدہ تصنیفات کا قحط رہا۔ عیسائیت اس کی
ذمہ دار نہیں کہ بت پرستوں کی قوت متخیلہ ضعیف ہوگئی تھی مگر اُس کی جا بدہ ضرور ہے
کہ خود کوئی علمی کارنامہ نہ دِکھلایا۔ اس کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ روما کی شاعری
کا حصر بت پرستی کے قصص و تلمیحات پر تھا اور جس وقت تک بت پرستی کو سیاسی
عروج رہا عیسائیوں کو اُس کے ادب سے پرہیز کرنا پڑا۔ جو لوگ جوپیٹر کو ایک
باطل دیوتا بلکہ شیطان سمجھتے تھے۔ جنکے نزدیک اپولو کا نور گمراہوں کو مبتلائے عصیاں
کرنے میں ظلمت سے بھی بدتر تھا جن کے نزدیک ڈیانہ دیبی کی نفاست مینروا کی ۳۵۳
شاہانہ بزرگی۔ وینس کا حسن۔ سیریز کی فیاضی سب دھوکے کی ٹٹیاں تھیں جن کے
پردہ میں گناہ کیئے جاتے تھے اور جن میں ایمان کا خطرہ تھا اُن کو پرانے بت پرست
شاعروں کی سحر بیانی اور ان کی زبان کا حُسنِ دلفریب ایسا خوفناک معلوم ہوا
کہ اُنھوں نے اپنے بچوں کے ہاتھوں میں ایسی تصنیفات کو دنیا یا خود اُن کے
لطف سے متمتع ہونیکو اپنے اعتقاد و ایمان کے خلاف سمجھا۔ اس بارہ میں عیسائیوں کو
الزام دینا مشکل ہے۔ خود اِس زمانے میں یہ حال ہے کہ پروٹسٹنٹ اور کیتھولک
(جاثلیق) ایک دوسرے کی ادبی تصنیفات سے عمداً لاعلم رہنا پسند کرتے ہیں بت پرستوں
کی بھی یہی کیفیت تھی کہ جس طرح عیسائی ان کی شاعری کے لطف سے ناواقف
رہنا چاہتے تھے وہ بھی عیسائیوں کی کتبِ مقدسہ کا علم حاصل کرنا پسند نہ کرتے تھے؛

بہرکیف اِس بحث کو زیادہ طول دینے کی ضرورت نہیں۔ تعلیم کا انحصار
قدیم یونانی اور رومانی علم ادب پر تھا اور ان کے سوا کوئی اور چیز بھی جس پر تعلیم کا
دارومدار ہو موجود نہ تھی۔ عیسائی مصنفوں میں جو سب سے بڑھ کر کامِل فن گذرے
ہیں اُن کی تصنیفات کے ہر صفحہ سے ظاہر ہے کہ بت پرست شاعروں کے کلام
کا اُن پر کس قدر اثر تھا۔ جیروم نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ اُس کے پاس
آیا ہے اور ملامت کرتا ہے کہ تو سسرو کے کلام پر کیوں جان دیتا ہے۔
اُگسطین اُن آنسوؤں پر افسوس کرتا ہے جو زوالِ ٹرائے کے دردناک
حالات کو پڑھ کر اُس کی آنکھوں سے نکلے تھے در آنحالیکہ اُس کے دل پر
مسیح ابن اللہ کی اذیتوں اور تکلیفوں کا واقعہ سن کر کچھ بھی اثر نہوا تھا۔ اسیطرح

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

امبروس کی تحریر میں شاعر ورجل کے اشعار و مصرعے یا جملے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ورجل کا رنگ اس عیسائی مصنف کی تحریر میں اتنا سرایت کرگیا ہے کہ وہ اس سے جدا نہیں ہوسکتا۔ لکٹن تیوس باوجودیکہ بت پرستوں کا جانی دشمن تھا جس وقت اُن کے حق میں بددعا کرتا ہے تو سسرو کا رنگ اختیار کرلیتا ہے۔ غرض اُس زمانے
۳۵۴ کے تعلیم یافتہ اور شایستہ مذاق عیسائی بُت پرستی کو جو چاہے سو کہیں لیکن بُت پرست شعرائے قدیم کے اثر سے باہر نہیں ہوسکتے تھے۔ ایسے سادہ لوح متعصب عیسائی بھی موجود تھے جن کو بت پرستوں کے کتب خانے جلادینے میں لطف آتا تھا۔ اور سمجھتے تھے کہ یہ دُھونی وہ ہے جو خدا کی نظروں میں سب سے پسندیدہ ہے۔ بہت سے عیسائی ایسے تھے جو بُت پرستوں کے علوم سے ناواقف ہونے پر فخر کرتے تھے۔ اور جہاں تک مذہب اجازت دیتا تھا اِس جہل کو علم سے بہتر جانتے تھے۔ بُت پرستوں کے مقابلے میں جب عیسائیوں کی طبیعت کا اندازہ کیا جاتا ہے تو یہی دریافت ہوتا ہے کہ عیسائیوں کو علوم و فنون کی تعلیم کی طرف رغبت نہ تھی۔ اور دنیا میں جس کتاب کو فی الحقیقت وہ پڑھنے کے قابل سمجھتے تھے وہ صرف انجیل تھی۔ چوتھی صدی عیسوی کے قریب ختم علوم و فنون کی طرف خاص توجہ ہوئی اور اس زمانے کے مشہور عیسائی عالموں میں اوسیونیوس۔ پالی نوس (ساکن نولا) پرودنتی یوس اور کلادیون گذرے۔ یہ علمی توجہ خاص عیسائیوں کی تحریک سے ہوئی تھی۔ اوسیونیوس نے بت پرستوں کی تصنیفات کو اپنا نمونہ قرار دیا۔ پرودنتی یوس کی پاکیزہ نظمیں جو دعا کی صورت میں ہیں کلام میں اصلیت کا رنگ رکھتی ہیں۔ اور وہ لاطینی ادب میں ایک قیمتی اضافہ تھیں۔ کلادیون کا طرز اپنا تھا۔ مسٹر میکیل لاطینی ادب کی تاریخ[۵۱] میں لکھتے ہیں "کہ کلادیون قدیم رومانی ادیبوں میں آخر تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی وہ قدیم زمانے کا ایک بڑا قادر الکلام شاعر اور ادیب بھی تھا۔ اُس کی شاعری کو چاہے چوتھی صدی کی شاعری سمجھ لیجئے چاہے سولھویں صدی کی مگر رومانی علوم کا اس طرح یکلخت سرسبز ہونا ایسا تھا جیسے گُل ہونے سے پہلے چراغ

---

[۵۱] "تاریخ ادبیات لاطینیہ" جلد ۳ - باب ۷

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی لو تیز ہو جاتی ہے۔ ہم اس معنی کر عیسائیت کے بہت شکر گذار ہیں کہ اُس نے لاطینی زبان کو محفوظ رکھا لیکن اس بارے میں کہ ادبیات کی خدمت کس نے کی
۳۵۵ بُت پرستوں کے مقابلے میں ہم عیسائیت کے بہت کم ممنون ہیں جس نے بُت پرستی کو غارت کیا تھا۔ پندرھویں اور سولھویں صدی عیسوی میں روما کے قدیم ادبی ذخیروں کو خاک گمنامی سے برآمد کیا گیا اور اُن کی تعلیم پھر شروع کی گئی۔ اور اسطرح ایک مُردہ چیز کو پھر زندہ کر کے اُس کو ایک نئی زندگی بخشی گئی ؛

عیسوی مذہب اور اُس کے اثر کی نسبت جو رومانی سلطنت پر اُس نے پہنچایا بہت سے اعتراض ہوئے ہیں۔ لیکن واقعات کے اعتبار سے یہ اعتراض سخت ہیں۔ اور سختی کی بڑی وجہ یہ ہے کہ بُت پرستی کے مقابلے میں جن لوگوں نے عیسوی مذہب کی حمایت کی تھی انھوں نے بُت پرستی کی نسبت بہت سی بُری باتیں اپنی طرف سے فرض کر لی تھیں۔ اس لئے عیسائیت پر بھی سخت اعتراض ہوئے۔ لیکن اگر اُس کل زمانے پر جس کے حالات اِس کتاب میں لکھے گئے ہیں اچھی طرح غور کیا جائے گا تو پھر اُن اسباب کا سمجھنا دشوار نہ ہوگا جنھوں نے بالآخر بُت پرستی پر عیسوی مذہب کو غالب کر دیا۔ اور جب بُت پرستی کو زوال ہوا تو کس طرح قوموں نے اس زوال کو صبر و شکر کے ساتھ گوارا کر لیا۔ وجہ یہ تھی کہ دنیا فرسودہ ہو چلی تھی۔ پُرانے خیالات اپنی عمر ختم کر چکے تھے۔ شکوک و شبہات نے دل و دماغ بیکار کر دیا تھا۔ خون ریزیوں اور لڑائیوں سے ہاتھ پاؤں خستہ ہو گئے تھے اور خدا کی مخلوق اُس آنے والے سیلاب بلا سے خوف زدہ ہو رہی تھی جس نے ایک صدی بھی گذرنے نہ پائی تھی کہ سلطنت کے مغربی حصے کو اپنی موجوں میں غرق کر دیا۔ حکمتِ یونان کے مذاہب فلسفہ دفترِ پارینہ ہو چکے تھے یہاں تک کہ قدیم دیوتاؤں کے سر بھی گویا سپید ہو گئے تھے۔ ہر چیز اپنا وقت پورا کر کے بے حس و حرکت پڑی تھی۔ خلقِ خدا منتظر تھی کہ کسیطرح دل کو چین نصیب ہو۔ کوئی اچھی امید بندھے۔ اور یہ چیزیں اُس وقت صرف عیسوی مذہب ہی بے چین دلوں کو پیش کر سکتا تھا۔ گو عیسائیت سے وہ تازگی و سرور۔ سادگی و صفائی جو شروع میں اُس کو حاصل تھیں رخصت ہو چکی تھیں لیکن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

انسان کے دل کو تسلی دینے کا مادہ اُس میں اب تک عجیب و غریب کمال کے
ساتھ موجود تھا۔ اور ایسی دنیا کو جس کی فہم رسا تحقیق کرتے کرتے پریشان اور
جس کی زبان سوال کرتے کرتے تھک گئی تھی اُس نے تسلی و تسکین کا جواب
دیا مگر اس کے ساتھ ہی دعوے کیا کہ یہی جواب امر حق ہے۔ پرانی باتیں بھی جو طبیعت
کا خمیر ہو چکی تھیں دل سے بالکل نہ نکلیں اور یہی وہ باتیں تھیں جو وقتاً فوقتاً
مسیحی دین میں اختلاف کا موجب ہوتی رہیں۔ مگر اُن کو نہایت بے رحمی اور ظلم سے
دبایا گیا اور انسان کو آزادیِ خیال کی برکت بڑی گراں قیمت دیکر ایک ہزار برس ۳۵۶
کے بعد مول لینی پڑی۔ یہ وقت تھا جبکہ دنیا کو معلوم ہوا کہ جو مذہب پہلے کسی وقت
میں نجات کا بخشنے والا تھا اب وہ ہی ایک جابر و جفا کار ہے۔ باوجود اس کے
بہت کم لوگ اِس میں شبہ کرتے ہیں کہ مسیحی کلیسا کی فتح اُس وقت نسلِ انسان کے
حق میں ایک بڑی برکت تھی۔ رومانی سلطنت کا زوال ایک یقینی امر تھا اور یہ
زوال ایسا تھا کہ اگر اِس کا اطمینان ہو جاتا کہ رومانی تمدن دنیا سے بالکل نہ مٹیگا
اور گذری ہوئی نسلوں کے کارنامے بالکل غارت نہ ہوں گے تو پھر اُس کے
آنے کی خواہش رکھنی مناسب تھی ؛

تمت

اشاریہ

(ضروری اطلاع - یہاں جو صفحات درج ہوئے ہیں وہ کتاب میں حاشیہ کے صفحات ہیں نہ کہ پیشانی کے)

الف

اپولو (Apollo) رب الشمس کا بت (صفحہ ۲۷۰-۲۷۱)

اثاناشیوس شہید (Athanasius Saint) لکھتا ہے کہ بت پرستوں نے مظلوم عیسائیوں کی مدد کی (صفحہ ۲۸) اثاناشیوس کی کتاب "ایریوسیوں سے پہلا مکالمہ"۔ اس کتاب سے کچھ عبارت نقل کی گئی (صفحات ۲۰۴-۲۰۵) اسکندریہ بطریق پر اُس کا اثر (۲۱۴-۲۱۵) اثاناشیوس فریق تثالوثی کا سردار بنتا ہے (صفحہ ۲۲۲)۔ مجلس نیقیہ کے متعلق اُس کے خیالات (۲۲۲ تا ۲۲۴) ایریوسی مناظرے میں شرکت (صفحہ ۲۲۷)۔ سزایابی (صفحات ۲۳۱ تا ۲۹۵) جلاوطنی (صفحات ۲۳۹ تا ۲۹۶)۔ بطریق اسکندریہ کے عہدے پر انتخاب (صفحہ ۲۸۶)۔ مخالفوں کا سازش کرنا (صفحہ ۲۹۰) ایریوس کو کلیسا میں داخل کرنے سے قطعی انکار کر دینا (صفحہ ۲۹۱)۔ قسطنطین کی دھمکی (صفحہ ۲۹۱)۔ دشمنوں کی سخت کلامی (صفحہ ۲۹۲) قیساریہ کی مجلس میں داخل ہونے سے انکار (صفحہ ۲۹۲)۔ صور کی مجلس میں اثاناشیوس کا مقدمہ (صفحات ۲۹۳ تا ۲۹۵) قسطنطین سے فریاد کرنا (صفحات ۲۹۴-۲۹۵)

اثاناشیوسی فریق (Athanasians) قسطنطین کے اصطباغ کے بارے میں اس فریق کے خیالات (صفحہ ۳۱۵)

ادریہ نوپل (Adrianople) جنگ ادریہ نوپل (صفحات ۱۲۸ و ۱۵۸)۔

اربانوس (Urbanus) حاکم فلسطین (۱۳۶)۔

ارستاسیس (Aristaces) اپنے باپ کے سامنے جاثلیقی عقیدہ پڑھتا ہے (صفحہ ۲۸۵)

آرکیدیوس (Arcaduis) شہنشاہ۔ قسطنطنیہ کی شہر پناہ کو دوبارہ تعمیر کرتا ہے (صفحہ ۲۶۶)

آرل (Arles) آرل کی مذہبی مجلس (صفحہ ۱۷۳-۱۷۶)۔ اساقفہ کے مرتبہ قوانین (صفحات ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۳۵۱)

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اسٹینلی ڈین (Stanley Dean) "تاریخ کلیسائے مشرق" (صفحہ ۲۲۶)
اسکندر بطریق قسطنطنیہ (Patriarch Alexander) خدا سے دعا کرتا ہے کہ اُسکے اور ایریوس کے معاملے میں انصاف ہو (صفحہ ۲۷۴ و ۲۹۸) ایریوس کو عشاء ربانی میں شریک کرنے سے انکار کرتا ہے (صفحہ ۲۹۸)
اسکندر فریجیانی (Alexander Phrygian) اسکندریہ میں بغاوت کا سرغنہ بنتا ہے (صفحہ ۷۶)۔
اسکندروس اسکندرانی (Alexander of Alexandria) ابتدا میں ایریوس پر مہربانی کرتا ہے اور اوسکی بہت قدر کرتا ہے (صفحہ ۱۹۰)۔ پھر ایریوس سے محاکمہ میں مصروف ہو جاتا ہے (صفحہ ۱۹۲)۔ اس لئے ایک مذہبی مجلس منعقد کرتا ہے (صفحہ ۱۹۵)۔ ایریوس کے مقلدوں کو تقصیروار ٹھہراتا ہے (صفحہ ۲۰۱)۔ یوسی بیوس نیکومیدی پر اعتراض کرتا ہے (صفحہ ۲۰۳)۔ مجلس نیقیہ میں شرکت (صفحہ ۲۱۴) اثاناشیوس کا اُس پر اثر (صفحہ ۲۱۵)۔ موت (صفحہ ۲۸۶)۔
اعمال پیلاطس۔ ردّ نصاریٰ میں ایک تصنیف (Acts of Pilate) ردّ نصاریٰ میں اور تصانیف (صفحہ ۱۴۵ و ۱۴۶)۔
اغسطین شینٹ (Augustine Saint) اسقف ہپّو۔ بوتروس اور سیلس تیوس کے بارے میں اُس کے خیالات (صفحہ ۱۶۴)۔ دوناتسیون پر ایک نظر (صفحہ ۱۸۱ و ۱۸۲) سرکم سیلیون کے متعلق خیالات (صفحہ ۱۸۶) دوناتسی اختلاف پر نکتہ چینی (صفحہ ۱۸۷) قسطنطین کے متعلق خیالات (صفحہ ۳۲۹) عیسائیوں کا فرض (صفحہ ۳۵۱) قدیم رومانی علم ادب کی قدر (صفحہ ۳۵۳)۔
اکیلاس (Achillas) صفحہ (۱۹۰)۔
الیمانی (Alemanni) الیمانی کی قوم کرسپوس سے شکست کھاتی ہے (صفحہ ۱۲۴)۔
امبروس شینٹ (Ambrose Saint) تاہل سے پرہیز کرنیکی ہدایت (صفحہ ۳۴۸) شاعر درجل کے کلام کا اثر امبروس کی تحریر پر (صفحہ ۳۵۳)۔
اناس تاسیہ (Anastasia) قسطنطین کی سوتیلی بہن (صفحہ ۱۲)
انس تاسیس کا گرجا (Church of Anastasis) اس گرجا کا افتتاح (صفحہ ۳۱۱)

(یہاں جو صفحات درج ہوئے ہیں وہ کتاب میں حاشیہ کے صفحات ہیں نہ کہ پیشانی کے)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انطونی سینٹ (Antony Saint) (صفحہ ۱۴۷ و ۲۹۷)
انکایرا یا انقیرا (Ancyra) کی مجلس (صفحہ ۱۵۳)
انولینوس (Anulinus) والی افریقیہ (صفحہ ۱۶۷) ۔ قسطنطین کا خط اُس کے نام (صفحہ ۱۶۷ ۔ ۱۶۸)
انی بالیانوس (Annibalianus) قسطنطین کا داماد (صفحہ ۳۰۹)
اوریلیان شہنشاہ (Aurelian) برطانیہ اور گال پر دوبارہ قبضہ کرتا ہے (صفحہ ۳)۔ اوریلیان کا قتل ہونا۔ (صفحہ ۴)۔ عیسائیوں پر اُس کا ظلم (صفحہ ۱۳)۔ گیلی ریوس پر اوریلیان کا اثر (صفحہ ۱۷) ۔ قوطیوں اور سرماتیوں کو مغلوب کرنا (صفحہ ۱۲۳)۔
اوسونیوس (Ausonius) (صفحہ ۳۵۴)۔
اوگستیوم شاہی چوک (Augustæum) (صفحہ ۲۶۷ و ۲۶۹)۔
ایریوس (Arius) اسکندریہ میں اُس کا ذی اثر ہو جانا (صفحہ ۱۹۰)۔ ایریوس کی طبیعت (صفحہ ۱۹۰ و ۱۹۱)۔ عقائد عجیبہ پر وعظ کہنا (صفحہ ۱۹۱)۔ مناظرہ شروع کرنا (صفحہ ۱۹۲) اسکندروس بطریق اسکندریہ کے ایمان کو نادرست بتانا (صفحہ ۱۹۳)۔ مجلس میں اپنے عقیدے کی موافقت میں دلائل پیش کرتا ہے (صفحہ ۱۹۵) کلیسا سے اُس کا خارج کیا جانا (صفحہ ۱۹۶ و ۲۳۱ و ۲۳۶) یوسی بیوس نیکومیدی اُس کا حامی ہو جاتا ہے (صفحہ ۲۰۰) بیتھ نیا کے اساقفہ کی جماعت ایریوس کے ساتھ ہمدردی کرتی ہے (صفحہ ۲۰۲) اُس کی نظم موسومہ تھالیہ (نشاط) (صفحہ ۲۰۴) قسطنطین ایریوس اور اسکندروس کے معاملے میں دست اندازی کرتا ہے (صفحہ ۲۰۷) مجلس نیقیہ میں حاضری (صفحہ ۲۱۴ و ۲۲۱ و ۲۳۱ و ۲۳۶) ایریوس اور یوسی بیوس کا فریق (صفحہ ۲۲۹) جلاوطنی سے واپس بلایا جاتا ہے (صفحہ ۲۸۷) قسطنطین کا اُس پر حملہ (صفحہ ۲۸۸) صور کی مجلس ایریوس کو ایک سچا جاثلیق قرار دیتی ہے (صفحہ ۲۹۵)۔ ایریوس اسکندریہ کو واپس آتا ہے (صفحہ ۲۹۷) قسطنطین اُس سے مذہب کے بارے میں سوالات کرتا ہے (صفحہ ۲۹۷) ایریوس قسطنطنیہ کے گرجا میں داخلے کی درخواست کرتا ہے (صفحہ ۲۹۸ و ۲۹۹) ایریوس کی موت کا حال (صفحہ ۲۹۹ و ۳۰۰)
ایریوسی (Arians) ایریوسیوں کے خلاف فرامین (صفحہ ۲۸۹)۔ ایریوسی اور قسطنطیہ (صفحہ ۲۸۹) شہنشاہی دربار میں اُس کا رسوخ (صفحہ ۲۹۰) اتھاناشیوس کے خلاف اُس کی

(یہاں جو صفحات درج ہوئے ہیں وہ کتاب میں حاشیہ کے صفحات ہیں نہ کہ پیشانی کے)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سازشیں (صفحہ ۲۹۰)۔
ایریوسی مذہب (Arianism) اس کی ابتدا (صفحہ ۱۸۹)۔ اس مذہب کے عقائد (صفحات ۱۹۳ و ۱۹۸ و ۲۲۳ و ۲۲۴) ایریوس کی بابت کینن برائٹ کی رائے (صفحہ ۱۹۴)۔ یہ عقیدہ کن لوگوں سے خطاب کرتا ہے (صفحہ ۱۹۷)۔ ایریوسی مذہب کے دعاوی (صفحہ ۱۹۸) اس کی باضابطہ تکفیر (صفحہ ۲۲۹)۔
ایریوسی مجانین (Ariomaniacs) (صفحہ ۲۰۶)
ایریوسی مناظرہ (Arian controversy) (صفحہ ۱۸۹ و ۲۲۳) کینن برائیٹ کی رائے (صفحہ ۱۹۴)۔ گبن کی رائے (صفحہ ۱۹۴)
ایسٹر عید النشر (Easter) (صفحہ ۲۳۱ و ۲۳۲)
ایطالیہ (Italy) ایطالیہ پر فوج کشی۔ (صفحہ ۷۳)
ایلیانوس (Ælianus) والی افریقہ (صفحہ ۷۲ و ۱۷۳)
ایمانڈوس (Amandus) امیر البحر۔ کرسپوس سے شکست کھاجاتا ہے (صفحہ ۱۲۹)
ایمیانوس مارسی لینوس (Ammianus Marcellinus) مصنف۔ اس کی عبارت نقل کی گئی (صفحہ ۳۴۵)

ب

بارھویں رومانی فوج کے شہیدہ (Twelfth Legion) (صفحہ ۱۵۶)
باسیانوس (Bassianus) (صفحہ ۱۲۰)
برائیٹ کینن (Bright Canon) مصنف۔ ایریوسی مذہب کے متعلق اس مصنف کی عبارتیں نقل ہوئی ہیں (صفحہ ۱۹۴ و ۱۹۵) کلیسا اور فلسفہ کے متعلق اس کے خیالات (صفحہ ۲۲۷)
برطانیہ (Britain) کاراسیوس بادشاہ برطانیہ (صفحہ ۲) قسطن طیوس حاکم برطانیہ (صفحہ ۱۵) قسطن طیوس ملک برطانیہ کو کاراسیوس کے قبضہ سے نکال لیتا ہے۔ (صفحہ ۵۲ و ۵۳) کرسپوس حاکم برطانیہ (صفحہ ۱۲۴)
بوتروس ڈیکن (Botrus deacon) (صفحہ ۱۶۴)

(یہاں جو صفحات درج ہوئے ہیں وہ کتاب میں حاشیہ کے صفحات ہیں نہ کہ پیشانی کے)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بیزاس میگاری (Byzas the Megarian) بانی بیزنطیہ (صفحہ ۲۶۱)
بیزنطیہ (Byzantium) بیزنطیہ کا فتح ہونا (صفحہ ۱۱۵ و ۱۲۸) بیزنطیہ کے قریب بحری لڑائی (صفحہ ۱۲۹ و ۲۵۹) بیزنطیہ کے موقع کی خوبی (صفحہ ۲۵۹ و ۲۶۱) اُس کے موقع کو قسطنطین ایک نیا شہر بنانے کے لئے پسند کرتا ہے۔ (صفحہ ۲۵۹ و ۲۶۰) ۔بیزنطیہ کی شہرت (صفحہ ۲۶۱) یہ مقام فلپ مقدونی کا مقابلہ کامیابی سے کرتا ہے (صفحہ ۲۶۲) ۔بیزنطیہ کی نسبت پولی بیوس کے خیالات (صفحہ ۲۶۲) اُس کی سرسبزی (صفحہ ۲۶۲ و ۲۶۳)
بیوری پروفیسر (Bury, Professor) مصنف۔ قسطنطین کے متعلق اس کی عبارت نقل کی گئی (صفحہ ۳۲۸)

پ

پالی نوس۔ نولا کا باشندہ (Paulinus of Nola) (صفحہ ۳۵)
پالی نوس صوری (Paulinus of Tyre) ایریوس کے ساتھ اُس کا برتاؤ (صفحہ ۱۹۶) یوسی بیوس نیکومیدی کا خط پالی نوس کے نام (صفحہ ۲۰۲)
پانونیہ (Pannonia) ملک۔ قسطنطین کو تفویض کیا جاتا ہے (۱۲۲) قوطیوں اور سرماتیوں کی اُس پر فوجکشی (صفحہ ۱۲۳)۔
پرپوریوس (Purpurius) اسقف لیماتہ (صفحہ ۱۶۱)
پروبس (Probus) (صفحہ ۴ و ۱۷)
پرودنتی یوس (Prudentius) (صفحہ ۳۵)
پریتور۔ پریطور (Prætors) (صفحہ ۳۳۴)
پریتوری پریفکٹ (Prætorian Præfects) سردار فوج پریطوریاں (صفحہ ۳۳۱ و ۳۳۲)
پریسکہ (Prisca) دایوک لیشن کی ملکہ۔ عیسائی تھی (صفحہ ۱۳) جلاوطن کی گئی (صفحہ ۱۱۸ و ۱۱۹) موت (صفحہ ۱۳۲ و ۱۳۳)
پریطوریان۔ فوج (Prætorians) روما میں اُس کی بغاوت (صفحہ ۵۷) اُس کی چھاؤنیاں توڑ دی گئیں (صفحہ ۵۸)۔ روما پر اس فوج کی حکومت (صفحہ ۷۷ و ۷۸) ہتیار رکھوا لئے گئے (صفحہ ۸۹)۔

(یہاں جو صفحات درج ہوئے ہیں وہ کتاب میں حاشیہ کے صفحات ہیں نہ کہ پیشانی کے)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پفنوتیوس (Paphnutius) (صفحہ ۲۳۲ و ۲۳۳)

پمفایلیا کے لوگ (Pamphylians) ان کی درخواست (صفحہ ۱۴۲ و ۱۴۳)

پورفایری (Porphyry) فلاطلی سی فلسفہ جدیدہ (اشراق) کا بڑا حکیم (صفحہ ۱۹)

پورفایری منارہ ۔ (صفحہ ۲۷۰)

پولی بیوس (Polybius) مصنف سپہیر نلیہ کے متعلق اُس کی عبارت نقل کی گئی (صفحہ ۲۶۲)

ت

تاسی توس (Tacitus) اُس کی حکومت (صفحہ ۴)۔ لاولد زندگی (صفحہ ۳۴۹)

ترتولیان (Tertullian) عیسائیوں کے فرائض کی نسبت اُس کا خیال (صفحہ ۳۵۱)

ترمی نالیہ جشن (Terminalia) جشن (صفحہ ۲۴)

تری داتیز (Tiridates) بادشاہ آرمینیہ (صفحہ ۶)

تعلیم (Education) تعلیم کی بنیاد اُس زمانے میں کن علوم پر تھی (صفحہ ۳۵۳) تعلیم اور عیسوی مذہب (صفحہ ۳۵۴)

تھسالونیکا (Thessalonica) ساحلی شہر (صفحہ ۱۲۷)

تھیبس کی فوج (Theban Legion) اسکے ہلاک کئے جانے کا قصہ (صفحہ ۱۴ و ۱۵)

تھیوتکنوس (Theotecnus) حاکم انطاکیہ (صفحہ ۱۴۲) ایک نیا خدا پیدا کرتا ہے (صفحہ ۱۴۵)

تھیودوتس انکایری (Theodotus of Ancyra) (صفحہ ۳۰)

تھیودورا (Theodora) قسطن طیوس کلورس کی بیوی۔ (صفحہ ۴۴)۔

تھیودوریتوس (Theodoretus) ایریوس کا حریف مقابل (صفحہ ۱۹۰) مجلس نیقیہ میں حاضری (صفحہ ۲۲۰ و ۲۲۳)۔

تھیودوسیوس ثانی (Theodosius II) قسطنطنیہ کی شہر پناہ ازسرنو بنواتا ہے (صفحہ ۲۶۶) رہبانیت کے متعلق اُس کا خیال (صفحہ ۳۴۰)

تھیوگنس نیقوی (Theognis of Nicæa) اور عقیدہ نیقیہ (صفحہ ۲۳۰ و ۲۳۱) جلاوطنی (صفحہ ۲۳۱) واپسی (صفحہ ۲۸۷ و ۲۸۸)

تھیوناس (Theonas) مارمریہ کا اسقف ایریوس کا دوست (صفحہ ۱۹۲)

تیس غیر آئینی بادشاہ (The Thirty Tyrants) (صفحہ ۲)

(یہاں جو صفحات درج ہوئے ہیں وہ کتاب میں حاشیہ کے صفحات ہیں نہ کہ پیشانی کے)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تین سو اٹھارہ کی مجلس (صفحہ ۲۱۲)

ث

ثالوثی فرقہ (Trinitarians) ثالوثی فرقہ اور ایریوسی فرقہ کا مقابلہ (صفحہ ۲۲۱ و ۲۲۳ - ۲۲۶)

ج

جاثلیقی فرقہ (Catholic Party) (صفحہ ۱۶۵ و ۲۹۷)

جرجلیس افروزندہ - آرمینیہ کا (Gregory the Illuminator of Armenia) اور عقیدہ نیقیہ (صفحہ ۲۸۵)

جرجلیس شنت (Gregory, Saint) آرمینیہ میں وارد ہونا (صفحہ ۲۷)۔

جرجلیس - نالیسا کا (Gregory of Nyssa) ایریوسی مناظرے کے متعلق اُس کے خیالات (صفحہ ۲۰۶)

جروم - شنت (Jerome, Saint) تاہل کے خلاف نصیحت (صفحہ ۳۴۸ و ۳۴۹)

جروم کا خواب - (صفحہ ۳۵۲)۔

جستی نیان شہنشاہ (Justinian) اُس کا بُت (صفحہ ۲۶۹) شنت سوفایا کا گرجا تعمیر کراتا ہے (صفحہ ۲۷۴ و ۲۷۶)

جولیان شہنشاہ (Julian, Emperor) قسطنطین کی نسبت اُس کے خیالات (صفحہ ۱۲۴ و ۳۰۳ و ۳۰۵)۔ قسطنطنیہ کے مکانات کی ناپائیداری پر اُس کی رائے (صفحہ ۲۶۸)

جولیان مصنف - تصنیف "ضیافت قیاصرۂ" (صفحہ ۷۷) جولیانی قوانین عقد (صفحہ ۳۵۰)

جوویوس - لقب (Jovius) دائیوک لیشن کا اس لقب کو اختیار کرنا (صفحہ ۸)۔

خ

خادمانِ خداوند (Champions of the Lord) (صفحہ ۱۸۵)

(یہاں جو صفحات درج ہوئے ہیں وہ کتاب میں حاشیہ کے صفحات ہیں نہ کہ پیشانی کے)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

د

داتیانوس (Datianus) (صفحہ ۲۹)۔

دالماتیوس (Dalmatius) (صفحہ ۳۱۰)

داماسوس۔ پوپ (Damasus, Pope) (صفحہ ۱۵۲)۔

دائیوک لیشن۔ شہنشاہ (Diocletian) تخت نشینی (صفحہ ۴ و ۵) کار سلطنت میں امداد کے لئے قیصروں کا انتخاب (صفحہ ۵) آرمینا کو سلطنت روما کے پھر فتح کرنا (صفحہ ۶) گیلی ریوس سے اُس کے تعلقات (صفحہ ۷ و ۸) جملہ انتظام سلطنت پر دائیوک لیشن کا حاوی ہونا (صفحہ ۸) اپنے دار الحکومت کے لئے علیحدہ مقام کا تجویز کرنا (صفحہ ۸۔۵۷) اُس کا علاقہ حکومت (صفحہ ۸) سیاسی تبدیلیاں جو اُس نے پیدا کیں (صفحہ ۹) سلطنت کے ہر ایک بڑے علاقے کو ایک طور پر خود مختار بنا دیتا ہے (صفحہ ۱۰)۔ اُسکی حکومت میں اقبالمندی کا زمانہ (صفحہ ۱۱) عیسائیوں پر اُس کے ظلم (صفحہ ۱۲ و ۱۴ و ۹۹ و ۷ و ۱۶۰) اس کی بیوی اور بیٹیاں (صفحہ ۱۳) کلیسا کی طرف سے پہلے اُس کے دل میں کسی قسم کی مخالفت نہ تھی (صفحہ ۱۴) بعد کو دشمن ہو جانا (صفحہ ۱۶ و ۱۹)۔ گیلی ریوس کا اثر دائیوک لیشن کی طبیعت پر (صفحہ ۱۶ و ۲۵ و ۷۰ و ۴۷)۔ مذہب مانویہ کے خلاف فرمان جاری کرتا ہے (صفحہ ۲۲ و ۲۳)۔ دائیوک لیشن اور گیلی ریوس (صفحہ ۲۳)۔ عیسائیوں کے حق میں ظالمانہ فرامین جاری کرنے (صفحہ ۲۶ و ۹۹ و ۱۳۴)۔ ظلموں کی وجہ (صفحہ ۳۸)۔ تخت سے دست برداری (صفحہ ۳۹ و ۴۱ و ۴۳) نئے قیاصرہ کا انتخاب (صفحہ ۴۰ و ۴۱)۔ کار سلطنت سے علیحدہ ہو کر خانہ نشین ہونا۔ (صفحہ ۴۰ و ۴۶) اُس کا نظام حکومت (صفحہ ۵۰ و ۶۵ و ۶۶ و ۴۷ و ۱۲۳ و ۲۴۲ و ۳۱۱ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۷)۔ کاراسیوس کو برطانیہ کا بادشاہ تسلیم کرنا (صفحہ ۵۱)۔ کارنن تم کی مجلس سیاسی میں مدعو کیا جاتا ہے (صفحہ ۶۳ و ۶۴) قسطن طین سے اُس کے تعلقات (صفحہ ۶۴) مجلس روما (سینات) کے ساتھ اُس کا برتاؤ (صفحہ ۹۰)۔ ہمشیرہ قسطن طین کے عقد کی تقریب میں جانے سے معذرت کرنا (صفحہ ۱۰۶)۔ اُس کی بیوی اور بیٹی (صفحہ ۱۱۸ و ۱۱۹)۔ چاہتا ہے کہ بیٹی ساتھ رہے (صفحہ ۱۱۹) جشن بست سالہ کرتا ہے (صفحہ ۱۳۴ و ۲۳۹ و ۲۴۰)۔ اس جشن کے موقع پر قیدیوں کو آزاد کرنے کا حکم (صفحہ ۱۳۴)۔

دنیوی اختیارات (Temporal Power) اسقف روما کو دنیوی اختیارات

(یہاں جو صفحات درج ہوئے ہیں وہ کتاب میں حاشیہ کے صفحات ہیں نہ کہ پیشانی کے)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

دیئے جانے کا قصہ (صفحہ ۲۴۸ و ۲۴۹)۔
دوناتوس کاسی نجری کا (Donatus of Casæ Nigræ) (صفحہ ۱۶۵)۔
دوناتوس مسقلہ کا (Donatus of Mascula) (صفحہ ۱۶۱)۔
دوناتوس میگنس (Donatus Magnus) دوناتسی فرقہ کا پیشوا (صفحہ ۱۶۶ و ۱۷۳ او ۱۸۴ و ۱۸۵)۔
دوناتسی لوگ (Donatists) (صفحہ ۱۵۹-۱۸۸) قسطنطین کا خط دوناتسیوں کے نام (صفحہ ۱۸۰)۔ وہ اسباب جن کی بنا پر اس فرقے کا وجود ہوا۔ (صفحہ ۱۸۳) انکی تعداد میں ترقی (صفحہ ۱۸۵)۔
دوناتسی اختلاف (Donatist schism) (صفحہ ۱۵۹-۱۸۸)۔
دسیوس۔ شہنشاہ (Decius) عیسائیوں پر اُس کے ظلم (صفحہ ۱۳)۔

ر

روریسیوس پومپیانوس (Ruricius Pompeianus) ویرونہ پر قبضہ رکھ کر دشمن کا مقابلہ کیا (صفحہ ۸۳)۔ لڑائی میں مارا گیا (صفحہ ۸۵)۔
روما (Rome) (صفحہ ۵۷ و ۲۵۸)
روما کی مجلس (Rome, Council of) (صفحہ ۱۷۶)۔
روما کی سلطنت (The Roman Empire) تیسری صدی میں اُس کے زوال کا خوف (صفحہ ۱) قسمت پلٹتی ہے (صفحہ ۳)۔ دائیوکلیشن کے زمانہ میں اُس کی حالت (صفحہ ۵ و ۳۴۲) بارہ ڈائیوسیسیں میں اُس کی تقسیم ارضی (صفحہ ۱۰ و ۳۳۱) اقبالمندی (صفحہ ۱۱) اُس کی آبادی (صفحہ ۱۲)۔ سلطنت کو قسطنطین اور لائی سی نیوس آپس میں بانٹ لیتے ہیں (صفحہ ۱۲۰) سلطنت پر قوطیوں اور سرماتیوں کی فوج کشی (صفحہ ۱۲۳ و ۱۲۴) اجتماع قوت یعنی کل سلطنت پر ایک ہی فرمانروا کا مسلط ہو جانا۔ (صفحہ ۱۳۳) زمانۂ امن (صفحہ ۲۵۲) قوطیوں اور سرماتیوں سے جنگ (صفحہ ۲۵۲)۔ نظام حکومت کی تجدید قسطنطین کے زمانے میں (صفحہ ۳۲۰)۔ سلطنت کا شیرازہ بکھر جاتا ہے (صفحہ ۳۴۲)۔

(یہاں جو صفحات درج ہوئے ہیں وہ کتاب میں حاشیہ کے صفحات ہیں نہ کہ پیشانی کے)

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ز

زوسیموس (Zosimus) مصنف قسطن طین کے خصائص بیان کرتا ہے (صفحہ ۳۰۳)۔

س

سابی نوس پریفکٹ (Sabinus, præfect) (صفحہ ۱۴۰ و ۱۴۳)۔

ساترنی نوس (Saturninus) کی تقریر (صفحہ ۳)۔

سایمون استی لائی تیز (Simon Stylites) (صفحہ ۳۴۷)

سرکم سیلیون (Circumcelliones) ایک مذہبی فرقہ (صفحہ ۱۸۵ و ۱۸۶)۔

سرماتی (Sarmatæ) قوم۔ رومانی سلطنت پر فوج کشی کرتی ہے (صفحہ ۱۲۳) قسطن طین سے مدد چاہتی ہے (صفحہ ۲۵۳)۔

سقراطیس (Socrates) مصنف۔ عبارت نقل کی گئی (صفحہ ۲۱۶ و ۲۲۰ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۹۸ و ۲۹۹)۔

سلوانوس (Sylvanus) اسقف (صفحہ ۱۶۲)۔

سل ویستر (Sylvester) اسقف روما۔ آرل کی مجلس میں اپنی طرف سے قائم مقام بھیجتا ہے (صفحہ ۱۶۵)۔ ارل کی مجلس سے اُس کے نام ایک خط (صفحہ ۱۶۶ و ۱۶۷)۔ نیقیہ کی مجلس میں حاضر نہیں ہوسکا۔ (صفحہ ۲۱۲ و ۲۱۳) قسطن طین کو اصطباغ دیتا ہے (صفحہ ۲۴۸)۔ اُس کی نسبت ایک قصہ کہ قسطن طین نے اُس کو پہلے جلا وطن کیا اور پھر بلا کر اُس کے ہاتھ سے اصطباغ لیا (صفحہ ۲۴۸ و ۲۴۹)۔

سوپاتر (Sopater) بت پرست فلسفی۔ قسطن طین کا اُس پر مہربان ہونا (صفحہ ۳۲۴)

سوتادیس۔ اقریطشی (Sotades of Crete) بت پرست شاعر (صفحہ ۲۰۴)۔

سوزومن۔ مورخ (Sozomen) عبارت نقل کی گئی (صفحہ ۲۱۶)۔

سی بالس (Cibalis) جنگ سی بالس (صفحہ ۱۲۱)۔

سیسی لیانوس (Cæcilianus) توسیلہ کو ملامت کرتا ہے (صفحہ ۱۶۳)۔ اسقفی کے لئے منتخب کیا جاتا ہے (صفحہ ۱۶۴) اُس کے انتخاب پر بے ضابطگی کا اعتراض ہوتا ہے (صفحہ ۱۶۵ و ۱۶۶ و ۱۷۰ و ۱۷۱ و ۱۷۳ و ۱۷۸) قسطن طین کا خط اُسکے نام (صفحہ ۱۶۶ و ۱۶۷

(یہاں جو صفحات درج ہوئے ہیں وہ کتاب میں حاشیہ کے صفحات ہیں نہ کہ پیشانی کے)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

روما میں اُس کا طلب کیا جانا (صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱)۔ اُس کے حق میں قسطن طین کا فیصلہ (صفحہ ۱۸۲)۔ دوناتسی تعمیل حکم سے انکار کرتے تھے (صفحہ ۱۸۴)۔
سیکندوس (Secundus, Bishop) تجی سیس کا اسقف۔ قرطہ میں مجلس کا صدر انجمن ہوتا ہے (صفحہ ۱۶۱ و ۱۶۲ و ۱۶۵)۔
سیکندوس تلمیاسی (Secundus of Ptolemais) اسقف۔ اریوس کا دوست تھا (صفحہ ۱۹۶)
سیلس تیوس (Celestius, deacon) (صفحہ ۱۶۴)۔
سینیکا (Seneca) مصنف۔ عبارت نقل کی گئی (صفحہ ۳۵۰)
سینی کیو (Senecio) (صفحہ ۱۲۰)۔
سیویروس (Severus) شہنشاہ۔ قیصر مقرر کیا جاتا ہے۔ (صفحہ ۴۰ و ۵۶ و ۵۷) گیلی ریوس اُس کو نامزد کرتا ہے (صفحہ ۴۱ و ۵۹) اُس کا علاقہ حکومت (صفحہ ۵۶)۔ روما کا محاصرہ کرتا ہے (صفحہ ۵۹) میک سیمیان اور ماکزن تیوس اُس کا محاصرہ کر لیتے ہیں (صفحہ ۵۹-۶۰) اُس کو حکم ہوتا ہے کہ اپنی موت کا طریقہ پسند کر لے۔ (صفحہ ۷۲)۔

ش

شاپور (Sapor) بادشاہِ ایران۔ قسطن طین سے اُس کے تعلقات (صفحہ ۲۵۴-۲۵۶)
شفت ایرینی (Saint Irene) کا گرجا۔ اُس کے حالات (صفحہ ۲۷۴ و ۲۷۵)
شفنت اسطیفن (St. Stephen) کا گرجا۔ (صفحہ ۲۷۸)۔
شفنت سوفایا (St. Sophia) کا گرجا (صفحہ ۲۷۴)۔
"شہیدوں کے اذیت نامے" (Passion of the Saints) (صفحہ ۳۵ و ۳۶)

ع

عشری اراضیات (صفحہ ۱)۔

(یہاں جو صفحات درج ہوئے ہیں وہ کتاب میں حاشیہ کے صفحات ہیں نہ کہ پیشانی کے)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عیسائی ۔ اُن پر ظلم (۲۷ و ۱۳۴) ۔ نیکومیدیا میں ایک عالیشان گرجا بناتے ہیں ۔ (صفحہ ۱۳) ۔ عیسائی اور نو افلاطونی فلسفہ یا فلسفہ فلاطی نوسی (اشراق) (صفحہ ۱۹ و ۲۰)
عیسوی مدارس یا مذاہب ۔ انطاکیہ اور اسکندریہ کے (صفحہ ۲۱۳) ۔
عیسوی مذہب (Christianity) اُس کا جلد اشاعت پانا (صفحہ ۱۲) قسطنطین کا عیسائی ہونا (صفحہ ۹۳ و ۲۰۶ و ۲۱۲) سلطنت کے تحلیل کرنے میں عیسوی مذہب کا مدد کرنا (صفحہ ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۶) عیسوی مذہب میں جذب و انفعال کا مادہ (صفحہ ۳۴۵) سلطنت کی آبادی کو کم کرنے کی طرف رجحان (صفحہ ۳۴۶ - ۳۵۰) ۔ عیسوی رہبانیت (صفحہ ۳۴۶ - ۳۴۸) ۔ عیسوی مذہب اور فوجی ملازمت (صفحہ ۳۵۰ - ۳۵۲) عیسوی مذہب اور علوم و فنون (صفحہ ۳۵۲ - ۳۵۵) عیسوی مذہب کا اثر رومانی سلطنت پر (صفحہ ۳۵۵ و ۳۵۶) ۔

غ

غلامی (Slavery) (صفحہ ۳۴۲) ۔

ف

فاسٹہ (Fausta) قسطنطین کی بیوی ۔ اپنے شوہر سے اُس کے خلاف سازش کا حال بیان کر دیتی ہے (صفحہ ۷۱) ۔ اُس کے لڑکے (صفحہ ۱۲۳) ۔ کرسپوس سے اُس کی چشمک (صفحہ ۲۳۸ و ۲۴۳ و ۲۴۴) موت (صفحہ ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۷) ۔
فرمی لیانس (Firmilianus) حاکم فلسطین ۔ عیسائیوں پر اُس کے ظلم (صفحہ ۱۳۶)
فرنک ۔ قوم (Franks) (صفحہ ۱۵ و ۵۴ و ۲۵۳) ۔
فے لکس (Felix) اسقف ابتجہ (صفحہ ۱۶۴ و ۱۶۵ و ۱۷۳) ۔
فیلوس تورجیوس (Philostorgius) فاسٹہ کے متعلق اُس کا بیان (صفحہ ۲۴۴) ۔
فیلوک سینوس (Philoxenos) (صفحہ ۲۷۳) ۔

ق

قرطاجنہ (Carthage) کا محاصرہ (صفحہ ۷۶) ۔

(یہاں جو صفحات درج ہوئے ہیں وہ کتاب میں حاشیہ کے صفحات ہیں نہ کہ پیشانی کے)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قرطہ (Cirta) شمالی افریقہ میں نومیدیا کے دارالحکومت کا محاصرہ (صفحہ ۷۶) قرطہ کا دوبارہ نام رکھا گیا (صفحہ ۱۸۶)
قسطن طینہ (Constantina) شہنشاہ قسطن طین کی بیٹی (صفحہ ۳۰۹)۔
قسطن طینہ (Constantina) قرطہ کے شہر کا نیا نام (صفحہ ۱۸۶)۔
قسطن طین شہنشاہ (Constantine, Emperor) پیدایش اور والدین (صفحہ ۴۳ و ۴۴)۔ مقام پیدایش (صفحہ ۴۴ و ۲۶۰)۔ اوائل زندگی کے حالات وطبیعت (صفحہ ۴۵) حُبِ جاہ (صفحہ ۴۶)۔ گیلی ریوس کے پاس سے بھاگنا (صفحہ ۴۷) باپ کے پاس پہنچ جانا (صفحہ ۴۸)۔ فوج کا اُس کو اغسطس کے لقب سے پکار کر سلامی دینا (صفحہ ۴۹) اپنی شہنشاہی کا اعلان کرتا ہے (صفحہ ۵۰)۔ گیلی ریوس اُس کو قیصر تسلیم کرلیتا ہے (صفحہ ۵۰) اُس کا قیصر مغرب مقرر ہونا (صفحہ ۵۱)۔ قوم فرنک پر فتح یابی (صفحہ ۵۳۔۵۵) گیلی ریوس سے اُس کا برتاؤ (صفحہ ۶۰)۔ شادی (صفحہ ۶۱) میک سیمیان اور ماکزن تیوس کا قسطن طین سے مل جانا (صفحہ ۶۲) شہنشاہ دائیوک لیشن سے اُسکے تعلقات (صفحہ ۶۴) گیلی ریوس اُسکو اغسطس مان لیتا ہے (صفحہ ۶۶) قسطن طین میک سی میان کی خاطر و مدارت کرتا ہے (صفحہ ۶۷) قوم فرنک کے مقابلہ میں مہم (صفحہ ۶۷ و ۶۸)۔ میک سیمیان کی بغاوت کو فرو کرنا (صفحہ ۶۹)۔ اُس کے خلاف سازشیں (صفحہ ۷۰ و ۷۱)۔ اُس کا علاقہ حکومت (صفحہ ۷۶) لائی سی نیوس کا قسطن طین سے سازش کرنا (صفحہ ۷۹) ماکسن تیوس سے جنگ (صفحہ ۸۰) جسر ملوانی کی لڑائی (صفحہ ۸۶ و ۸۷)۔ روما میں قسطنطین کی سواری کا نکلنا (صفحہ ۸۸) فوج پریٹوریان کی برخاستگی (صفحہ ۸۹) مصالحت کے کام (صفحہ ۹۰) قسطن طین کے شہنشاہ ہونیکی خوشی میں رعایا میں کھیل تماشے اور ضیافتیں (صفحہ ۹۱) رویت صلیب اور قسطن طین کا عیسائی ہونا (صفحہ ۹۲ و ۹۵)۔ میلان کا فرمان جاری ہونا (صفحہ ۱۰۷) قسطنطین اور لائی سی نیوس کل رومانی سلطنت کے مالک ہوجاتے ہیں (صفحہ ۱۲۰) لائی سی نیوس سے جنگ (صفحہ ۱۲۰) قسطنطین لائی سی نیوس کو مقام سی بالس پر شکست دیتا ہے (صفحہ ۱۲۱) لائی سی نیوس کو ماردہ پر پھر شکست ہوتی ہے (صفحہ ۱۲۱) لائی سی نیوس سے عہد نامہ (صفحہ ۱۲۳) قسطن طین کرسپوس کو قیصر مقرر کرتا ہے (صفحہ ۱۲۲) قسطنطین کی اولاد ذکور (صفحہ ۱۲۳) لائی سی نیوس سے بگاڑ (صفحہ ۱۲۳ و ۱۲۴) قسطنطین کی کامیابی (صفحہ ۱۲۴) قسطنطین کلیسا کا حامی و سرپرست بنتا ہے (صفحہ ۱۲۶)۔ لائی سی نیوس کو ادریہ نوپل پر شکست دیتا ہے (صفحہ ۱۲۸) بیزنطیہ کے مقام پر قسطن طین لائی سی نیوس کو شکست دیتا ہے (صفحہ ۱۲۹) قسطن طین کی سپہ سالاری (صفحہ ۱۳۰) کرائی سوپولس کے مقام پر فتح حاصل کرتا ہے (صفحہ ۱۳۰) لائی سی نیوس کے ساتھ

(یہاں جو صفحات درج ہوئے ہیں وہ کتاب میں حاشیہ کے صفحات ہیں نہ کہ پیشانی کے)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُس کا برتاؤ (صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲)۔ مذہبی رواداری کے فرمان پر دستخط کرتا ہے (صفحہ ۱۴۰)
ماکسن تیوس کا زوالِ حکومت (صفحہ ۱۵۲)۔ جلا وطن عیسائیوں کو واپس بلاتا ہے
(صفحہ ۱۵۸)۔ قسطن طین اور دوناتسی فرقہ (صفحہ ۱۵۹)۔ افریقہ کے اسقف قسطن طین سے
فریاد کرتے ہیں (صفحہ ۱۵۹)۔ افریقہ کے اساقفہ کو قسطن طین روپیہ دیتا ہے (صفحہ ۱۶۶)۔
قسطن طین سیسی لیانوس کے نام خط لکھتا ہے (صفحہ ۱۶۶)۔ انولینوس کے نام خط (صفحہ ۱۶۷)
ماجورینوس کا فریق قسطنطین سے فریاد کرتا ہے (صفحہ ۱۶۹)۔ ملتی ایدیز کے نام قسطن طین کا خط
(صفحہ ۱۶۹)۔ ایلیانوس کے نام ایک خط (صفحہ ۱۷۲۔۱۷۴)۔ کریستوس کے نام خط (صفحہ ۱۷۵)
مجلس آرل کے نام خط (صفحہ ۱۷۸۔۱۸۰)۔ قسطن طین۔ سیسی لیانوس کو روما میں طلب کرتا ہے
(صفحہ ۱۸۰) دوناتسی اسقفوں کے نام خطوط لکھتا ہے (صفحہ ۱۸۰) پروبیانوس کے نام خط (صفحہ ۱۸۱)
سیسی لیانوس کی نسبت فیصلہ کرتا ہے (صفحہ ۱۸۲) مسلک سیاسی بدل دیتا ہے (صفحہ ۱۸۳) افریقی کلیسا کی طرف سے
بے پروا ہو جاتا ہے (صفحہ ۱۸۵)۔ جاثلیقیوں کے نام خط میں دوناتسیوں کی نسبت اپنی رائے
ظاہر کرتا ہے (صفحہ ۱۸۷) قسطن طین اور ایریوسی مناظرہ (صفحہ ۱۸۹ و ۲۰۷۔۲۱۰ و ۲۸۵۔۲۹۷)
نیقیہ میں فیصلے کے لئے مجلس مقرر کرتا ہے (صفحہ ۲۱۱) نیقیہ کی مجلس کا افتتاح کرتا ہے (صفحہ ۲۱۷۔۲۱۹)
قسطن طین اور عقیدۂ نیقیہ (صفحہ ۲۳۰)۔ جشن بست سالہ (صفحہ ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۹ و ۳۲۲) مجمع نیقیہ
کے سامنے رخصتی تقریر (صفحہ ۲۳۳ و ۲۳۴) کلیساؤں کے نام خط (صفحہ ۲۳۵)۔ قسطن طین کی اولاد
(صفحہ ۲۳۷)۔ ماں کا اثر قسطن طین پر (صفحہ ۲۳۸ و ۲۳۹)۔ فوج سوارہ کا جلوس (صفحہ ۲۴۰)۔ رعایا
کے نام فرمان (صفحہ ۲۴۱)۔ اپنے فرزند کرسپوس کا دشمن ہو جاتا ہے (صفحہ ۲۴۲)۔ کرسپوس۔ لائی سی نوس
اور فاستہ کا قتل (صفحہ ۲۴۳۔۲۴۷)۔ قتل کے بعد قسطن طین کی پشیمانی (صفحہ ۲۴۷ و ۲۴۹)
"عطیہ قسطن طین" (صفحہ ۲۴۸ و ۲۴۹) اصطباغ (صفحہ ۲۴۸ و ۲۴۹)۔ قسطن طین بہت سے گرجا
تعمیر کراتا ہے (صفحہ ۲۴۹ و ۲۵۱ و ۳۱۸ و ۳۱۹)۔ قوطیوں اور سرماتیوں سے لڑائیاں (صفحہ ۲۵۲
و ۲۵۳)۔ عیسائی مذہب کا اقرار (صفحہ ۲۵۴ و ۲۵۵)۔ دولتِ ایران سے تعلقات (صفحہ ۲۵۴
۲۵۶)۔ شہر قسطنطنیہ کی تعمیر (صفحہ ۲۵۷)۔ ایریوسیوں کے خلاف فرامین (صفحہ ۲۸۶) قسطنطین
کے خصائص (صفحہ ۳۰۱)۔ تعمیر کا شوق (صفحہ ۳۰۲ و ۳۰۳)۔ سلطنت کی تقسیم (صفحہ ۳۰۷۔۳۱۱)
لڑکوں کی تعلیم (صفحہ ۳۰۸) جشن سی سالہ (صفحہ ۳۱۱)۔ مرض الموت (صفحہ ۳۱۲ و ۳۱۳) موت و
تدفین (صفحہ ۲۵۶ و ۳۱۳ و ۳۱۴)۔ قسطن طین اور مذہبی فرقے (صفحہ ۳۱۶) روزمرہ کی زندگی میں

(یہاں جو صفحات درج ہوئے ہیں وہ کتاب میں حاشیہ کے صفحات ہیں نہ کہ پیشانی کے)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

مذہب کی پابندی (صفحہ ۳۱۷) - خداوند کا دن منانے کی ہدایت (صفحہ ۳۱۹) - عبادت (صفحہ ۳۱۹) قدیم مذہب بت پرستی سے اُس کا برتاؤ (صفحہ ۳۲۰) - مذہبی رعایت و رواداری کا فرمان (صفحہ ۳۲۱) - پونٹی فکس میکسیمس = کاہن کبیر (صفحہ ۳۲۲) قسطن طین اور سحر (صفحہ ۳۲۶) - تماشا گاہوں میں خونی تماشے بند کرنے کا فرمان (صفحہ ۳۲۷) - ملکی معاملات میں اصلاحیں (صفحہ ۳۳۰) قسطن طین کی طرف رعایا کا طریقہ (صفحہ ۳۳۱) - سلطنت کا جدید انتظام (صفحہ ۳۳۱) - آمدنی و خرچ رکھنے کا طریقہ (صفحہ ۳۳۹ - ۳۴۲) -

قسطنطین پسر قسطنطین (Constantine, son of the Emperor Constantine) (صفحہ ۲۹۶ و ۳۰۹) -

قسطنطنیہ (Constantinople) شہر کی بنیاد (صفحہ ۲۵۷) - پہلے اس شہر کا نام نیا روما رکھا جاتا ہے (صفحہ ۲۵۸) - قسطنطنیہ اور نیولین (صفحہ ۲۵۹) - نئے شہر کا کچھ حصہ گر جانے کے بعد پھر بنایا جاتا ہے (صفحہ ۲۶۶) - شہر کو سپتی کولس یعنی ہفت کوہ کہا جاتا ہے (صفحہ ۲۶۶) شہر کا افتتاح (صفحہ ۲۶۷) شہر کا نقشہ و مکانات (صفحہ ۲۶۹) فورم (صفحہ ۲۶۹) محلات (صفحہ ۲۷۲) حوض اور پانی کے خزانے (صفحہ ۲۷۳) ہپوڈروم (اتمیدان یا اسپ میدان) (صفحہ ۲۷۴ و ۲۷۶) گرجا (صفحہ ۲۷۴-۲۷۶)

قسطن طینوس (Constantinus) پسر قسطن طین شہنشاہ (صفحہ ۳۰۹ و ۳۱۴) -

قسطن طیوس (Constantius) پسر قسطن طین شہنشاہ - عیسائیوں پر ظلم (صفحہ ۱۳) - پیدائش (صفحہ ۲۳۸) - قیصر گال مقرر ہوا (صفحہ ۲۴۲) کانسل مقرر کیا گیا (صفحہ ۲۴۳) -

قسطن طیوس کلورس (Constantius Chlorus) قیصر (صفحہ ۵) برطانیہ کو روانہ ہوتا ہے (صفحہ ۶) علاقۂ حکومت (صفحہ ۸) - خصائص (صفحہ ۱۶ و ۳۲۰) - عیسائیوں کے ساتھ برتاؤ (صفحہ ۱۶ و ۲۰) شہنشاہ ہو جاتا ہے (صفحہ ۴۰) خاندان (صفحہ ۴۴) شادی (صفحہ ۴۴) خیر خواہی (صفحہ ۴۶) موت (صفحہ ۴۹)

قسطن طیہ (Constantia) لائی سی نیوس کی بیوی اپنے شوہر کے لئے بھائی سے جاں بخشی چاہتی ہے (صفحہ ۱۳۱) قسطنطیہ کا ذی اثر ہونا (صفحہ ۲۰۰ و ۲۳۰ و ۲۳۹ و ۲۸۹) -

قوط - قوم (Goths) قوط کی قوم رومانی سلطنت پر فوج کشی کرتی ہے (صفحہ ۱۲۳ و ۱۲۴) - قسطن طین سے اس قوم کی لڑائی (صفحہ ۲۵۲) -

(یہاں جو صفحات درج ہوئے ہیں وہ کتاب میں حاشیہ کے صفحات ہیں نہ کہ پیشانی کے)

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قونس طنس (Constans) پسر قسطنطین شہنشاہ (صفحہ ۲۳۸ و ۳۰۹)۔

قیساریہ (Cæsarea) قیساریہ کی مذہبی مجلس (صفحہ ۲۹۲ و ۲۹۳)۔

ک

کاراسیوس (Carausius) (صفحہ ۶ و ۶۵)

کارنن تم (Carnuntum) کارنن تم میں ایک سیاسی مجلس کا انعقاد (صفحہ ۶۳ و ۶۴)۔

کاروس (Carus) ایران میں غارتگری کرتا ہے (صفحہ ۴)

کارینوس (Carinus) پسر کاروس۔ سلطنت کا کارینوس اور اُس کے بھائی نومیریان میں منقسم ہونا (صفحہ ۴)۔ کارینوس کی موت (صفحہ ۵)۔

کانسل (Consul) (صفحہ ۳۳۴)۔

کایوس (Caius) (صفحہ ۲۳۸)۔

کرائی سوپولس (Chrysopolis) جنگ کرائی سوپولس (صفحہ ۱۳۰ و ۱۵۸)

کرسپوس (Crispus) پسر قسطن طین۔ قیصر مقرر ہوتا ہے (صفحہ ۱۲۲)۔ قوم الیمانی پر فتح پاتا ہے (صفحہ ۱۲۴)۔ ایماندوس کو شکست دیتا ہے (صفحہ ۱۲۹)۔ وارثِ تخت سمجھا جاتا ہے (صفحہ ۲۳۷)۔ اُس کی فتوحات (صفحہ ۲۳۷)۔ کرسپوس اور فاستہ (صفحہ ۲۳۸) قسطن طین بیٹے کا دشمن ہوجاتا ہے (صفحہ ۲۴۲ و ۲۴۳، ۲)۔ اُس کی موت (صفحہ ۲۴۳)۔

کرستوس (Chrestus) اسقف سرقوسہ (صفحہ ۱۷۵)

کلادیان (Claudian) (صفحہ ۳۵۴)۔

کلادیوس (Claudius) قوطیوں اور سرماتیوں پر غالب آتا ہے (صفحہ ۳ و ۱۲۳)۔

کلیسا (Church) شہنشاہ دائیوک لیشن کے زمانے میں کلیسا کی حالت (صفحہ ۱۲-۱۴ و ۱۶) کلیسا پر ظلم و ستم (صفحہ ۱۲ و ۱۳۴) کلیسا اور سلطنت (صفحہ ۱۳ و ۱۴، ۵۸ و ۱۴۳ و ۲۲۳ و ۴۴۳ و ۳۴۴) کلیسا میں اختلافات (صفحہ ۱۵۳ و ۱۵۹ و ۱۸۹ و ۲۱۱) کلیسا آخرکار کامیاب ہوتا ہے (صفحہ ۲۳۶ و ۳۵۵ و ۳۵۶) کلیسا پر ظلم بند ہوتے ہیں (صفحہ ۲۸۵) کلیسا اور مسئلہ تاہل (صفحہ ۳۴۹)

کندی دیانوس (Candidianus) قتل کیا جاتا ہے (صفحہ ۱۱۹)۔

کولونس (Colonus) نیم غلام کاشتکار۔ اُن کی سخت حالت (صفحہ ۳۴ و ۳۴۲ و ۳۴۳)

(یہاں جو صفحات درج ہوئے ہیں وہ کتاب میں حاشیہ کے صفحات ہیں نہ کہ پیشانی کے)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گ

گال - ملک (Gaul) اقوام فرنگ اُس کو برباد کرتی ہیں (صفحہ ۱) اور یلیان اس ملک کو اُن کے قبضہ سے نکال لیتا ہے (صفحہ ۳)۔ دائیوک لیشن کے زمانے میں اس ملک کی حالت (صفحہ ۶) قسطنطیوس اُس کا فرمانروا مقرر ہوتا ہے (صفحہ ۸ و ۵۲)۔ اس ملک میں قسطن طین کا ورود (صفحہ ۵۱ و ۵۶ و ۷۶ و ۸۲)۔ کرسپوس کا گال کی قیصری پر مقرر ہونا (صفحہ ۱۲۴ و ۲۴۲)۔

گبن - مورخ (Gibbon) گبن کے خیالات سرگم سیلیون کی نسبت (صفحہ ۱۸۶) ایریوسی مناظرے کے متعلق اس مورخ کی رائے (صفحہ ۱۹۴) قسطنطنیہ کے موقع کی کیفیت لکھتا ہے (صفحہ ۲۶۳ و ۲۶۴) انی بالیانوس کو خطاب بادشاہی ہونے کی نسبت اُس کی رائے (صفحہ ۳۰۹)۔

گروونر (Grosvenor) عالم آثار قدیمہ۔ قسطنطنیہ کے حالات میں اُس کی کتاب سے چند اقتباسات (صفحہ ۲۷۳ و ۲۷۵ و ۲۷۸ و ۲۸۱)۔

گیلی ریوس - شہنشاہ (Galerius) پہلے قیصر مقرر ہوتا ہے (صفحہ ۵ و ۳۹) شرقی ایران کے رومانی علاقوں پر حاکم مقرر ہونا (صفحہ ۶) ایرانیوں پر فتح (صفحہ ۷ و ۴۷)۔ گیلی ریوس اور دائیوک لیشن (صفحہ ۸)۔ علاقۂ حکومت (صفحہ ۸)۔ سرمیوم کو دارالحکومت بناتا ہے (صفحہ ۸)۔ اُس کے خصائص اور اثر (صفحہ ۱۶ و ۲۵)۔ گیلی ریوس کی طبیعت پر اُس کی ماں کا اثر (صفحہ ۱۶) عیسائیوں پر ظلم (صفحہ ۱۷-۱۹ و ۲۳-۲۵ و ۴۷)۔ اغسطس ہو جاتا ہے (صفحہ ۴۰) اغسطس ہو کر نئے قیصر مقرر کرتا ہے (صفحہ ۴۱ و ۴۲)۔ قسطن طین کے ساتھ اُس کا برتاؤ (صفحہ ۴۲ و ۴۶ و ۶۰) قسطن طین کو اُس کے باپ کے پاس روانہ کرتا ہے (صفحہ ۴۷ و ۴۸)۔ قسطن طین کو قیصر تسلیم کرتا ہے (صفحہ ۵۰)۔ قواعد مردم شماری کو وسعت دیتا ہے (صفحہ ۵۷)۔ سے ویردس سے اُس کے تعلقات (صفحہ ۵۹)۔ اٹلی پر فوج کشی (صفحہ ۶۰-۶۲ و ۷۶ و ۸۱)۔ کارنتم پر ایک مجلس کرتا ہے (صفحہ ۶۳) گیلی ریوس اور دائیوک لیشن (صفحہ ۶۳) لائی سی نیوس کو اغسطس مقرر کرتا ہے (صفحہ ۶۴ و ۶۵) میکسیمن دازا سے اس کے تعلقات (صفحہ ۶۵ و ۶۶) میکسیمن کا اغسطس ہونا تسلیم کرتا ہے (صفحہ ۶۶) اسکی موت (صفحہ ۳، ۷۴ و ۱۳۸) اُس کی طبیعت کا اندازہ (صفحہ ۴۷ و ۵۷)۔ اپنا جانشین مقرر کرتا ہے (صفحہ ۷۵) فرامین (صفحہ ۹۷ و ۹۹)۔ مقاصد کی تعمیل (صفحہ ۸۹) اپنی بیوی کو بغرض حفاظت گیلی ریوس کے سپرد کرتا ہے (صفحہ ۱۱۸) مذہبی رواداری کا فرمان (صفحہ ۱۳۸-۱۴۰)۔

(یہاں جو صفحات درج ہوئے ہیں وہ کتاب میں حاشیہ کے صفحات ہیں نہ کہ پیشانی کے)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

گیلی نوس (Gallienus) اور طبقۂ اراکین مجالس سیاسی۔ (صفحہ ۹)۔ مذہبی رواداری کے احکام جاری کرتا ہے (صفحہ ۱۳)۔

ل

لائی سیا کے لوگ (Lycians) اُن کی عرضداشت (صفحہ ۱۴۲-۱۴۳)۔

لائی سی پس کے سنگین گھوڑے (Horses of Lysippus) (صفحہ ۲۸۳)۔

لائی سی نیا نوس (Licinianus) قیصر مقرر ہوتا ہے (صفحہ ۱۲۲) قسطنطین کا برتاؤ اُسکے ساتھ (صفحہ ۱۲۵) جان بخشی کی گئی (صفحہ ۱۳۳)۔ موت (صفحہ ۲۴۳)۔

لائی سی نیوس شہنشاہ (Licinius) کارنن تم کی مجلس میں شرکت (صفحہ ۶۳)۔ اغسطس ہو جاتا ہے (صفحہ ۶۴-۶۶)۔ گیلی ریوس کا جانشین ہوتا ہے (صفحہ ۷۵) لائی سی نیوس اور میک سیمن دازا مشرقی حصۂ سلطنت میں (صفحہ ۷۶)۔ لائی سی نیوس کے تعلقات میک سیمن دازا سے (صفحہ ۷۹ و ۸۰)۔ قسطنطین سے سازش کرنا (صفحہ ۷۹)۔ شادی (صفحہ ۷۹)۔ میلان کا فرمان (صفحہ ۱۰۷) و دیگر فرامین (صفحہ ۱۰۹) لائی سی نیوس کا زوال حکومت (صفحہ ۱۱۵) لائی سی نیوس میلان میں (صفحہ ۱۱۵) میکسیمن دازا پر اسکی فتح (صفحہ ۱۱۶ و ۱۱۷) لائی سی نیوس کو ایک فرشتہ سے خبر ملتی (صفحہ ۱۱۶)۔ میکسیمن دازا کے خاندان والوں کا قتل (صفحہ ۱۱۸ و ۱۱۹)۔ کندی دیانوس کا قتل (صفحہ ۱۱۹) لائی سی نیانوس اور قسطن طین رومانی سلطنت سے حصہ لیتے ہیں (صفحہ ۱۲۰)۔ قسطن طین سے جنگ (صفحہ ۱۲۰) مقام سی بالس پر لائی سی نیوس کی شکست (صفحہ ۱۲۱)۔ پھر ہار دیا پر (صفحہ ۱۲۱)۔ قسطن طین سے عہد نامہ کا ہونا (صفحہ ۱۲۲)۔ لائی سی نیوس اپنے لڑکے لائی سی نیانوس کو قیصر مقرر کرتا ہے (صفحہ ۱۲۲) اپنی عملداری سے اعلیٰ درجہ کے علاقے علٰحدہ کر دیتا ہے (صفحہ ۱۲۲) قسطن طین سے بگاڑ ہوتا ہے (صفحہ ۱۲۳ و ۱۲۵-۱۲۷ و ۱۵۴، ۱۵۷) مذہبی مسلک (صفحہ ۱۲۶ و ۱۲۷) اور یہ نوپل پر شکست کھانا (صفحہ ۱۲۸) کرائی سو پولس پر شکست (صفحہ ۱۳۰)۔ قسطن طین سے جان بخشی چاہنا (صفحہ ۱۳۱) موت (صفحہ ۱۳۲) خصائص (صفحہ ۱۳۲) مذہبی رواداری کا فرمان (صفحہ ۱۳۸، ۱۴۰) میک سیمن کو شکست دینا (صفحہ ۱۵۳)۔ عیسائیوں کے خلاف کارروائی (صفحہ ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۱۵۷)۔ فرمان میلان کا کچھ لحاظ نہیں کرنا (صفحہ ۱۵۵) جلاوطنی (صفحہ ۱۵۸)۔

لکتن تیوس (Lactantius) مورخ۔ مورخ ہونیکی حیثیت سے اُس کی تحریر کا اندازہ

(یہاں جو صفحات درج ہوئے ہیں وہ کتاب میں حاشیہ کے صفحات ہیں نہ کہ پیشانی کے)

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

(صفحہ ۴۰-۴۲-۴۴ و ۴۷)۔

لودی سیریالس (Ludi Cereales) (صفحہ ۳۶)

لوسیان انطاکیہ کا (Lucian of Antioch) مشہور عالم گذرا ہے (صفحہ ۲۰۰ و ۲۰۱)۔

لوسیلہ۔ رئیسہ (Lucilla) قرطاجنہ کا کلیسا اُس کو تقصیر دار قرار دیتا ہے (صفحہ ۱۶۲-۱۶۴) لوسیلہ کی سازشیں (صفحہ ۱۰۸)۔

م

ماجورینوس (Majorinus) اسقفی پر انتخاب ہوتا ہے (صفحہ ۱۶۵) موت (صفحہ ۱۶۵)۔ عیسوی کلیسا اُس کو اسقف تسلیم نہیں کرتے (صفحہ ۱۶۶)۔

ماردیا (Mardia) جنگ ماردیا (صفحہ ۱۲۱)۔

مارس کیلسیدونی (Maris of Chalcedon) مارس اور عقیدۂ نیقیہ (صفحہ ۲۳۰ و ۲۳۱) جلاوطن ہونا (صفحہ ۲۳۱)۔

مارسیلس (Marcellus) اسقف منتخب ہوا (صفحہ ۱۵۱) جلاوطنی و موت (صفحہ ۱۵۲)

مارتی نیانوس (Martinianus) قیصر مقرر ہوتا ہے (صفحہ ۱۳۰) موت (صفحہ ۱۳۳)۔

ماکسن تیوس (Maxentius) شہنشاہ۔ پسر میک سیمیان۔ قیصری پر بربنائے میراث دعوے کرتا ہے (صفحہ ۵۶)۔ خصائص (صفحہ ۵۶ و ۷۷-۷۹)۔ شادی (صفحہ ۵۷) روما کا مالک ہوجاتا ہے (صفحہ ۵۷ و ۵۸)۔ اغسطس کا لقب اختیار کرتا ہے (صفحہ ۵۹) ماکسن تیوس اور میک سیمیان ما سے ویروس کو محصور کرتے ہیں۔ (صفحہ ۵۹ و ۶۰) ماکسن تیوس اور میک سیمیان قسطن طین سے سازش کر لیتے ہیں (صفحہ ۶۰)۔ ماکسن تیوس اور میک سیمیان ایطالیہ پر قابض ہوجاتے ہیں۔ (صفحہ ۶۲)۔ ماکسن تیوس کا بگاڑ میک سیمیان سے (صفحہ ۶۲ و ۶۳ و ۶۷ و ۷۰) اُس کا علاقۂ حکومت (صفحہ ۷۶) ماکسن تیوس کی حکومت کے زمانے میں افریقہ کے شہروں پر سختیاں (صفحہ ۷۶)۔ اُس سے رعایا ناراض رہتی ہے (صفحہ ۷۶) عیسائیوں کو اُن کی ضبط شدہ جائداد واپس کرتا ہے (صفحہ ۷۹ و ۱۵۲) اُس کا تعلق دیگر اغاسطہ سے (صفحہ ۷۹) اُس کی سازش میک سیمن دازا سے (صفحہ ۸۰) قسطن طین سے جنگ (صفحہ ۸۰) ماکسن تیوس کا زوال حکومت (صفحہ ۸۲ و ۱۱۰ و ۱۵۴)۔ ایطالیہ کا

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ملک اُس کے قبضے سے نکال لیا جاتا ہے (صفحہ ۸۵) موت (صفحہ ۸۷) اُس کا سر قسطن طین اپنی سواری کے ساتھ نکالتا ہے (صفحہ ۸۸)۔ آخری زمانے میں اُس کی کوشش کہ عیسائی رعایا کو اپنے اوپر مہربان کرلے (صفحہ ۱۵۱)۔ اساقفہ کو جلاوطن کرنا (صفحہ ۱۵۲) ماکسن تیوس پر الزام (صفحہ ۱۶۳)۔

مامرتینوس (Mamertinus) میک سیمیان کی تعریف کرتا ہے (صفحہ ۵۲)۔

مانویہ مذہب (Manichaeanism) اس مذہب کی ابتدا (صفحہ ۲۲ و ۲۳)۔ اُس کی خصوصیات (صفحہ ۲۲)۔

مجلسِ شہنشاہی (Imperial Council) (صفحہ ۳۳۳)۔

محراب قسطن طین (Arch of Constantine) (صفحہ ۹۱)۔

محصولات (Taxation) (صفحہ ۳۳۷-۳۴۲)۔

ملتی ایدیز (Miltiades) اسقف منتخب ہوتا ہے (صفحہ ۱۵۲)۔

ملوانی جسر (Milvian Bridge) جسر ملوانی پر لڑائی (صفحہ ۸۶ و ۸۷ و ۹۲)۔

ملی تیوس کا فریق (Meletians) اُسکو روکا جاتا ہے (صفحہ ۲۹۷)۔ اس فریق کو مذہب جاثلیق سے تصور کیا جاتا ہے (صفحہ ۲۹۵)۔

ملی تیوس (Meletius) اسقف لائی کوپولس کو مصری اساقفہ تقصیروار ٹھہراتے ہیں (صفحہ ۱۹۰)

منارۂ قسطن طین (Column of Constantine) (صفحہ ۷۰)۔

منتانسی مذہب (Montanism) شمالی افریقہ میں (صفحہ ۱۵۹)۔

منسوریوس (Mensurius) اسقف قرطاجنہ اور کل افریقہ کا مطران کتب مقدسہ کو بت پرستوں کے ہاتھوں سے بچانے کی ترکیب چلتا ہے (صفحہ ۱۶۰)۔ روما میں طلب کیا جاتا ہے (صفحہ ۱۶۴)۔ موت (صفحہ ۱۶۴)۔

میسیا (Moesia) ملک قسطن طین کے حوالے کیا گیا (صفحہ ۱۲۲) قوطیوں اور سرماتیوں کا اُس پر حملہ (صفحہ ۱۲۳)۔

میک سیمن دازا (Maximin Daza) شہنشاہ۔ پہلے قیصر ہوتا ہے (صفحہ ۴۰ و ۵۷) اُس کو گیلی ریوس نے نامزد کیا (صفحہ ۴۱ و ۴۲) علاقہ حکومت (صفحہ ۶۵ و ۷۵) اغسطس کہلائے جانے کا دعوے کرتا ہے (صفحہ ۶۶)۔ اغسطس کبیر کا خطاب طلب کرتا ہے (صفحہ ۷۵)

(یہاں جو صفحات درج ہوئے ہیں وہ کتاب میں حاشیہ کے صفحات ہیں نہ کہ پیشانی کے)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

میک سیمین دازا اور لائی سی نیوس مشرقی سلطنت کے نصف حصہ میں (صفحہ ۷۶) ماکسن تیوس سے سازش کرنا (صفحہ ۷۹ و ۸۰ و ۱۴۸) - پھر لائی سی نیوس سے مخالفت اختیار کرتا ہے (صفحہ ۸۰ و ۱۰۷) - لائی سی نیوس کی عملداری پر حملہ کرتا ہے (صفحہ ۱۱۵ و ۱۴۸) مگر شکست کھا جاتا ہے (صفحہ ۱۱۶ و ۱۱۷ و ۱۴۸ و ۱۵۳) - فراری (صفحہ ۱۱۷ و ۱۱۸ و ۱۴۸) خودکشی کرتا ہے (صفحہ ۱۱۸ و ۱۵۱) - اُس کی عملداری پر لائی سی نیوس قابض ہو جاتا ہے (صفحہ ۱۱۸) اُس کے خاندان والے قتل کیئے جاتے ہیں (صفحہ ۱۱۸) پرسیکہ اور ویلیریہ کے ساتھ اُس کا برتاؤ (صفحہ ۱۱۸ و ۱۱۹) عیسائیوں پر اُس کے ظلم (صفحہ ۱۳۵-۱۳۷ و ۱۴۱-۱۴۳ و ۱۴۵-۱۴۷) مذہبی رواداری کا کام (صفحہ ۱۳۷ و ۱۴۹-۱۵۱) عیسائیوں کو اُن کے حقوق دیتا ہے (صفحہ ۱۴۰ و ۱۴۹ و ۱۵۰) خصائص (صفحہ ۱۴۶ و ۱۴۷) - بڑے بڑے لوگ جن کا خون کیا (صفحہ ۱۴۷) تری داتیز کے ساتھ اُس کی جنگ (صفحہ ۱۴۸) - اُس کا آخری فرمان (صفحہ ۱۴۹ و ۱۵۰) -

میک سیموس (Maximus) حاکم سسلیہ (صفحہ ۳۰) -

میک سیموس (Maximus) حاکم ہسپانیا (صفحہ ۱۷ و ۱۸) -

میک سیمیان - شہنشاہ (Maximian) قیصر ہوتا ہے (صفحہ ۵) پھر اغسطس کے درجے کو پہنچتا ہے (صفحہ ۵) - والی مغرب مقرر ہوتا ہے (صفحہ ۶ و ۸) - مورتیانیہ کی قوم مُور سے لڑتا ہے - (صفحہ ۶) - کاراسیوس کو برطانیہ کا بادشاہ تسلیم کرتا ہے (صفحہ ۶ و ۱۵) - اپنا لقب ہرکیولیوس رکھتا ہے (صفحہ ۸) - خصائص (صفحہ ۱۴ و ۱۵) - عیسائیوں پر ظلم (صفحہ ۱۵-۱۹ و ۱۶۰) لودی سیریا لس کا تہوار مناتا ہے (صفحہ ۳۶) - تخت چھوڑتا ہے (صفحہ ۴۰ و ۵۶) - گال میں امن و سلامتی پیدا کرتا ہے (صفحہ ۵۱) - مامرتینوس اُس کی تعریف کرتا ہے (صفحہ ۵۲) اپنا دربار میلان کے شہر میں جماتا ہے (صفحہ ۵۷) - اغسطس کا لقب اختیار کرنا (صفحہ ۵۹) - سے ویروس پر فتح پانا (صفحہ ۵۹ و ۶۰) - میک سیمیان اور ماکسن تیوس قسطن طین سے سازش کرتے ہیں (صفحہ ۶۰ و ۶۲) اپنی لڑکی کا عقد قسطن طین سے کر دیتا ہے (صفحہ ۶۱ و ۶۲) - میک سیمیان اور ماکسن تیوس کا قبضہ ایطالیہ کے ملک پر (صفحہ ۶۲) - ماکسن تیوس سے بگاڑ ہو جاتا ہے (صفحہ ۶۲ و ۶۳ و ۶۷ و ۷۰) - ایطالیہ سے نکالا جاتا ہے (صفحہ ۶۳) - کارنن تم کی مجلس سیاسی میں حاضر ہوتا ہے (صفحہ ۶۳ و ۶۵) معزول اغسطس تصور کیا جاتا ہے (صفحہ ۶۵ و ۶۶) - گال کو واپس آتا ہے (صفحہ ۶۷) قسطنطین کو ہلاک کرنے کی تدبیر نکالتا ہے (صفحہ ۶۸ و ۶۹) - اُس کے خطابات چھن جاتے ہیں (صفحہ ۶۹)

(یہاں جو صفحات درج ہوئے ہیں وہ کتاب میں حاشیہ کے صفحات ہیں نہ کہ پیشانی کے)

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قسطنطین کے خلاف دیگر فرمانرواؤں سے سازش کرتا ہے (صفحہ ۷۰ و ۷۱)۔ موت (صفحہ ۷۱ و ۷۲)۔

میکیل (Mr.Mackail) مصنف "لاطینی ادب کی تاریخ" اس کتاب سے کچھ عبارت نقل کی گئی (صفحہ ۳۴۵)۔

میلان مجمع میلان ۔ (صفحہ ۱۰۶)۔

میلان شہر (Milan) فرمان میلان ۔ (صفحہ ۱۰۰ و ۱۱۵)۔ اس فرمان کے بعض قابل توجہ فقرے (صفحہ ۱۰۷ و ۱۰۸) وہ اصول جو اس فرمان میں مدنظر رکھے گئے اور وجہ اُن کے الفاظ کی (صفحہ ۱۰۹ و ۱۱۰)۔ اس فرمان کو عیسائیوں نے اچھا سمجھا (صفحہ ۱۵۳) لیکن لائی سی نیوس نے اُس کی کچھ پروانہ کی (صفحہ ۱۵۵)۔

منیروینا (Minervina) قسطنطین کی پہلی بیوی اُس کا لڑکا کرسپوس (صفحہ ۱۲۲ و ۱۲۳)

ن

نارسیز ۔ بادشاہ ایران ۔ (Narses) مصالحت چاہتا ہے (صفحہ ۴)۔

نواشیان ۔ مذہب (Novatianism) اس مذہب کا رواج شمالی افریقہ میں (صفحہ ۱۵۹)۔

نومیریان (Numerian) پسر کاروس سلطنت کاروس کے دو لڑکوں کارنیوس اور نومیریان میں تقسیم ہو جاتی ہے (صفحہ ۴)۔ اُس کی موت (صفحہ ۵)۔

نیکومیدیا (Nicomedia) شہنشاہ دائیو کلیشن کا دارالحکومت (صفحہ ۸ و ۳۹ و ۲۵۸ و ۲۶۰)۔ عیسائیوں کا گرجا وہاں تعمیر ہوتا ہے (صفحہ ۱۳) نیکومیدیا کا گرجا منہدم کیا جاتا ہے (صفحہ ۲۴)

نیقیہ کا عقیدۂ متفقہ (Nicene Creed) ایک عقیدۂ مذہب بکثرت رائے اختیار کیا جاتا ہے (صفحہ ۲۲۸)۔

نیقیہ کے قوانین (Canons of Nicæa) (صفحہ ۲۳۱ و ۲۳۲)۔

نیقیہ کی مجلس (Council of Nicæa) قسطنطین کا مجلس نیقیہ کو منعقد کرنا (صفحہ ۲۱۱)۔ اُس کے ارکان (صفحہ ۲۱۲ - ۲۱۴)۔ زبان جو اُس میں استعمال ہوئی (صفحہ ۲۱۳)۔ اس مجلس میں سب لوگوں کو ایک دلچسپی پیدا ہو گئی (صفحہ ۲۱۵) قسطنطین نے مجلس کا افتتاح کیا (صفحہ ۲۱۷ - ۲۲۰)۔ مجلس میں تفریق کا پیدا ہونا (صفحہ ۲۲۱) مجلس کی کارروائی (صفحہ ۲۲۱)۔ مجلس نیقیہ کا عقیدۂ متفقہ اختیار کرتی ہے (صفحہ ۲۲۸)۔ ایریوس کو کلیسا سے خارج کرتی ہے (صفحہ ۲۳۱) ایسٹر یعنے عید الفصح کے متعلق اُس کا فیصلہ (صفحہ ۲۳۱)۔ قوانین نیقیہ تیار کیے جاتے ہیں (صفحہ ۲۳۱)۔

(یہاں جو صفحات درج ہوئے ہیں وہ کتاب میں حاشیہ کے صفحات ہیں نہ کہ پیشانی کے)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

۱۳	
۱۵۶	
۲۰۵	
۲۲۷	
۲۲۹	۵
۲۴۳	۳
۲۵۵	۱۰
۲۶۳	۱۴
۳۱۵	۲

...یلیوس (Eutrop...) اسقف۔ قسطنطین کی طبیعت وعادات کے متعلق اُسکی رائے (صفحہ ۳۰۶ و ۳۰۷)
(Eustathius) اسقف انطاکیہ۔ اُس کے خلاف الزامات (صفحہ ۲۹۱)۔

یوسی بیوسی فریق (Eusebian party) اسکی ابتدا (صفحہ ۲۲۱)۔ یوسی بیوسی فریق اور عقیدۂ نیقیہ (صفحہ ۲۲۹ و ۲۳۰)۔ دربار قسطنطین کا اُس فریق پر مہربان ہوجانا (صفحہ ۲۹۰)۔ ایریوس کی موت پر اُس کی پریشان حالی (صفحہ ۲۹۹)۔

یوسی بیوس قیساروی (Eusebius of Cæsarea) اسقفِ قیساریہ۔ قسطن طین کے تبدیل مذہب پر اُس کی رائے (صفحہ ۹۳)۔ قسطنطین کا خط اُس کے نام (صفحہ ۱۵۸)۔ ایریوس کا دوست تھا (صفحہ ۱۹۶ و ۲۱۴)۔ اُس کی تعلیم وتلقین (صفحہ ۲۰۰)۔ ایریوسی مناظرہ پر اُس کے خیالات (صفحہ ۲۰۶) نیقیہ کی مجلس میں فریق اوسط کی تائید کرتا ہے (صفحہ ۲۲۱) یوسی بیوس کا عقیدہ (صفحہ ۲۲۴ و ۲۲۵)۔ عقیدۂ نیقیہ پر دستخط کر دیتا ہے (صفحہ ۲۲۹ و ۲۳۰)۔ قسطن طین کے اصطباغ، موت اور دفن کے متعلق اُس کے خیالات (صفحہ ۳۱۲ و ۳۱۵)۔ قسطن طین کی روزانہ زندگی کی نسبت قیساروی کے خیالات (صفحہ ۳۱۷)۔ مذہب کے متعلق قسطن طین کے مسلک کے بارے میں اُس کی رائے (صفحہ ۳۲۰)

یوسی بیوس نیکومیدی (Eusebius of Nicomedia) مورخ۔ مورخ کی حیثیت سے اُسکی تحریر کا معتبر یا غیر معتبر ہونا (صفحہ ۲۵) اسکی تصنیف "تاریخ کلیسا" (صفحہ ۲۷ و ۱۷ و ۹۷)۔ دوسری تصنیف "سوانح قسطنطین" (صفحہ ۲۷ و ۹۷) ایریوس کا مددگار تھا (صفحہ ۲۰۰ و ۲۱۴) بتھ نیا کے اساقفہ کی ایک مجلس منعقد کی (صفحہ ۲۰۲) اسکندروس نے اسپر اعتراض کیا (صفحہ ۲۰۳) مجمع نیقیہ میں فریق اوسط کا سردار بنتا ہے (صفحہ ۲۲۱) اُسکے خصائص (صفحہ ۲۲۲) یوسی بیوس اور لفظ ہوموا دسیون (صفحہ ۲۲۴) عقیدۂ نیقیہ پر دستخط کرتا ہے (صفحہ ۲۳۱) جلاوطنی (صفحہ ۲۳۱ و ۳۳۶) جلاوطنی سے واپس بلایا جاتا ہے (صفحہ ۲۸۷ و ۲۸۸) ہوسیوس کی جگہ یوسی بیوس قسطنطین کا مشیر مقرر ہوتا ہے (صفحہ ۲۹۰ و ۳۰۰ و ۳۱۶) یوسی بیوس کا حملہ اثاناثیوس پر (صفحہ ۲۹۱)۔ ایریوس کے پھر بحال ہونیکی کوشش کرتا ہے (صفحہ ۲۹۱) قسطن طین کو اصطباغ دیتا ہے (۳۱۳)

(یہاں جو صفحات درج ہوئے ہیں وہ کتاب میں حاشیہ کے صفحات ہیں نہ کہ پیشانی کے)

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

पुस्तकालय
गुरुकुल कांगड़ी

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

"رفیق الحقائق" (صفحہ ۲۰)۔
ہیرکلیوس (Herculius) انتخاب سے اسقف مقرر ہوتا ہے (صفحہ ۱۵۲)۔
ہیرکلیہ (Heraclea) محاصرۂ ہیرکلیہ (صفحہ ۱۱۵)۔

ی

یوٹروپیوس (Eutropius) مصنف۔ قسطنطین کی طبیعت و عادات کے متعلق اُسکی رائے (صفحہ ۳۰۶ و ۳۰۷)
یوستاتھیوس (Eustathius) اسقف انطاکیہ۔ اُس کے خلاف الزامات (صفحہ ۲۹۱)۔
یوسی بیوسی فریق (Eusebian party) اُسکی ابتدا (صفحہ ۲۲۱)۔ یوسی بیوسی فریق اور عقیدۂ نیقیہ (صفحہ ۲۲۹ و ۲۳۰)۔ دربار قسطنطین کا اُس فریق پر مہربان ہوجانا (صفحہ ۲۹۰)۔ ایریوس کی موت پر اُس کی پریشان حالی (صفحہ ۲۹۹)۔
یوسی بیوس قیساروی (Eusebius of Cæsarea) اسقفِ قیساریہ۔ قسطن طین کے تبدیل مذہب پر اُس کی رائے (صفحہ ۹۳)۔ قسطنطین کا خط اُس کے نام (صفحہ ۱۵۸)۔ ایریوس کا دوست تھا (صفحہ ۱۹۶ و ۲۱۴)۔ اُس کی تعلیم و تلقین (صفحہ ۲۰۰)۔ ایریوسی مناظرہ پر اُس کے خیالات (صفحہ ۲۰۶) نیقیہ کی مجلس میں فریق اوسط کی تائید کرتا ہے (صفحہ ۲۲۱) یوسی بیوس کا عقیدہ (صفحہ ۲۲۴ و ۲۲۵)۔ عقیدۂ نیقیہ پر دستخط کر دیتا ہے (صفحہ ۲۲۹ و ۲۳۰)۔ قسطن طین کے اصطباغ موت اور دفن کے متعلق اُس کے خیالات (صفحہ ۳۱۲ و ۳۱۵)۔ قسطن طین کی روزانہ زندگی کی نسبت قیساروی کے خیالات (صفحہ ۳۱۷)۔ مذہب کے متعلق قسطن طین کے مسلک کے بارے میں اُس کی رائے (صفحہ ۳۲۰)
یوسی بیوس نیکومیدی (Eusebius of Nicomedis) مورخ۔ مورخ کی حیثیت سے اُسکی تحریر کا معتبر یا غیر معتبر ہونا (صفحہ ۲۵) اسکی تصنیف "تاریخ کلیسا" (صفحہ ۲۷ و ۱۷ و ۹۷)۔ دوسری تصنیف "سوانح قسطنطین" (صفحہ ۲۷ و ۹۷) ایریوس کا مددگار تھا (صفحہ ۲۰۰ و ۲۱۴) تجہ نیا کے اساقفہ کی ایک مجلس منعقد کی (صفحہ ۲۰۲) اسکندروس نے اسپر اعتراض کیا (صفحہ ۲۰۳) مجمع نیقیہ میں فریق اوسط کا سردار بنتا ہے (صفحہ ۲۲۱) اُسکے خصائص (صفحہ ۲۲۲) یوسی بیوس اور لفظ ہوموا دسیون (صفحہ ۲۲۴) عقیدۂ نیقیہ پر دستخط کرتا ہے (صفحہ ۲۳۱) جلاوطنی (صفحہ ۲۳۱ و ۲۳۶) جلاوطنی سے واپس بلایا جاتا ہے (صفحہ ۲۸۷ و ۲۸۸) ہوسیوس کی جگہ یوسی بیوس قسطنطین کا مشیر مقرر ہوتا ہے (صفحہ ۲۹۰ و ۳۰۰ و ۳۱۶) یوسی بیوس کا حملہ اثاناثیوس پر (صفحہ ۲۹۱)۔ ایریوس کے پھر بحال ہونیکی کوشش کرتا ہے (صفحہ ۲۹۱) قسطن طین کو اصطباغ دیتا ہے (۳۱۳)

(یہاں جو صفحات درج ہوئے ہیں وہ کتاب میں حاشیہ کے صفحات ہیں نہ کہ پیشانی کے)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵	۵	ایوئلیا	ایکوئلیا
"	۲۱	دکتر	وکتر
۱۶	۲	لای۔ل	لایعقل
۲۸	۱۴	اڈگزبرگ	اوگزبرگ
۲۹	۶	ہیبروک لیز	ہیروک لیز
۱۳۷	۶	چوتھی مرتبہ	پہلی مرتبہ
۱۴۳	۵	پرورستش	پرستش
۱۵۶	۱۲	یل	بل
۲۰۵	۴	منصف	مصنف
۲۲۷	۲۰	فتوہ تکفیر	فتویٰ تکفیر
۲۲۹	۵	ــٓـ	ــٓـ
۲۴۳	۳	خوبوں	خوبیوں
۲۵۵	۱۰	منخملہ	منجملہ
۲۶۳	۱۴	بہت عمدہ چیزوں	بہت عمدہ صنعت کی چیزوں
۳۱۵	۲	ایلایوس	ابلاویوس

تمت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

पुस्तकालय
गुरुकुल कांगड़ी

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

19 JAN 1960

Entered in Database

18/2/08
Signature with Date

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar